اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول دوم وسوم — معہ — جلد ہشتم

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ ربیع الاول و الثانی وجمادی الاولی ۱۳۰۲ھ مطابق جنوری فروری مارچ ۱۸۸۵ء

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہہ رسالہ اور اُسکا ضمیمہ دونوں ملا ہوا ہی ہیں (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شائع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہیں ہوتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ ملسکتا ہے (۴) رسالہ کی اصول اغراض ذیل ہیں۔

(الف) اصول اسلام اور اُسکے فروع عظام سے خصوصاً جو متعلق معاشرت ہوں بحث کرنا +

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقوں کے باہمی اتحاد و اتفاق میں کوشش کرنا +

(ج) مسلمانوں کی [illegible] ترقی [illegible]

(د) پولیٹیکل مضامین سے جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتوں کو گورنمنٹ میں پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کے حقوق سے جنکی مذہب میں ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا +

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسایل فرعیہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے +

(۶) قیمت رسالہ نوابوں اور رئیسوں سے سالانہ للعہ گورنمنٹ اور عام اغنیاء سے عہ متوسط اہل وسعت سے ہے کم وسعت لوگوں سے جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہیں ہے۔ بیوسعت اہل علم سے جو اسکی استطاعت نہ کریں دعا خیر۔ قیمت ضمیمہ ہر ایک درجہ والوں سے ربع قیمت رسالہ ہے ([illegible]) کیونکہ حجم ضمیمہ ربع حجم رسالہ ہے +

(۷) ان مراتب خمسہ کا تصفیہ تقرری خریداروں کے بیان یا ایمان پر ہے +

(۸) خط وکتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے +

(۹) سبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا منڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہو گا

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ۔ لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع خادم التعلیم لاہور میں طبع ہوا

فہرست مضامین

نمبر ۱-۲-۳

ضروری اطلاع

جو صاحب خریدار [illegible] نام ہی دفتر اشاعۃ السنہ سے خارج ہوا۔ اور انکا پرچہ بند کیا گیا ہے اب ہم اپنی خوش معاملہ (اگر بے پروا و کم توجہ) معاونوں کو جو اکثر اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہمارے دو چار روپیہ کارخانہ اشاعۃ السنہ میں نہ پہنچے تو کیا ہوا روپیہ بھیجنے والے اور کیا تھوڑے ہیں" بذریعہ فہرست بقایات یہہ جتانا چاہتے ہیں کہ اس خیال نے جیسے معاونین خوش معاملہ کو [illegible] رکھا ہے اور اس چھوٹے سے کارخانہ کا بہت سا روپیہ مارا دیا ہے اور چونکہ کسی کا صاف

(باقی بصفحہ دوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ الآن کما کان

امسال بھی اہتمام طبع واشاعت رسالہ کا عمدہ انتظام نہین ہو سکا اس اہتمام کے لئے کوئی لئیق شخص باوجودیکہ بیس روپیہ ماہوار تک تنخواہ کا اشتہار بھی دیا گیا میسر نہین ہوا۔ صرف دو اشخاص کی درخواستین پونہچی تہین انکو ہمنے پسند نہ کیا دو تین محرر ایسے معاون رہے جنسے بجز نقل نویسی کچھہ نہو سکا کوئی صاحب ہماری اس بات کو بہی معمولی عذر سمجھین تو وہی ہمکو شرط اشتہار (مندرج نمبر ۹ جلد ۷) کے مطابق کوئی لئیق مہتمم بہم پہونچاوین کاتبون پریسمینون نے بہی نہ صرف ہمکو بلکہ اکثر خاسنجات والون کو تنگ کر رکھا ہے۔ انہی تین سالون مین جنکی طبع واشاعت کا پچھلے ہی مہینے مین خیال تہا تین کاتب بدلے اور پانچ پریسمین۔ صدق وامانت کا نام و نشان اٹھا جاتا ہے وبنا برآن علیہ اکثر کامون مین یہی خرابیان پیش آتی ہین لہذا آیندہ کے لئے ہم اپنے معاونون وخریدارون کو کوئی وعدہ نہین دے سکتے یہانتک کہ انتظام رسالہ عمدہ ہوجاے بلکہ بجاے اسکے بادب ملتمس ہین کہ جو صاحب ہمارے مضامین کو مفید و عمدہ خیال کرین وہ انکی عمدگی وفایدہ کے مقابلہ مین حرج توقف کو کچھہ نہ سمجھین اور ہماری اس معروض نمبر ۱ جلد ۷ کو کہ اس تاخیر والتوا مین بجز انتظار انکا کوئی حرج نہین مضامین رسالہ مضامین اخبارون کی طرح موسمی نہین کہ وقت گذرجانیکے بعد وہ بےلطف ہوجائین بلکہ وہ دینی مسایل ہین جو کبہی پرانے اور بےلطف نہین ہوتے پیش چشم رکہکر ہماری اسی سلوک رفتار پر راضی رہین اور جو صاحب ان مضامین کے عمدگی وفایدہ مین جبر نقصان توقف کا یقین نہ رکہتے ہون وہ تا انتظام جدید بار احسان اعانت وخریداری سے ہمکو سبکدوش رکہین چونکہ ہمکو خادم القوم ہونیکا دعوی ہے۔ اور جب خادم سے خدمت مین قصور واقع ہو تو اس قصور یا خدمت سے استعفا اسپر واجب ہوتا ہے لہذا یہہ کلمات مودبانہ گذارش ہوئے

نام لینے سے اسکے دلشکنی اور عام ناظرین مین اسیر نادہندگی کی بدگمانی کا خوف ہے لہذا اس فہرست سے پہلے پوسٹ کارڈ کے ذریعہ سے ہم ان معاونون کو انکے نمبرون سے (جو رجسٹر خریدارون مین انکے مقرر ہین) اطلاع دینگے اسکے بعد بضمن رسالہ نمبر (۴) جلد ۸ فہرست بقایا مین ان نمبرون کے مقابلہ مین انکی رقوم بقایات کو درج کرینگے وہ صاحب اپنے نمبرون سے اپنا نام سمجہکر مثل صاحب دوستان دردل کو عمل مین لاوین اور زر واجب ادا فرماوین — ہماری طرف سے بہی گو رسالہ شائع کرنے مین اکثر دیر ہوتی ہے مگر مطالبہ قیمت بہی رسالہ پہونچا دینے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ لہذا وہ لوگ یہہ عذر نہین کر سکتے کہ رسالہ کی یہہ چال ہے اور تقاضا و مطالبہ زر کا یہہ چال

پنجاب گورنمنٹ کا شکریہ

اور

ایک اسلامی پولیٹیکل مسئلہ پر عمل کرنے کا مشورہ

پنجاب گورنمنٹ نے ہماری تحریرات مندرجہ نمبر ۱۲ جلد ۷ صفحہ ۳۵۶ کیطرف خسروانہ توجہ فرمائی ہے اور ہماری تحریرات متضمن خیر خواہی گورنمنٹ جو درحقیقت اسلام و مسلمانوں کی خیر خواہی ہے بذریعہ خاص مراسلت اپنی خوشنودی و شکر گذاری ظاہر کی ہے ہم اس عنایت خسروانہ گورنمنٹ کا دل سے شکر ادا کرتے ہیں اور

هل جزاء الاحسان الا الاحسان (سورة الرحمن)	بحکم ان ہدایات اسلام کے کہ احسان کا بدلہ احسان ہونا چاہئے
قال رسول الله صلعم من صنع اليكم معروفا فكافئوه (مشکوة ۱۶۳)	اور جو شخص احسان سے پیش آوے اسکی مکافات احسان سے چاہئے
قال رسول الله صلعم من لا يشكر الناس لا يشكر الله (ابو داود ۲۰۶)	اور جو شخص بندوں کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا

آیندہ بھی خیر خواہی و حق [illegible] گورنمنٹ [illegible] مفید ملک و مذہب گورنمنٹ کی اشاعت سے دریغ روا نرکھیگی - اور جن امور کے خیال میں مدت سے لگ رہے ہیں اب اسکے اتمام و انصرام میں بہت جلد کوشش عمل میں لاوینگے +

اسی اصول کے موافق بمسرت ہم ایک پولیٹیکل اسلامی مسئلہ کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں اور اس مسئلہ پر گورنمنٹ کو عمل کرنیکا مشورہ دیتے ہیں +

وہ یہ ہے کہ تالیف قلوب رعایا سلطنت کے انجن کا ایک جلتا پرزا ہے خصوصاً ایسے امور میں جنکو مذہب اسلام سے تعلق ہو لہذا گورنمنٹ کا پولیٹیکل فرض ہے کہ اس مسئلہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور بناء اعلیہ ملک کے پرانے یادگار و خصوصاً مساجد و معابد (گو انکا خصوصیت کیساتھہ کوئی متولی و مدعی نظر نہ آوے) قایم رکھنے میں کوشش کرے) پنجاب وغیرہ بلاد کے بعضے پرانی مسجدوں کا نیلام ہو کر گرایا جانا یا سرکاری کاموں میں آنا جنکے بقیہ آثار اب تک مسلمان کی آنکھوں کے سامنے حسرت کا نشانہ موجود ہیں پولیٹیکل مسئلہ کے بالکل مخالف ہے گذشتہ راصلواۃ ہم ان لوگوں سنا جاتا ہے بلکہ بعض اخبار دن کی

بہی گیا ہے کہ لاہور کے نزولی مکانات (جنمین غالبًا بعض اوقاف بہی شامل ہونگی) کے نیلام کرنیکی تجویز ہے یہ خبر صحیح ہی تو اسمین بہی اس پولٹیکل مسئلہ کے صریح خلاف تازہ اقدام پایا جاتا ہے گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ اس تجویز کو فسخ کرے اور تالیف قلوب رعایا کے مقابلہ مین اس مالی منفعت قلیل کو جو ان مکانات کے فروخت سے متوقع ہے کچھہ وقعت نہ دے خصوصًا اسوقت اور ایسے موقع پر کہ اسمین تالیف قلوب کے برابر گورنمنٹ کا کوئی فرض نہین ہے بالفعل ہمنے اس مطلب کو بطور نوٹ مختصر الفاظ سے ادا کیا ہی گورنمنٹ نے اسکی طرف کچھہ توجہ فرمائی تو آیندہ ہم اسکو مفصل بیان کرینگے ان مختصر الفاظ کی تائید مضمون آیندہ مین بہی پائی جاتی ہے ❊

تحریر مسٹر بلنٹ مؤید تجویز اشاعۃ السُّنہ نمبر ۱۱ جلد ۶ کا خلاصہ اور اسپر آخری رائے قایم نکرنیکی وجہ

ناظرین اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۷ اسبات کے منتظر ہونگے کہ ہم نتایج و مقاصد تحریر مسٹر بلنٹ کی نسبت آخری رائے کیا قایم کرتے ہین اور بنائے اعلیہ مکہ معظمہ مین حفظ و امن اہل حدیث کے لئے تجویز معروضہ نمبر ۱۱ جلد ۶ کے علاوہ کیا تجویز نکالتے ہین ولیکن موجودہ [illegible] کو تجویز کے ظاہر کرنے کی اجازت نہین دیتے لہذا بالفعل ہم اس مشل کو داخل دفتر کرتے ہین اور بجائے اس رائے و تجویز کے متفرق عبارات کتاب مسٹر بلنٹ کا خلاصہ مطالب اسمقام مین بیان کر دیتے ہین پولٹیکل حالات نے پلٹا کہایا اور اس رائے و تجویز کے اظہار کا موقع ملا تو ہم ان ہی مطالب اس رائے کی بنا قایم کر دینگے اور انہی لائینون پر اس تجویز امن کا نقشہ کہینچ کر دینگے انشاء اللہ تعالی -

وہ مطالب یہہ ہین جو عبارات منقولہ نمبر ۳ و ۴ و ۹ مین پائے جاتے ہین (۱) مسلمانون کا خیال گورنمنٹ انگلشیہ کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اور وہ گورنمنٹ کے سچے وفادار رعایا ہین (۲) گورنمنٹ انکے مذہبی امور مین خاص حمایت و حفاظت کریگی تو وہ اور بہی وفادار ہو جائینگے (۳) انگلستان کو مسلمان رعایا کی حفاظت مذہبی کے لئے مقتضائے قاعدہ مساوات سے کچھہ بڑہ کر کرنا چاہیے (۴) آیندہ مسلمانون کی حمایت مین بے پرواہی کرنا انکو مخالف بنا لینا ہے (۵) حج کا انتظام امن گورنمنٹ کا فوری فرض ہے اسمین کوتاہی کرنیکے نتیجہ انکی حفاظت کا دعوی ایک فضول امر ہے (۶) سرحد مکہ اور مدینہ مین حاجیونکو سخت تکلیفات پیش آتی ہین جنکے دفع و تدارک مین گورنمنٹ نے بے پرواہی اختیار کر رکہی ہے - آیندہ بہی

یقرؤہا وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ فہذا یدل علی ان الواو للاستیناف لان ہذہ الروایۃ وان لم تثبت بہا القراءۃ فاقل درجاتہا ان تکون خبرا باسناد صحیح الی ترجمان القرآن فیقدم کلامہ فی ذلک علی من دونہ ویؤید ذلک ان الآیۃ دلت علی ذم متبعی المتشابہ لوصفہم بالزیغ وابتغاء الفتنۃ وعلی مدح الذین فوضوا العلم الی اللہ کما مدح المؤمنین بالغیب وحکی الفراء ان فی قراءۃ ابی بن کعب ویقول الراسخون فی العلم واخرج ابن ابی داود فی المصاحف فی قراءۃ ابن مسعود ان تاویلہ الا عند اللہ واخرج الشیخان وغیرہما عن عائشۃ قالت تلا رسول اللہ صلعم ہذہ الآیۃ ہو الذی انزل علیک الکتاب الی قولہ اولوا الالباب

کر وہ اس آیت کو یون پڑہتے ہین ویقول الراسخون فی العلم جسکے معنے بجز اسکے کچھہ نہین بنتے کہ متشابہات کی تاویل بجز خدا کوئی نہین جانتا اور علم مین ثابت قدم بے سمجھے اوسکو مانتے ہین۔

اس روایت سے اگرچہ ان کی قراءت ثابت نہین مگر یہہ کم سے کم حضرت ابن عباس مترجم قران کی حدیث تو ہے جو بروایت صحیح اُنسے ثابت ہے اور وہ اون سے کم رتبہ اشخاص کے قول سے مقدم ہے۔ اس مذہب صحابہ کی مؤید یہ بات بہی ہے کہ خدا نے اس آیت مین تاویل متشابہ کے درپے ہونے والون کی مذمت کی ہے اور اونکی کجی اور فتنہ جوئی بیان کی ہے اور اسکے علم کو سپرد بخدا کرنے والون کی تعریف کی ہے جیسا کہ غیب پر ایمان لانے والون کی تعریف کی ہے اور ابی بن کعب کی قراءت بہی منقول ہے ویقول الراسخون فی العلم جسکے معنے یہہ ہین راسخین کہتے ہین ہم مان گئے اور ابن ابی داؤد نے مصاحف مین اعمش کی سند سے ابن مسعود سے یہہ قراءت نقل کی ہے ان تاویلہ الا عند اللہ جسکے معنے یہہ ہین کہ متشابہ کی تاویل خدا ہی کے پاس ہے۔ اور بخاری مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ؐ نے یہہ آیت پڑہی اور فرمایا جب تم اون لوگون کو دیکھو جو آیات متشابہات کے درپے ہوتے ہین تو اون سے بچو یہہ

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رأیت الذین یتبعون ما تشابہ منہا فاولئک الذین سمی اللہ فاحذروہم واخرج الطبرانی عن ابی مالک الاشعری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اخاف علی امتی الا ثلث خلال

وہی لوگ ہین جنکا خدا نے نام لیا ہے کہ وہ ٹیڑہے ہین۔ طبرانی نے ابو مالک اشعری سے نقل کیا ہے کہ انہون نے آنحضرت کو یہہ فرماتے سُنا ہے کہ مجھے اپنی امت سے تین خصلتون کا خوف ہے ایک یہہ کہ اُن کو

ان يكثر لهم المال فيتحاسدوا فيقتتلوا
وان يفتح لهم الكتاب فيأخذه
المؤمن يبتغي تأويله وما يعلم تأويله
الا الله الحديث واخرج ابن مردويه
من حديث عمرو بن شعيب عن ابيه عن
جده عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
القرآن لم ينزل ليكذب بعضه بعضا فما
عرفتم فاعملوا به وما تشابه فآمنوا به و
اخرج الحاكم عن ابن مسعود عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال كان الكتاب الاول
ينزل من باب واحد على حرف واحد ونزل القرآن
من سبعة ابواب على سبعة احرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحكم
ومتشابه وامثال فاحلوا حلاله وحرموا حرامه وافعلوا ما امرتم
وانتهوا عما نهيتم عنه واعتبروا بامثاله واعملوا
بمحكمه وآمنوا بمتشابهه وقولوا آمنا كل من عند ربنا
واخرج البيهقي في الشعب نحوه عن حديث ابي هريرة
واخرج ابن جرير عن ابن عباس مرفوعا انزل القرآن على
اربعة احرف حلال وحرام لا يعذر احد بجهالته وتفسير
تفسره العرب وتفسير تفسره العلماء ومتشابه لا يعلمه
الا الله ومن ادعى علمه سوى الله فهو كاذب ثم اخرج
من وجه آخر عن ابن عباس مرفوعا بنحوه واخرج

بہت سا مال ملجاویگا جسپر وہ آپسمیں حسد
اور لڑائیاں کرینگے۔ دوسری یہہ کہ اونکے
سامنے قرآن کھلے گا تو وہ اوسکی متشابہات
کی تاویل کرنے لگ جاوینگے حالانکہ
اونکی تاویل بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔
ابن مردویہ نے بروایت عمرو بن شعیب آنحضرت
سے نقل کیا ہے کہ قرآن اسلئے نہیں اترا
کہ اوسکی ایک آیت دوسرے کو جھٹلاوے
تمکو جسکا علم ہو اوسپر عمل کرو جسکے معنی
مین اشتباہ ہو اوسپر ایمان لاؤ کہ جو خدا
[illegible] اسی مضمون کی احادیث
حاکم نے ابن مسعود سے بیہقی نے ابوہریرہ سے
ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کی ہین
ابن عباس کی روایت کے آخر مین آنحضرت کا
یہہ ارشاد ہے کہ قرآن مین آیات متشابہات
ہین جنکو بجز خدا کوئی نہیں جانتا جو اونکے
علم کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔ ابن ابی حاتم
نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم محکم
پر ایمان لاتے ہین اور عمل بھی کرتے ہین۔ اور
متشابہ پر صرف ایمان لاتے ہین اور حضرت عائشہ رض
سے نقل کیا ہے کہ مومنون کی علم مین ثابت

ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس قال نومن بالمحکم وندین بہ ونومن بالمتشابہ ولا ندین بہ وھو من عند اللہ کلہ واخرج ایضاً عن عائشۃ قالت کان رسوخھم فی العلم ان آمنوا بالمتشابہ ولا یعلمونہ واخرج ایضاً عن ابی الشعثاء وابی نہیک قال انکم تصلون ھذہ الآیۃ وھی مقطوعۃ واخرج الدارمی فی مسندہ عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال لہ صبیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد اعد لہ عراجین النخل فقال من انت فقال انا عبد اللہ صبیغ فاخذ عمر عرجونا من تلک [illegible] فضربہ حتی دمی راسہ الحدیث (اتقان ص ۲۸۵)

قدمی یہی ہے کہ وہ متشابہ پر بن سمجھے ایمان لاتے ہین - اور ابی شعثا و ابن ابی نہیک سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے لوگو تم اس آیتہ والراسخون فے العلم) کو ماقبل سے ملا کر پڑھتے ہو اور حقیقت مین وہ ماقبل سے جدا ہے اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صبیغ نامی مدینہ مین آیا اور آیات متشابہات کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمرؓ نے کھجور کی چھڑیان اُسکو مارنے کو تیار کرکے اُسکو بلایا جب وہ آیا تو [illegible] ایسا مارا کہ اوسکا سر خون آلودہ ہوگیا -

ایسا ہی عام کتب تفاسیر (بیضاوی - مدارک - جلالین - حسینی وغیرہ) اور عام کتب اصول (توضیح - تلویح - وغیرہ) مین ہے اور طرفہ یہ کہ سرگروہ فریق مولین شیخ ابن تیمیہ نے بھی رسالہ حمویہ مین اسبات کا اقرار کیا ہے کہ اس آیتہ مین اولوالعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف کرنا اکثر سلف کا مذہب ہے اور یہ وقف صحیح ہے اور اس آیتہ کا یہ مطلب کہ متشابہ کی تاویل بجز خدا کوئی نہین جانتا تسلیم کرلیا ہے - گو تاویل کے معنے ایسے کئے ہین جو اونکی مجوزہ تاویل کو شامل نہو سکین لیکن یہ امر جداگانہ - اور ہنوز محل بحث ہے (جسکا بیان عنقریب مقام بیان خیال و مقال فریق مول مین آویگا - انکے اقبال سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اس آیت کا مطلب انکے نزدیک بھی وہی ہے جو جمہور علما نے بیان کیا ہے کہ آیات متشابہات تاویل جائز نہین اور اوسکا علم خاصہ خدا ہے -

بالجملہ نصوص اور آثار و اقوال منقولہ بالا سے بخوبی ثابت ہوا کہ متشابہات کی نسبت قرآن و
حدیث کی یہی ہدایت ہے کہ انکی حقیقت و مراد کا علم خدا کی سپرد کرین اور انپر یہی اجمالی
ایمان و اعتقاد رکہین کہ جو ان آیات سے خدا کی مراد ہے ہم اوسپر ایمان لاسکے اس بیان
سے دوسرا مقدمہ دلیل دعوی اول کا مدلل ہوا - جیسا کہ پہلا مقدمہ اس دلیل کا پہلے
مدلل ہو چکا ہے اس سے اس دلیل کا نتیجہ (ہمارا پہلا دعوے) بخوبی ثابت و مدلل ہوا - وللہ الحمد

دوسرے دعوے کا ثبوت

ہمارے دعوی دوم یہ کہ سلف صالحین صحابہ تابعین اور اونکے اتباع متقدمین
ومتاخرین کا صفت قرب و معیت رب العالمین کی نسبت یہی اعتقاد ہے کہ جسطرح اوسکو
لایق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے - جیسا اوسکو شایان ہے وہ ہمسے قریب ہے " دلیل
یہہ ہے کہ اکثر حاملین شریعت و ناقلین آثار و اقوال علمائ ملت نے سلف
صالحین صحابہ و تابعین وغیرہ سے ہم عموماً صفات باری کی نسبت بلا استثناء صفت قرب
ومعیت یہی نقل کیا ہے کہ یہ صفات جسطرح قرآن و حدیث مین وارد ہین اسطرح
بلاکم وکاست انپر ایمان واجب ہے اور کسی صفت مین کوئی تاویل و تفسیر و تشبیہ
و تعطیل جایز نہین ہے اور بعض علماء نقل نے خصوصاً صفت قرب و معیت کی
نسبت یہی مذہب سلف سے نقل کیا ہے اور بہت سے علماء (خصوصاً مولین
صفت قرب و معیت نے) یہہ بہی کہا ہے کہ جو کچہہ خدا نے اپنی صفت مین یا اوسکے رسول
نے خدا کی صفات مین فرمایا ہے اس سے تجاوز کرنا جایز نہین - ان مضامین کے
اقوال کتب متقدمین و متاخرین مین بکثرت موجود - اور کتب رسایل فریقین (مولین
مفوضین) مین منقول ہین از انجملہ چند اقوال اشاعة السنة نمبر ۳ جلد ۱ مین کتاب ترمذی
طبقات ذہبی تفسیر معالم رسالہ ابن تیمیہ سے منقول ہو چکے ہین - چند اقوال علاوہ
بران اسمقام مین نقل کئے جاتے ہین - تفسیر اتقان مین آیات صفات کا متشابہات سے

ئیف

ہونا بیان کرکے کہا ہے کہ جمہور اہل سنت جنمیں سلف صالحین اور اہلحدیث ہیں اسپر ہیں کہ ان صفات پر ایمان لائیں اور ان کے معانی کو جو خدا کی مراد ہیں خدا کی سپرد کریں۔ حقیقی معانی سے انکی تفسیر یا تاویل نکریں۔ .... اور کہا ہے

ابوالقاسم لالکائی نے کتاب السنہ مین خدا کے عرش پر ہونے کی نسبت ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ اسکی کیفیت نامعلوم ہے اور اوس صفت کا ہونا معلوم ہے اسکا اقرار ایمان ہے اور اس سے انکار کفر اور ربیعہ بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے کہ اون سے کسی نے اس صفت کی بابت سوال کیا تو انہوں نے بھی ایسا فرمایا ایسا ہی امام مالک سے نقل کیا اور لالکائی نے امام محمد بن حسن سے نقل کیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک کے فقہا بلا تفسیر و تشبیہ صفات پر ایمان لانے پر متفق ہیں اور ترمذی نے حدیث .... فرمایا ہے کہ سفیان ثوری و امام مالک و ابن المبارک و ابن عیینہ و وکیع وغیرہ علما کا یہی مذہب ہے کہ یہہ احادیث صفات جیسی وارد ہیں انپر ایمان لاوین انکی نسبت نہ کیفیت کا سوال کرنا چاہیئے نہ انکی کوئی تفسیر یا تاویل نہ انکے معانی کی نسبت کوئی وہم و خیال کرنا چاہیئے۔

ایک جماعت اہل سنت ان صفات کی تاویل مناسب بجلال خداوندی کرتے ہیں اور یہہ مذہب پچھلے علما کا ہے۔ امام الحرمین پہلے

فصل من المتشابہ آیات الصفات ××× وجمہور اہل السنۃ منہم السلف الصالح واہل الحدیث علی الایمان بہا وتفویض معناہا المراد الی اللہ تعالی ولا نفسرہا مع تنزیہنا لہ عن حقیقتہا .... من طریق قرۃ بن خالد عن الحسن عن ام سلمۃ فی قولہ الرحمن علی العرش استوی فقال الکیف غیر معقول والاستواء غیر مجہول والاقرار بہ ایمان والجحود بہ کفر واخرج عن ربیعۃ بن عبد الرحمن انہ سئل عن قولہ الرحمن علی العرش استوی فقال الاستواء غیر مجہول۔ الکیف غیر معقول ومن اللہ الرسالۃ وعلی الرسول البلاغ المبین وعلینا التصدیق واخرج ایضا عن مالک سئل عن الآیۃ فقال الکیف غیر معقول والاستواء غیر

یہہ کلام کتاب ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۲۹۰ مین ہے اور ایسا ہی صفحہ ۱۴۲ وغیرہ میں بھی ہے

مجہول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ

واخرج البیھقی عنہ انہ قال ھو کما وصف نفسہ

ولا یقال کیف وکیف عنہ مرفوع واخرج

اللالکائی عن محمد بن الحسن قال اتفق الفقہاء

کلھم من المشرق الی المغرب علی الایمان با

الصفات من غیر تفسیر ولا تشبیہ قال الترمذی فی کلام

علی حدیث الرویۃ المذھب عند اھل العلم من الائمۃ

مثل سفیان الثوری ومالک وابن المبارک وابن

عیینۃ ووکیع وغیرھم انھم قالوا نروی ھذہ الاحادیث

کما جاءت ونومن بھا ولا یقال کیف ولا نفسر ولا

نتوھم وذھب طائفۃ من اھل السنۃ ان نأولھا

علی ما یلیق بجلالہ تعالی وھذا مذھب الخلف

وکان امام الحرمین یذھب الیہ ثم رجع فقال فی

الرسالۃ النظامیۃ الذی نرتضیہ دینا وندین اللہ بہ

عقد اتباع سلف الامۃ فانھم درجوا علی ترک التعرض لمعانیھا

قال ابن الصلاح وعلی ھذہ الطریقۃ مضی صدر الامۃ وساداتھا

وایاھا اختار ائمۃ الفقہاء وقادتھا والیھا دعا ائمۃ الحدیث واعلامہ ولا احد من المتکلمین

یصدف عنھا ویاباھا واختار ابن برھان مذھب التاویل قال و

منشأ الاختلاف بین الفریقین ھل یجوز ان یکون فی

القرآن شیء لم نعلم معناہ او لا بل یعلمہ الراسخون و

توسط ابن دقیق العید فقال اذا کان التاویل قریبا من لسان

اسی مذہب پہ پھر پھرا اس سے اونہون نے

رجوع کیا اور رسالہ نظامیہ مین کہا کہ جس دین

کو ہم پسند کرتے ہین وہ آئمہ سلف کا اتباع ہے

وہ ان صفات خدا تعالے سے تعرض نکرنے پر

گذرے ہین - ابن الصلاح نے کہا ہے کہ

اس طریق ترک تعرض تاویل وتفسیر صفات

اس امت کے صدر اور سردار صحابہ گذرے

ہین - اسیکو آئمہ فقہا وغیرہ متقدمین نے

اختیار کیا - اسیکی طرف اکثر اہل حدیث نے

لوگون کو بلایا ہے - ہماری متکلمین نے بہی اس

سے موہنہ نہین پہیرا

اور ابن برہان نے مذہب تاویل کو اختیار کیا

ہے اس اختلاف کا منشا ، اشباب مین اختلاف

ہے کہ قران مین ایسی چیز کا جسکو ہم نہ جانین

پایا جانا ممکن ہے یا نہین اور ابن دقیق العید نے

تاویل وتفویض کی بیچ راہ اختیار کی ہے اور

یہہ کہا ہے کہ اگر تاویل محاورہ عرب سے قریب ہوگی

تو اوس سی انکار نہو گا بعید ہو گی تو اوس سے ہم توقف کرینگے اور

اسکی معنے پر جو خدا کی مراد ہے ایمان لاوینگے اور جو

معنے ظاہر طور پر محاورہ عرب سے مفہوم ہونگے اوسکی

ہم بلا تعلیم خدا کے بھی قایل ہو جاوینگے جیسے

العرب اما منکرا او بعیدا توقفنا عنه وامنا بمعناه علی الوجه
الذی یراد به مع التنزیه قال وما کان معناه من هذه الاشیاء
ظاهرا مفهوما من تخاطب العرب حملناه به من غیر توقف کما فی قوله
تعالی یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب الله ومعناه علی حق الله (اتقان ص ۲۹۰)
فمن فسر الیوم شیئا من ذلک فقد خرج
عما کان علیه النبی صلی الله علیه وسلم وفارق
الجماعة فانهم لم یصفوا ولم یفسروا ولکن افتوا بما
فی الکتاب والسنة ثم سکتوا (حمویه ص ۵۹)
وروی البیهقی وغیره باسانید صحیحة
عن ابی عبید القاسم بن سلام قال
هذه الاحادیث التی یقولون فیها
ضحک ربنا حق عندنا حملها الثقات
بعضهم عن بعض غیر انا اذا سئلنا
عن تفسیرها لا نفسرها وما
ادرکنا احدا یفسرها وابو عبید احد
الائمة الاربعة الذین هم الشافعی رح
واحمد واسحاق وابو عبید وله معرفة با
للغة والفقه والتاویل ما هو اشهر من ان یوصف
وقد کان فی الزمن الذی ظهرت فیه الفتن والاهواء
وقد اخبر انه ما ادرک احدا من الفقهاء یفسرها ۱۲ (حمویه)

جنب اللہ کے معنے حق اللہ کے ہین۔ لالکائی کی کتاب
السنہ سے امام محمدؒ کا یہہ قول کہ مشرق
سے مغرب تک کے فقہا
بلا تغییر و تشبیہہ خدا کی صفات پر ایمان لانے پر
متفق ہین سرگروہ فریق مؤول الشیخ ابن
تیمیہ نے بھی اپنے رسالہ حمویہ مین نقل کیا ہے
اسکے بعد اُسنے یہہ بھی کہا ہے کہ جو شخص آج
منجملہ ان صفات کے جو قران و حدیث مین وارد
ہین کسی صفت کی تفسیر کرے وہ اس طریق سے
نکل گیا جسپر آنحضرت تھے اور اوس نے
اوس جماعت کو چھوڑ دیا کیونکہ اُنہون نے
[illegible] سے خدا کی کوئی صفت بیان
نہین کی۔ اور نہ کسی صفت باری کی تفسیر کی
ہے بلکہ اوسپر فتوے دیا ہے جو کتاب و سنت
مین پایا پھر چُپ ہو گئے۔ اسکی تفسیر مین کچھ
نہین کہا پھر بروایت بیہقی امام ابو
عبید قاسم ابن سلام سے نقل کیا ہے
کہ یہہ احادیث جنمین خدا کا ہنسا مروی ہے
سچ ہین ثقہ لوگون نے اُنکو روایت کیا ہے
ولیکن اگر ہم سے ان کی کوئی تفسیر پوچھے
توہم انکی تفسیر نہ کرینگے اور ہمنے کسی کو

(حمویہ ص ۵۹ ف)

اس لفظ کو خیال مین رکھنا چاہیئے اسکا خاتمہ خود فریق مؤول سے ہوتا ہے

وقال الامام احمد بن حنبل لا یوصف الله الا بما وصف الله نفسه او وصفه رسوله ولا یجاوز القرآن والحدیث

(حمویہ ص ۲۷)

کسیکو نہین پایا۔

اور اوائل رسالہ مین احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ خدا کی صفت مین بجز اُسکے جو خدا نے خود بتایا ہے اور اوسکے رسول نے بیان کیا ہے کچھہ نہ کہین اور قرآن حدیث سے آگے نہ بڑھین۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ خود فرماتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اپنی جس صفت کا

فما وصف الله نفسه فسماه علی لسان نبیه صلے الله علیه وسلم سمیناه کما سماه و لم نتکلف منه صفة سواه هذا ولا هذا ولا نجحد ما وصف الله ولا نتکلف معرفة ما لم یصف به اعلم رحمك الله ان العصمة فی الدین ان تنتهی فی الدین حیث انتهی بك ولا تجاوز ما قد حد لك

(حمویہ ص ۵۲)

اپنے رسول کی زبان پر نام لیا ہے ہم بہی اوسکا ویسا ہی نام لین گے اسکے علاوہ اور صفت کے نام لینے کا تکلف نکرینگے اور نہ اس صفت کا جس رسول نے نام لیا ہے انکار کرینگے دین مین بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ تو اس حد پر تہم جائے جس حد تک تجہے دین پہونچائے اوس حد سے آگے نہ بڑہے۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ معمر بن احمد اصبہانی سے نقل کرتے ہین خدا تعالےٰ ہر شب

وینزل کل لیلة الی السماء الدنیا کیف شاء فیقول هل من مستغفر فاغفر له هل من تائب فاتوب علیه حتی یطلع الفجر ونزول الرب الی السماء بلا کیف ولا تشبیه ولا تاویل فمن انکر النزول او تاول فهو مبتدع ضال

آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے اور یہہ نزول آسمان دنیا کی طرف بلا کیف و تشبیہہ ہے جو اس نزول کا منکر یا مؤول ہے وہ مبتدع و گمراہ ہے

اسی رسالہ مین ایک جگہہ امام ابو الحسن اشعری کی کتاب اختلاف المصلین و مقالات الاسلامیین سے نقل کرتے ہین کہ اہل سنت

ویقرون بالله تعالی یجئ یوم

القیامة کما قال اللہ تعالی
وجاء ربک والملک صفا
صفا وان اللہ تعالی یقرب
من خلقہ کیف شاء ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید
(مثنویہ ص ۲۴)

معترف ہین کہ خدا تعالے قیامت کے دن آئیگا
چنانچہ خدا تعالے نے فرمایا ہے تیرا رب اور
فرشتے صفین باندھکر آئینگے اور اسبات
کے معترف ہین کہ خدا تعالے مخلوق سے
جسطرح اوس نے چاہا ہے قریب ہے چنانچہ
اوسنے فرمایا ہے ہم انسان سے اس
رگ جان سے زیادہ نزدیک ہین۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ امام اشعری کے رسالہ ابانہ سے نقل کیا ہے کہ ہم
اہل سنت و اہل حدیث ان سب روایات کو جو نزول کے باب مین وارد ہین تصدیق

ونصدق بجمیع الروایات التی اثبتها اهل النقل
من النزول الی السماء الدنیا [illegible]
نحدث اللہ مالم یاذن لنا به ولا نقول
علی اللہ مالا نعلم ونقول علی اللہ یجیئ
یوم القیامة کما قال وجاء ربک
والملک صفا صفا وان یقرب من عبادہ
کیف شاء کما قال ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید وکما قال ثم
دنی فتدلی فکان قاب قوسین
او ادنی*
(ابانہ ص ۲۸)

کرتے ہین اور اسکی تفسیر یا تاویل مین از
[illegible] خدا کی نسبت
وہ بات نہین کہتے جسکا ہمکو خدا کی طرف
سے اذن نہین یہی کہتے ہین کہ خدا تعالے
قیامت کے دن آئیگا جیسا کہ اوسنے
فرمایا ہے تیرا رب اور فرشتے صفین
باندھکر آئین گے اور یہہ کہتے ہین کہ خدا
تعالے اپنے بندون سے قریب ہے جیسا اوسنے
چاہا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ہم انسان
سے اُسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین
اور فرمایا پھر خدا تعالے نے اپنے رسول*

*یہہ اس آیت کے معنے مین ایک قول ہے۔ دوسرا قول (جو حضرت عائشہ وغیرہ کا
قول ہے) یہہ ہے کہ اس آیہ مین حضرت جبرئیل کا قرب آنحضرت سے بیان ہوا ہے۔

سے شب معراج میں قریب ہوا پھر اور بھی قریب ہُوا پس بقدر دو کمانوں کے فرق رہ گیا یا اوس سے بھی نزدیک۔

فخر المتاخرین امام محمد بن علی شوکانی جنکا علم وکمال وامامت واستقامت اہل حدیث زمانہ حال میں بالاتفاق مسلم ہے رسالہ التحف فی الارشاد الی مذہب السلف میں خدا تعالے کا عرش پر ہونا سلف صالحین صحابہ وتابعین وغیرہم سے ثابت کر کے فرماتے ہیں ہم جیسا کہ استواء اور جہت فوق کی نسبت

وکما نقول هذا فی الاستواء والکون فی تلك الجهة فکذا نقول فی مثل قوله تعالی وهو معکم اینما کنتم۔ وقوله سبحانه وما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم وفی نحو ان الله مع الصابرین۔ وان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون الی ما یشابه ذلك ویماثله ویقاربه ویضارعه فنقول فی مثل هذه الآیات هکذا جاء فی القرآن ان الله سبحانه مع هؤلاء ولا نتکلف بتاویل ذلك کما یتکلف غیرنا بان المراد بهذا الکون والمعیة هو کون العلم ومعیته فان هذه شعبة من شعب التاویل تخالف مذاهب السلف وتباین ما کان علیه الصحابة وتابعوهم رضوان الله علیهم اجمعین واذا انتهیت الی السلامة

اعتقاد رکھتے ہیں ویسا ہی اِن اقوال خداوندی کہ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو کہیں تین شخص چپکے باتیں کرنے والے نہیں ہوتے جہاں خدا نہیں چوتھا ہو وہ خدا تعالے صبر والوں کے ساتھ ہے۔ اور وہ پرہیزگاروں نیکوکاروں کے ساتھ ہے" کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن میں ایسا ہی آیا ہے کہ خدا تعالے ان لوگوں کے ساتھ ہے ہم اسکی تاویل سے کہ وہ علم سے ساتھ یا نصرت سے تکلف نہیں کرتے جیسا کہ اور لوگ یہہ تکلف کرتے اور یہہ کہتے ہیں کہ ساتھ ہونے سے عالم ہونا اور علم ساتھ ہونا مراد ہے یہہ بھی تاویل کی ایک شاخ ہے جو مذاہب صحابہ وتابعین وغیرہ

سلف کے مخالف ہے جب توحد سلامت کو پہونچے تو اس سے آگے نہ بڑھ -	فی مدالک فلا تجاوز + (التحف ص ۱۶)

امام شوکانی کے شاگرد شیخ محمد بن ناصر حازمی نے اپنے رسالہ مین خدا کی صفات (ید - وجہ - سمع بصر - قرب معیت وغیرہ) شمار کر کے یہہ کہا ہے یہ سبھی صفات

ایک ہی روش پر ہین انمین ہمارا وہی قول ہے جو صفت علو و استوا مین ہے کہ انپر ایمان واجب ہے اگرچہ ہم انکی معنے نہین جانتے -	فکل هذا لصفات تساق مساقا واحدا وقولنا فیها کقولنا فی العلو والاستواء فیجب علینا الایمان بما نطق به الکتاب والسنة سواء عرفنا معناه اولم نعرف به (رسالہ حازمی ص ۲۰ و اتحاف)

ان اقوال مین صاف تصریح ہے کہ قرب و معیت خدا تعالے کی نسبت صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم یہی اعتقاد رکھتے تھے کہ جس طرح خدا تعالے کو لایق ہے وہ بندون کے ساتھ ہے جیسا اوسکو شایان ہے وہ اُنسے قریب ہے اور وہ اس قرب و معیت کی علم یا نصرت سے تاویل نکرتے جیسا اور صفات خداوندی (وجہ - ید - استوار وغیرہ) کی تاویل نکرتے جو لفظ خدا تعالے کی صفت مین قران و حدیث مین وارد ہے اسپر لفظ یا اِسکے لفظی ترجمہ کے بیان پر اکتفا کرتے اس سے علاوہ کوئی لفظ وہ اسکی تفسیر و تاویل مین اپنے پاس سے نہ کہتے اور نہ اس کہنے کو جائز رکھتے بالجملہ صفت قرب و معیت اور بقیہ صفات خداوندی کو وہ یکسان سمجھتے پھر جو شخص اب خدا کی صفت قرب و معیت کی نسبت یہی روش صحابہ و تابعین و دیگر سلف صالحین اختیار کرے صرف لفظ قرب و معیت کے استعمال پر اکتفا کرے یا اُسکا ہندی ترجمہ کہ وہ خدا ہمسے قریب ہے اور وہ ہماری ساتھ ہی کہدے اس سے زیادہ کچھہ نہ کہے کہ اس قرب و معیت سے علم مراد ہے یا نصرت وغیرہ تو پھر کافر و گمراہ و بدبختی کیونکر ہو سکتا ہے -

بیان خیال و مقال فریق مئول

ہمارے ان دعاوی اور اونکے شواہد ودلایل کو پڑھکر ناظرین کو تعجب ہوگا اور
اسپر یہ سوال انکے دلمین گذریگا کہ جس حالت مین آیات قرب ومعیت کا متشابہات سے
ہونا اور متشابہات مین تاویل کا جایز نہونا فریق مئول کے نزدیک بھی مسلم ہے اور
او نکے اکابر علما ان باتون کو بہ تصریح مان چکے ہین تو پھر وہ اس قرب ومعیت کی علم
بالقدرت سے کیون تاویل کرتے ہین اور اپنے تاویل پر وہ کیا دلیل رکھتے ہین لہذا اس
مقام مین انکے عذرات ودلایل کا بیان مع جوابات مناسب معلوم ہوا۔

عذرات فریق مئول

(پہلا عذر) بعض حضرات فریق مئول باوجود تسلیم ان باتون کے کہ آیات معیت و
قرب متشابہات سے ہین اور متشابہات مین تاویل جایز نہین یہ عذر پیش کرتے
ہین کہ معیت وقرب کے معنی علم ونصرت وغیرہ لینا تاویل نہین تفسیر ہے جو خود

ان آیات قرب ومعیت مین وارد ہے اور بحکم مقولہ مشہورہ الآیات تفسر بعضہا
بعضاً یعنی ایک آیت دوسرے کی تفسیر کرتی ہے اسپر اعتماد واجب یا جایز ہی ہے
تفسیر ہونے کی تشریح مین وہ کہتے ہین کہ منجملہ آیات متمسکہ فریق معوض پہلی آیت کے
اخیر مین خدا نے فرمایا ہے واللہ بما تعملون بصیر یعنے جو تم کرتے ہو وہ اللہ دیکھتا
ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس سے پہلے ہو معکم فرمایا ہے اس سے یہی علم واطلاع
اعمال مراد ہے اور دوسری آیت کے اخیر مین فرمایا ہے ثم ینبئہم بما عملوا یوم
القیامۃ ان اللہ بکل شیء علیم یعنے پھر خدا اظہار کیا کرایا قیامت
کے دن ہمکو بتاویگا وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو
خدا کا تین شخصون (چھپکر باتین کرنے والون) مین چوتھا ہونا اور پانچ مین چھٹا ہونا بیان
ہوا ہے اس سے اوسکا عالم اور خبردار ہونا مراد ہے الٰہی اور آیات مین اجنبیہ

فریق مفوض نے استدلال کیا ہے یا نہین کیا) اس قسم کے الفاظ اور قرائن موجود ہین جنسے ہر موقع پر معیت کے معنے مرادی جدا جدا معلوم ہوتے ہین مثلاً اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا مین بقرینہ مقام نصرت مراد ہے وعلے ہذا القیاس

الجواب

اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس معنے معیت کا تاویل ہونا تم لوگون نے خود تسلیم کرلیا اور اپنے رسایل مین اکابر علماء سے نقل کیا ہے۔

تمہارے رسالہ حمویہ وغیرہ مین ابن عبدالبر سے منقول ہے کہ صحابہ وتابعین نے جنسے تاویل کا علم سیکھا جاتا ہے آیتہ نجوی منقولہ حاشیہ کی تاویل مین کیا ہے کہ خدا عرش پر ہے اور اسکا علم ہر ایک جگہہ ہے۔ اور اگر آپ اس کلام سے انکار رہے یا اسمین لفظ تاویل سے تفسیر مراد ہے جو بحکم انصاف آپ مراد نہین لے سکتے تو اس تفسیر پر بہی وہی اشکال و اعتراض ہے جو تاویل پر ہے کہ آیات متشابہات کی تفسیر ہی جایز نہین ہے جیسیکہ انکی تاویل جایز نہین۔ اس امر کی تسلیم بہی آپ لوگون کی کلام مین صریح موجود ہے جو بعض (ا ا۔ اسی رسالہ نمبر ا جلد ۸ مین منقول ہوچکی ہے۔ وغیرہ)

> علماء الصحابة والتابعين الذين حمل عنهم التاويل قالوا في تاويل قوله تعالى ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان
>
> (رسالہ حمویہ صفحہ ...)

علماء کا یہہ مقولہ کہ ایک آیہ دوسرے کی تفسیر ہوتی ہے مسلم ہے مگر اسکا محل وہ آیات متعلق احکام و عمل ہین جنسے مخلوق کا علم متعلق ہو سکتا ہے اور جو آیات متشابہات ہین اور صفات خداوندی کے متضمن ہین اور انکا علم بحکم وما یعلم تاویلہ الا اللہ فریقین کے نزدیک خدا کا خاصہ مسلّم ہوچکا ہے وہ آیات اس مقولہ کی محل نہین ہین جس حالتمین انکی تاویل (یا یون کہو کہ تفسیر) ہر کسیکو مطلع

کرنا خدا کا مقصود ہی نہین تو اُن کی تفسیر کرنے یا اس تفسیر کے لئے دوسری آیت مفسر نازل کرنے سے مطلب ہی کیا ہے - اِن آیات کو متشابہ ماننا پھر انکے لئے تفسیر و مفسر تجویز کرنا دو متناقض باتون کا قایل ہونا ہے جو فریق مول کے علماً اور محققین کے شان سے نہایت مستبعد ہے - اس اشکال و اعتراض کے جواب مین فریق مول نے دوسرا عذر پیش کیا ہے جسکا بیان اور جواب معروض ذیل ہے -

فریق مول کا دوسرا عذر

اِس عذر (دوم) کے بیان مین فریق مول کے ایک رئیس و امام شیخ ابن تیمیہ نے بہت زور دیا ہے اور بزعم خود یہ ثابت کیا ہے کہ جو تاویل یا تفسیر معیت اونہون نے کی ہے یہ وہ تاویل یا تفسیر ممنوع نہین جسکو خدا تعالے نے اپنا خاصہ ٹہرایا اور علماء نے بہی اس سے لوگون کو منع کیا ہے - اُس تاویل یا تفسیر ممنوع اور خاصہ خداوندی سے وہ متشابہات کی حقیقت و کیفیت کا بیان ہے جسکو واقعی بجز خدا تعالے کوئی نہین جانتا نہ وہ تاویل و تفسیر کلام (ظاہر کے موافق ہو خواہ مخالف) جو بحسب محاورہ و مقتضاے موقع و قرینہ کیجاتی ہے اور کہا ہے کہ جو اس معنی کر تاویل و تفسیر کو بہی خدا کا خاصہ سمجہے اور یہ خیال کرے کہ اِس قسم کی تاویل یا تفسیر آیات صفات بہی بجز خدا کوئی نہین جانتا وہ اہل تجہیل سے ہے - یہہ مطلب شیخ ابن تیمیہ نے حمویہ مین صفحہ ۲۹ سے ۴۱ تک ادا کیا ہے - پہر بنا علیہ اسی رسالہ کے صفحہ ۸۸ وغیرہ مین صفت معیت کی وہ تاویلین کی ہین جو عذر اول مین منقول ہو چکی ہین اور اسکی یہہ نظیرین پیش کی ہین کہ چاند کو ہم کہتے ہین کہ وہ ہمارے ساتہہ ہے سر پہ گہڑی ہو تو اوسکو بہی ساتہہ کہتے ہین - لڑکا کسی مکان کے نیچے کہڑا روتا ہو تو اوسکا باپ اوپر سے کہتا ہے کہ مت رو مین تیرے ساتہہ ہون اور کہا ہے کہ جیسے ان مثالون مین بحسب محاورہ و قرینہ مقام معیت کے معنے سمجہے جاتے ہین ویسے ہی

اور طرفہ یہہ کہ اِس شدّ مدّ سے جواز تاویل ثابت کرنے اور آیت معیت کے مختلف تاویلات بحسب مختلف مقامات بیان کرنے کے ساتھہ آپ اپنے قول مین متناقض ہوئے اور بصفحہ ۸۸ و ۹۰ حمویہ اِس تاویلات کی تاویل ہو نے سے انکاری ہوئے ہین چنانچہ فرماتے ہین۔ کلمہ مع

ان کلمة مع فی اللغة اذا اطلقت فلیس ظاهرها الا المقارنة المطلقة من غیر وجوب مماسة او محاذاة عن یمین او شمال فاذا قیدت بمعنی من المعانی دلت علی المقارنة فی ذلک المعنی ۔ (حمویہ ص ۸۸)

(جو آیات معیت مین ماخوذ ہے) اِسکے ظاہری معنے بجز مطلق مقارنة اور کچھہ نہین ہین۔ چھونا یا دہنے بائین مقابل ہونا اسمین داخل نہین ہے اِن معانی سے کسی معنے کے ساتھہ وہ مقید ہوگا تو اوس وقت اوس خاص معنے سمجھے جائینگے

اِسکی تمثیل مین نظائیر و تاویلات منقولہ پیش کرکے فرمایا ہے کہ معنی معیت

نفرق بین معنے المعیة و بین مقتضاها و ربما صار مقتضاها من معناها فیختلف باختلاف المواضع۔ فلفظ مع قد استعمل فی الکتاب والسنة فی مواضع

اور اوسکے مقتضا مین فرق ہے اور کبہی اوسکا مقتضا عین معنے معیت بن جاتا ہے جو اختلافات مقامات کے سبب مختلف ہوتا ہے یہ لفظ کتاب اللّٰہ و سنّت مین کئی مقام مین مستعمل ہوا ہے ہر ایک مقام ایسے امور (معانی خاص جیسے علم

٭ مقتضا سے آپ کی مراد شاید معیت کا وہ اثر یا لازمہ ہے جو بحسب اختلاف محل مختلف ہوتا ہے کہین علم کہین نصرت وعلی ہذا القیاس۔

فی کل موضع یقتضی امورًا لا یقتضیها فی
الموضع الآخر فاما ان یختلف دلالاتها
بحسب المواضع او یدل علی قدر مشترک
بین جمیع مواردها وان امتاز کل موضع
بخاصیة فعلی التقدیرین لیس مقتضاها ان
یکون ذات الرب عزوجل مختلطة بالمخلوق
حتی یقال قد صرفت عن ظاهرها و
نظیرها من لفظ الربوبیة والعبودیة
فانها وان اشترکت فی اصل الربوبیة
والتعبید فلما قال رب العلمین رب موسی
وهارون کانت ربوبیة موسی وهارون
لها اختصاص زائد علی الربوبیة العامة
للخلق فان ما اعطاه الله تعالی من
الکمال اکثر مما اعطی غیره فقد ربه
ربًا کاربوبیة اکمل من غیره وکذلک
قوله تعالی عینا یشرب بها عباد الله و
سبحن الذی اسری بعبده لیلًا فان العبد تارة
یعنی به المعبد فیعم الخلق کما فی قوله تعالی
ان کل من فی السموات والارض
الا اتی الرحمن عبدًا وتارة یعنی به
العابد فیخص ثم.

دلفرت وغیرہ کا مقتضی ہے کہ دوسرا مقام
ان امور کا مقتضی نہین ہے - پس ان
مختلف مقامات مین اس لفظ کے مختلف
معنے سمجھے جائینگے یا وہی ایک معنے
(مطلق مقاربة) جو سب مین مشترک طور
پر پائے جاتے ہین اگرچہ ہر ایک مقام
اپنی خاصیت سے ممتاز ہو - ان دونو
صورتون مین اس لفظ معیت کا یہہ مقتضا
نہین کہ خدا تعالے کو مخلوقات سے ذاتی
اختلاط ہو - تاکہ درصورت تاویل علم ونصرت
اس لفظ کو ظاہری معنے سے معدول ٹھہرایا جاوے
اسکی نظیر لفظ ربوبیت وعبودیت ہے
یہہ الفاظ اگرچہ اصل معنی پرورش اور
بندگی مین مشترک ہین مگر جبکہ رب العالمین
کہکر رب موسے وہارون کہا تو اس سے
معلوم ہوا کہ موسے وہارون کے متعلق
خداوند تعالے کی ربوبیت عام خلایق کی
نسبت بڑھکر اور کامل تر ہے - ایسا ہی
عبودیت سے کہین عام معنے بندہ ہونیکے
مراد ہوتے ہین - کہین خاص معنے بندگی
کرنیوالے کی - پھر بندگی کرنیوالے علم وحالات

بختلف فمن کان اعبد علماً
وحالاً کانت عبودیتہ اکمل
فکانت الاضافۃ فی حقہ اکمل مع انہا
حقیقۃ فی جمیع المواضع۔

(بندگی) مین مختلف ہوتے ہین جو انمین کامل
ہو اسکی عبودیت کامل ہوتی ہے باوجودیکہ
اِن سب مین جو عبودیت پائی جاتی ہے
اِسکی حقیقت ایک ہے۔

اِسکے بعد آپنے کسیقدر منطق (مگر اپنی خیالی نہ پہلے منطقیون کی) بہی خرچ کی ہے اور یہہ

ومثل ہذہ الالفاظ یسمیہا بعض الناس
مشککۃ لتشکک المستمع فیہا ہل ہی من
قبیل الاسماء المتواطیۃ او من
قبیل المشترکۃ فی اللفظ فقط و
المحققون یعلمون انہا لیست
خارجۃ عن [illegible] المتواطیۃ
اذ واضع اللغۃ انما وضع
اللفظ بازاء القدر المشترک
وان کان نوعاً مختصاً من
المتواطیۃ فلا باس بتخصیصہا
بلفظ

بات کہی ہے کہ اس قسم کے الفاظ کو
بعض لوگ مشکک کہتے ہین کیونکہ یہہ
سننے والون کو اس شک مین ڈالتے
ہین کہ یہہ از قسم کلی متواطی ہین یا مشترک
اور محقق لوگ (آپ کی خیال مین نفس الامر
مین) [illegible] الفاظ قسم متواطی
سے خارج نہین ہین کیونکہ اہل لغت نے
اُن مشترک کے معنی کے لئے ان الفاظ
کو بنایا ہے یہہ آپکا آخر کلام ہے جو تاویل
علم و لفظ کی تاویل نہ ہونے کے ثبوت
مین آپنے فرمایا ہے۔

الجواب

اس عذر مین تین دعوی کئے گئے ہین۔

پہلا دعوی یہہ کہ متشابہہ کی تاویل (یا تفسیر) جو بحسب شہادت لغت و محاورہ
عرب ممکن ہو جائز ہے اور علماء کو اسکا علم حاصل ہے۔ وہ تاویل (جسکا علم خدا سے
مخصوص ہے) وہی ہے جسمین حقیقت اور کیفیت متشابہ کے بیان سے تعرض ہو۔

دوسرا دعوی یہہ کہ معنی معیت وقرب کے جو ہم بیان کرتے ہین وہ لفظ معیت کے ظاہری او حقیقی معنی ہین انکو تاویل یا مجاز کہہ ہی نہین سکتے اگر ہم خود ہی اوسکو تاویل ہی کہتے اور صریح تناقض اختیار کرتے ہین ۔ اور گو بعض مواضع مین بعض معانی کی خصوصیت کسی قرینہ یا مقتضائے مقام سے ثابت ہوتی ہے)

تیسرا دعوی یہہ کہ یہہ لفظ اور اس قسم کے اور الفاظ اپنے مختلف معنوں پر بطور کلی متواطی صادق آتے ہین گو بعض معانی پر انکا صادق آنا کامل طور پر ہی بعض پر ناقص طور پر ۔

پہلے دعوی کا جواب

اگر بحسب شہادت لغت و محاورہ عرب خدا کی صفات (متشابہات) کی تاویل یا تفسیر جائز ہے اور تاویل ممنوع (جسکا علم خدا کا خاصہ ہے) اسی تاویل کا نام ہے جس مین بیان حقیقت و کیفیت صفات سے تعرض ہو تو پھر آپ لوگ ہمیں اور پرانے مسلمانون (خصوصا اہل سنت تابعین ائمہ وغیرہم) کو اس تاویل کے سبب ہی جہمی و بدعتی و گمراہ کیون قرار دیتے ہین ۔ کیا اُنہون نے تاویل استوا و فوقیت وغیرہ صفات ہین ان صفات کی حقیقت و کیفیت کے بیان سے تعرض کیا ہے؟ ہرگز نہین ۔ کیا اُنہون نے ان صفات کی تفسیر (یا تاویل) مین بعینہٖ ہی مسلک جو آپنے تفسیر آیات قرب و معیت مین اختیار کیا ہے ۔ اختیار نہین کیا اور تاویل یا تفسیر مین شہادت اور محاورہ عرب سے کام نہین لیا ۔؟ بے شک وہی مسلک اختیار کیا ہے اور ان ہی محاورات عربیہ بلکہ قرائینہ سے کام لیا ہے ہم صاف دیکھتے ہین کہ وہ لوگ ان تاویلات مین آپ ہی کی چال چلے ہین اس سے سر مو متجاوز و منحرف نہین ہوئی ۔

استوا کی تاویل استیلاء سے وہ کرتے ہین تو اسکی ثبوت مین وہ عرب کے ایسی محاورات پیش کرتے ہین جنمین استوا بمعنی استیلاء مستعمل ہوا ہے از انجملہ

وہ شعر جو تفسیر بیضاوی منقول ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے ....

وقیل استوی استولی وملک قال شعر قد استوی بشر علی العراق - من غیر سیف ودم مہراق (بیضاوی ص ۲۳)	کہ بشر نے ملک عراق پہ استیلاء و غلبہ پایا بغیر اسکے کہ تلوار چلائے اور خون بہایا

نصوص **فوقیت** کی تاویل وہ بلندی رتبہ سے کرتے ہین تو اوسمین وہ تہمت سے محاورات قرآنی دست آویز کہتے ہین از ان جملہ وہ آیت جسکا یہہ مطلب ہے کہ ہر ذی علم کے اوپر جاننے والا ہے

وفوق کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْم

جسکے معنے سب کے نزدیک رتبہ کے وبلندی کے ہین - یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ سمجھتا کہ ایک عالم کے سپر دوسرا عالم چڑہا ہوا کھڑا ہے - وعلی ہذا القیاس پھر یہ لوگ اِن تاویلات کے سبب جو آپ کی تاویلات کے ہمرنگ ہین **کیون بدعتی** گمراہ جہمی جہنمی کہلاتے ہین *

اِن تاویلات مین سے کسی تاویل مین آپ لوگ کوئی علمی غلطی نکالینگے تو اُسکا رجوع خاص اس تاویل کی طرف ہوگا - اِس تاویل کے غلط ہونے سے مطلق تاویل کا باب مسدود نہوگا آپکے خصم مول سے اس غلطی کی تصحیح نہوسکی تو وہ اور تاویل پیش کردیگا پھر بہی تاویل کے سبب آپکا اُسکو جہمی جہنمی بدعتی گمراہ کہنا (جو شب و روز کہا جاتا ہے) اور اوسکو جزء ایمان و توحید و اتباع سنت سمجھا جاتا ہے صحیح نہوگا

دوسرے دعوی کا جواب

اگر معیت کے مختلف معنے مختلف مقامات مین قراین کی نظر سے تاویل نہین کہلاتے تو آپ کے حریفون کو (جنکو آپ معطل و موول - جہمی و جہنمی کہتے ہین) پہونچتا ہے کہ استواء و فوقیت کے اِن معانی کو جنکو وہ مناسب بجلال خداوندی سمجھکر بیان کرتے مین تاویل نہ کہین - وہی حقیقی اور ظاہری معنے لفظ استواء اور فوق

* چنانچہ حمویہ کے صفحہ ... مین ایسی غلطی بیان کی گئی ہے ... سے بہی لحاظ آتا ہے جو جاسے جواب - بعض اس قسم کی غلطیون کا جواب امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ہ کے صفحہ ۳۳۵ مین دیا ہے -

کے قرار دین - اور جو تقریر آپنے لفظ معیت کے مختلف معنون کی نسبت حقیقت اور ظاہر ہونے کی بابت کی ہے وہی تقریر وہ لفظ استواء و فوقیت کے مختلف معانی کی نسبت حقیقت اور ظاہر ہونے کی بابت کرین اور یون کہین استواء کے اصلی معنے چنانچہ بیضاوی مین کہا ہی مطلق سرابری جاہنا ہے جو

واصل الاستواء طلب السّواء واطلاقه على الاعتدال لما فيه من تسوية وضع الاجزاء - (بیضاوی ص ۴۲)

استوى اعتدل والرجل بلغ اربعين سنة واستولى - واستوى كان خلقه وخلق ولده سواء (قاموس)

بیٹھنے - کھڑا ہونے - جوان ہوجانے غالب ہونے وغیرہ معانی مین جو کتب لغت قاموس وغیرہ مین بیان ہوئے ہین اور وہ سب محاورات قرآن مین بھی وارد ہین بالاشتراک پا ئے جاتے ہین اور یہہ لفظ اسی مطلق برابری جاہنے کے لئے بنایا گیا ہے (جیسا کہ آپکے نزدیک معیت مطلق مقارنۃ کے لئے موضوع ہے) اور جس مقام مین یہ لفظ کسی خاص معنے (بیٹھنے کھڑا ہونے) کو چاہیگا اسمقام مین اِس لفظ سے وہ خاص معنی مراد سمجھے جاینگے و معذلک یہہ لفظ اِس خاص معنی کی نسبت بھی حقیقت اور ظاہر سمجھا جائیگا (جیسا کہ آپکے نزدیک معیت سے کسی مقام مین کوئی خاص معنے علم یا نصرت مراد لئے جاتے ہین تو وہ اِن معنی مین بھی حقیقت اور ظاہر ہی سمجھی جاتی ہے گو اِسکے اصلی معنے مطلق مقارنۃ ہے) بناءً علیہ جب اِس لفظ استوا سے مقام صفات خداوندی مین بلحاظ جلال و تقدس خداوندی معنے استیلا مراد سمجھے اور قرار دیے گئے تو یہہ

* جیسے فاستوى على سوقه - فاستوى وهو بالافق الاعلى (جنمین استوا بمعنی قیام ہے) واذا استویت انت ومن معك - واستوت على الجودى لتستووا على ظهوره (جنمین استوا بمعنی قرار وقعود ہے) فلما بلغ اشده واستوى (جنمین استوا بمعنی جہلسانہ کہ ہونے کے) على هذا القياس +

تاویل ہنوئی ظاہری اور حقیقی معنے ہوئے - اور اسکے جواب مین آپ ہی کچھہ بن پڑیگا

یہہ جواب دعوی دوم بطور **معارضہ بالقلب** ہے جیسا کہ جواب دعوی اول بطور معارضہ **بالقلب** دیا گیا ہے - اب **ایک** جواب اِس دعوی کا بطور **نقض** دیا جاتا ہے -

لفظ (غیر مشترک) کے ایسے معنے جنکے سمجھنے مین قرینہ ومقتضائے مقام کی حاجت ہو اس لفظ کے حقیقی اور ظاہری نہین کہلاتے - ایسے معنے

کو علما سے اصول ومعقول مجازی اور تاویلی معنے کہتے ہین اور وہ اپنے کُتب اصول ومعقول مین صاف تصریح کر چُکے ہین کہ حقیقی معنے کی علامت ہی یہہ ہے کہ وہ لفظ کے سُنتے ہی بلا کسی قرینہ کے [illegible] سمجھے جاتے ہین محتاج بقرینہ ہوتے ہی وہ مجازی معنے ہین نہ حقیقی -

للمجاز امارات منها ان لا يتبادر نفسه بل يتبادر غيره لولا القرينة وهي عكس الحقيقة فانه لا يتبادر غيره بل يتبادر نفسه (مسلم الثبوت)

الاول ان يسبق المعنى الى فهم اهل اللغة عند سماع اللفظ بدون قرينة فيعلم بذلك انه حقيقة فيه فان كان لا يفهم منه المعنى الا بالقرينة فهو المجاز (حصول المامول ص ۱۱)

علامة الحقيقة التبادر والعراء عن القرينة الخ (مسلم)

اور جس **حالت** مین لفظ معیت کے وہ خاص معنی جو آپنے بیان کئے ہین حرف

بلا مشترک جو کئی معنو کے لئی گئے بار جدا گانہ بنایا گیا ہو وہ باوجودیکہ ہر ایک مقام مین جدا گانہ معنے بتانے مین محتاج بقرینہ ہے حقیقت کہلاتا ہے کیونکہ اِسکے سبھی معانی بدلی کے ساتھ بلا قرینہ سمجھہ مین آتے ہین چنانچہ مسلّم الثبوت وغیرہ مین بیان کیا گیا ہے

وارد المشترك حيث لا يتبادر المراد وانما يرد على مذهب من نفى المعمم والجواب انه يكفي التبادر ولو بدلا (مسلّم)

آور یہہ بات مجازی معنون مین پای نہین جاتی وہ بدلی کے ساتھہ بھی بلا قرینہ سمجھ مین نہین آتی - اور چونکہ شیخ ابن تیمیہ لفظ معیت کو مشترک نہین مانتے اسلئے وہ اوسکو محتاج بقرینہ ہونے کی ساتھہ حقیقت نہین کہہ سکتے

مقتضائے مقام سے مفہوم ومراد قرار دیے جاتے ہین - اور قرینہ اسباق و سیاق (سے) ہی سمجھہ مین آتے ہین اور از انجملہ جو معنے ایک مقام اور ایک قرینہ سباق وسیاق سمجھہ مین آتے ہین وہ دوسرے مقام مین اور دوسرے قرینہ سے سمجھہ مین نہین آتے اور یہہ باتین آپنے خود ہی بیان کی ہین تو پھر یہہ معنے اس لفظ کے حقیقی اور ظاہری معنے کیونکر ہوسکتے ہین یہہ ہو تو حقیقت ومجاز مین فرق نہین رہتا - اور حقایق شرعیہ ولغویہ کا اعتبار نہین رہتا -

آپکا اس لفظ (معیت) کو ان سب معانی مین حقیقت کہنا پھر انکی فہم (سمجھہ مین آنے) کو مقتضائے مقام کا محتاج ٹہرانا دو امر متناقض کا قایل ہونا ہے - اور معقول و منقول کا مخالف بننا - اس لفظ معیت کا بعض مواضع مین بعض معانی سے مخصوص ہونا اور ان معانی کا سمجھہ مین آنا قراین حالیہ (مقتضائے مقام) یا مقالیہ (سیاق وسباق) [illegible] دلاتا ہے کہ یہہ لفظ ان معانی مین مجاز ہے یا مشترک کہ وہ بھی بعض مقامات مین قرینہ کے سبب بعض معانی کے ساتھہ مخصوص ہونے کے بعد مئول ہی کہلاتے ہین بہر حال اس لفظ کے مختلف مقامات مین مختلف معانی (کہین نصرت کہین حمایت کہین علم) سبھی حقیقی غیر تاویلی کسی طرح بن نہین سکتے اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہ مئولین اس صفت معیت مین تاویل کرنے کی الزام سے بری نہین ہو سکتے -

یہہ اس جواب کی علمی تقریر ہے جسکو علم معقول واصول سے آشنا سمجھہ سکتے ہین اسکا ماحصل لایق فہم عوام یہہ ہے کہ لفظ معیت کے وہ مختلف معنے جنکو آپ لوگ ان آیات کی تاویل یا (تفسیر) مین بیان کرتے ہین اسکے حقیقی و ظاہری معنے ہوتے تو لازم تہا کہ جہان کہین یہہ لفظ بولا جاتا وہان یہہ سبھی معنے کس و ناکس کے سمجھہ مین آتے - اور جسحالت مین بعض جگہہ بعض الفاظ ملانے سے

اِس لفظ کے معنے کچھ سمجھ مین آتے ہین بعض جگہہ اور لفظ ملانے سے کچھ اور تو اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معنے صرف اِس لفظ کے معنے نہین ہین۔ اِس لفظ کے ساتھہ اور الفاظ اور موقعے ملین تو یہہ معنے پیدا ہوتے ہین اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ معنے اِس لفظ کے ظاہری اور حقیقی نہین ہین

تیسرے دعوی کا جواب

ایک لفظ یا مفہوم کلی کو اپنے معانی یا افراد پر صدق مین متفاوت ماننا (کسی پر اِسکا صدق کامل تسلیم کرنا کسی پر ناقص) و معہذا اِسکو متواطی کہنا ایک ایسی اصطلاح ہے جس سے عام اہل عقل کو اتفاق نہین ہے ہرچند اصطلاح مین مناقشہ نہین جو کچھہ کسیکے دلمین آوے اصطلاح مقرر کرے مگر اصطلاح مین بہی لغت سے مناسبت اور کم سے کم لحاظ عدم مخالفت تو ضروری ہے اور اگر کوئی یہہ لحاظ اوٹھا کر دن کا نام رات مقرر کرلے اور رات کا نام دن تو یہہ اہل عقل کے نزدیک معیوب ہے

انبیاء علیہ جس حالت مین معیت یا ربوبیت و عبودیت کا صدق اپنے افراد پر متفاوت بیان کیا گیا ہے تو پھر اُنکو متواطی (جسکے معنے مین لغتہً تواتی و مساوات ماخوذ ہے) کب جایز ہے اور اگر یہہ خیال ہو کہ جو اِن سب افراد مین مطلق قدر مشترک پایا جاتا ہے اسمین اِن سبکا شریک ہونا متواطی کہلانے کے لئے کافی ہے تو پھر چاہیئے کہ متکثر المعنی کا وجود ہی مٹا دین مشترک منقول حقیقت و مجاز سبکو اسقدر مشترک مین شریک ہونے کی نظر سے متحد المعنی قرار دیکر کلی متواطی مین داخلکرین۔ کیونکہ ان سب مین جتنے کہ منجملہ اقسام مشترک اضداد مین کچھہ نہ کچھہ قدر مشترک (کم سے کم وجود و امکان وغیرہ امور عامہ) تو پایا جاتا ہے اور یہہ امر ہی عقل و نقل دونو کے مخالف ہے اہل عقل و اہل نقل دونو وجود مشترک منقول حقیقت و مجاز کے قایل ہین اور اِس قدر اشتراک قدر مشترک کو متواطی ہونے کے کافی نہین سمجھتے

جب ہم شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ کے حق مین کتب تراجم وتواریخ مین یہہ الفاظ دیکھتے ہین
لہ کعب طویل فی العلوم العقلیة والنقلیة یعنے
ان کو علوم عقلی ونقلی دونون مین کمال ہے اور معہذا اونکے رسالہ مین ایسی باتین جو خلاف معقول ہین مشاہدہ کرتے ہین تو ہمکو سخت تعجب پیدا ہوتا ہے
یہہ جواب قابل فہم عوام نہین ہی اسلئے ہم اسکے عام فہم خلاصہ بیان کرنے سے معذور ہین۔

ان تینون دعاوی کے جواب سے جواب عذر دوم مئولین پورا ہوا۔ اور یہہ ثابت ہوا کہ جوکچھہ حضرات مئولین نے تاویل معیت کے جایز ہونے اور تاویل ممنوع ہے استثنے اور علیحدہ ہونے یا اوسکے تاویل نہو نے کے باب مین کہا ہے وہ سب مغالطہ ہے اور حقیقت مین وہ ... ہی ہین جیسے مئولین استوا وفوق اپنے تاویلات استیلاء وغیرہ مین ہین

فریق مئول کا تیسرا عذر (یا دلیل)

بہت لوگ باوجود دعوی ترک تقلید مفسرین یہہ عذر (یا تمسک) پیش کرتے ہین کہ جہان کے مفسرین آیات معیت کی تفسیر مین معیت کے معنی علم ونصرت وغیرہ بیان کرتے ہین اور یہی معنے کس و ناکس کو ان آیات کے پڑہنے یا سُننے سے سمجھہ مین آتے ہین —

الجواب

تمام جہان کے مفسرین کی نسبت تو یہہ دعوے ایک خیال ہے - ان مدعیون نے تمام جہان کو

کب دیکھا اور ساری تفسیرونکو کب ٹٹولا دس پانچ موجودہ اور متداول تفسیرون کی نسبت
یہہ دعوی ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ **مفسرین دو فریق** ہین (۱)
متؤلین جو جملہ صفات خداوندی (استوا وغیرہ) کی تاویل کرتے ہین۔
(۲) **مفوضین** جو قرب معیت کے سوا اور صفات کی تاویل نہین کرتے
فریق اول کا معنے معیت مین علم یا نصرت وغیرہ کو ذکر کرنا انکی مذہب
تاویل پر مبنی ہے وہ جیسے استواء کے معنے استیلا اور ید کے معنے قدرت
بیان کرتے ہین ایسی معیت کے معنے علم و نصرت بیان کرتے اور اپنے اس فعل کو برملا
تاویل کہتے ہین انکی قول پر آپکو اعتماد و تمسک جائز ہے تو چاہیئے کہ ان کی
دوسری تاویلات استیلاء وغیرہ سے بھی تمسک کرین رہے مفسرین **فریق**
دوم سو اگرچہ معیت کی تفسیر مین علم و نصرت کا ذکر کرتے ہین مگر وہ آپ لوگون
کی طرح یہہ نہین کہتے کہ یہہ علم و نصرت ہی معیت حقیقی کے معنی ہین اور اس
معیت کی حقیقت بجز علم یا نصرت وغیرہ اور کچھہ نہین ہے۔ **جائز**
ہے کہ اونہون نے یہہ تفسیر بلازم و مقتضا کی ہو اور انکا یہہ خیال ہو کہ ان
مقامات مین جس معیت کا بیان ہے اسکی حقیقت کا علم تو سپرد بخدا ہے
پر اسکا لازمہ و مقتضا ان مقامات مین علم یا نصرت وغیرہ ہے۔
اس **لازم و مقتضا** معیت کو حضرت شیخ ابن **تیمیہ** بھی بیان کر چکے
ہین اور ساتھہ اسکے یہہ بھی بیان* کر چکے ہین کہ یہہ مقتضا کبھی عین معنے معیت ہوتا
ہی جسکا مفہوم یہی ہے کہ کبھی وہ اصل معنی و حقیقت معیت سے جداگانہ ہی ہوتا ہی۔ یہہ بات جب آپکو سوجھ چکی ہی تو کیون
جائز نہین کہ ان مفسرین کو بھی یہی بات سوجھی ہو او اونہون نے اس معیت کی تفسیر مین اسکا لازم و مقتضا
بیان کیا ہو نہ اصل حقیقت و مراد معیت
یہی لازمی معنے عام لوگون کے خیال مین آتے ہین جب وہ ان آیات کو

* دیکھو صفحہ ۱۹ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۸

پڑھتے یا سُنتے ہین کوئی انمین سے (بجز اتباع شیخ ابن تیمیہ) یہ نہ سمجھا ہوگا کہ معیت کی حقیقت یہی ہے جو ہکو اس مقام مین سمجھ مین آتی ہین - اِسکے سوا اسکی حقیقت و مراد کچھہ نہین ہے - بلکہ غور کرو تو خدا تعالے لے کے جملہ صفات (بولنے جاننے سننے وغیرہ) سے عام خلایق کو (خواہ وہ اُنکو کسی کتاب آسمانی مین پڑہین خواہ اپنے محاورات مین بولین) یہی لازمی معنے سمجھہ مین آتے ہین اور کوئی کسی معنے کو اِن صفات کی اصلی حقیقت و مراد نہین سمجھتا - اور اِن ہی لازمی معنی پر ایمان لانے کی خدا تعالے نے عام خلایق کو تکلیف دی ہے اور یہی امر بشری طاقت اور قدرت مین داخل ہے اِس سے زیادہ وہ معانی صفات سے کچھہ سمجھہ ہی نہین سکتے - اِس لازمی معنی کا بالتفصیل و تمثیل بیان حضرت شاہ ولی اللہ کی کلام مین اِس بحث کے خاتمہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالی متاولین صفت معیت سخت غلطی اور خلط مین مبتلا ہین کہ لازمی معنی کو (جو مفسرین یا عامہ خلایق کی زبان یا خیال مین آئے ہین) معیت اصلی حقیقت و مراد سمجھہ بیٹھے ہین -

فریق مئول کا چوتھا عذر (یا دلیل)

یہہ معنی قرب و معیت کے جو ہمنے بیان کئے ہین بعض صحابہ وغیرہ سے بہی مروی ہین - چنانچہ بعض مفسرین نے باسناد انسے نقل کیا ہے اور بلا سند تو بہت سی کتابون مین انکے اقوال موجود ہین اور ثقات کی نقل بلا سند کا بہی ویسا ہی اعتبار ہے جیسا کہ اونکی اسناد کا -

الجواب

بے سند نقل پر اعتماد کرنا اِن ہی لوگون کا کام ہے جو اصول حدیث و اصول فقہ سے محض ناآشنا ہین اور حدیث و قرآن کے الفاظ بن سوچے بے سمجھے پڑہتے ہین وہ لوگ عبد اللہ بن مبارک کے اِس قول کو (جو بسند متصل اُنسے ثابت ہے

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (صحیح مسلم صہ ۱۲)

کہ اسناد دین سے ہی اسناد نہو تو جو کچھہ کوئی چاہے کہدے" صحیح مسلم مین غور سے نہین پڑہتے۔ اور اسکے ماخذ و مستند کو کتاب اللہ و سنت مین نہین دیکھتے۔ وہ

ثم المردود اما ان یکون لسقط او طعن فالسقط اما ان یکون من مبادی السند او اخرہ او غیر ذلک فالاول المعلق والثانی المرسل والثالث ان کان باثنین فصاعدا مع التوالی فھو المعضل والا فالمنقطع (نخبہ صہ) قال ابن الصلاح ان وقع ھذا التعلیق الحذف فی کتاب التزمت صحتہ کالبخاری ومسلم فما اتی فیہ بصیغة الجزم دل علی انہ ثبت اسنادہ عندہ وانما حذف لغرض من الاغراض وما اتی فیہ بغیر الجزم ففیہ مقال (شرح نخبہ صہ ۳۷)

علماء کے ان اقوال کو جو مرسل منقطع و معلق کو ضعیف اور مردود قرار دیتے ہین اور کتب اصول مین منقول ہین بغور ملاحظہ نہین کرتے

وہ یہہ خیال نہین فرماتے کہ جس حالت مین بخاری و مسلم کی تعلیقات (روایات منقطع جنکی شروع اسناد مین انقطاع ہو) مین علماء [illegible] تفصیل ہے تو اور کسی مفسر یا محدث کی بے سند روایت کو کون پوچھتا ہے

ایسا ہی بااسناد نقل کو بلا تفصیل و تحقیق اس امر کے کہ وہ اسناد صحیح ہے یا ضعیف تسلیم کر لینا انہی لوگون کا کام ہے جو علم اصول سے بے بھرہ ہین وہ یہہ خیال نہین کرتے کہ اسناد معتبر اور لایق اعتماد وہی ہے جو صحیح ہو یا حسن اور وہ

اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرھا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحتہ فی شئ من مصنفات ائمة الحدیث المعتمدة المشہورة فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ھذہ الاعصار الاستقلال

شیخ امام ابن الصلاح وغیرہ آئمہ اصول کے اس قول کو بغور ملاحظہ نہین کرتے کہ جب تک کوئی اسناد یا حدیث کسی کتاب ملتزم الصحت مین پائی نہ جاسے یا اسکا صحیح یا حسن ہونا علماء مسلم النقدو

یادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید (مقدمہ ابن الصلاح) ولا جبتا دبیان نکرین وہ صحیح نہین سمجھی جاتی

بناءً علے ہذا انکی بے **اسناد** آثار و اقوال متمسکہ کا **جواب** تو یہہ ہے کہ وہ لایق جواب و التفات نہین ہین اور جنکو وہ **با اسناد** بتاتے ہین اُنکا **جواب اولاً** یہہ ہے کہ وہ اقوال ہی اعتماد و استدلال کے لایق نہین جب تک کہ فریق مئول انکی تصحیح یا تحسین آیہ نقل سے ثابت نکرین **ثانیاً** (جب وہ اسکی تصحیح یا تحسین کر دین) وہی جواب ہے جو مفسرین فریق دوم کے اقوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اونہون نے آپ لوگون کی طرح یہہ دعوی نہین کیا کہ یہہ معنے جو ہم بیان کرتے ہین معیت کی اصلی او حقیقی معنے ہین - کیون جایز نہین کہ اُنہون نے بھی اُن مفسرین کی طرح لازم و مقتضا سے تفسیر کی ہو اور اسکی اصل مراد اور حقیقت کو خدا کی سپرد کر دیا ہو

جو لوگ ہماری اسبات کو اُٹھانا چاہین وہ کسی ایک صحابی یا ایک تابعی سے **اسند** متصل سے (نسہی منقطع ہی سے سہی اسند صحیح سے ہو سکے تو ضعیف ہی سے سہی) یا کسی ایک مفسر سے (متقدم ہو تو متاخر ہی سہی) یہ بات ثابت کر دکھائین کہ جو معنے معیت کے اونہون نے بیان کئے ہین یہہ اسکے حقیقی معنے ہین - اس معیت کی حقیقت بجز علم یا نصرت وغیرہ اور کچھہ نہین ہے - کیونکہ نزاع ہے تو اسی مین ہے لازمی معنے کے بیان یا تفسیر مین کسکو نزاع ہے یہہ تو ہم خود کرتے ہین چنانچہ خاتمہ مبحث مین اسکا بیان ہوگا

فریق مئول کا پانچوان عذر (یا دلیل)

معیت خداوندی کو **علمی** ٹھہراوین اور خداتعالے کو حقیقةً اور بذات خود بندون کے ساتھہ کہین تو **اس سے** خداے تعالے کا ہر جگہہ جہان بندی ہون (پاخانون مین یا اور ناپاک جگہون مین) ہونا لازم آتا ہے جو خداے تعالے کی تقدس اور پاکی کے مخالف ہے (بیان یہہ کہنا شائد بھول گئے ہین کہ خدا کے کپڑے (تہبند اور چادر) ناپاک ہو جاتے ہین یا اسکو

بدبو آتی ہے) اور اُس سے اُسکا عرش پر اور مخلوق سے اوپر ہونا جو بہت دلائل و نصوص
ثابت ہو **باطل ہوتا ہے** کیونکہ ایک چیز کا عرش اور فرش پر دو جگہہ ہونا محال ہے

* وہ دلایل یہہ ہیں جنکے اٹھارہ قسم شیخ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین بیان کیے ہین

(۱) یخافون ربہم من فوقہم	(۱) خدا کا یہ قول کہ بندے خدا سے اوپر سے ڈرتے ہین
(۲) ہو القاہر فوق عبادہ	(۲) وہ بندون پر غالب ہے
(۳) تعرج الملائکۃ والروح الیہ	(۳) فرشتے اور ارواح اسکی طرف چڑہتے ہین
(۴) الیہ یصعد کلم الطیب	(۴) اوسکی طرف پاک بول چڑہتے ہین
(۵) بل رفعہ اللہ الیہ	(۵) مسیح کو خدا نے اپنی طرف اوٹھا لیا
(۶) ہو العلی الکبیر	(۶) وہ بلند اور بزرگ ہے
(۷) تنزیل الکتاب من اللہ	(۷) کتاب کا اتارا اللہ کیطرف سے ہے
(۸) ان الذین عند ربک الآیۃ	(۸) جو لوگ اسکے پاس ہین وہ تکبر نہین کرتے
(۹) ہو اللہ فی السماء	(۹) وہ [illegible] آسمان میں ہے
(۱۰) ثم استوی علی العرش	(۱۰) وہ عرش پر قائم ہوا
(۱۱) رفع الایدی فی الدعاء الی السماء	(۱۱) دعا مین اوپر کیطرف ہاتہہ اوٹہانا
(۱۲) نزولہ کل لیلۃ الی السماء الدنیا	(۱۲) خدا کا ہر شب آسمان دنیا کیطرف اُترنا
(۱۳) اشارتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ فی السماء	(۱۳) آنحضرت کا حجۃ الوداع مین خدا کیطرف اوپر کو اشارہ کرنا
(۱۴) تصریحہ صلی اللہ علیہ وسلم باین اللہ	(۱۴) آنحضرت کا ایک عورت کو پوچھنا کہ خدا کہان ہے
(۱۵) شہادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قالت انہ فی السماء بانہا مؤمنۃ	(۱۵) اس عورت کے کہنے پر کہ وہ آسمان میں ہے اُسکو مومن کہنا
(۱۶) اخبارہ تعالی بان فرعون رام الصعود الی السماء للاطلاع علی اللہ	(۱۶) خدا کے معائنہ کیلیے فرعون کا آسمان کیطرف قصد کرنا خدا نے نقل کیا ہے
(۱۷) صعودہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الی السماء ونزولہ منہا الی موسی	(۱۷) معراج مین آنحضرت کا آسمان کیطرف جانا پہر وہان سے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف اُترنا
(۱۹) رؤیۃ اھل الجنۃ ربہم من فوقہم لا من خلفہم او امامہم او عن ایمانہم او شمائلہم او تحتہم	(۱۸) اہل جنت کا خدا تعالی کو اوپر سے دیکھنا نہ کہ پیچھے یا آگے یا دہنے یا بائین یا نیچے سے

پس جب وہ فرش پر ہمارے ساتھ بذات خود ہوا تو جب عرش پر کیونکر ہو سکتا ہے۔

دوسرے پیرایہ مین اس عذر کی تقریر

جبکہ خدا تعالےٰ کا عرش پر اور مخلوق سے اوپر ہونا بہت سے دلایل و نصوص سے ثابت ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بجز عرش و جانب بالا کسی دوسری جگہ نہو۔ کیونکہ ایک چیز کا دو جگہ ہونا محال ہے لہذا ہم معیت کو علمی قرار دیتے ہین اور اوسکو نصوص استواء و فوقیت کے تابع کرتے ہین اور اگر معیت کو علمی نہ کہین تو خدا کا ہر جگہ (پاک ہو خواہ ناپاک) ہونا لازم آتا ہے اور نصوص استواء و فوقیت کا ابطال ہوتا ہے۔

الجواب

اس عذر مین تو ان حضرات نے باوجود دعویٰ تنزیہ و تفویض کے اہل تجسیم و اہل تاویل دونو [illegible] ان کلمات سے [illegible] انسان [illegible] پوری طرح مجسم و مئول بن گئے ہین مجسم تو (تقریر استوا مین) ان الفاظ سے کہ وہ عرش پر ہو تو پھر فرش پر نہین ہو سکتا اور بندون کے ساتھ ہو تو پھر اسکا پاخانون اور نجس مکانون مین ہونا لازم آتا ہے جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ وہ خدای تعالےٰ کو ایک انسان یا اور مجسم شی کی طرح سمجھتے ہین جسکا ایک وقت مین دو مکان مین ہونا محال ہے اور اسکا کسی مکان مین ہونا اس مکان مین اسکو محدود کر دیتا ہے اور اس مکان کی کیفیات و صفات (پاکی پلیدی۔ خوشبو۔ بدبو۔ طول۔ عرض۔ تنگی۔ فراخی وغیرہ) کا محل و معرض بنا دیتا ہے۔

مئول وہ تاویل معیت مین اُن الفاظ سے بنتے ہین کہ اگر خدا کی معیت کو علمی نہ کہین تو اُسکا ہر جگہ ہونا اور عرش پر نہونا لازم آتا ہے اسی قسم کے لوازم مئولین صفت استواء و فوقیت نکالتے ہین اور بناءً علیہ استواء کو استیلاء اور فوقیت کو علو رتبہ سے تاویل کرتے ہین۔ چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین اہل تاویل کی

تائید مین یہہ تقریر کرتے ہین کہ اگر خدا تعالے نے عرش پر قرار پکڑا ہو تو اپنی اس جانب

لو کان مستقرا علی العرش لکان من الجانب الذی یلی العرش متناهیا وکل ما کان متناهیا لا یمنع ان یصیر ازید منه او انقص ۔ وکل ما کان کذالک فهو محدث فثبت انه تعالیٰ لو کان علی العرش لکان محدثا وهو محال فکونه علی العرش یجب ان یکون محالا

(تفسیر کبیر صفحہ ۲۴۳ جلد ۴)

سے جو عرش لگی ہوئی ہو محدود ہوگا (کیونکہ عرش محدود ہے) اور جو محدود ہوتا ہے وہ کمی بیشی کا قابل ہوتا ہے ۔ اور جو کمی بیشی کا قابل ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے اس ثابت ہوا کہ اگر خدا تعالے نے عرش پر قرار پکڑا ہو تو وہ حادث بن جاتا ہے اور یہ امر محال ہے پس ضروری ہوا کہ خدا تعالے و تقدس کا عرش پر ہونا بھی محال ہو

اس قسم کی بہت سی تقریرین تاویل استوار مین بدل کر کے لکھتے ہین کہ

الحجة الرابعة عشر لو کان الله فوق العرش فکان اما ان یکون مماسا للعرش او مباینا له ببعد متناه او غیر متناه والاقسام الثلثة باطلة فالقول بکونه فوق العرش باطل (تفسیر کبیر صفحہ ۲۴۳ جلد ۴)

اگر خدا وند عالم عرش کے اوپر ہے تو عرش سے ملا ہوا ہوگا یا اس سے جدا ہوگا محدود دوری پر یا غیر محدود پر یہہ تینون قسم باطل ہین لہذا اسکو عرش کے اوپر کہنا بھی باطل ٹھہرا پھر ان تینون اقسام کا باطل ہونا بدلائل بیان کیا ہے اور اس سے پہلے اور پیچھے بیسیون تقریرین اور دلائل اس قسم کے بیان کیے ہین جنمین ویسے ہی لوازم نکالے ہین جیسے آپ لوگ نکالتے ہین ایسے ہی لوازم خدا کے اور سب صفتون سے مولین نکالتے مین اور ان لوازم کو خلاف تقدس سمجھکر خدا کے صفات کی نفی و تاویل کرتے ہین اس صورت مین ہم اس عذر (پنجم) کے جواب مین وہی بات کہہ سکتی ہین جو شیخ ابن تیمیہ اور انکا اتباع پہلے تاولین و مجسمین کے جواب مین کہہ چکے ہین ۔ شیخ ابن تیمیہ حمویہ کے صفحہ ۲۸ وغیرہ مین بجواب مولین فرماتے ہین سلف کا مذہب

صفات خداوندی مین تعطیل (نفی بتاویل) اور تمثیل کے بیچا بیچ ہی وہ خدا کی صفتون کو مخلوق کے

ومذهب السلف بين التعطيل وبين التمثيل فلا
يمثلون صفات الله تعالى بصفات خلقه كما
لا يمثلون ذاته بذات خلقه ولا ينفون عنه
ما وصف به نفسه ووصفه به رسوله
فيعطلون اسماءه الحسنى وصفاته العليا
فيحرفون الكلم عن مواضعه ويلحدون
في اسماء الله وآياته وكل واحد من فريقي
التعطيل والتمثيل هو جامع بين التعطيل والتمثيل اما
المعطلون فانهم لم يفهموا من اسماء الله وصفاته الا
ما هو اللائق بالمخلوقات ثم شرعوا
في نفي تلك المفهومات فقد جمعوا بين
التعطيل والتمثيل مثلوا اولا وعطلوا
آخرا وهذا تشبيه وتمثيل منهم للمفهوم
من اسمائه وصفاته بالمفهوم من اسماء
خلقه وصفاتهم وتعطيل لما تستحق
من الاسماء والصفات اللائقة بالله سبحانه
وتعالى فانه اذا قال القائل لو كان الله فوق
العرش للزم اما ان يكون هو سبحانه
اكبر من العرش او اصغر او مساويا و
نحو ذلك من الكلام فانه لم يفهم من

صفتون کی مثل نہین سمجھتے جیسے اوس کی
ذات کو ذات مخلوقات کی مثل نہین سمجھتے اور
جو خدا تعالی نے اپنی وصف مین یا اسکے رسول
نے خدا کی صفت مین کہا ہے وہ اس کے نفی
نہین کرتے تا کہ وہ خدا کی بہترین نامون اور عالی
صفتون کو مٹا دین اور خدا کے کلمات مین
تحریف (تاویل) والحاد کی راہ چلے ہین (پچھلے
لوگون مین سے) جو صفات کی تعطیل (مٹائی)
اور تشبیہ سے بچتے ہین وہ تعطیل و تشبیہ دونو کے
مرتکب ہوتے ہین پہلے وہ خدا کے نامون اور صفتون
سے وہی معنی سمجھتے ہین جو لائق حال مخلوقات
ہوتے ہین پھر انکو مٹانے لگتے ہین یہ سمجھکر
کہ یہ خدا کے تقدس کے لائق و مناسب نہین
ہین انہون نے تعطیل اور تشبیہ دونو کو اکٹھا کر دیا
ہے پہلے خدا کی صفتون کو صفات مخلوق کی مثل
سمجھا پھر انکو خلاف تقدس سمجھکر مٹایا انہین
جو انہون نے خدا کی صفات کو مثل صفات مخلوق
قرار دیا ہے یہہ تمثیل (تشبیہ) ہی اور جو خدا
کی لائق صفات کو مٹایا ہے یہہ تعطیل ہے (دبار
علیہ) جس نے یہ کہا ہے کہ اگر خدا تعالی عرش کے

ان كون الله على العرش الا ما يثبت لاى جسم كان على اى جسم كان وهذا الكلام اللازم تابع لهذا المفهوم اما الاستواء الذى يليق بجلال الله ويختص به فلا يلزمه شئ من اللوازم الباطلة التى يجب نفيها عن سائر الاجسام وصار هذا مثل قول المثل ان كان للعالم صانع فاما ان يكون جوهرا او عرضا وكلاهما محال اذ لا يعقل موجود الا هذان او قوله اذا كان مستويا على العرش فهو مماثل لاستواء الانسان على سرير او على الفلك اذ لا يعلم الاستواء الا هكذا فان كلاهما مثل وكلاهما معطل

(حمویہ ص ۲۸ و ۲۹)

اوپر ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالے عرش سے بڑا ہو یا اس سے چھوٹا یا اسکے برابر ایسے ہی اوسکی اور باتین (کہ وہ اس سے ملا ہوا ہوگا یا جدا۔ جدا ہوا تو بقدر محدود ہوگا یا غیر محدود) اس نے خدا کے عرش پر ہونیکے وہی معنی سمجھے ہین جو ایک جسم کی دوسری جسم پر ہونے کے معنی سمجھہ مین آتے ہین۔ ایسکا یہہ لوازم نکالنا اسکی اس سمجھہ کے تابع ہے گے جو استوار خدا کی ذات کو لایق و مناسب ہے۔ اس سے ایسے لوازم ہرگز نہین نکلتے جنکا خدا تعالے سے (جو جسموں کا خالق ہی) شانا واجب ہے۔ اس شخص کا استواء مین یہہ کہنا ایسا ہے جیسا کوی خدا کے وجود کی نسبت کہے کہ اگر خدا تعالی موجود ہو تو وہ جوہر ہوگا یا عرض۔ کیونکہ کوئی موجود ان دو نو کے علاوہ نہین ہے۔ اور اسکا جوہر اور عرض ہونا دونو محال ہین یا کوئی خدا کی استوار کی نسبت یہہ کہے کہ اگر خدا تعالی عرش پر مستوی ہو تو وہ اس انسان کی مثل ہوگا جو چارپائی یا تخت یا کشتی پر بیٹھا ہے۔ کیونکہ استوار کے معنے بجز اسکے اور کچھہ معلوم نہین ہین یہہ دونون (قائل) معطل (خدا کی صفت کو مٹانیوالے) ہی ہین اور مشبہ (انکو مثل صفات مخلوق قرار دینے والے) ہی ہین۔

اور صفحہ ۴۸ حمویہ مین آپ امام ابو سلیمان خطابی کے رسالہ غنیہ سے نقل کرتے ہین کہ

والاصل فى هذا ان الكلام فى الصفات فرع على الكلام فى الذات ويحذو فى ذلك حذوه

اس باب صفات مین قانون یہہ ہے کہ خدا کی صفات مین کچھ کہنا اسکی ذات کی نسبت

ومثاله فاذا كان معلوماً ان اثبات الباری سبحانه انما هو اثبات وجود لا اثبات كيفية فكذلك اثبات صفاته انما هو اثبات وجود لا اثبات تحديد و تكييف فاذا قلنا يدٌ وسمعٌ وبصرٌ وما اشبهها فانما هي صفات اثبتها الله تعالى لنفسه ولسنا نقول معنى اليد القوة والنعمة ولا معنى السمع والبصر العلم ولا نقول انها جوارح ولا نشبهها بالايدي وبالاسماع والابصار التي هي جوارح وادوات الفعل- (حمویہ ص ۶۴)

کہ یہ فرع اور اسکی مثل ہے۔پس جیسا یہ امر معلوم ہے کہ اسکی ذات کا اثبات صرف اسکے وجود کو ثابت کرنا ہے نہ اس وجود کی کیفیت کو ایسا ہے اسکی صفات کا اثبات اون صفات کے وجود کو ثابت کرنا ہے نہ ان صفات کی کیفیت کو-پس جب ہم کہتے ہین کہ اوسکا ہاتھ ہے یا سننا دیکھنا تو اسکے یہی معنی ہین کہ ان صفتون کا وجود اوسمین ہے نہ ہم یہ کہتے ہین کہ ہاتھ سے قوت مراد ہے اور سننے دیکھنے سے جاننا

اور نہ یہ کہتے ہین کہ یہ صفات ایسے کام کرنیکے آلات (اعضا) ہین جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ وغیرہ ہمارے کامون کے آلات ہین-

اور بصفحہ ۶۸ حمویہ قاضی ابو بکر باقلانی کے رسالہ ابانہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ

فان قيل فما الدليل على ان لله وجهاً ويداً قيل قوله ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله تعالى ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدي فاثبت لنفسه وجهاً ويداً فان قال فلما انكرتم ان يكون وجهه ويده جارحة ان كنتم لا تعقلون وجهاً ويداً الا جارحة قلنا لا يجب هذا كما لا يجب اذا لم نعقل حياً

خدا کے لئے موںہہ اور ہاتھ ہونے پر کیا دلیل ہے تو اوسکے جواب مین کہا جاویگا کہ خدا کا یہ قول ہے کہ اوسکا موںہہ باقی رہیگا- اور یہ قول کہ مینے آدم کو ہاتھ سے بنایا- اسمین اگر وہ یہ سوال کرے کہ پھر تم خدا کے لئے الات (اعضا) ہونیسے کیون انکاری ہو جس حالت مین تم موںہہ اور ہاتھ بجز ان آلات (اعضا) اور کسی چیز کو نہین سمجھتے اسکے

عالمًا قادرًا الا اجسامًا انّ نفصی نحن وانتم بذلك على الله سبحانه وكما لا يجب فی كل شئ كان قائمًا بذاته ان يكون جوهرًا لانا واياكم لا نجد قائمًا بنفسه فی مشاهدتنا الا كذلك (حمویہ ص ۸۲)

جواب مین کہا جائیگا خدا کے ہاتہہ اور موہنہ کو آلات (اعضاء) سمجہنا لازم نہین جیسا کہ اوسکے زندہ اور عالم اور قادر ہونے سے ہم اسکا دو نو جسم نہین سمجہتے اور اوسکی بذات خود قایم ہونیسے اسکا جوہر ہونا نہین سمجہتے باوجودیکہ مخلوقات مین زندہ اور عالم اور قادر بجز جسم کسی اور چیز کو نہین دیکہتے اور نہ بذات خود قایم بجز جوہر کوئی چیز مشاہدہ کرتے ہین۔

اور بصفحہ ۱۰ حمویہ خود بدولت فرقہ مشبہہ (مجسمہ) کے حق مین فرماتے ہین۔ وہ خدا

اما الاولون فقسمان احدهما من يجريها على ظاهرها ويجعل ظاهرها من جنس صفات المخلوقين فهؤلاء المشبهة ومذهبهم باطل انكره السلف۔ (حمویہ ص ۱۰)

کی صفات کو مخلوق کے قسم سے سمجہتے ہین یہہ لوگ مشبہ کہلاتے ہین انکا مذہب باطل ہے [illegible] فرمایا ہے۔

اسکے بعد **اہل تفویض** کا یہہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ صفات خداوندی کے ظاہری (نہ تاویلی) معنی (جو خدا کی ذات کو لایق ہین نہ لایق و مناسب بحال مخلوق) مراد سمجہتے ہین۔ پہر اسکی تشریح و تفصیل مین کہا ہے

فالعلم والقدرة والكلام والمشية والرحمة والرضى والغضب ونحو ذلك فی حق العبد اعراض والوجه واليد والعين فی حقه اجسام فاذا كان الله موصوفًا عند عامة اهل الاثبات بان له علمًا وقدرةً وكلامًا ومشيةً وان لم يكن ذلك عرضًا يجوز عليها ما يجوز على صفات المخلوقين جاز ان يكون وجه الله ويداه صفتان ليستا اجسامًا يجوز عليها

علم و قدرت وغیرہ جبکہ وہ صفات مخلوق ہون اعراض (قایم بغیرہ) ہین جو مخلوق کی ذات سے قایم ہین۔ اور ہاتہہ موہنہ وغیرہ (جبکہ وہ مخلوق کی طرف منسوب ہون) اعضاء و اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین اور جب

ان صفات کو خدا کی طرف نسبت کیا جاوےگا	ما یجوز علی صفات المخلوقین (حمویہ ص ۱۰)

تو جو معنی مناسب بمخلوق وہ مراد نہین لئے جاوینگے نہ صفت قدرت وعلم سے اعراض (قایم بغیر)

اور نہ ہاتھ موہنہ وغیرہ سے جسم وجوہر۔

یہہ مجسمین اور موٴلین کے جواب مین آپ اور آپکے اسلاف کی گفتگو ہے یہی گفتگو بعینہ

ہم اس عذر (تجسم) کی جواب مین کرسکتے اور کہہ سکتے ہین کہ خداوند تعالی وتقدس کے

بذات خود ہمارے ساتھہ ہونیکی صورت مین اسکا عرش برین پر نہونا اور پائخانون یا اور ناپاک

مکانون مین ہونا تب ہی لازم آتا ہے جبکہ اوسکا عرش پر اور ہمارے ساتھ ہونا ایسا قرار

دیا جائے جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی نسبت حاصل ہوتا ہے۔ اور جس حالت مین ہم اور

تم دونون اُس خداوند تعالی وتقدس کو جسم قرار نہین دیتے اور نہ اوسکا عرش پر یا

اپنے ساتھہ ہونا ایسا سمجھتے ہین جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی نسبت ہوتا ہے تو پھر عرش

پر ہونیکے ساتھ اوسکا ہمارے ساتھہ ہونا [illegible] اور ہمارے ساتھ رہتا ہوا تو پائخانون

اور ناپاک مکانون مین اسکا محدود اور اون مکانون کی کیفیات (خوشبو بدبو۔ تنگی

فراخی۔ بُرائی۔ بھلائی کا موصوف ہونا کہان لازم آتا ہے؟ جو لوگ یہہ لوازم نکال کر

معیت کی تاویل اور اوس تاویل سے وہ بزعم خود خدائے تعالی کی تنزیہہ کرتے ہین اور

خدا کے عرش پر ہونیکے نفی وتعطیل سے بچتے ہین وہ حقیقت مین تشبیہ وتعطیل دونون کے

مرتکب ہوتے ہین پہلے انہون نے معنی معیت ذاتی خدا تعالی کو لایق حال مخلوق قرار

دیا پھر اس معیت ذاتی کو خلاف تقدس سمجھکر مٹایا اور تشبیہ اور تعطیل دونو کو اکٹھا کر دیا۔

اسمین جو اونہون نے خدا کے ساتھہ ہونیکے وہ معنی سمجھے ہین جو لایق ومناسب بحال مخلوق

ہین یہہ تشبیہ ہے اور جو حقیقی معنی معیت ذاتی لایق بجلال خداوندی کو مٹایا ہے یہہ نفی

وتعطیل ہے اُنکا یہہ کہنا کہ اگر خدا ہمارے ساتھہ ہو تو پھر وہ عرش پر نہین ہوسکتا اور

اسکا پائخانون مین ہونا لازم آتا ہے بعینہ ویسا ہی جیسا منکر استوار کا یہہ کہنا ہے کہ

اگر خدا تعالی عرش پر ہو تو اوسکا عرش کے برابر یا اوس سے چھوٹا یا بڑا ہونا لازم آتا ہے یا وہ اس انسان کی مانند بن جاتا ہے جو چوکی یا چارپائی یا کشتی پر بیٹھا ہے انکا یہ لوازم باطلہ نکالنا انکی اسی سمجھ کے تلے ہے جو خدا کی صفات کو مثل صفات مخلوقات قرار دینے مین انہون خرچ کی ہے ان صفات کی اصلی اور حقیقی معنی مناسب بجلال خداوندی سے یہ لوازم ہرگز نہین نکلتے لهذا ان (معیت ذاتی کے لوازم نکالنے والون) کے جواب مین وہی کہنا کافی ہے جو استواء عرش کے لوازم نکالنے والون کے جواب مین آپ لوگون نے کہا ہے اور وہ بیان ہوچکا ہے ۔

اس جواب کی تائید مین ہم خدا تعالی کے ہر شب آسمان دنیا پر نازل ہونیکی نظیر پیش کرتے ہین جسکی تسلیم مین (چنانچہ بصفحہ ۱۲ نمبر ۱) بیان ہوچکا ہے) شیخ ابن تیمیہ اور اوسکی اتباع کو کلام نہین ہے اور ان حضرات کی خدمات مین باادب و اخلاص ملتمس ہین کہ جس حالت مین آپ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالی کے ہر شب آسمان دنیا پر اوترنے سے خدا کا عرش پر ہونا اور رات بہر اوسکے عرش کا اوس سے خالی (یا جدا) رہنا اور باقی ماندہ چھ آسمانون کا خدا کے اوپر اور خدا تعالی کا اون سے نیچے اور اون مین محدود ہوجانا (جو پاخانون اور ناپاک مکانون مین محدود ہونے سے کچھ کم خلاف تقدس نہین ہے) لازم نہین آتا تو پہر ہمارے ساتھ ہونیسے خدا کے اسکا عرش پر ہونا اور پاخانون مین ہونا کیونکر لازم آتا ہے ۔ ؟

اس نزول کی تاویل کوئی علم یا رحمت سے کرے تو آپ لوگ اوسکو بدعتی وگمراہ کہتے ہین اور اگر اس نزول کو مثل نزول مخلوق قرار دے وبناءً علیہ بوقت نزول آسمان دنیا خدا کے عرش کو اس سے خالی کہے تو امید ہے کہ آپ لوگ اوسکو مجسم ورکافر قرار دین اور ان دونون (ماؤل ومشبہ) کے مقابلہ مین یہی بات کہین کہ اسکا نزول نزول مخلوق اور اجسام کی مثل نہین ہے کہ جہان اوسکا نزول ہو وہان اوسکا حلول ثابت ہو اور جہانسے

نزول ہوا ہو وہ مکان اوس سے خالی رہجائے لہذا ممکن ہے کہ باوجود عرش پر ہونیکے وہ خدا تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہو یہی بات آپ لوگ معیت مین کیون نہین کہہ دیتے کہ اوسکا ہمارے ساتھہ ہونا مخلوقات اور اجسام کے ساتھہ ہونیکے مانند نہین ہے لہذا جایز و ممکن ہے کہ باوجود عرش پر ہونیکے وہ ہمارے ساتھہ بھی ہو اور ہمارے ساتھہ ہونے کی حالت مین وہ عرش پر بھی ہو۔

مین امید کرتا ہون کہ معیت کی تاویل کرنیوالے اگر فہم انصاف سے کام لینگے تو اس جواب ونظیر کو پڑہکر فوراً اسکی تاویل سے توبہ نصوح اختیار کرینگے اور جو اسمین باوجود دعوے ترک تقلید شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کی تقلید پر جمے ہوئے ہین اس سے رجوع کرینگے مگر افسوس تو یہہ ہے کہ یہان فہم وانصاف کو نصیبہ دشمنان سمجھا جاتا ہے فہم کو بدعت اور انصاف کو ضلالت ٹہیرا کر جو سمجھہ کی بات کہے اوسکو فلسفی و بدعتی کہا جاتا ہے اور جو انصاف اختیار کرے اوسکو گمراہ و مخالف سلف ... اللہ المشتکی و ... لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس جواب ونظیر کو پڑہکر حضرات مؤلین مدعیان اتباع سلف صالحین شاید عذر ششم پیش کرین لہذا اوسکو بیان کرکے اوسکا جواب دیا جاتا ہے۔

فریق مؤل کا چھٹا عذر (یا تاویل)

دلیل کے روسے تو ٹہیک بات وہی معلوم ہوتی ہے جو تمنے بیان کی ہے کہ نزول ومعیت مین کچھہ فرق نہین لہذا نزول مین تاویل نہو تو معیت مین بھی تاویل کی حاجت نہین مگر ہم کیا کرین ؟ اس بات کی تسلیم سے خدا تعالی کی عرش کے ساتھہ خصوصیت باطل ہوتی ہے اور عرش اسکی مقرری جگہہ نہین رہتی اسکا لامکان ہونا لازم آتا ہے یا اسکو ہر جگہہ کہنا پڑتا ہے۔

الجواب

معیت کی حقیقی نہ تاویلی معنی مراد قرار دینے سے خدا تعالی کی عرش کے ساتھہ خصوصیت

(جسکو اوس نے استوار سے تعبیر کیا ہے) تو ہرگز باطل نہین ہوتی جو لوگ معیت کی حقیقی معنی مراد لیتے ہین اور اوسکی علم یا نصرت سے تاویل نہین کرتے اور بناءً علیہ وہ کہتے ہین کہ خدای تعالی ہمارے ساتھہ ہے جیسا کہ وہ عرش معلی پر ہے وہ لوگ خدای تعالی کو بجز عرش معلی کسی اور چیز پر (زمین پر یا کسی آدمی کے سر یا کسی پاک ناپاک مکان پر) مستوی نہین کہتے اور وہ اس استوار خداوندی کو جو عرش پر اسکو حاصل ہے کسی چیز کے لئے ثابت نہین کرتے اور نہ یہہ امر معیت کی تاویل نکرنیکو لازم ہے۔

رہا یہہ امر کہ معیت کی تاویل نکرنی اور خدا کو بندون کے ساتھ کہنے سے عرش اس کی مقرری جگہہ نہین رہتی اور اوسکا لامکان ہونا یا ہر جگہہ ہونا لازم آتا ہے اسکا ایک جواب تو یہہ ہے کہ عرش کا خدا تعالی کے رہنے کی جگہہ ہونا اور اوسکا لامکان یا ہر جگہہ ہونا یا نہونا خدا اور رسول کی کلام سے کچھہ بھی ثابت نہین۔ نہ خدا تعالی اور اوس کے رسول نے یہہ فرمایا ہے کہ عرش خدا کے رہنے کی جگہہ ہے نہ یہہ فرمایا ہے کہ وہ لامکان یا ہر جگہہ نہین ہے جیسا کہ یہہ بھی نہین فرمایا کہ وہ لامکان اور ہر جا ہے۔ اور نہ اہل تفویض کا یہہ عقیدہ ہے۔ پس اگر معیت کی تاویل نہ کہنے سے یہہ لوازم نکلتے ہین تو اسکا الزام کس پر ہے اور ان لوازم مین اشکال یا محال کیا لازم آتا ہے۔ جو شخص ان لوازم کو محال او خلاف تقدس و جلال قرار دیتا ہے وہ پہلے خدا اور رسول کی کلام سے یہہ ثابت کرلے کہ عرش خدا کے رہنے کی مقرری جگہہ ہے یا یہہ کہ وہ لامکان یا ہر جا نہین ہے یہہ صفتین خدا کی کسی آیت یا حدیث مین وارد و ثابت ہین بعد یہہ عذر و الزام پیش کرے۔ بالفعل اہل تفویض اس عذر و الزام کے جواب مین یہہ کہہ سکتے ہین کہ ہم نہ خدا کو لامکان کہتے ہین نہ اوسکے رہنے کا کوئی مکان مقرر کرتے ہین نہ اوسکو ہر جای کہتے ہین نہ اوسکے ہر جگہہ ہونیکی نفی کرتے ہم اسکی صفت مین اسیقدر کہتے ہین جسقدر اوس نے اپنے حق مین خود کہا ہے کہ وہ عرش پر ہے اور وہ ہمارے ساتھہ ہے اس سے جو لوازم تم نکالتے ہو اونکی

نفی واثبات وامکان واستحالہ سے ہمکو کچھہ بحث نہین ہے۔ اسکے جواب مین اگر کوئی شیر بہادر خدا و رسول کی شہادت سے عرش کا خدا کے رہنے کی مقرری جگھہ ہونا اور خدا کا ہر جگھہ یا لامکان نہونا ثابت کر دیگا تو پھر اس الزام کا دوسرا جواب ہم یہہ دینگے۔

اسکی ثبوت مین کوئی صاحب ان دلائل سے استدلال نکرین جنسے خدا تعالی کا آسمان مین یا عرش پر ہونا ثابت ہے اور وہ شیخ ابن القیم کی کتاب اعلام الموقعین سے صفحہ (۳۴) نمبر (۲) مین منقول ہو چکے ہین۔ کیونکہ یہہ بات باتفاق فریقین (جوابات عذرات سابقہ مین) طے ہو چکی ہے کہ جن دلائل سے خدا کا عرش پر یا آسمان مین ہونا ثابت ہوتا ہے وہ ایسا نہین ہے جیسا کہ ایک مجسم چیز کا کسی مکان مین ہونا۔ اور جب ان دلایل سے خدا کا عرش پر یا آسمان مین متمکن یا مکین ہونا ثابت نہوا تو پھر عرش یا آسمان کا خدا کے لئے مکان ہونا کیونکر ثابت ہوگا۔ ہو قت تک ان دلائل مین یہی تو بحث ہوئی ہے۔ پھر ان دلائل سے مکان کا اثبات کیا معنی رکھتا ہے۔

علاوہ یہہ کہ کون (کہین ہونا) اور مکان (جہان کوئی ہو) دونو متضائف (نسبتی) امر ہین جنمین سے ایک بجز دوسرے کے سمجھہ مین نہین آتا۔ جیسے باپ اور بیٹے کا لفظ ہے۔ بیٹے کے معنی تب ہی سمجھہ مین آتے ہین جب باپ کے معنی سمجھہ لوین ایسی ہی اسکا عکس ہے۔ اور جس حالت مین خدا تعالی کا کون (ہونا) آسمان مین ہو خواہ عرش پر خواہ ہمارے ساتھہ زمین پر کسی کی سمجھہ مین نہین آتا کہ وہ کیسا ہے۔ اور اوسکی حقیقت کیا ہے تو اُس کون سے اوسکا کوئی مکان کیونکر سمجھہ مین آسکتا ہے بدون اسکے کہ وہ خود یا اوسکا رسول بیان کرے کہ اوسکا کوئی مقرری مکان ہے جسمین وہ رہتا ہے۔ اور یہہ بیان اون دلایل سے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔

شاید عرش یا آسمان کو خدا کی رہنے کی جگھہ سمجھنے والے منجملہ ان دلائل کے اُس حدیث کو جسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لونڈی سے پوچھا کہ خدا کہان ہے جب اوس نے جواب دیا کہ خدا آسمان مین ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مومن فرمایا ہے۔ یا اون آیات و احادیث کو جنمین خدائے تعالی کو فی السماء (آسمان مین) کہا گیا ہے اِس بیان مین صریح دلائل سمجھین اور یہہ کہین کہ لفظ اَیْنَ عربی مین مکان سے سوال کے لئے بنایا گیا ہے اور لفظ

فقال لها این اللہ قالت فی السماء قال من انا قالت انت رسول اللہ صلعم قال اعتقہا فانہا مؤمنۃ (صحیح مسلم)

آمنتم من فی السماء (ملک رکوع)

یرحمکم من فی السماء (ترمذی)

(جو ہم نمبر پنجم کا جواب دے چکے ہین) کہ یہہ لوازم تمہاری اس سمجھہ کے تابع ہین جو تمنے خدا کی صفات کو صفات مخلوق کی مثل قرار دینے مین صرف کی ہے ـ تمنے خدا کو اس مخلوق انسان یا حیوان کی مثل سمجہا ہے کہ جب وہ کسی دوسرے انسان یا حیوان کے ساتھہ ہوتا ہے

فی معنی ظرف (زمان یا مکان) کے لئے پس خدا کی جگہہ ثابت کرنیکے لئے ان الفاظ سے بڑہکر کونسی دلیل بکار ہے اسکا جواب بہی سابقاً ادا ہوچکا اور عموماً و کلیۃً ثابت کیا گیا ہے کہ جو الفاظ خدا کی صفت مین وارد ہین اونکے معانی مناسب حال مخلوق ہرگز مراد نہین لئے جائینگے جب ہم "این زید" کے لفظ سے سوال کرینگے تو اسکے معنی یہی سمجھے جائینگے کہ اوسکے رہنے کی جگہہ کونسی ہے یا وہ اسوقت کس مکان مین مکین ہے اور جب یہہ لفظ خدا کی نسبت بولا جائیگا ـ اور اَیْنَ اللہ کہا جائیگا تو اس سے یہہ معنی ہرگز مراد نہونگے کہ اسکا مکان کون ہے جسمین وہ مکین یا متمکن ہے بلکہ یہہ معنی یا ایسے ہی کچھہ اور مراد ہونگے کہ خدا تعالی کو کس مکان سے کوئی ایسا خاص تعلق ہے جسکا اوس نے اپنی صفات مین ذکر کیا [illegible] تعلق [illegible] مین اگر کسی نے یہہ کہدیا کہ خدائے تعالی عرش پر ہے یا یہہ کہ وہ آسمان مین ہے (جیسا کہ اوس لونڈی نے آنحضرت کے جواب مین کہا تہا) تو اوسکے معنی یہہ نہ سمجھے جائینگے کہ عرش اوسکے رہنے کی جگہہ ہے یا آسمان اوسکا ظرف (مکان) ہے اور وہ عرش پر متمکن یا آسمان مین مکین ہے ـ بلکہ اوسکے معنی اس قسم کے سمجھے جاوینگے کہ عرش سے اوسکو ایک خاص تعلق خصوصیت* ہے جسکو اوس نے استواء (یا عرش پر پہونچنے) سے تعبیر کیا ہے اور اوسکا اثر یا لازمہ‡ یہہ ہے کہ وہان سے خدا تعالی کے احکام جاری ہوتے ہین وہین ملائکہ اور انبیا حاضر ہوتے ہین وہین سلسلہ اسباب دنیوی منتہی ہوگا اور آسمان سے اوسکو ایسا تعلق ہے جسکو اوسنے نزول سے تعبیر کیا ہے اور اوسکا لازمہ اور اثر یہہ ہے کہ لوگ بوقت التجا و حاجت اوسکو قبلہ امید بناتے ہین اور اوس سے نزول رحمت و اجابت کے منتظر رہتے ہین

* اسکی تائید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کے کلام سے خاتمہ مبحث صفات مین آویگی بلکہ سچ پوچھو تو یہہ تقریر اونہین کے افادات سے ہے ـ جزاہ اللہ خیرا +

‡ یہہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کے افادات سے ہے آپ ترجمہ سورہ سجدہ کے فائدہ مین فرماتے ہین ـ بڑے بڑے کام عرش سے مقرر ہوکر نیچے حکم اوترتا ہے سب اسباب آسمان زمین سے جمع ہوکر کام بنجاتا ہے ـ پھر ایک مدت جاری رہتا ہے الخ

تو اوسکی جگہہ اسکی جگہہ بن جاتی ہے اور وہ اپنی مقررہ جگہہ مین نہین رہتا خدا تعالیٰ و تقدس

کا اپنی جگھہ (جسکا ثبوت آپکے ذمہ ہے) ہونا یا مخلوق کے ساتھ ہونا ہرگز ایسا نہین ہے

پہر کیون جایز نہین کہ خدا تعالیٰ بندون کے ساتھ ہوکر بھی اپنی مقرری جگھہ (جس کا

اِس عورت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سوال کے جواب مین خُدا آسمان مین ہے کہنے سے

مومن فرمایا تہا تو اس کی وجہ (چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اس حدیث کے ذیل مین بیان

کی ہے) یہی ہو سکتی ہے کہ اسکی جواب سے یہہ سمجھہ مین آیا تہا کہ وہ بت پرست نہین ہے جو اپنے

فيه مذهبان - احدهما الايمان به من غير خوض في معناه مع

اعتقاد ان الله تعالى ليس كمثله شئ وتنزيهه عن سمات المخلوقات

والثاني تاويله بما يليق به فمن قال بهذا قال كان

المراد امتحانها هل هي موحدة تقر بان الخالق المدبر الفعال

معبود کو اپنے آگے رکھکر پوجتی ہو بلکہ وہ اوس خداوند

کو معبود سمجھتی ہے جو بوقت عبادت سامنے

نہین رکہا جاتا - اسکی طرف التجا کرنیکے وقت

آسمان کو قبلہ بنایا جاتا ہے اور آسمان کیطرف

سے اوسکی رحمت و اجابت کے نزول کی امید کیجاتی ہے - ایسے ہی اُن آیات و احادیث کے معنے

سمجھے جاینگے جنمین خدا کو آسمان مین کہا ہے - اور اگر کوئی ان معنی کو تاویل یا تحریف سمجھے اور

مخالف تفویض خیال کرے تو وہ ان لفظ "اَیْنَ اللّٰہ اور اللّٰہ فی السَّمَاء" کے اور معنی جو پسند کرے

قرار دے بہرحال ان الفاظ کے وہ معنی جو اَیْنَ زیدٌ و فی الدار زیدٌ کے معنی سمجھہ مین آتے ہین

اور جن سے ظرف اور مکان ثابت ہوتا ہے کوئی ہرگز تجویز نہین کرسکتا - اور نہ کوئی متکلمین و محدثین سلف سے

کرتا ہے چنانچہ نووی نے بصفحہ ۲۰۴ شرح کہا ہے اسوقت فریقین (خصوصاً فریق مؤول صفت معیت) کے رسایل

ہمارے سامنے رکہے ہوے ہین - ہم انمین خدا کے مکان اور متمکن ہونیکی صریح نفی پاتے

ہین - اور اگر اب یہہ حضرات اپنے مسلمات و اعترافات کا خلاف کرکے خدا کیلئے مکان

اور تمکن ثابت کرنے لگینگے اور اسبات کے مدعی ہوجاوینگے کہ اَیْنَ اللّٰہ اور اللّٰہ فی السَّمَاء

کے وہی معنی مراد لئے جاوینگے جو این زید اور زید فی الدار کے معنی سمجھہ مین آتے ہین

تو اسکے مقابلہ مین ہم پہر آیات قرب و معیت کو پیش کرینگے* اور علاوہ ان

*چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر کے جلد ۸ صفحہ ۱۴ مین ان آیات کو پیش کیا ہے - حاشیہ در حاشیہ

مقرری جگہہ ہونا آپ ثابت کرینگے) سے نہ ٹلی اور بندوں کی جگہہ آوسکی جگہہ نہ بنے بنا بر اعلیہ اوسکو ہر جگہہ یا لامکان نہ کہا جائے حضرات مولین خدا کا خوف اوٹھا کر اپنے مسلمات اور اصول کے مخالف بنکر معیت کی (تاویل نکرنے سے) ناحق یہہ لوازم نکالتے ہین اور دل سے وہ خوب

آیات واحادیث کو جنمین خدا تعالی کو زمین مین اور جہان کہین بندے ہون کہا گیا ہے ازانجملہ وہ آیت جسمین یہہ بیان ہے کہ وہ پروردگار آسمانون اور زمین مین ہے جسمین بقول اکثر قرا* لفظ ارض پر وقف ہے اور ازانجملہ وہ آیت جسمین یہہ بیان ہے کہ جدہر تم مونہہ پہیرو خدا کا مونہہ وہین ہے اور ازانجملہ وہ حدیث جس مین یہہ بیان ہے کہ اگر تم رسی (یا ڈول) نیچے والی زمین کی طرف لٹکاؤ تو وہ خدا [illegible] اس وباد بلتمس ہونگے کہ اگر این اللہ اور اللہ فی السماء کے وہی معنے قرار دئے جائینگے جو

۱ هُوَ اللهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (انعام رکوع ۱)

۲ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ - (بقرہ ع ۱۴)

۳ لَوْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللهِ ثُمَّ قَرَءَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ - (ترمذی ص ۵۴۵)

اس حدیث کی تاویل میں جو ترمذی نے بعض اہل علم [illegible] لهبط على علم الله وقدرته وسلطانه یہہ مذہب تاویل پر مبنی ہے مدعیان تفویض اس سے تمسک نہین کرسکتے۔

زید نے المدار اور این زید کے معنی سمجہہ مین آتے ہین تو چاہیے کہ پہلی آیت مین هُوَ اللهُ فِي الْاَرْضِ کے بہی وہی معنی کرین اور زمین کو بہی خدا کا مکان اور ظرف کہین ایسے ہی دوسری آیت کے معنی کرین اور (بلحاظ لفظ اَيْنَمَا جو بعینہ وہی لفظ حدیث ہے اور بلحاظ لفظ ثَمَّ کہ وہ بہی مکان کیلئے موضوع ہے) ہر جگہہ خدا کے مونہہ کا ہونا تجویز کرین۔ ایسے ہی حدیث (نمبر ۳) کے معنی کرین اور (بلحاظ لفظ علی جو اس حدیث مین ہے اور وہ بہی ظرفیت کے معنی دیتا ہے) خدا تعالے کو ساتوین زمین مین رہکر محل نزول مخلوق ٹھیرادین۔ ایسی ہی آیات قرب ومعیت کے معنی کرین کیونکہ وہ بہی ظرفیت کے معنی پر مشتمل ہین اور اگر وہ ان آیات وحدیث مین وہ تاویلین کرین جو بیان کرتے ہین اور حدیث این اللہ اور فی السماء کی وہ ظاہری معنی لین جو ابن زید

* دیکھو تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۳ جسمین لفظ سموات پر وقف کرنا صرف بعض قرا کا قول ٹھیرایا ہے۔ حاشیہ در حاشیہ

جانتے اور ماننے* ہین کہ خدا کی صفات مین کلام اسکی ذات مین کلام کرنے کی فرع ہے جب ہمکو
اوسکی ذات کی کچھ حقیقت معلوم نہین تو ہم اوسکی صفات مین کیونکر کلام کر سکتے ہین، اور ایسے
ایسے لوازم کیون نکالتے ہین جو صفات مخلوق کے لوازم ہین اور خدا و رسول کی طرف سے

و زید فی الالحاد کے لیتی ہین تو انسے بڑھکر بے انصاف کون ہوگا اور آیت أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ
وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کا مصداق و مخاطب کون بنیگا۔ اس تفرقہ کی اگر وہ یہہ وجہ بیش کرین کہ حدیث
این اللہ اور آیت فی السماء (اور جو اسکے معنی مین ہین) محکمات سے ہین اور آیات قرب ومعیت و
آیت فی الارض وغیرہ متشابہات سے ہین تو ہمکا ہی سابقًا ایک جواب یہہ دیا گیا ہے کہ سبہی
آیات واحادیث صفات یکسان متشابہات سے اور سبہی ایک روشن پر ہین دوسرا جواب یہہ
دیا گیا ہے کہ اس تقدیر پر وہ انکی تاویل یا تفسیر کیون کرتے ہین جب وہ انکو متشابہ مانتے ہین اور اگر
اسکی یہہ وجہ بیش کرین کہ أَيْنَ اللهُ وَفِي السَّمَاءِ کے مضمون کی آیات واحادیث بہت ہین۔
وَفِي الْأَرْضِ و قرب و معیت کی آیات [illegible] قلیل کو تاویل سقدر
کثیر کے تابع کرتے ہین تو اسکا ایک جواب یہہ ہے کہ یہہ دعوی محض خیال وسوائی محال ہے اگر وہ
لوگ انصاف سے احادیث و آیات جانبین کا مقابلہ و موازنہ نہ کرینگے تو جانب مخالف مین قلت بہی
نہ پائینگے۔ دوسرا جواب یہہ کہ جب دلایل ثبوت و دلالت مین مساوی ہون تو پہر انکے عدد
و قلت و کثرت کا کچھہ لحاظ نہین کیا جاتا ایک آیت قرآن کا عمل و استدلال مین وہی رتبہ ہے
جو دس یا سو یا دو سو آیت کا ہے مگر یہہ بات وہ لوگ سمجھہ سکتے ہین جو علم اصول سے واقفیت
رکھتے ہین اور اسکو بدعت سمجھکر اس سے بے بہرہ نہین ہین بالجملہ فی السماء اور فی
الارض مین تفرقہ کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اور خدا کے لئے آسمان یا عرش کو مکان اور
اوسکو انمین مکین یا متمکن کہین تو زمین کو خدا مکان اور اوسپر خدا کو متمکن کہنے سے کوی دلیل مانع نہین ہے
اور مجوزین مکان خداوندی کا آیات واحادیث منقولہ بالا سے استدلال ایک خام خیال ہے۔
بعض حضرات حدیث معراج کی اس فقرہ سے (جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ جناب

* دیکھو صفحہ (۳۷) نمبر (۲) مین انکے اعترافات۔

اِن لوازم کے نکالنے کی اجازت نہین ہے **افسوس**! افسوس!! افسوس!!!

اس جواب کو پڑہکر **شاید** حضرات مؤلین مدعیان اتباع سلف صالحین عذر ہفتم (جو ہمارے خیال مین انکا آخری عذر ہے - اور اسکے سوا اس باب مین انکا ایسا کوئی عذر باقی نہین ہا

فعلا به الی الجبار فقال وهو مكانه یارب خفف عنا (صحیح بخاری ص ۱۱۲) الضمیر للنبی صلی اللہ علیه وسلم ای انما هو فی مقامه الاول الذی قام فیه قبل هبوطه (فتح الباری)

بارہ مین پچاس نمازون کی تخفیف کرانیکی لئے جانیکا ذکر ہے اور اوسمین **لفظ مکان** وارد ہے) خدا کا مکان ثابت کرتے ہین مگر یہہ انکی سمجہہ کی غلطی ہے اس فقرہ مین آنحضرت کے مکان کا ذکر ہے نہ خدا کے مکان کا اوس فقرہ کا مطلب (جیسا کہ امام حافظ ابن حجر نے **فتح الباری** مین کہا ہے) یہہ ہے کہ آنحضرت اپنے اوس مکان مین جہان پہلے کہڑے ہوئے تہے جا کر کہڑے ہوئے اور تخفیف نمازون کے سایل بنے جو لوگ اس مکان کو خدا کے بیٹہنے کا [illegible] سے تمسک کرین -

شاید بعض حضرات اُس حدیث سے جسمین یہہ بیان ہے کہ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کہا کر کہا کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان الشیطان قال یا رب لا ابرح اغوی عبادك مادامت ارواحهم فی اجسادهم فقال الرب عزوجل وعزتی وجلالی وارتفاع مكانی لا ازال اغفر لهم ما استغفرونی رواه احمد (مشکوة ص ۱۹۶)

مین تیرے بندون کو گمراہ کرتا رہونگا - خدا نے اپنی عزت اور جلال و بلندی مکان کی قسم کہا کر فرمایا مین انکو بخشتا رہونگا جب تک وہ مجہسے بخشش مانگین گے - یا اسی قسم کی احادیث سے جنمین لفظ مکان وارد ہو خدا کے لئے مکان ثابت کرنے لگین مگر وہ یہہ بات خیال مین رکہین کہ صرف لفظ مکان مین نزاع نہین ہے نزاع تو اسکے معنے مین اور اس امر مین ہے کہ عرش یا آسمان خدا کے رہنے کا مکان (جسمین وہ مکین ہو) ہے یا نہین ہے، جسمین غور اور تفصیل کرنے سے متنازع فیہ تین امور

جسکا جواب صراحۃً یا ضمناً ادا ہو چکا ہو) پیش کرین لہذا اسکا ذکر و جواب بہی ضروریات سے ہے

فریق مؤول کا ساتوان عذر (یا دلیل)

جواب عذر ششم اور اسکے حاشیہ سے یہہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ معیت کے علم وغیرہ سے تاویل نکرنے سے خدا تعالی کی عرش سے وہ خصوصیت جسکو اوس نے استواء سے تعبیر کیا ہے

معلوم ہوتے ہین (۱) اول خدا کے لئے رہنے یا ٹہیرنے کے مکان کا ثبوت (۲) عرش یا آسمان کی اس معنی کر مکان ہونیکی خصوصیت (۳) خدا تعالی کا خصوصیت کے ساتھ ہی عرش (یا آسمان) مین مکین رہنا (دوسری جگہہ زمین یا بندون کے پاس نہونا) بناءً علیہ وہ بوقت استدلال غور کرین کہ اس حدیث مین یا کسی اور حدیث مین جسمین لفظ مکان وارد ہو یہہ امور کہان پائے جاتے ہین۔ نہین تو اس سے متنازع فیہ مکان کا اثبات کیونکر ممکن ہے۔ اور کیون جائز نہین ہے کہ مکان سے مراد ان احادیث مین رتبہ ہو جو اکثر محاورات قرآن [illegible]

اس بحث و بیان سے امید ہے ناظرین با انصاف کو یقین ہوگا کہ ان دلایل سے جنکا ذکر ہوا عرش یا آسمان کا مقر یعنی مکان خداوندی ہونا ثابت نہین ہوتا ایسا ہی اس قسم کی اور آیات اور احادیث سے جنمین امور متنازع فیہا کی تصریح نہو اسکا ثبوت ممکن نہین اور اگر کوئی صاحب ایسی آیت یا حدیث جنمین امور متنازع فیہا پر تصریح ہو) پیش کرینگے تو اس آیت و حدیث کی تسلیم کو خدا لئے مکان ہونے پر ایمان لانے سے ہمکو عذر نہوگا اس صورت مین عذر یا دلیل ششم فریق ماؤل کا جواب ہمارا دوسرا جواب جو متن رسالہ کے صفحہ ۵۴ سے شروع ہے ✤

تنبیہات (۱) اَینَ اللّٰہُ یا فِی السَّمَاءِ کے معنی جو ہمنے یا امام نووی نے بیان کئے ہین ہم انکو ان الفاظ کے اصلی و حقیقی معنی نہین سمجھتے بلکہ انکے حقیقی معانی کا علم سپرد بخدا کرتے ہین۔ ان معانی کو صرف ان حقیقی معانی کے لوازمات سے سمجھتے ہین لہذا ہم الزام تاویل و تحریف سے بری ہین — (۲) ہمارے مجوزہ لوازم مین اور ان لوازم باطلہ مین جو مجسمین و مؤولین نکالتے ہین فرق ہے یہہ جائز ہین وہ باطل اسکی تفصیل خاتمہ بحث مین

باطل نہین ہوتی - رہی اسکی عرش یا آسمان سے خصوصیت مکانی سو ثابت نہین اور
بالفرض ہو تو وہ بہی دور نہین ہوتی جس سے بحکم انصاف وتحقیق وترک تقلید ہمکو
ماننا پڑتا ہے کہ معیت کی تفویض وترک تاویل مین کوئی نقصان نہین مگر کیا ہم کرین
اسبات کی تسلیم سے کہ سلف صالحین اور بڑے بڑے آئمہ فقہاء ومحدثین کا اتباع ہاتہ سے جاتا
ہے اونہون نے صاف کہہ رکہا ہے کہ خدا تعالے مخلوق سے بائن (جدا رہنے والا) ہے
اور وہ آسمان پر اور عرش کے اوپر ہے زمین نہین ہے جو اسکو زمین مین کہے اور آیات
معیت وفی الارض کی تاویل نکرے وہ جہمی ہے چنانچہ حمویہ وغیرہ رسایل مولفین صفت
معیت مین عبداللہ بن مبارک - علی بن المدنی یحیی بن معاذ - ابوبکر رازی ابوبکر بن خزیمہ
ابونعیم - امام احمد بن حنبل وغیرہ متقدمین ومتاخرین سے اس مضمون کے اقوال منقول
ہین - بلکہ ابن خزیمہ سے یہانتک منقول
ہے کہ جو خدا کو مخلوق سے بائن نہ کہے
وہ کافر ہے اس سے توبہ لیجاوے - وہ توبہ
نکرے تو اوسکو قتل کیا جاوے - پہر
اوسکی نعش (لاش) کو کوڑی پر
پہینکدین (یعنی اہل اسلام کے مقبرہ مین دفن نکرین) تاکہ اسکی بدبو سے مسلمان اور وہ
کافر جو مسلمانون کی پناہ مین رہتے ہون تکلیف نہ پاوین - اور امام احمد حنبل سے منقول

قال ابن خزیمة من لم یقر بان اللہ استوی عرشه
فوق سبع سماواته بائن من خلقه فهو کافر یستتاب
فان تاب والا قتل - ثم القی علی مزبلة لا ینادی
بریحه اهل القبلة ولا اهل الذمة -
(حمویہ وغیرہ رسائل حضرات مؤلفین رحمہم اللہ اجمعین)

ہے کہ خدای تعالی عرش پر ساتوین آسمان
کے اوپر مخلوق سے باین (جدا رہتا) ہے اوسکی
اوسکی قدرت اور علم ہر جگہہ ہے اور جو کہے
کہ مین ویسا ہی کہونگا جیسا خدا نے فرمایا کہ
کہین تین شخص چھپکر باتین کرنیوالے نہین

قال عبداللہ بن احمد قال ابی ربنا تبارک وتعالی
فوق السماء السابعة علی عرشه بائن من خلقه وقدرته
وعلمه فی کل مکان - × × × × × × ×
قال المروزی قلت لعبداللہ ان رجلا قال اقول
ما من نجوی ثلثة الا ہو رابعهم - اقول هذا

ولا اجاوزہ الی غیرہ فقال قال ابو عبداللہ ھذا کلام الجھمیۃ (رسالہ مذکور ص ۳۸ مختصراً)	ہوتے جہان وہ جو تہا ہو اس سے بڑہکر کچھہ نہ کہونگا کہ یہہ کلام انمین جو تہا ہے تو یہہ ہی

جہمیون کا کلام ہے - پس ہم لوگ جو تقلید (یا اتباع) سلف سے مامور ہین ان اماموں کا خلاف کیونکر کرسکتے ہین ؟ اور معیت کے علم سے تاویل کرنے اور یہہ بات کہنے سے کہ خدا زمین مین اور ہمارے ساتہہ نہین ہے اسکی رہنے یا ہونے کی جگہہ صرف عرش ہے کب رک سکتے ہین گو اُس تاویل اور اُس بات پر بجز اقوال اون اماموں کے اور کوئی دلیل نہ پاوین اور تمہاری اون باتون کا جو ہمارے عذرات و دلایل کے جواب مین تمنے کہی ہین کچھہ جواب نہ دیسکین ؟

الجواب

اس عذر (یا دلیل) مین تو ہمارے عینیے بہائیون (اہلحدیث) نے جو تاویل مین مبتلا ہین) اپنے مذہب اتباع و تحقیق و ترک تقلید کو جسکے سبب انہون نے عام مسلمان سے وہابی کہلایا اور لامذہب [illegible] بانی اور اپنے علاقی بہائیون (اہل تقلید) کی دستی اور زبانی ایذاؤن کا تحمل کیا) ڈبو یا اور اس فرقہ ناجیہ کا نام ہی کہو یا - جس تقلید (مقابل دلیل) سے اسکو شرک سمجھکر یہہ لوگ بہاگے اور اسلئے لامذہب وہابی و نجدی کہلائے تہے اسی تقلید مین وہ یہان اگر پہنسگئے اور امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید چہوڑ کر شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کے جو بدرجہا امام ابو حنیفہ سے کم رتبہ ہین[*] کٹہ مقلد بنگئے ان لوگون کے حال پر اب یہہ عربی مثل خوب صادق آرہی ہے کہ مینہ سے بہاگے اور

فر من المطر وقام تحت المیزاب	اور پرنالہ کے نیچے آکھڑے ہوے -

لہذا اس عذر (یا دلیل) ہفتم کے جواب مین ہمکو صرف یہی کہنا کافی ہے کہ ہمارے تمہارے اصول مذہب کے رو سے دلیل کے مقابلہ مین کسیکی تقلید جایز نہین ہے اور چونکہ جوابات و ابحاث سابقہ سے ان اقوال کا مخالف دلیل ہونا ثابت ہو چکا ہے - لہذا ان اقوال کی (بے حد و بیشمار کیون نہون) تقلید جایز نہین و بناءً اس بات مین ان لوگون کی

[*] اس امر کا ثبوت ہم عنقریب اس ریویو مین دینگے جو رسایل جرح و طعن امام والا مقام پر ہم لکہنا چاہتے ہین -

اتباع و تقلید سے آپ مامور و مجاز اور ان اقوال کی تسلیم مین مجبور و معذور نہین - و مع ہذا ہم اپنی طرز سابق (تنزل و ترقی کے) مطابق اس عذر کے کئی جواب دیتے ہین -

پہلا جواب ہم ہرگز نہین مانتے کہ یہہ اقوال واقعی ان ائمہ (امام احمد بن حنبل و ابن خزیمہ وغیرہ) کے اقوال ہون اور بسند صحیح اون سے ثابت - کیون جایز نہین کہ یہہ موضوع و مکذوب ہون -

اس احتمال وضع و کذب کا مؤید یہہ امر ہے کہ جو خدا نے اپنی صفت مین فرمایا ہو وہی اسکی صفت مین کہنا اس سے تجاوز نکرنا عین سلف صالحین کا مذہب و اعتقاد ہے جسکو امام احمد بن حنبل رح خود بھی تسلیم کر چکے ہین (چنانچہ صفحہ ۱۲ نمبر ۱ مین انکا یہہ قول منقول ہے) پھر امام احمد بن حنبل کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ جو شخص آیت نجوی (جو بہت باتین کرنے والون مین خدا کی شمولیت کے متضمن) مین اُسیقدر پر جو خدا نے فرمایا ہے اکتفا کرے اور اس سے تجاوز نکرے وہ بھی ہے امام احمد حنبل پر یہ کذب و افترا نہین تو اور کیا ہو سکتا ہے ایسا ہی اہل قبلہ کو **تاویل** (جو قطعیات† اور محکمات مین نہو) کے سبب کافر کہنا سلف و خلف مین مسلم ہے اور چونکہ آیات صفات (استوا وغیرہ) بجز اتباع شیخ ابن تیمیہ کسی محقق اہل علم کے نزدیک قطعیات اور محکمات سے نہین ہین - متشابہات سے ہین لہذا ان آیات مین تاویل کرنا گو جمہور علماء کے نزدیک خطا یا ناجایز امر ہو مگر کسیکے نزدیک کفر نہین ہے بناءً علیہ جو لوگ خدا کے بذات خود عرش پر ہونیکو نہ مانین اسمین استیلاء و ملک وغیرہ کی تاویل کرین (چنانچہ اکثر متکلمین اشاعرہ وغیرہ کرتے ہین) وہ ہرگز کافر نہین کہلاتے گو اس تاویل مین وہ اہل تفویض کے نزدیک خطا پر ہین -

یہی وجہ ہے کہ قدیم اہل سنت نے معتزلہ وغیرہ اہل اہوا کو جو جملہ صفات وجودیہ خداوندی کی نفی کرتے ہین اور اسمین تاویل کو دخل دیتے ہین کافر نہین کہا - اور صاف فرما دیا ہے کہ ہم

لا نکفر احدا من اہل القبلۃ (شرح عقائد وغیرہ)	اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے -

† اس قید کی وجہ اشاعۃ السنۃ نمبر (؟) جلد (۲) مین دیکھنا چاہئے جسکا خلاصہ یہہ ہے قطعیات مین تاویل تحریف و تکذیب کہلاتی ہے ۔

اور یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانہ تک باخبر اہل سنت جو اقوال سلف وخلف پر نظر رکھتے ہین (باوجودیکہ خود صفات باری مین تفویض کا اعتقاد رکھتے ہین) اپنے مخالفین اشاعرہ وماتریدیہ وغیرہ متکلمین کو جو استواء وغیرہ صفات کی تاویلین کرتے ہین کافر نہین کہتے ہمارے اس زمانہ کے فخر اہل سنت نواب صاحب بھوپال انتقاد شرح اعتقاد وغیرہ تصنیفات مین عدم تکفیر اہل قبلہ کو تسلیم کر چکے ہین اور اپنے رسالہ احتواء علی مسئلۃ الاستواء (جو خاص کر مسئلہ اثبات وتفویض صفات مین اپنے تالیف کیا ہے) کے دیباجہ مین فرماتے ہین - اما بعد پوشیدہ نرہے کہ جسطرح فروع مذاہب فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت مین چار گروہ ہین حنفی مالکی شافعی حنبلی اور اختلاف انکا آپسمین تین سو کئی مسئلے سے زیادہ نہین بدون تکفیر وتضلیل ایک دوسرے کے اور ہر مذہب مین ان مذاہب کے جیسے اکثر مسائل موافق حدیث ہین اسیطرح بعضے مسائل مخالف حدیث بھی ہین کہ وقت عرض کرنے فقہیات کے کتب احادیث پر معلوم ہوتے ہین اور جب انکو موافق حدیث کے لوٹا دیا تو وہ مذاہب ایک مذہب ہو جاتے ہین اور کسی طرح کا نزاع باقی نہین رہتا اور وہ ایک مذہب محدثین کا ٹھہرتا ہے اور مصداق کامل فرقہ ناجیہ کا جسمین صفت ما انا علیہ واصحابی ہے وہی ہوتا ہے اسیطرح اصول عقاید مین تین گروہ ہین حنابلہ وماتریدیہ واشعریہ - حنابلہ منسوب ہین طرف امام اجل احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے اور جمہور ظاہریہ واہل حدیث موافق انہین کے عقاید کے ہین اور ماتریدیہ منسوب ہین طرف امام ابومنصور ماتریدی کے جو تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے ہین ماترید ایک گانو ہے سمرقند کا ماوراء النہر وغیرہ مین انہین کے عقاید مشہور ہین جمہور حنفیہ انکے پیرو ہین اور ماتریدیہ کہلاتے ہین اور اشعریہ منسوب ہین طرف امام ابوالحسن اشعری کے کہ دس واسطے سے فرزند حضرت ابوموسیٰ اشعری صحابی رضی اللہ عنہ کے ہین خراسان وعراق وغیرہما مین انہین کے عقاید کا رواج ہے اور مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ انہین کے پیرو ہین ماتریدیہ واشعریہ مین کل بارہ مسئلون کا اختلاف ہے باقی مین متفق اور حنابلہ واشعریہ مین اختلاف نہین مگر دو چار

متفرعات ہین اور یہہ سب اختلافات نزدیک محققین کے شبیہ باختلاف لفظی ونزاع حرفی ہین لہذا **ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل نہین کرتے** " اس کلام ہدایت نظام مین نواب صاحب بھوپال نے داد حق دینے مین کمال کیا اور اسوقت کے کم علمون کو (جو اپنے فہم و خیال سے کسی کو مؤول کسی کو منکر صفات بنا کر دایرہ اسلام یا اہل سنت سے خارج کرتے ہین اور سُنی و ناجی اوسی شخص کو سمجھتے ہین جو انکا ہم خیال وہم مقال ہو) خوب متنبہ کر دیا ہے کہ انکا یہہ خیال و مقال انکی بے علمی کا نتیجہ ہے اس قسم کی تاویل (یا انکار) ضروریات دین یا لوازم اہل سنت سے انکار نہین کہلاتا بلکہ یہہ تاویل (یا انکار) اُس تاویل (یا انکار) کی مانند ہی جو فروعی مسایل مین ہر کوئی اپنے مخالف کے زعم مین کرتا ہے۔ ومع ذالک وہ دایرہ اسلام یا اہل سنت سے خارج نہین ہوتا۔

اور یہی وجہ ہے کہ متشابہات (جنمین آیات وحدیث صفات داخل ہین چنانچہ رسالہ نمبر ۱۲ مین بصفحہ ۳۷۰ وغیرہ ثابت ہوچکا ہے) کی تاویل وعدم تاویل مین سلف (صحابہ وتابعین وغیرہ) سے اختلاف چلا آتا ہے چنانچہ شرح عقاید [illegible] منقول ہوچکا ہے) اور طرفہ یہہ کہ شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ حمویہ مین اس اختلاف کے دونون جانب (تاویل وعدم تاویل) کا حق ہونا تسلیم کر لیا اور صاف کہدیا ہے کہ تاویل کے دوسرے معنے کلام کی تفسیر کرنا ہے ظاہر کے موافق ہو خواہ مخالف اس معنی کر تاویل کو وہ لوگ جو علم مین (ثابت قدم مین) نیز جانتے ہین یہہ امر سلف کے قول خداوندی "والراسخون فی العلم" پر وقف کرنیکے ۔ چنانچہ ابن عباس ومجاہد وغیرہ سے منقول ہے) موافق ہے اور اس باب مین دونون قول حق ہین "

والمعنی الثانی للتاویل ھو تفسیر الکلام سواء وافق ظاھرہ اولم یوافقہ وھذا معنی التاویل فی اصطلاح جمھور المفسرین وغیرھم وھذا التاویل یعلمہ الراسخون فی العلم فھو موافق بوقف من وقف من السلف علی قولہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم کما نقل عن ابن عباس رض ومجاھد ومحمد بن جعفر بن زبیر ومحمد بن اسحاق وابن قتیبۃ وغیرھم وکلا القولین حق باعتبار قد بسطناہ فی موضع آخر ولھذا نقل عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ ھذا وھذا وکلاھما حق (حمویہ ص ۴۰)

اور بناءً علیہ بڑے بڑے امام مفسر و محدث (بمقابلہ جمہور تارکین تاویل کم ہی کیون ہون)
مذہب تاویل کو پسند کرتے ہین اور جا بجا آیات و احادیث صفات مین تاویلین کرتے ہین
اکثر کتب متداولہ کتب تفسیر و شروح حدیث کو ملاحظہ کیا جاتا ہے تو انہین امام نووی جیسے
محدثون اور امام رازی و بیضاوی جیسے مفسرون کو اسی تاویل پر دیکھا جاتا ہے و مع ہذا انکو
کوئی مسلمان کافر یا مبتدع نہین کہتا +

اور یہی وجہ ہے کہ جماعت اہل تفویض (جو آیات معیت و قرب و امثال ذلک کی تاویل نہین
کرتے) ان آیات مین تاویل کرنیوالون اور ترک تاویل سے لوازم باطلہ (جنسے انکا مجسم یہ مؤول
و معطل ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عذر تجسیم کے جواب مین اسکا بیان گذرا) نکالنے والون کو
کافر نہین کہتے صرف مخطی قرار دیتے ہین۔

پس نظر بوجوہ مذکورہ کیونکر تجویز یا گمان نہ کیا جاوے کہ وہ قول جسمین خدا تعالی کو مخلوق
سے باین اور بنا [illegible] جمہور کا فر بھی ایسا کہ دے
کافرون سے بدتر وہ امام ابن خزیمہ پر موضوع و مفترا ہے +

شاید ہماری منع (عدم تسلیم) صحت ان اقوال کے جواب مین ان اقوال کے حامی انکی صحت
کے ثبوت مین یہہ بات پیش کرین کہ بعض کی تصحیح خود شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ حمویہ مین کردی
ہے اور بعض اقوال کی تصحیح رسالہ عقیدہ صابونی مین موجود ہے اور امام احمد بن حنبل کا یہہ قول کہ
خدا مخلوق سے بائن ہے خود انکے رسالہ عقاید* مین موجود ہے پھر ان اقوال کی صحت و ثبوت
مین کیا شک ہے مگر وہ لوگ پہلے کتب اصول حدیث وغیرہ خصوصاً علوم الحدیث امام ابن الصلاح
مشہور بمقدمہ ابن الصلاح اور عجالہ نافعہ و بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مرحوم اور
حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم و اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ وغیرہ ملاحظہ فرماکر
ان چند امور کی تحقیق کرلین (۱) صحت اقوال و اخبار کے اصول و شرایط کیا ہین (۲)
تصحیح کس شخص کا منصب ہے اور اس منصب کے اہل کس زمانہ تک کے لوگ تسلیم کئے گئے ہین (۳)

* یہہ وہ رسالہ ہے جسکا ذکر نمبر (۱۲) جلد (۷) مین صفحہ ۲۷۶ مین گذرا۔ اوسکے سر ورق پر یہہ الفاظ ثبت ہین
کتاب السنۃ من قول الامام المبجل و الحبر المفضل ابی عبد اللہ احمد بن حنبل ۱۲

کسی کتاب یا رسالہ کا کسیکی تالیف ہونا کن وسائل سے ثابت ہوتا ہے (۴) متاخرہ
زمانون کے اسناد کی نسبت متاخرین محدثین نے کیا کہہ رکہا ہے - وبناءً علیہ اگر کوئی
اس زمانہ مین اپنی اسناد سے کسی قول یا کتاب کو قایل یا مؤلف سے ثابت کرنا چاہئے تو اسکی
کہانتک وقعت و اعتبار ہے پھران رسائل کے بہروسہ ان اقوال کی تصحیح کی ہوس کرے
ہمارے نزدیک یہہ رسائل لایق اعتماد و اطمینان نہین ہین انمین کئی ایسے مسائل
خلاف تحقیق و بے اصل مندرج ہین جنکا دواوین سنت صحیح بخاری و مسلم وغیرہ مین نام و نشان
نہین ومعہذا ان مسائل کی نسبت انمین یہہ دعوی کیا گیا ہے کہ زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ
مؤلفین تک سب اہل سنت و اہل اثر ان مسائل پر متفق چلے آئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ رسائل احمد بن حنبل و صابونی کی تالیف نہین ہین اور اگر ہین تو وضع اور تصرف غیر
سے خالی نہین - ان مسائل کی تفصیل ہم اسوقت کرینگے - جب ان اقوال و رسائل کے
حامی بلحاظ امور اربعہ مذکورہ ان اقوال یا ایک مسئلہ کو ان مؤلفین یا قائلین سے صحیح ثابت
کر دکہائینگے - بالفعل اس تفصیل سے تعرض بلا ضرورت تطویل ہے - اور ستان کہ سرود
یاد دہانیدن کا مصداق -

دوسرا جواب

ہمنے مانا اور فرض کیا کہ یہہ رسایل ان علما کی تالیف ہین اور وہ اقوال ان آئمہ کے
اقوال ہین ولیکن ان اقوال مین جو خدا کو مخلوق سے بائن کہا گیا یہہ ایک ایسی بات ہے کہ
اگر امام احمد بن حنبل اور عبد اللہ بن مبارک اور ابن خزیمہ اور ابو نعیم وغیرہ اور انکی اساتذہ
واکابر دس بیس پچاس سو دوسو جمع ہو کر خود اپنی زبان سے یہہ بات کہین تو بہی اس کی
تسلیم اور اسمین اونکی تقلید جایز نہین ہے - کیونکہ یہہ بات خدا نے اپنی صفت مین یا اوس کے
رسول نے اوسکی صفت کہین نہین فرمائی - نہ قرآن وحدیث مین خدا کی صفت مین یہہ لفظ وارد
ہے نہ اس لفظ کے مدعیون (قائلون اور ناقلون) نے اپنی کلام و رسائل مین قرآن

وحدیث مین اسکے وارد ہونیکا دعوے کیا ہے - ہمنے اپنے ہمعصر مدعیون سے بذریعہ تحریرات اس لفظ کے قرآن وحدیث مین وارد ہونے کا ثبوت طلب کیا تو اونہون نے بہی کچہہ ثبوت پیش نہ کیا بلکہ قرآن وحدیث مین اسکے عدم ورود کو مان لیا - اور یہہ بات خود امام احمد بن جنبل وغیرہ اکابر فرما چکے ہین کہ جو بات خدا نے اپنی صفت مین یا اوسکے رسول نے اسکی صفت مین نفرمائی ہو خدا کی صفت مین اوسکا بولنا جایز نہین پہر انکی اسبات کی تسلیم اور اسمین انکی تقلید کیونکر جایز ہے -

جو لوگ خدا کو مخلوق سے بائن کہنے مین تقلید یا اتباع سلف کے مدعی ہین وہ صریح دہوکہہ مین پڑے ہوئے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ وہ جسکو اس بات مین سلف بنا کر اسکی تقلید کر رہے ہین اسکا سلف اس باب مین کون شخص ہے - وہ بہی کسی سلف یا مقتدا کی اتباع سے مامور ہے یا وہ خود دین واعتقادیات مین سلف ومقتدا ہے - اور وہ یہہ مسئلہ کتب اصول وعقاید مین [illegible] اعتقادیات مین بجز خدا ورسول کسیکی تقلید جایز نہین - اور خاصکر خدا کی صفات مین تو کسیکو اپنی رائے سے کچہہ کہنا اور اسمین خود بخود سلف ومقتدا بن جانا اور عام لوگون کو اوسکی تقلید کرنا جایز نہین -

اور اگر یہہ دعوے ہو کہ یہہ لفظ گو صاف وصریح طور پر وارد نہین مگر خدا کے عرش پر ہونے اور زمین مین اور مخلوق کے ساتہہ نہونے سے یہہ ثابت ومستنبط تو ہوتا ہے تو اسکا **جواب** بکرات گذر چکا ہے کہ اسکا زمین مین اور مخلوق کے ساتہہ نہونا تو صرف تمہارا دعوے ہے جسکا صریح خلاف آیات قران اور حدیث مین موجود ہے اور عرش پر ہونیسے بائن ہونا تب ثابت ہو جب اسکا عرش پر ہونا ایسا قرار دیا جاوے جیسے ایک انسان کا چوکی یا تخت پر ہونا علاوہ بران ایک جواب اسکا یہہ ہے کہ استنباط واجتہاد سے خدا کی کوئی وصف جایز نہین یہہ جائز ہو تو خدا کو مجسم کہنا بہی جایز ہو جسکو آپ جایز نہین کہتے - اور ایک جواب اسکا یہہ بہی ہے جو اقوال مذکورہ کا تیسرا جواب ذیل مین دیا جاتا ہے +

تیسرا جواب

ہم بپاس خاطر و تالیف قلوب حضرات مؤلین تہوڑے دیر کے لئے خدا کو مخلوق سے بائن کہنے مین ان علما کے مقلد بن جانے اور اپنے مذہب تحقیق و طلب دلیل سے دست بردار ہو جانے کو بہی حاضر ہین و بنا بر اعلیہ ان حضرات سے خدا کے بائن ہونیکے دلیل قران وحدیث سے نہین پوچہتے ولیکن اس تقلید کے لئے بہی اتنا تو ضروری ہے کہ ہم بائن ہونے کے معنے اور اوسکی کیفیت تو سمجہ لین پہر اسکی تسلیم مین انکی تقلید کرین ۔ ولہذا ہم بہایت ادب و تعظیم سے ان آئمہ اور انکے مقلدون سے پوچہتے ہین ۔ کہ بائن ہونے سے انکی مراد کیا ہے ۔ اگر غیر ہونا مراد ہے اور اس فقرہ سے انکا مطلب یہہ ہے کہ خالق عین مخلوق نہین ہے اور اوسکو مخلوق مین حلول و امتزاج (اختلاط) نہین ہے چنانچہ منجملہ علماء مذکورین امام ابونعیم اصبہانی کی کلام سے

> قال ابونعیم ان اللہ بائن من خلقہ والخلق بائنون منہ لا یحل فیہم ولا یمتزج بہم (حمویہ ص ۱۵)

تصریح ہوتا ہے تو اس معنی کر اس لفظ کی بولنے مین ہمنے ان اکابر کی تقلید اختیار کی مگر اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ یہ اہل تفویض (جو معیت کی علم وغیرہ سے تاویل نہین کرتے اور خدا کو زمین مین اور بندون کے ساتہہ کہتے ہین جیسا کہ اوسکو عرش معلی پر مانتے ہین) کے مقابلہ مین اس لفظ کے بولنے سے فایدہ ہی کیا ہے ۔ کیا وہ لوگ مخلوق مین خدا کے حلول کے قائل ہین یا وہ مخلوق کے جسمون کے ساتہہ خدا کے جسم کو ملا ہوا سمجہتے ہین ۔ یا وہ خالق کو عین مخلوق قرار دیتے ہین حاشا وکلا ہرگز نہین ۔ اور اگر بائن کہنے سے انکی یہہ مراد ہے کہ وہ مخلوق سے جدا رہتا ہے ۔ اور اوس نے اپنے رہنے کی جگہہ جدا بنا رکہی ہے تو وہ براہ مہربانی ہمکو اسکی صورت و کیفیت سمجہا وین کیونکہ عرش خود منجملہ مخلوقات ایک مخلوق چیز ہے پہر اسپر رہکر خدا مخلوق سے جدا کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اور اگر یہہ اعتقاد ہو کہ وہ عرش کے اوپر معلق لٹک رہا ہے جیسے کوئی جانور کسی درخت یا کوٹہے پر ہوا مین معلق ہوتا ہے چنانچہ ایک بزرگ نے امرتسر مین مجہے

ایسا ہی کہا تھا اور ایک مجہول الاسم کتاب میں یہہ لفظ دکھایا تھا کا الطائر فی الجو تو براہ مہربانی اسکی تفصیل کریں کہ وہ کتنی دوری پر عرش کے اوپر معلق ہے اور پہر اسکی جسم و محدود ہونیمیں کیا سر باقی رہگئی ہے اور نیز جب وہ ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو اسوقت اس کا عرش کے اوپر معلق اور مخلوق سے جدا رہنا کیونکر متصور ہے ؟

ہمارے اِن سوالات پر اگر کوئی جلد باز اس مثل کا مصداق کہ تیری باتیں سمجھا نہیں پر اسپر سوال دو کرتا ہوں یہہ اعتراض کرے کہ اب صفات متشابہات کی نسبت بہی کیفیت وحقیقت کا سوال ہونے لگا صفات میں سوالِ کیفیت کا بدعت ہونا بہول گیا اور اس صفت سے وہی لوازم باطلہ نکالنا شروع ہو گیا جو مؤلین و منکرین استوار کا لوازم نکالنا بیان ہو چکا ہے کہ خدا عرش پر ہو تو وہ اسکے برابر ہوگا یا بڑا یا چھوٹا وعلی ہذا القیاس ۔ تو

اسکا ایک جواب یہہ ہی ثبت العرش ثم النقش پہلے چھت بنا لو پہر اسپر نقش نگاری تیاری کرو جس لفظ پر تمنے یہہ سوال اسٹے ہیں پہلے اسکا صفات متشابہات سے ہونا ثابت کرلو پہر یہہ اعتراض پیش کرو ہمنے کسی صفت ثابت و مروی کی نسبت سوال کیفیت نہیں کیا ۔ وہ زبان کٹ جائے اور وہ قلم ٹوٹ جائے جس سے خدا کی صفت کی نسبت جو اسکے یا اسکے رسول کے بیان سے ثابت ہو سوال کیفیت سرزد ہو ہمنے تو تمہاری تجویزی و استنباطی لفظ پر سوال کیفیت کیا ہے ۔ یہہ لفظ مروی ہوتا تو ہم اسپر بلا توقف ایمان لاتے اور اسکی کیفیت وچگونگی سے ہرگز سوال نکرتے ۔ چنانچہ خدا کا عرش پر ہونا اور اسکا بندوں کے ساتھ ہونا بلا چون وچرا ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ اور جس حالت میں یہہ لفظ خدا کے اوصاف میں قرآن وحدیث میں وارد نہیں ہے ۔ صرف آپ لوگوں کا اجتہادی و استنباطی لفظ ہے تو پہر ہم اسپر صفات متشابہات کی طرح کیونکر ایمان لاویں اور آپکی تجویز و اجتہاد کو معدن وحی اور آپکی کلام کو متشابہات خداوندی کیونکر سمجھ لیں ؟ آپکے الفاظ کی تقلید تو تب ہی کرینگے جب انکے معنی وحقیقت و کیفیت اچھی طرح پر اور

پورے طور پر آپ لوگون سے سمجھہ لینگی ورنہ ہم مین اور ان عیسائیون مین کچھہ فرق نرہیگا جو اپنے علماء کی مجوزہ اباطیل (مثلاً توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید) کو بے سمجھے بن سوچے مانتے ہین۔ اور جب مسلمان انپر عقلی اعتراض کرتے ہین اور توحید و تثلیث کا متناقض ہونا ثابت کرتے ہین تو وہ یہہ کہتے ہین کہ یہہ امور متشابہات سے ہین انکو بے سمجھے مان لینا واجب ہے۔ اور وہ یہہ نہین سمجھتے کہ متشابہات سے تو وہ امر ہے جو صاحب شریعت سے صاف طور پر ثابت ہو اور اوسکی حقیقت کسیکی سمجھہ مین نہ آوے اور جو امر علماً مذہب خود اپنے اجتہاد و تجویز سے اقوال صاحب شریعت سے خواہ اپنے عقل سے استنباط کرین وہ متشابہات سے کیونکر ہوسکتا ہے

اعتراض سوال کیفیت متشابہات کا دوسرا جواب

ہمنے مان لیا اور فرض کیا کہ یہہ لفظ بائن قرآن و حدیث مین وارد ہے اور یہہ صفت متشابہات سے ہی جنکا [illegible] واجب ہے و بناءً علیہ ہمنے اپنے ان سوالات کو واپس لے لیا دلیکن اسصورت مین اس بائن ہونیسے ایسے لوازم (جو ایک مخلوق کے دوسری مخلوق کی نسبت بائن ہونیسے نکلتے ہین) نکالنا ہرگز جایز نہوگا اور معیت اور بینونیت خداوندی مین کچھہ تناقض و تخالف نرہیگا و بناءً علیہ جیسا خدا کو مخلوق سے بائن کہا جاویگا ویسا ہی اوسکو مخلوق کے ساتھہ ماننا پڑیگا اور یون کہا جاویگا کہ وہ خدا تعالے جیسا کہ باوجود بائن ہونیکے عرش پر ہے اور ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے ایسا ہی وہ باوجود بائن ہونیکے مخلوق کے ساتھہ ہے اور زمین مین بھی ہے لہذا جیسا اسکو بائن ہونیکے ساتھہ عرش اور آسمان دنیا پر کہتے ہو ویسا ہی بائن ہونیکے ساتھہ زمین مین اور بندون کے ساتھہ کہو۔ اسکے بائن ہونیکے لحاظ سے اسکی معیت و فی الارض ہونیکے کچھہ تاویل نکرو۔

ان جوابات ثلثہ سے ناظرین با انصاف کو بخوبی واضح ہوگا کہ ساتوان عذر معولین بھی ویسا ہی نکما ہے جیسکہ انکے پہلے چھہ عذر۔ اور اقوال مذکورہ بالا جنکی تقلید کو وہ اتباع سلف صالحین سمجھتے ہین

ہرگز لایق تقلید نہین ہین اولاً ان اقوال کا قائلین سے ثبوت محل نظر ہے تا بنیاد نفرض ثبوت) ان اقوال پر کتاب وسنت مین کوئی دلیل نہین ولہذا وہ لایق تقلید نہین ثالثاً (بفرض وتسلیم تقلید قول بے دلیل) ان اقوال کے ایسے کوئی معنی نہین بنتے جنکے رو سے انکی تقلید کیجاوے رابعاً (بفرض تسلیم وتقلید قول بمعنی) آیات معیت سے انکی کوئی مخالفت نہین رہتی جسکی نظر سے آیات معیت مین تاویل حلال ہو سکے۔

بعض حضرات نے ان اقوال پر انعقاد اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ ہمنے اوس دعوی کو لغو سمجھکر اسکی نقل وجواب سے تعرض نہین کیا۔ وہ لوگ پہلے دو چار اشخاص سے توان اقوال کو ثابت کرلین پیچھے انکے دعوی اجماع کو دیکھا جاویگا۔ اور اگر وہ اس دعوی کا مجمل جواب سننا چاہین تو اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۷ کا صفحہ ۳۳۱ وغیرہ ملاحظہ کرین جس مین احمد بن حنبل کا یہہ قول کہ اجماع کا مدعی دروغ گو ہے کتاب حصول المامول سے منقول ہے

خاتمہ مبحث صفات

ہمارے ان ابحاث وجوابات سے اہل علم با انصاف کو تو اچھی طرح واضح اور روا ئح ہوگا کہ معیت مین تاویل کرنے والون کے پاس اس تاویل کی ایسی کوئی دلیل نہین جو ایک ذرہ کے برابر بھی وزن و وقعت رکھتی ہو تسپر انکا منکرین تاویل ومفوضین معیت رب جلیل کو بدعتی یا کافر بنانا اور اس خیال سے مسلمانون یا سنیون کا نمبر گھٹانا حق گوئی انصاف پروہی نہین ہے (جسکے وہ مدعی ہین) ولیکن ان طول وطویل ابحاث وجوابات سے شاید عوام کو اہل تفویض واہل تاویل کے اتفاقی واختلافی امور کا پتہ نہ لگے اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض بعض الزامی جوابات سے اونکے دلمین کچھہ کچھہ شبہات (تاویل یا تجہیل) پیدا ہون لہذا اونکی تفہیم واطمینان کے لئے اس خاتمہ مین ان ابحاث کا خلاصہ اور اصل مسئلہ صفات کی نسبت سلف اہل سنت کا عقیدہ جسکے موافق اہل تفویض کا اعتقاد ہے اور اوسی پر ہمارے جوابات کی بنا ہے بیان کیا جاتا ہے ٭

خلاصہ ابحاث سابقہ

فریقین (مؤولین و مفوضین صفت معیت) کا ان امور پر اتفاق ہے کہ خدا تعالی عرش پر ہے
جسکی حقیقت و کیفیت کا علم خدا کے سپرد ہے۔ اس سے سوال بدعت ہے اور اوسکی تاویل یا تفسیر
اور اوس سے انکار ضلالت ہے۔ اوسکے ظاہری معنی مشابہ مخلوق قرار دینا تجسیم ہے اور اوس سے
کچھہ بہی معنی مفہوم و مراد خداوندی نہ ماننا تجہیل۔ جس سے فریقین بری ہین و معہذا
فریق تاؤل خدا کی عرش پر ہونے سے اسکی عرش اور جہت فوق سے خصوصیت مکانی
نکالتے ہین اور بناءً علیہ اسکے زمین مین اور بندون کے ساتہہ ہونے کی نفی کرتے ہین
اور جن آیات و احادیث مین خدا کا زمین اور بندونکے ساتہہ ہونا صاف صاف بیان ہوا
ہے انکو متشابہات سے قرار دیکر انکی تاویل کرتے ہین اور عدم تاویل سے لوازم باطلہ نکالتے ہین اور
اپنے خیال کی تائید مین بعض اقوال علماء سابقین کو پیش کرتے ہین٭

فریق مفوض معیت الٰہی کی نسبت بہی ایسا ہی اعتقاد رکہتا ہے جیسا فریقین بالاتفاق خدا کی عرش پر ہونیکی
نسبت اعتقاد رکہتے ہین وہ یہہ کہتے کہ جیسا خدا تعالی عرش پر ہے ویسا ہی وہ ہمارے
ساتہہ ہے۔ اسکی حقیقت کا علم بہی خدا ہی کے سپرد ہی اور اوس سے سوال بدعت ہے اسکی
تاویل (یا تفسیر) ضلالت ہے اسکی معیت کو معیت مخلوق کی مثل سمجہنا تجسیم ہے اسکے کچھہ بہی معنی نہ کرنا
اور اس سے محض لاعلم بننا تجہیل ہے اور بجواب استنباط و تاویل و تجویز لوازم باطلہ و نقل اقاویل
فریق مؤول وہ کہتے ہین کہ یہہ سب تمہارے قیاس کے نتائج ہین تمنے خدا کے عرش پر ہونے کو
کسی بادشاہ کے تخت پر ہونیکی مثل خیال کیا اور اوسکے ساتہہ ہونے کا انسان وغیرہ مخلوق کے
ساتہہ ہونے پر قیاس کیا تب ہی ان دونون وصف کو ایک دوسرے کا مخالف سمجہکر ایک کو قائم
کیا دوسرے کو مٹایا اور اس فعل مین لوازم باطلہ سے کام لیا اور اپنے اور ہمارے اصول مقررہ
و مسلّمہ کا خلاف کیا دونون کو یکسان مجہول الکنہ نامعلوم الحقیقت قرار دیتے تو یہہ لوازم
ہرگز نہ نکالتے اور نہ تاویل کرتے اور اقوال علماء جن سے تم تمسک کرتے ہو وہ کسی وجہ سے

لایق تمسک نہین ہین وہ بے دلیل بلکہ مخالف دلیل ہین و مہمل و بے معنی +

عقیدہ سلفیہ

اس باب مین جو سلف صالحین کا اعتقاد ہے وہ شروع مبحث مین بصفحہ (۸) نمبر (۱) جلد ۹ وبضمن جوابات و ابحاث سابقہ بہ تفصیل اور بضمن خلاصہ ابحاث سابقہ بالاجمال بیان ہوچکا ہے اور اس سے پہلے بھی نمبر ۶ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۷۳ وغیرہ اس کا کافی بیان ہولیا ہے۔ اس مقام مین زیادہ تر اس امر کا بیان مقصود ہے کہ جملہ صفات خداوندی (استواء ہوخوہ معیت۔ ید۔ وجہ۔ نزول وغیرہ) کی نسبت سلف اہل سنت و اہل حدیث باوجود اس اعتقاد کے کہ وہ متشابہات سے ہین (جنکا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے) ایمان کیونکر لائے ہین اور یہان لاعلمی اور علم کا اجتماع کیونکر ہوا ہے اور انکی لاعلمی اور اہل تجہیل کی لاعلمی مین کیا فرق ہے۔ پس واضح ہو کہ جب ہم ید۔ وجہ۔ نزول۔ استوار۔ معیت وغیرہ الفاظ انسان کے حق مین [illegible] انکے معانی سے دو امر ہمارے خیال اور مشاہدہ مین آتے ہین ایک تو ان چیزون کی حقائق ومبادی دوسرے انکے لوازم (یا نتائج) وافعال

تشریح وتمثیل

انسان کے ہاتھ کی حقیقت ومبدا ایک ہڈی اور گوشت کا عضو ہے جسمین رگ وریشہ ہین اور اونگلیان ناخن وغیرہ اور اوسکا فعل یا لازمہ (یا نتیجہ) اس سے کچھہ پکڑنا۔ لینا۔ دینا۔ بنانا وغیرہ۔ انسانی مونہہ کی حقیقت ومبدا ایک ہڈی اور گوشت کا عضو ہے جسمین جبڑے ہین اور دانت اور زبان اور ناک آنکھین وغیرہ اور اسکا فعل ولازمہ ونتیجہ اس سے بولنا اسکے ساتھہ کسیکا مواجہ کرنا اس سے رضا ظاہر کرنا کہانا وغیرہ۔ انسانی نزول کی حقیقت ومبدا کسی بلند مکان یا رتبہ کو چھوڑ کر اس سے نیچے کے مکان یا رتبہ مین منتقل ہونا ہے اور اوس کا لازمہ یا نتیجہ یہہ ہے کہ اس انسان کو اوپر والے مکان سے علم و تصرف و توجہ و شغل وغیرہ کا وہ تعلق نہین رہتا جو نیچے والے مکان سے ہوجاتا ہے استواءِ انسانی کی حقیقت

و مبدأ کسی چیز پر بیٹھہ جانا یا کھڑے ہونا یا قرار پکڑنا ہے اور اسکا لازمہ و نتیجہ یہہ ہے کہ اس مکان یا چیز پر اسکو پورا پورا تسلط و تملک و قدرت و نشست و برخاست وغیرہ کا تعلق ہو جاتا ہے - انسانی معیت کی حقیقت و مبدأ اسکا دوسرے انسان کے ہمراہ یا ہم رکاب یا ہم پہلو یا ہم بستر یا ہم مجلس ہونا ہے اور اسکا لازمہ و فعل یہہ ہے کہ وہ اسکا مددگار اور اوسکے حال سے خبردار ہو جاتا ہے و علی ہذا القیاس -

اور جب ہم ان صفات و اشیا یا اسی قسم کے اور صفات و اشیاء کا اطلاق خدا کے حق مین قرآن و حدیث یا عام محاورات انسانی مین پاتے ہین تو انکے معانی سے امر اول کو جو ہمارے خیال مین گذرتا ہے) ہم لایق تقدس خداوندی نہین پاتے اور جو حقیقت ہاتھہ - مونہہ - استوا معیت وغیرہ ہم سمجھتے دیکھتے اور سنتے ہین اور اوسکی تشریح کر چکے ہین اوسکو ہرگز جلال و تقدس خداوندی کے مناسب نہین سمجھتے اسلیے ہم صفات خداوندی کی نسبت امر اول کے علم کی نفی کرتے اور صاف کہتے ہین کہ ہم خدا کے مونہہ ہاتھہ استوا وغیرہ کی حقیقت کا علم نہین رکھتے اور اس حقیقت کی کوئی تفسیر یا تاویل نہین کرتے اور نہ اسکی کچھہ کیفیت بیان کر سکتے ہین اس حقیقت کی نسبت ہمارا ایمان و علم یہی ہے کہ ہمکو اس سے لاعلمی ہے - ہان ان صفات و اشیاء کے معانی کے متعلق علم امر دوم سے ہم لاعلم نہین ہین اور خدا و رسول خطابات و تعلیمات اعتقادیہ کو ہم الغاز (چیستان) نہین سمجھتے کہ اس سے کچھہ بھی مطلب و مراد ہماری سمجھہ مین نہ آوے ولہذا ان صفات کے معانی سے امر دوم (اصل حقایق کے افعال و لوازم و نتایج) کے علم کے ہم مدعی ہو جاتے اور برملا کہتے ہین کہ ہم خدا کی صفات کے معانی کے لوازم و نتایج کو خوب جانتے ہین اور ان کو اپنی صفات کے لوازم و نتایج و افعال سے مناسب اور ملتے جلتے خیال کرتے ہین اور کبھی ہم اسی مناسبت و میل جول کے نظر سے برملا تشبیہ کی بھی جرات کر بیٹھتے ہین

یہہ کام ہم از خود اور اپنے عقل کے بھروسہ نہین کرتے - بلکہ اسمین اپنے ہادی و رہبر سید البشر

اور خدا تعالی کی صفات (سمیع بصیر) کے ذکر مین اپنی آنکھون اور کانون کی طرف اشارہ بہی کر دیتے ہین جسمین فعل کو فعل سے (نہ مبدء کو مبدء سے) تشبیہ مقصود ہوتی ہے اور اسی علم لوازم و نتائج کے ساتھ ہم اہل تجہیل سے ممتاز ہین پہر ان لوازم کے سمجھنے و نکالنے مین ہم بالکل آزاد وبے قید نہین ہین کہ جو لوازم و نتائج انسانی صفات کے حقایق سے ہم سمجھتے ہین وہ سبھی خداوندی صفات کے لوازم و نتائج قرار دین بلکہ اسمین شرع اور عقل دونو کی قیدین ہین لہذا جن لوازم سے شرع نے خدا کی پاکی ظاہر کی ہو یا صریح نصوص کے مخالف ہین وہ لوازم ہم

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہین آپ سے سنن ابی داؤد مین بصفحہ ۲۹۴ - اور تیسیر الوصول مین بصفحہ ۲۷۶ مروی ہے کہ آپنے خدا کا سمیع و بصیر ہونا بیان فرمایا

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء ھذہ الآیۃ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا الی قولہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع ابھامہ علی اذنہ والتی تلیھا علی عینیہ (ابوداؤد ص ۲۹۴)

تو اپنی انگوٹھی کو اپنے کان پر اور کلمہ کی انگلیون کو اپنی دونون آنکھون پر رکھدیا جس سے مقصود یہ تھا کہ خدا تعالی کی سننے دیکھنے جو آنکھون و کانون کے افعال و لوازم ہین) ہماری آنکھون اور کانون کے کام سے مشابہت و مناسبت ہے نہ یہہ کہ اوسکی آنکھین ہماری آنکھون کی طرح جسم یا اعضاء و آلات ہین ایسا ہی آپ سے تاریخ امام بخاری و سنن ابی داؤد مین بصفحہ ۲۹۴ منقول

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحک اندری ما اللہ ان عرشہ علی سمواتہ ھکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب (ابی داؤد ص ۲۶۴)

ہے کہ آپنے خدا تعالی کا عرش پر ہونا بیان فرمایا تو اسمین یہہ ارشاد کیا کہ عرش اسکے سبب ایسا چرچراتا ہے جیسا سوار کے سبب پالان چرچراتا ہے جس سے مقصود یہہ کہ خدا کے عرش پر ہونیکا لازمہ و نتیجہ (عرش کا مغلوب و مقہور اور خدا کے تحمل سے عاجز ہو جانا) اس پالان کی چرچراہت کی مشابہ ہے جو اپنے سوار کو اوٹھا نہین سکتا اور اوسکے بوجہ سے

ہرگز کسی حقیقت خداوندی سے نہیں نکالتے و بناءً علیہ ہم ہرگز نہیں کہتے کہ خدا کے عرش پر ہونے یا اوسکی طرف ارواح ملایکہ و انبیاء کے چڑہنے یا اوسکی طرف اوپر کو اشارہ کرنے سے اسکا زمین مین اور بندون کے ساتھہ ہونا لازم آتا ہے - ایسا جن لوازم سے شرع بالکل ساکت ہے اور عقل انکی تجویز کی اجازت نہیں دیتی انکو بھی ہم (باوجودیکہ ہم عقل کو حاکم نہین جانتے) صفات خداوندی کے لوازم نہیں سمجھتے و بناءً علیہ ہم ہرگز نہیں کہتے کہ خدا کے لئے موہنہ کے ہونے سے اسکا کہانا پینا رونا وغیرہ جو شرعاً ثابت نہین ہی لازم آتا ہے علی ہذا القیاس بس بناءً ا

قوله ما الله قال الخطابي ليس المراد منه تحقيق هذه الصفة ولا تحديد على هذه الهيئة انما هو كلام تقريبي اريد به تقرير عظمة الله - قوله ليا ط معناه انه يعجز عن احتماله وتعالى الله ان يكون مشبها بشئ او مكيفا بكيفية قوله فوضع ابهامه قال البيهقي المراد بالاشارة تحقيق الوصف لله بالسمع والبصر فاشار الى محل السمع والبصر منا لاثبات السمع والبصر لله تعالى وليس في الخبر اثبات الجارحة تعالى عن شبه المخلوقين قال الخطابي وضعه اصبعه على اذنه وعينه اثبات صفة السمع والبصر لا اثبات الاذن والعين لانهما جارحتان والله سبحانه وتعالى موصوف بصفاته منفي عنه ما لا يليق به من صفات الادميين -

(مرقات الصعود سیوطی)

جڑاجڑ کرتا ہی نہ یہہ کہ خدا تعالے کو اوس نے اوٹہایا ہوا ہے اور وہ خدا کی وجہ سے چڑچڑاتا ہی - امام ابو الحسن بیہقی و امام ابو سلیمان خطابی و امام جلال الدین سیوطی وغیرہ متقدمین و متاخرین نے ان احادیث [illegible] خدا کے لئے اعضا اور اسکے عرش پر محمول ہونے سے تنزیہ و نفی کی ہے مگر جو اس حدیث مین صریح الفاظ اور فعل سے تشبیہ پائی جاتی ہے (جس سے سب اہل تفویض تبری و تحاشی کرتے ہین چنانچہ نمبر ۱۲ مین منقول ہوچکا ہی) اسکی ایسی وجہ (جس سے خدا کی تشبیہ بمخلوق سے براءت ہو) کسی نے بیان نہیں کی یہہ وجہ جو ہمنے بیان کی ہی حضرت شاہ ولی کے کلام آئندہ سے مستفاد ہے ناظرین اہل علم اس وجہ کے بیان کو غنیمت سمجہکر اسکی قدر کرین اور اسکی صلہ مین پہلے حق جل و علی مسہل الاسرار کا پہر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا پہر خادم القوم رسالہ اشاعۃ السنۃ کا جسکے ذریعہ سے ایسے دقیق اسرار احادیث

اپنی تصنیف [illegible]

علی ہذا الاصل خدا کے ہاتھہ سے ہم اسکا دنیا اور آدم ع یا آسمان کو بنانا سمجھتے ہین اور خدا کے موہنہ سے اسکا قیامت کے دن مومنون کو اپنے دیدار سے مشرف فرماتا ۔ اور اون سے خوشی ورضا سے خطاب کرنا ۔ اور اسکے عرش پر مستوی ہونیسے وہان سے اوسکے احکام جاری ہونا وہان ملایکہ مقربین وغیرہ اصفیا کا حضوری دربار کے لئے حاضر ہونا اور اوسکے آسمان دنیا پر نزول فرمانے سے اسکا مومنون کی حال پر خاص توجہ کرنا ۔ اور اسکے بندون کے ساتھہ ہونے سے اسکا حالات بندون سے واقف و مطلع ہونا اور انکی مدد کرنا و علی ہذا القیاس ومعہذا ان معانی ہین کو ہم ید ۔ وجہ ۔ استوا ۔ نزول و معیت کے اصل حقایق قرار نہین دیتے اور ان حقایق کو ان معانی ہین منحصر و محدود نہین سمجھتے جیسے مولین معیت علم و نصرت کو حقیقت معیت قرار دیتے ہین اور اسکو اسمین منحصر و محدود سمجھتے ہین بلکہ ہم انکے حقایق کا علم خدا کے سپرد کرتے ہین ان معانی کو ان حقایق کے لوازم و نتایج سمجھتے اور اس وجہ سے ہم جہمیون و معتزلہ وغیرہ منکرین صفات سے [illegible] اور ان ہی تاویلی معانی کو (جو اصل حقایق کے لوازمات سے ہین) ان صفات کے حقایق قرار دیے ہین) ممتاز ہین ۔

اس تفصیل عقیدہ سلفیہ کے اصول (تفویض وعدم تاویل و تفسیر وعدم تشبیہ و اعتراف عدم ادراک حقیقت و کیفیت وغیرہ) تو اکثر تالیف و رسایل اہل تاویل و اہل تفویض مین موجود ہے (چنانچہ عبارات منقولہ نمبر ۱۲ ۔ جلد ۷ ۔ و نمبر ۱ جلد ۸ اسپر شاہد ہین) ولیکن جو حقایق اور لوازم معانی صفات خداوندی کی تشریح اور لاعلمی و علم مین جو باہم تمیز و تفصیل ہمنے بیان کی ہے یہہ ہمنے بجز تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے کہین نہین دیکھی اسمقام مین جناب ممدوح کا کلام اپنے بیان کی تائید مین نقل کیا جاتا ہے اور چونکہ آپ کا ہر فن مین کمال مسلم اہل کمال ہے اور آپکی امانت و استقامت مین مسلم اہل استقامت ہے لہذا امید ہے کہ آپکی کلام کو فریقین قول فیصل سمجھینگے اور اس باب مین آیندہ کچھہ چون و چرا نکرینگے ۔

آپ کتاب مستطاب حجۃ اللہ البالغہ میں (جو واقعی اسم با مسمی ہے اور مصداق قول خداوندی

باب الایمان بصفات اللہ تعالی۔ اعلم
ان من اعظم انواع البر الایمان بصفات
اللہ تعالی واعتقاد اتصافہ بہا فانہ یفتح
بابا بین ھذا العبد وبینہ تعالی ویعدہ
لانکشاف ما ھنالک من المجد والکبریا
واعلم ان الحق تعالی اجل من ان یقاس بمعقول
او محسوس او یحل فیہ صفات کحلول الاعراض
فی محالہا او یعالجہ العقول العامیۃ
او یتناولہ الالفاظ العرفیۃ ولا بد من
تعریفہ الی الناس لیکملوا کمالہم
الممکن لہم فوجب ان یستعمل الصفات
بمعنی وجود غایاتہا لا بمعنی وجود
مبادیہا فمعنی الرحمۃ افاضۃ النعم
لا انعطاف القلب والرقۃ وان تستعار
الالفاظ تدل علی تسخیر الملک
لمدینتہ لتسخیرہ لجمیع الموجودات
اذ لا عبارۃ فی ھذا المعنی افصح من
ھذہ۔

فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ) بصفحہ ۶۳ فرماتے ہیں کہ
خدا تعالی کی شان اس سے بالاتر ہے کہ اس کا
کسی چیز پر جو عقل یا حواس میں آسکے قیاس
کیا جاوے یا یہ کہ اسمیں صفات کا ایسا حلول
ہو جیسے اعراض (یعنی صفات قائم بغیر) کا اپنے محلوں
میں حلول ہوتا ہے یا یہ کہ اسکو عام لوگوں
کی عقلیں پا سکیں یا یہ کہ اسکو عرفی الفاظ
بیان کر سکیں اور یہ بھی ضروری امر
ہے کہ لوگوں کو وہ سمجھائے (اسکے معنی بتائیں
تاکہ جو اس باب میں انکے لئے کمال (علمی)
ممکن وہ انکو حاصل ہو۔ لہذا واجب ہوا کہ
خدا کے لئے صفات کا استعمال اس معنی کر ہو
کہ خدا تعالی میں ان صفات کے نتایج و لوازم
موجود ہیں نہ اس معنی کر کہ ان صفات کی
مبادی (وہ حقایق جو* صفات مخلوق پائے
جاتے ہیں اور وہ اجسام و اعضا یا انکی صفات
ہیں) اسمیں موجود ہیں بناءً علیہ خدا کی رحمت کے
معنی میلان خاطر اور نرمی دل کے نہ لئے جائینگے

* اسی معنی کر مبادی کی جناب شاہ صاحب نفی کرتے ہیں نہ مطلق حقایق کی۔ چنانچہ آپکا کلام آئندہ جو بہ مجددین کے
تائید اور متکلمین کے جواب میں آپنے فرمایا ہے اسپر شاہد ہے لہذا کوئی صاحب اس کلام کے نظر سے شاہ صاحب کو [illegible] نہ کہہ دیں

بلکہ فیضان نعمت کے معنی لئے جاوینگے - اور یہہ بہی واجب ہوا کہ جو الفاظ بادشاہ کے اپنے شہر پر مسلط ہونیکے معنی بتاتی ہین وہی الفاظ خدا تعالے کے اپنی مخلوق کو مسخر کرنیکے معنی کیلئے استعمال مین آدین کیونکہ اس معنی تسخیر کے لئے ان الفاظ	وان یستعمل تشبیہات بشرط ان لا یقصد الیٰ انفسہا بل الیٰ معان مناسبۃ لہا فی العُرف فیرادُ ببسط الید الجود مثلا وبشرط

سے بڑہکر فصیح اور کوئی لفظ نہین ہے (جیسے لفظ استوا بر عرش ہے جو تمام مخلوقات موجودات پر تسخیر و تسلط سے خبر دیتا ہے - کیونکہ خدا کی کرسی جو عرش کی نسبت بمنزلہ ایک کاہ ہے تمام آسمانون اور زمین پر محیط ہے پس چہ جائے عرش) اور یہہ بہی واجب ہوا کہ اس مقام مین تشبیہات کو کام مین لادین #

* جو اس سیلان و نرمی کے لوازم و نتائج سے ہین -

اس تشبیہ کے واجب ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ عام خلائق تشبیہ افعال و لوازم کے بغیر خدا کی کسی صفت کو سمجھہ نہین سکتے بلکہ سچ پوچھو تو وہ خدا کے وجود کو بہی اسی تشبیہ کے ذریعہ سے سمجھتے ہین - وہ لوگ [illegible] وجود کو [illegible] ہین تو اسی سے وہ عالم کو دیکھہ کر صانع عالم کے وجود کا یقین کرتے ہین اور وہ اپنے آپ مین سننا - بولنا - قادر ہونا پاتے ہین تو اسی سے خدا کے بولنے قادر ہونیکا یقین کرتے ہین - اور خدا تعالے نے بہی جو قرآن وغیرہ کتب سماوی مین اپنے وجود اور جملہ صفات کو بیان فرمایا ہے تو ان ہی الفاظ اور اسی پیرایہ مین جسمین تشبیہ موجود ہے و مع ذلک یہہ بہی فرمایا کہ اسکی مثل کوئی چیز نہین جسمین یہہ ہدایت ہے کہ جو اسکی کلام مین تشبیہ پائی جاتی ہے وہ فعل کو فعل سے تشبیہ ہے - نہ اوسکی ذات یا صفات کو ذات یا صفات مخلوق سے تشبیہ۔ امام فخر الدین رازی (جنکے علوم و کمالات کے وہی قدردان ہین جو خود علوم سے آشنا ہین وہ امام والا مقام نہوتے تو فلسفہ نہ ان مسلمان فلسفہ کو دین بنا لیتے) اپنی کتاب مطالب عالیہ کے فصل سوم قسم دوم کتاب النبوات مین فرماتے ہین داعی (یا ہادی) کو یہہ امر جائز نہین کہ وہ خدا کے وجود و صفات کے لیے

الفرع الثانی انہ لا یجوز ان یصرح

الا یوهم المخاطبين ايهاماً صريحاً انه في الواث البهيمية وذلك يختلف باختلاف المخاطبين فيقال يرى ويسمع ولا يقال يذوق ويلمس وان تسمى

مگر اس شرط سے کہ ان تشبیہات میں عین وہ اشیا جنمیں تشبیہات کا استعمال ہوا ہے مراد نہوں بلکہ انکی لازمی اور مناسب معنی (بنا بر اعلیہ) جو خدا کے ہاتھوں کو فراخ کہا گیا ہے اس سے سخاوت مراد ہوگی جو فراخی ہاتھ سے مناسبت رکھتی ہے نہ اس انسان کے ہاتھوں سے تشبیہ جو دینے کیوقت اپنے ہاتھ کو پھیلا دیتا ہے اور اس شرط سے کہ اس محاورہ کے مخاطبوں کو یہہ کھلم کھلا وہم نہ گذرے کہ اس (خداوند تعالی) کا دامن تقدس حیوانیت کی آلودگی میں ہے اور یہہ امر اختلاف مخاطبین کے لحاظ سے مختلف ہوجاتا ہے (ور لہذا بلحاظ ان مخاطبین کے جو سننے دیکھنے کے الفاظ سے خدا کو جسم نہ سمجھیں) یہہ کہا جائیگا کہ وہ (خدا) دیکھتا اور سنتا ہے اور یہہ نہ کہا جائیگا کہ وہ چکھتا ہے اور چھوتا ہے۔ کیونکہ اسمیں انکو ضرور جسمانیت کا گمان ہوگا

بالتنزيه المحض لان قلوب اكثر الخلق تنفر عن قبول مثل هذا الكلام اذا وقع التصريح به فاذلك سبباً لنفرة اكثر الخلق عن متابعته بل الواجب عليه ان يبين انه سبحانه منزه عن شبهات المحدثات وسمات الممكنات كما قال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ثم بعد ذلك يقول وهو القاهر فوق عباده اليه يصعد الكلم الطيب الرحمن على العرش استوى ويمنعهم عن البحث عن هذه المضائق والخوض فهذه الدقائق الا اذا كان من الاذكياء المحققين والعقلاء المتلقين فانه بعقله الوافر يقف على حقائق الاشياء (المطالب العاليه في الحكمة المتعاليه)

بیان میں محض تنزیہہ سے کام لے کیونکہ عامہ خلائق کے دل ایسی کلام کے قبول کرنیسے نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ اس سے کچھہ سمجھہ نہیں سکتے۔ بہتر یہی و اجب ہے کہ وہ پہلے مخلوقات کی مشابہت سے خدا کی پاکی بیان کرے چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں اسکے بعد وہ خدا کی صفت میں یہہ کہے کہ وہ خدا بندوں کے اوپر غالب ہے اسکی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں وہ عرش پر مستوی ہے (یعنی وہ الفاظ جنمیں افعال ولوازم میں تشبیہ پائی جاتی ہے) اور لوگوں کو انکے حقایق کی بحث سے روکدے بجز اون ذکی محققین کے جو حقایق اشیاء پر مطلع ہوسکتے ہیں *

افاضة کل معانٍ متفقة فی امرٍ باسمٍ کالرزاق والمصوّر وان یُسلب عنه کُلّ ما لا یلیق به لا سیّما ما یلحد به الظالمون فی حقه مثل لم یلد ولم یولد وقد اجمعت الملل السماویّة قاطبتها علی بیان الصفات علی هذا الوجه وعلی ان تستعمل تلک العبارات علی وجهها ولا یُبحث عنها اکثر من استعمالها وعلی هذا مضت القرونُ المشهودُ لها بالخیر ثمّ خاض طائفة من المسلمین فی البحث عنها وتحقیق معانیها من غیر نصٍّ ولا برهانٍ قاطعٍ قال النبیُّ صلی الله علیه وسلم تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق وقال فی قوله تعالی وان الی ربک المنتهی قال لا فکرة فی الربّ فی الصّفاتُ لیست بمخلوقاتٍ محدثاتٍ والتفکر فیها انّما هو انّ الحقّ کیف اتصف بها فکان تفکّرًا فی الخالق۔

اور یہہ بھی واجب ہوا کہ خدا کے ہر ایک فیضان نعمت کو جو کسی امر کے متعلق ہو (مثلا روزی دینے کے یا صورت بنانے کے) خاص خاص ناموں سے جیسے رزاق مصوّر وغیرہ نامزد کیا جاوے اور یہہ بھی واجب ہے کہ جو صفت یا نام اوسکے شایان شان نہو (وہ جس سے شرع نے یا عقل نے اسکی پاکی بیان کی ہے) اسکو اسکی ذات سے مٹایا جائے خصوصًا وہ صفت یا نام جو ظالم اسکے حق میں بولتے ہیں جیسے جننا جسکو اس قول خداوندی نے مٹایا ہے کہ اُس نے کسیکو نہیں جنا اور نہ اسکو کسی نے جنا ہے اسی لئے تمام مذاہب کے سبھی لوگ اس طور پر صفات خداوندی کے بیان کرنے اور ان الفاظ کو اسطرح پر جیسے وارد ہیں استعمال کرنی اور اس سے بڑھکر انسے بحث نکرنے پر متفق چلے آتے ہیں اور وہ زمانے (قرون ثلثہ) جنکے حق میں آنحضرت نے بہتر ہونیکی شہادت دی ہے اسی طریق پر گذرے ہیں انکے بعد مسلمانوں میں سے بعض لوگ (متکلمین) ان الفاظ کے ٹٹولنے اور بلا نص شارع وبلا دلیل انکے حقائق کے باریکیاں نکالنے میں غوطہ مارنے لگے (وہ جو کہتے ہیں کہ ید سے صرف قدرت مراد ہے اور استوا سے صرف استیلا وغیرہ) آنحضرت یہہ فرما چکے ہیں کہ مخلوق میں فکر کرو خالق کے حالات وصفات میں فکر نکرو خدا نے فرمایا تیرے رب کی طرف عقل اور فکر کے دوڑ کو بس ہوجاتا ہے

اور کہا گیا ہے کہ خدائی تعالی کی ذات وصفات مین فکر نہین ہے +

اسکے بعد جناب ممدوح نے ترمذی کا وہ قول نقل کیا ہے جو بصفحہ (۱۰) نمبر (۱) منقول ہوچکا ہے پھر فرمایا ہے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وقال الحافظ ابن حجر لم ينقل عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا من احد من الصحابة من طريق صحيح التصريح لوجوب تاويل شيء من ذلك يعني المتشابهات ولا المنع من ذكره ومن المحال ان يأمر الله نبيه بتبليغ ما انزل اليه من ربه وينزل عليه اليوم اكملت لكم دينكم ثم يترك هذا الباب فلا يميز ما يجوز نسبته اليه تعالى مما لا يجوز مع حثه على التبليغ عنه بقوله ليبلغ الشاهد الغائب حتى نقلوا اقواله وافعاله واحواله وما فعل بحضرته فدل على انهم اتفقوا على الايمان به على الوجه الذي اراد الله تعالى منها ووجب تنزيهه عن مشابهة المخلوقات بقوله ليس كمثله شيء فمن اوجب خلاف ذلك بعدهم فقد خالف سبيلهم انتهى۔

اور کسی صحابی سے بسند صحیح منقول نہین کہ ان متشابہات (صفات باری) کی تاویل واجب ہے اور نہ یہہ منقول ہے کہ اونکا ذکر و بیان خدا کے حق مین منع ہے۔ اور یہہ امر محال ہے کہ خدا تعالی اپنے نبی کو تبلیغ احکام کا حکم دے اور خود قران مجید مین یہہ فرما دے کہ مینے تمہارے دین کو پورا کر دیا ہے پھر وہ ان باتون کو جنکا خدا کی طرف منسوب کرنا جائز ہو ان باتون سے جنکا ذکر نا جائز ہو تمیز نکر دے۔ باوجودیکہ آنحضرت بھی اپنی صحابہ کو رغبت دلا چکے تھے کہ جو انمین حاضر الوقت ہین وہ غائب اشخاص کو آپکے احکام پہنچا دین۔ ولہذا آپکے اصحاب نے آپکے افعال و اقوال و حالات اور جو کچھہ آنحضرت کے سامنے ہوا تھا بھی کچھہ نقل کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سب ایمان بصفات بران معنی کہ جنکا خدا نے ارادہ کیا اور مخلوقات کی مشابہت سے کہ اپنے اس قول سے کہ اوسکی مانند کوئی چیز نہین ہے اپنی تنزیہ کا حکم دیا ہے متفق چلے آئے ہین۔ پس جو انکے بعد اسکے خلاف کو ضروری سمجھے اور ان صفات مین تشبیہ سے بچنے کے لیے تاویل کرے وہ

اُن سب کی راہ سے مخالف ہے قول حافظ ابن حجر تمام ہوا - میں (جناب میں لینا)

اقول ولا فرق بين السمع والبصر والقدرة والضحك والكلام والاستواء فان المفهوم عند اهل اللسان من كل ذلك غير ما يليق بجناب القدس هل في الضحك استحالة الا من وجه انه يستدعي الفم وكذلك الكلام وهل في البطش والنزول استحالة الا من وجه انهما يستدعيان اليد والرجل وكذلك السمع والبصر يستدعيان الاذن والعين والله اعلم واستطال هؤلاء الخائضون على ... اهل ... مجسمة ومشبهة وقالوا هم المستترون بالبلكفة وقد وضح على وضوحا بينا ان استطالتهم هذه ليست بشيء وانهم مخطئون في مقالتهم رواية ودراية في طعنهم ائمة الهدى تفصيل ذلك ان ههنا مقامين احدهما ان الله تبارك وتعالى كيف اتصف بهذه الصفات هل هي ابدا وعين ذاته وحقيقة السمع والبصر والكلام وغيرها فان المفهوم من هذه الالفاظ بادي الراي غير لائق بجناب القدس والحق في هذا المقام

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہین) کہتا ہون خدا کی صفات سننا دیکھنا قادر ہونا ہنسنا بولنا عرش پر مستوی ہونا بہی یکسان ہین - ان سب کے معنے جو اہل لسان (اپنی حال کے مناسب) سمجھتے ہین وہ جناب باری کے لایق نہین ہین پہر یہہ لوگ ان صفات مین فرق کیون کرتے ہین کہ بعض کو (جیسے قادر ہونا بولنا) مانتے ہین بعض کو (جیسے سننا عرش پر ہونا) نفی وتاویل کرتے ہین - انکے نزدیک ہنسنی مین مشکل ہے تو ... مونہہ بکار ہے حالانکہ ایسا ہی کلام کرنے کے لئے مونہہ بکار ہے پہر وہ لوگ کلام خداوندی کو کیون مانتے ہین انکے نزدیک پکڑنے اور اوترنے مین یہی مشکل ہے کہ وہ ہاتہہ پاؤن کے مقتضی ہین حالانکہ ایسا ہی سننا دیکھنا کان آنکہہ کے مقتضی ہین پہر وہ خدا کے دیکھنے سننے کے کیون قایل ہین - ان ٹٹولنے والون (متکلمین) نے گروہ اہلحدیث (مفوضین غیر مؤولین) کی حق مین زبان درازی کی ہے اور انکا مشبہہ اور مجسمہ نام رکہا ہے اور انکی نسبت کہا ہے

کہ انہون نے لفظ بلاکیف کو پردہ (یا آڑ) بنایا ہوا ہے۔ اور درحقیقت یہہ لوگ مجسم
ہین (رو لیکن) مجھے یہہ امر بخوبی معلوم ہوا ہے کہ انکی اس بات درازی کی کچھہ اصل نہین
اور وہ اس گفتگو مین اور بہت سے اماموں (اہلحدیث) پر طعن کر نہین بشبہات و نقل و عقل
خطا پر ہین۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ یہان دو مقام (بحث طلب ہین) ایک یہہ کہ خدا
ان صفات سے کیونکر موصوف ہے وہ صفات اسکی ذات سے جداگانہ ہین یا عین
ذات اور انکی حقیقت کیا ہے۔ کیونکہ جو معنے ظاہر ان الفاظ سے (بمناسبت احوال مخلوق)
ہماری سمجھہ مین آتے ہین وہ خدا کے شایان شان کبریائی نہین ہین
اس سوال کے جواب مین حق یہہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اجازت تاویل کی بابت کچھہ ارشاد
نہین فرمایا کہ وہ صفات ذات باری سے جداگانہ
ہین یا عین ذات۔ اور انکی حقیقت کیا ہے
بلکہ اپنی امت کو بھی اس بحث کرنے سے روکدیا
ہے پس جس امر سے شارع نے روکدیا ہو
اوس سے کسیکو بحث کرنیکا کب اختیار ہے
پھر وہ متکلمین ان امور سے کیون بحث کرتے
ہین کہ وہ صفات نہ عین ذات باری ہین
نہ غیر اور انکی حقیقت بجز ان لازمی تاویلی
معنی کے اور کچھہ نہین ہے۔ اور جو لوگ
انکے حقیقی معنی پر ایمان لاتے ہین وہ مجسم
ہین۔
دوسرا مقام بحث طلب یہہ ہے کہ منجملہ صفات

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یتکلم فیہ بشیء بل زجر
امتہ عن التکلم فیہ والبحث عنہ فلیس لاحد
ان یقدم علی ما زجرہ والثانی انہ ای شیء یجوز
الشرع ان نصفہ تعالی بہ وای شیء لا یجوز
ان نصفہ بہ والحق ان صفاتہ واسماءہ
توقیفیۃ بمعنی انا وان عرفنا القواعد التی
بنی الشرع بیان صفاتہ تعالی علیہا کما
حررنا فی صدر الباب لکن کثیرا من الناس
لو ابیح لہم الخوض فی الصفات لضلوا
واضلوا وکثیرا من الصفات وان کان
الوصف بہا جائزا فی الاصل لکن قوما
من الکفار حملوا تلک الالفاظ علی غیر محملہا
وشاع ذلک فیما بینہم فکان حکم الشرع

النھی عن استعمالھا دفعا للتلاث المفسدۃ وکثیر من الصفات یوھم استعمالھا علی ظواھرھا خلاف المراد فوجب الاحتراز عنھا فلھذا کان الحکمۃ جعلھا الشرع توقیفیۃ ولم یبح الخوض فیھا بالرائ وبالجملۃ فالضحک والفرح والتبشبش والغضب والرضا یجوز لنا استعمالھا والبکاء والخوف ونحو ذلک لا یجوز لنا استعمالھا و ان کان الماخذ ان متقاربین (حجۃ اللہ البالغہ)

کس صفت کا خدا کی نسبت استعمال کرنا جایز ہے۔ کونسی صفت کا اطلاق نا جایز۔ اس سوال کے جواب مین حق یہ ہے خدا کے نام اور صفتین بھی توقیفی ہین (جو اوسیکے واقف کرنے سے معلوم ہوسکتین) پس جو صفت خدا نے اپنی نسبت فرمائی ہو بجز اسکے کسی اور صفت کا خدا کی نسبت بولنا جایز نہین ہے کیونکہ اگرچہ اسما یا ہین وہ قواعد غیر بیان صفات کی بنا ہے معلوم ہین (چنانچہ شروع باب مین ہم بیان کر چکے ہین) ولیکن اگر ان قواعد کے موافق استعمال صفات کے عام لوگون کو اجازت دی جاے تو عام لوگ ان قواعد سے صفات نکالتے ہین خود گمراہ ہوجاینگے اورون کو گمراہ کردین اور بہت سی صفات ایسے ہین کہ اگرچہ اصل معنی کے نظر سے خدا کے حقمین انکا بولنا جایز ہے ولیکن بعض کفار نے انکے ایسے معانی مراد ٹھیرا رکہے ہین جو شایان شان کبریائی نہین ہین۔ (جیسے لفظ ابن واب جو خدا تعالی اور اوسکے خواص بندون کی نسبت عیسائی لوگ استعمال کرتے ہین) اسلئے شرع نے ان کے استعمال سے منع کردیا ہے تا کہ اس امت مین بھی وہ فساد نہ پھیل جاوے۔ اور بہتیرے صفات ایسے ہین جنکے ظاہری معنی مرادی معنی کے مخالف خیال مین آتے ہین انسے بچنا بھی ضروری ہے۔ اس نظر سے شرع نے ان صفات کو توقیفی ٹھیرایا ہے اور رای سے صفات تجویز کرنے سے منع کردیا بالجملہ ہنسنے خوش ہونے بشاشت ظاہر کرنے غصہ ہونے راضی ہونے کا استعمال خدا کے حق مین جایز ہے۔ رونے ڈرنے کا استعمال جایز نہین اگرچہ ان دو قسم کے صفات کا ماخذ (اصل اصول جنسے وہ ماخوذ ہین) قریب ہے اسکے بعد

جناب شاہ صاحب مرحوم نے متکلمین کے مقابلہ مین ان صفات کے اور لازمی معنی بیان
کئے ہین اور انکے بیان سے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جن معانی کو متکلمین ان صفات کے حقیقی
معانی سمجھتے ہین انکے حقیقی معنی اور مراد خداوندی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے اور
انکو اِن معانی پر جو شاہ صاحب نے بیان کئے ہین کوئی ترجیح نہین ہے۔ ہمنے اِن معانی کی
تفصیل سے بخوف تطویل قلم کو روک لیا ہے اور جسقدر حجۃ اللہ البالغہ سے جناب ممدوح
کا کلام منقول ہوا ہے وہ ہمارے بیان کا مؤید ہے ایسا ہی ۔ا اپنے اُس رسالہ مین جو
قول شیخ ابن تیمیہ کی توجیہ اور انکی حمایت مین اپنے تالیف کیا ہے فرمایا ہے ہمنے
بجائے دو مقامِ بحث طلب کے تین مقام تجویز کرکے فرمایا ہے۔ مقام اول یہہ
ہے کہ بحکم توقیف (اطلاع) شارع کس صفت کا
اطلاق (بولنا) جناب باری پر جائز ہے کس کا ناجائز
ہے اسکے جواب مین حق یہہ ہے کہ خدا تعالی نے جانب
بالا مین اپنا ہونا ثابت کیا ہے دوسرا مقام یہہ کہ
اوس کلام سے جسمین یہہ صفات وارد ہین بحکم عقل حقیقی
معنی لینا جائز ہے یا مجازی اسکے جواب
مین حق یہہ ہے کہ اس کلام سے بحکم عقل
ظاہری معنے (جو ہماری سمجھہ مین اُسکے حقیقی
معنے معلوم ہوتے ہین ہرگز مراد نہین
تیسرا مقام یہہ ہے کہ ان صفات کی
تاویل واجب ہے یا انکے ایسے ظاہری
معنی پر (جنکو ہم خدا کے حق مین مقرر
نکر سکین) ٹھہرانا جائز ہے اسکے جواب مین

وقد ذکر انه (یعنی الشیخ ابن تیمیه) قال ان
الله تعالی فوق العرش والتحقیق ان فی هذه
المسئلة ثلاث مقامات احدها البحث عما
یصح اثباته للحق توقیفا وعما لا یصح توقیفا
والحق فی هذه المقام ان الله تعالی اثبت
لنفسه جهة الفوق وان الاحادیث متظاهرة
علی ذلک وقد نقل الترمذی ذلک عن
الامام مالک ونظرائه وثانیها ان العقل
هل یجوز کون مثل هذا الکلام حقیقة
او یوجب حمله علی المجاز والحق فی هذا المقام
ان العقل یوجب انه لیس علی ظاهره فی
نفس الامر وثالثها انه هل یجب تاویله او یجوز
وقفه علی ظاهره من غیر تعیین المراد والحق

فانه لم يثبت في حديث صحيح او ضعيف انه يجب تاويله وانه لا يجوز استعمال شئ تلك العبارات من الامة

حق یہ ہے کہ اونکی تاویل واجب نہین ہے۔ اور نہ ان الفاظ کا استعمال کرنا منع ہے۔ پھر اسکی تائید مین امام ابن حجر کا کلام مذکور نقل کیا ہے۔ پھر کہا ہے

وكلام ابن تيمية محمول على المقام الاول والثالث واذا رجعنا الى الوجدان فلا شك ان الله تعالى خصوصية مع العرش ليست مع غيره من مخلوقاته ولا نجد عبارة في ذلك افصح واقرب من الاستواء على العرش كما انا لا نجد عبارة في انكشاف المسموعات والمبصرات افصح من السمع والبصر والله اعلم بحقائق الامور [illegible] نقله عنها صاحب الانتقاد الرجيح

کہ شیخ ابن تیمیہ کا خدا کو عرش پر کہنا اسی مبنی ہے جو ہمنے پہلے اور تیسرے مقام مین کہا ہے (کہ یہ صفت خدا و رسول کے کلام سے ثابت ہے۔ اور اسکے معانی پر جو خدا کے شایان شان ہین اور وہ خصوصیت کے ساتھ بتلائے نہین جا سکتے۔ بلا تاویل ایمان لانا واجب ہے) اور جب ہم اپنے دل کی طرف رجوع کرتے ہین تو اوسمین شک نہین پاتے کہ خدائے تعالی کو عرش سے ایسی خصوصیت ہے جو اور مخلوقات سے نہین ہے اور اوس خصوصیت کو بیان کرنے کے لیئے ہم استوار سے بڑھکر کوئی فصیح لفظ نہین پاتے جیسے سننے اور دیکھنے کے لایق چیزون کے معلوم ہونے کے بیان کے لیئے ہم سمع وبصر سے بڑھکر کوئی فصیح لفظ نہین پاتے و مع ہذا خدا ہی تعالی اپنی صفات وغیرہ کے حقایق و مراد کو ہمسے بہتر جانتا ہے اب ہمارے زمانہ کے مدعیان اتباع سلف حضرت شاہ صاحب مرحوم (جنکو وہ ابتک جہمی و مبتدعی نہین سمجھتے بلکہ سنی و سلفی و اثری خیال کرتے) کے ان کلمات طیبات کو انصاف سے پڑھین۔ اور اونکے معانی مین غور کرکے فرمائین کہ یہ کلمات ہمارے بیان و اعتقاد کے مؤید ہین یا اُن حضرات کے گمان و اجتہاد کے اور بشہادت ان کلمات کے باب صفات مین سلف صالحین کا عقیدہ کیا ہے وہ جو ہمارا بیان ہے؟ یا

وہ جو انکا گمان ہے ؟ **تفویض** جسکا فریقین کو دعوی ہے کسکے **اعتقاد** مین ہے
اور **تاویل** اور **تشبیہ** جس سے فریقین کو انکار ہے کسکے **بیان** سے ٹپکتی ہے
تجہیل پر کون ہی علم پر کسکا **عقیدہ** مبنی ہے اگر وہ حضرات فہم و **انصاف** سے
کام لینگے **تو** (امید ہے) وہ **یقین کرینگے** کہ **تفویض** و عدم تاویل و عدم تشبیہ
و عدم تجہیل پر **وہی لوگ ہین جو** ان صفات کے حقیقی معنی **کا علم** خدا کی **سپرد** کرتے
اور ہر ایک صفت کے **لازمی** اور مناسب مقام معنی پر اعتقاد و **ایمان رکھتے ہین** اور
ان معانی کو نہ ان صفات کے حقیقی معنی سمجھتے ہین نہ اونکو حقیقی معنی کی تاویل قرار
دیتے ہین نہ خدا کی ذات و صفات کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہین نہ اوس تشبیہ سے
بالکل انکاری ہین کہ اونکے لوازم و نتایج کو بھی مشابہ لوازم صفات مخلوق نہ کہین
نہ اونکے معانی سے محض تجہیل اختیار کرتے ہین نہ اونکے علم حقایق کے مدعی ہین و بنا
علیہ وہ کہتے ہین کہ خدا عرش پر ہے جیسا اوسکو لائق ہے جسکی حقیقت کا علم [illegible] اور اوسکا
لازمہ و نتیجہ یہہ ہی کہ عرش سے خدا کے احکام جاری ہوتے ہین اسی کی جانب خدا کی دربار کی
حاضریان ہوتی ہین اور اسیطرف بندون کی اعمال کی رپوٹین جاتی ہین **ایسا ہی**
وہ کہتے ہین کہ خدا تعالے ہمارے ساتھ ہی جیسا اوسکو لائق ہے جسکی حقیقت کا علم
خدا کے سپرد ہے اور اوسکا لازمہ ہے کہ وہ بندون کے احوال سے واقف و مطلع ہے اور ا بہمہ
حال پر پوری عنایت و توجہ رکھتا ہے **نہ وہ لوگ جو خدا کے** عرش پر ہونے کو تو مانتے
ہین مگر اسکے بندون کے ساتھ ہونیکی نفی کرتے ہین اور علم وغیرہ سے اوسکی تاویل کرتے
ہین اور نہ وہ لوگ جو خدا کے عرش پر ہونیکو ایسا سمجھتے ہین جس سے وہ عرش مین محدود
و محصور ہو جائے پہر اور کہین نہو سکے اور نہ وہ لوگ جو خدا کے حق مین ایسے الفاظ (بائن مخلوق
سے جدا رہنے والا - زمین مین اور بندون کے ساتھ نہ ہونیوالا وغیرہ وغیرہ) بولتے ہین
جو خدا نے اپنے حق مین اور اوسکے رسول نے خدا کے حق مین استعمال نہین کئے **جنکے**

اقوال مین تشبیہ و تاویل دونو کی امیزش ہے گو وہ اس سے بیخبر ہین۔ اے خدا ہمارے
اصلی معنا تو ہمکو اوسی پہلے اعتقاد تفویض پر قایم رکہہ اور اسی پر مار اور اسی پر حشر کے دن اوٹہا
اور اوسکے مخالف اعتقاد تاویل و تجہیل و تشبیہ سے بچا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا
وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اب ہم اس بحث کو ایک نصیحت اور
ایک التماس پر ختم کرتے۔

نصیحت

اس وقت کے اہل حدیث ہندوستان وغیرہ بلاد مین رسم جاری ہو رہی ہے کہ وہ تین تین
برس کے لڑکون بغرض تعلیم یہہ پوچہتے ہین کہ خدا کہان ہے پہر اسکا جواب یہہ سکہاتے ہین
کہ وہ آسمانون مین یا عرش پہ ہے اور اس تعلیم کو دین قویم وسنت قدیم سمجہتے ہین مگر نفس الامر
مین بچون کے لئے یہہ تعلیم نہ دین ہے نہ سنت
دین اسلئے نہین کہ وہ لڑکے خدا کے عرش پر یا آسمانون مین ہونیکو بلا تفاوت ایسا ہی
سمجہتے ہین جیسے اپنے باوا جی یا کسی اور آدمی کے کوٹہے پر ہونے کو یا چاند سورج وغیرہ ستارون
کے آسمان مین ہونے کو اسپر دلیل جسمین کسیکی عذر و تسویل کی گنجایش نہین یہہ ہے کہ جس
چیز کو انسان آنکہہ وغیرہ حواس سے نہین دیکہتا اوسکا نام سنکر بالطبع و بلا اختیار قیاس و تشبیہ
سے کام لیتا ہے اور بالضرور اسکے کوئی نہ کوئی خیالی صورت اپنی دیکہی ہوئی چیزون پر قیاس
کرکے بنا لیتا ہے تمثیل جب کوئی شخص جسنے لنڈن شہر نہ دیکہا ہو اسکا نام سنتا ہے تو ضرور وہ اسکے مکانات اور
بازارون کی صورت اپنے خیال مین ایسی بنا لیتا ہے جیسی بمبئی یا کلکتہ کے مکانون یا بازارون کی صورت ہے یا جب کوئی شاہین
یا سیمرغ کا نام سنتا ہے جو دیکہنے مین نہین آیا تو ضرور اسکی شکل چیل یا باز یا سو کیسی بنا لیتا ہے وعلی ہذا القیاس اسی
طبعی اور فطرتی اصول وعادت کے موافق وہ لڑکے (جو اس اصول شرعی سے کہ خالق کا قیاس
مخلوق پہ جایز نہین اور خدا کی مثل کوئی چیز نہین واقف نہین ہوتے اور اس عمر مین یہہ
بات وہ سمجہانے سے بہی سمجہہ نہین سکتے) جب یہہ بات سنتے ہین کہ خدا آسمانون مین ہے

یا وہ عرش پر ہے تو وہ طبعاً اضطراراً یہی خیال کر لیتے ہین کہ وہ آسمانون مین ایسا ہے جیسے انکے باواجی کوٹھے پر یا چاند سورج وغیرہ ستارے آسمانون مین ہین - حالانکہ یہہ امر ان حضرات معلمین کے نزدیک بھی مطلب ان آیات و احادیث کے (جنمین خدا کا آسمانون مین یا عرش پر ہونا مروی ہے) مخالف ہے اور مراد خدا و رسول کے برعکس پھر انکے حق مین اس تعلیم کا دین ہونا کیونکر ممکن ہے -

یہہ تعلیم سنت اس لئے نہین کہ دواوین سنت مین جہانتک نظر کیجاتی ہے چھوٹے لڑکون کے لئے اس تعلیم کا کہین پتہ نہین ملتا بلکہ جوان مرد و عورتون کے لئے بھی یہہ سوال و جواب سکھانا کہین دیکھا نہین جاتا - جہان کہین ایمان و اسلام کی تعلیم کتب سنت موجود ہے (جیسے حدیث سوال جبرائیل - یا حدیث وفد عبد القیس وغیرہ ہین) وہان خدا کی وحدانیت رسول کی رسالت - آسمانی کتب - قدر - قیامت پر ایمان لانیکی ہدایت ہے اسکے ساتھہ اس سوال و جواب کا کہین ذکر نہین ہے (جو اسکے خلاف کا مدعی ہو وہ کم سے کم ایک ہی ایسا موقع بتاوے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم ایمان کیوقت یہہ سوال و جواب سکھایا ہو) اوس لونڈی کو جو آنحضرت نے پوچھا تھا کہ خدا کہان ہے جسکے جواب مین اوسنے کہا تھا کہ وہ آسمان مین ہے وہ بھی بطور تعلیم ایمان نہ تھا بلکہ بطور امتحان ایمان تھا (جسکی وجہ و تفصیل سابقاً مذکور ہو چکی ہے) سو بھی اتفاقی طور پر تھا نہ یہہ کہ وہ امتحان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ مستمرہ تھا (جو اس امر کا مدعی ہو وہ بھی کم سے کم ایک موقع ایسا اور بتاوے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال سے کسیکے ایمان کا امتحان کیا ہو) پھر اوس تعلیم کا سنت قدیم ہونا کیونکر متصور ہے - ہان اسمین شک نہین کہ اگر کوئی اتفاقاً کسی سے پوچھے کہ خدا کہان ہے (چنانچہ اس لونڈی سے اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا) تو اسکے جواب مین یہہ کہنا کہ خدا آسمانون مین ہے - اور جوابون کی نسبت جو اس مقام مین بشہادت کتاب و سنت دیئے جاسکتے ہین

کہ وہ ہمارے ساتھہ یا وہ وہان ہی جہان اوسکے بندے ہون اولی و زیادہ تر پسندیدہ ہے۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب مین اس لونڈی نے یہی جواب دیا تھا اور
اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مومنہ کہا۔ اس سے بڑھکر اس سوال جواب کی نسبت
کچھہ نہین کہا جاسکتا کہ یہہ تعلیم (یا امتحان) ایمان کا دستور العمل ہے یا بچون کو اس سوال
جواب کی تعلیم سنت یا جایز ہے لہذا اخوان دین بچون کو یہہ سوال جواب سکہانا چھوڑ دین
اسوقت تک کہ وہ کم سے کم قران کا ترجمہ پڑھہ سکین یا آیہ لیس کمثلہ شئی کا مطلب سمجھنے کے لائق
ہون اور اس تشبیہ و قیاس کا جسمین وہ یہہ سوال جواب سنکر طبعًا و اضطرارًا مبتلا ہو جاتے
ہین معالجہ کر سکین۔ آیندہ اختیار ہے ہمنے حق نصیحت و اخوت ادا کر دیا +

التماس

جو صاحب بنظر نصح اسلامی و جب ایمانی ہمارے اس فیصلہ پر اپنا ریویو یا ریمارک[*] لکھنا
چاہین وہ اسکے جملہ مطالب پر پوری نظر و امعان [illegible] فرمائین اور جو کچھہ جواب مین وہ
قلم مین لاوین اسکو ہمارے پاس بھیجدین خود بصرف زر اسکے چھاپنے کی تکلیف نہ اوٹھائین
یہہ تکلیف ہم گوارا کرینگے اور انکی تحریر کو بالتلخیص (بصورت طوالت) یا بعینہ (درصورت اختصار)
اپنے رسالہ مین درج کر دینگے + اور اسپر اپنا ریمارک بھی لکھینگے تاکہ طالبین حق کو اس مسئلہ مین
بمقابلہ و موازنہ کلام جانبین اچھے طور پر حق واضح ہو۔ اور ہر رائے نی کا پورا موقع ملے۔ اور
اگر کوئی صاحب عدم فرصتی یا اور کسی سبب سے اسکے جملہ مطالب کی طرف توجہ مبذول نفرمادین
صرف بعض مطالب پر نظر اندازی کرنا چاہین تو منجملہ مطالب فیصلہ مطالب ذیل کی طرف توجہ
کرین انکے تصفیہ سے ہی طالبان حق پر پورے طور پر حق واضح ہو سکتا ہے +
اور اگر وہ ان اہم مطالب کو چھوڑکر اور مطالب کی طرف توجہ کرینگے تو ہم اسکو دفع الوقتی

---

[*] ریویو ۔ رائے یا تقریظ ریمارک یادداشت۔ یہہ اسلئے کہا گیا کہ قال اقول کے طور پر جواب اب کو ہم پسند نہین کرتے ہین اور قال اقولیون سے مخاطب ہونیکو عبث سمجھتے ہین۔ چنانچہ ہمارا سالہا سال کا طرز تحریر اسپر شاہد ہے +

سمجھینگے - اور اسپر ریمارک لکھنے کو اشتغال بما لا یعنیہ خیال کر کے اسکے طرف ملتفت ہونگے

وہ مطالب یہہ ہین

(۱) جملہ آیات صفات یا خاص کر آیات قرب و معیت متشابہات سے ہین یا نہین اگر کل یا بعض متشابہ نہین تو بیان فرمائین کہ سلف صالحین اور اونکے اتباع مقدمین سے (شیخ ابن تیمیہ سے پہلے) کس عالم یا امام نے کسی آیہ متضمن صفت کو محکم (غیر متشابہ) قرار دیا ہے اور اگر وہ سب متشابہات ہین توپہر مطالب نمبر ۲ کی طرف توجہ کرین - (۲) متشابہات کی تاویل (یا تفسیر جو کچہہ نام رکھو) جائز ہے یا نہین - جائز ہے توپہر استوا وید وغیرہ صفات کی تاویل کیون جائز نہین اور اوسکے مرتکب کیون بدعتی وجہمی بنتے ہین ناجائز ہے توپہر معیت کی تاویل کیون جائز سمجہی جاتی ہے - اور اوسکی تاویل نہ کرنیوالے کیون بدعتی جہمی قرار دیئے جاتے ہین (۳) معیت کی تاویل جسکو حضرات مولٰین بزعم خود مفسرین وغیرہ سلف خلف سے نقل کرتے ہین اوسکو سلف و خلف اس معیت کی حقیقی معنی قرار دیتے تہے یا اوسکو حقیقت معیت کے لوازم سے سمجہتے تہے اور اوسکی حقیقت کا علم سپرد بخدا کرتے تہے بشق اول نقل صحیح و صریح سے اوسکا ثبوت دین - وبشق ثانی انصاف سے کہین کہ جو لوگ اب بہی اسکی حقیقی معانی کا علم سپرد بخدا کرتے ہین اور اوسکی تاویلی معنون کو حقیقی معنی کے لوازم سے سمجہکر بحسب مقتضائے مقام مراد قرار دیتے ہین وہ جہمی و بدعتی کیون بن گئے - (۴) خدا کے عرش پر یا آسمان ہین یا جانب بالا ہین ہونیکے معنی و حقیقت کسی کے وہم و خیال و گمان مین آسکتی ہے یا نہین - نہین توپہر اس سے خدا کا زمین مین اور بندون کے ساتہہ ہونا کیونکر لازم آتا ہے - اور اگر آسکتے ہے اور کوئی اسکی حقیقت و صورت جو اسکے خیال مین آوے قرار دیسکتا ہے توپہر خدا کے جسم ہونے مین کیا کسر باقی رہتی ہے (۵) خدا کا مخلوق سے بائن یا جدا ہونیوالا یا اور عرش کا اسکو نسبتی مکان خداوندی ہونا اور خدا کا زمین مین اور بندون کے ساتہہ

ہونا خدا و رسول کی کلام مین صریح طور پر وارد ہے یا نہین ہے۔ تو اُن آیات و احادیث کی جنمین یہہ الفاظ وارد ہون نشان دہی کرین۔ نہین تو پہر تو انصاف سے کہین کہ لفظ باین اور خدا کے سکونتی مکان کا منکر ہو خدا کے زمین مین اور بندون کے ساتہہ ہونیکا قائل کافر کیونکر ہوا (۶) عقلیات اور اعتقادیات (خصوصًا متعلق حالات و صفات خالق مین کسیکی (مجتہد ہو خواہ کسی مجتہد کا مقلد صحابی ہو خواہ تابعی) تقلید جائز ہے یا نہین نہین تو جن الفاظ و صفات کا قرآن و حدیث مین نام و نشان نہین (چنانچہ مطلب نمبر ۵ کے دوسری شق مین بیان ہوا) انہین ابن خزیمہ وغیرہ کی تقلید کیون کیجاتی ہے۔ اور اگر جائز ہے تو پہر فروعات مین جو اعتقادیات سے کم رتبہ ہین کیون تقلید جائز نہین اور اس صورت مین اہل علم کے لئے اقوال متضمن حکم ترک تقلید کا کیا جواب ہے اور اہل حدیث کے مذہب مخالف اہل تقلید کی بنا کس اصول پر ہے +

تجویز فضیلت جناب حضرت مرتضی علیہ السلام اہلحدیث و ضلالت نہونا

مسئلہ فضیلت مرتضی علیہ السلام جسمین اسوقت کے بعض اہلحدیث دو فریق (مجوز و منکر) ہو رہے ہین مسئلہ فضیلت شیخین (صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما) پر مبنی اور اوسکی فرع ہے یا یون کہو کہ یہہ دونون آپسمین ایسے متلازم ہین کہ ایک دوسرے کے سوا سمجہہ مین نہین آسکتا لہذا پہلے فضیلت شیخین کی بحث ضروری ہے اسکے بعد مسئلہ فضیلت مرتضی علیہ السلام سے بحث مناسب۔

مسئلہ فضیلت شیخین مین تین امر لایق بحث و نظر ہین جنمین بحث کرینکے سوا اس مسئلہ مین انکشاف حق مشکل ہے جن لوگون نے اس مسئلہ مین بحث کرنیکی وقت ان امور ثلثہ کیطرف توجہ نہین کی اونہون نے سخت غلطی کی ہے بلکہ سچ پوچہو تو جس قدر نزاع اس مسئلہ فضیلت مین (فضیلت شیخین ہو خواہ فضیلت جناب مرتضی) پڑ رہی ہے وہ انہین امور مین عدم توجہی

* غیر نبی کے حق مین لفظ صلوۃ و سلام کے استعمال کو گو بعض علماء منع کرتے ہین ولیکن قرآن و حدیث سے جواز اسکا ثابت ہے

بڑہی ہے ان امور ثلثہ کیطرف اہل اختلاف کی توجہ مصروف ہوتی تو یہہ نزاع ہرگز نہ بڑہتی اور غالباً ایک قول پر سب کی رائے متفق ہوجاتی۔

ازانجملہ (امور ثلثہ) **امر اول** یہہ ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ پر فی الجملہ فضیلت (کسی وجہ سے ہو اور کسی صفت مین کل اوصاف مین ہو خواہ بعض صفات مین) حاصل ہے یا نہین ہے تو اوسکا منکر کون ہے سنی ہے یا بدعتی **دوم** یہہ ہے کہ وہ فضیلت کلی ہے (جو جملہ امور فضایل و محامد مین ہو) یا جزی جو صرف بعضے امور فضایل مین (بہت ہون خواہ تہوڑے) حاصل ہو۔ **سوم** یہہ ہے کہ وہ فضیلت (فی الجملہ ہو خواہ کلی یا جزئی) **قطعی** ہے جو اعتقاد اسلام یا سنت کا مدار ہوسکے یا ظنی جسپر باب اعتقاد مین اعتماد جایز نہین۔

ان امور ثلثہ کی **نسبت** ہماری اور ہر ایک محقق سنی کے نزدیک ایسا **فیصلہ** ہوچکا ہے جسکے بعد مسئلہ فضیلت مین (شیخین کی ہو خواہ مرتضی) کوئی اختلاف باقی نہین رہتا۔

امر اول کی نسبت یہہ **فیصلہ** ہے کہ فی الجملہ فضیلت شیخین سے کوئی مسلمان (جسکو شیخین سے عداوت اور سوء عقیدت نہو) انکار نہین کرسکتا اور یہہ نہین کہہ سکتا کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما کو کسی صفت مین بہی حضرت کرم اللہ وجہہ پر ترجیح و فضیلت نہین اور جسقدر فضایل شیخین مین ہین وہ سب کے سب حضرت مرتضی مین مجتمع ہین و معہذا ان مین بعض فضایل ایسے بہی موجود ہین جو شیخین مین پائے نہین جاتے اور اگر کوئی ایسا کہے اور فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہو تو وہ سنی کہلانیکا استحقاق نہین رکہتا وہ کہلم کہلا شیعہ یا رافضی کہلانیکا مستحق ہے۔

ایسا ہی **امر دوم** کی نسبت **فیصلہ** ہے کہ کوئی مسلمان جسکو حضرت مرتضی سے عداوت اور سوء عقیدت نہو اس فضیلت کو جو جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر حاصل ہے کلی نہین کہسکتا اور یہہ دعوی نہین کرسکتا کہ جسقدر فضایل حضرت مرتضی مین موجود ہین وہ سبہی شیخین مین پائی جاتی ہین و معہذا انمین بعض فضایل ایسے بہی ہین جو جناب مرتضی رض مین پائے نہین جاتے اور اگر کوئی ایسا کہے اور ان معنی کر فضیلت شیخین کو کلی قرار دے تو وہ بہی اہل سنت نہین کہلا سکتا بلکہ ناصبی یا خارجی

کہلانیکا مستحق ہے ان ہی فیصلجات سے امر سوم کی نسبت فیصلہ ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ فی الجملہ فضیلت
شیخین جس سے کسی سنی کو گنجایش انکار نہین قطعی ہے - اور کلی فضیلت (جسکا کوئی محقق سنی قایل نہین
ہو سکتا) قطعی کیا ہو گی ظنی بہی نہین ہو سکتی - اور اگر بالفرض وہ کسی ظنی دلیل سے ثابت بہی ہو
اور کوئی بہولا بہٹکا سنی اسکا قایل بہی نکل آوے تو وہ سنی ہونیکا مدار نہین ہو سکتی کیونکہ باب
اعتقاد مین ظن پر اعتماد جایز نہین آن فیصلجات ثلثہ کے مؤید دلایل کتاب و سنت و اقوال
علماء اہل سنت بکثرت موجود ہین از انجملہ بعض مؤیدات کا بیان مخالفین ان فیصلجات کے بحث و مقابلہ
مین آویگا انشاء اللہ تعالی ؛

آمدم مطلب

ان فیصلجات ثلثہ کو اگر فریقین (مجوزین فضیلت جزئی مرتضی اور اوسکے منکر ہین) مانلتے ہین
(اور یہی امر تحریرات و رسایل* فریقین سے جو اسوقت ہمارے پیش چشم ہین سمجھہ مین آتا ہے) تو پہر
انکا فضیلت جزئی مرتضی مین اختلاف محض لفظی ہے [illegible] کسی ایک فریق کو دوسرے
کے خیال و مقال سے انکار کی گنجایش نہین نہ فریق مجوز فضیلت مرتضی کو فضیلت شیخین سے نہ فریق
منکر کو فضیلت جزئی مرتضی سے کیونکہ فی الجملہ فضیلت شیخین کو تسلیم کرنا اور اس فضیلت کو کلی نہ کہنا
عین اس بات کو قبول کرنا ہے کہ بعض فضایل مین جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر ترجیح و فضیلت
ہے بعض فضایل مین حضرت مرتضی کو حضرت شیخین پر فضیلت ہو سکتی ہے اور باب فضیلت مین
انمین اونمین وہ نسبت ہے جو عام و خاص من وجہ مین ہوا کرتی ہے - پہر معلوم نہین ان لوگون نے
کس اصول پر باہم خانہ جنگی قایم کر رکہی ہے اور کیون ایک دوسرے کو رافضی کہتا ہے اور وہ
اسکو خارجی - غالبا اس اختلاف کی وجہ و اصل اصول وہی ہے جو ہم پہلے بہی بیان کر چکے ہین کہ

* چنانچہ ایک نوجوان سالار بہادر جو اس اختلاف کے بانی مبانی ہین) اپنے رسالہ مین حضرت علی مرتضی کی
فضیلت جزئی تسلیم کرکے کہاہے کہ "تفضیل شیخین مین کچہہ خرابی لازم نہین آتی کیونکہ اہل سنت جو تفضیل
شیخین کے قایل ہین مراد انکی یہی باعتبار اکثر جزئیات کے ہے بعینہ انکے الفاظ ہین ایسی ہی رسایل فریق ثانی مین فی الجملہ فضیلت شیخین
کی تسلیم پائی جاتی ہے

فریقین نے ان امور ثلثہ میں غور و فکر سے کام نہیں لیا۔

اور اگر فریقین یا ایک فریق ان میں سے ان تفصیلات کو نہیں مانتا فریق مجوز فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہے یا فریق منکر اس فضیلت کو کلی خیال کرتا ہے و معہذا ہر ایک اپنے خیال کو اصول مذہب اہل سنت سمجھتا ہے تو اسکا خیال و مقال غلط و صریح نصوص کتاب و سنت کے مخالف ہے جس پر حسب تفصیل ذیل بحث ہو سکتی ہے۔

فیصلہ امر اول کے مخالفین سے بحث :

جو لوگ سنی کہلا کر فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہوں (اور اسکے مقابلہ میں یہ دعوے کریں کہ شیخین میں ایسی کوئی فضیلت پائی نہیں جاتی جو حضرت مرتضی میں موجود نہو انکی غلطی خیال و مقال پر کتاب و سنت میں بہت دلایل موجود ہیں ان دلایل کی تفصیل ہم اپنے رسالہ میں کرنا چاہیں تو ہمارے رسالہ کی کامل جلد سالانہ بھی اس تفصیل کے لئے کافی نہو لہذا ہم اس تفصیل کو کتاب مستطاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء تالیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کے حوالہ کرتے ہیں اور ناظرین خصوصاً فیصلہ امر اول کے مخالفین کو اس کتاب کی طرف مراجعت کرنیکی رغبت دلاتے ہیں۔ اس کتاب میں جناب ممدوح نے ان دلایل کی ایسی تفصیل کی ہے کہ اسمیں کسی منصف و طالب حق کو مجال مقال نہیں ہے اس مقام میں ہم اسکے بعض مطالب بطور نمونہ نقل کرتے ہیں ناظرین اسیر بقیہ مطالب اور انکے دلایل کو قیاس فرما سکتے ہیں آپ صفحہ ۵۵ حصہ اول کتاب فرماتے ہیں **فصل ششم** در تفصیل شیخین و این مطلب ببین میشود بادلہ نقلیہ و ادلہ عقلیہ و لہذا این فصل را بدو قسم منقسم ساختیم مقصد اول در ادلہ نقلیہ باید دانست کہ تفصیل شیخین بر سایر صحابہ ثابت است بدلالت کتاب و بتصریح و تلویح سنت سنیہ و باجماع امت و بملازمت استخلاف شخص بخلافت خاصہ افضلیت اورا بر رعیت خویش و لہذا مقصد اول را منقسم ساختیم بچہار مسلک **مسلک اول** در دلالت کتاب اللہ بر افضلیت صدیق اکبر بر سایر است خدا یتعالی تمام صحابہ را در یک مرتبہ ننہادہ است بلکہ بعض را بر بعض فضل دادہ و از استقراء

از ادلۂ شرع معلوم میشود که این فضیلت بدو وجه در شریعت معتبر است یکی باعتبار سوابق اسلامیه دیگر
باعتبار صفات نفسانی که صدیقیت و شهیدیت و حواریت از انجمله است و تباین مراتب سابقین
و ابرار بآن سبب است" اسکے بعد جناب ممدوح نے قران کی شہادت سے سوابق اسلامیہ اور ذاتی صفات
مین شیخین کی فضیلت ثابت کی ہے پہر بصفحہ ۳۰۱ فرمایا ہے مسلک دوم در تصریح و تلویح
سنت سنیه بافضلیت صدیق بر سایر امت ثم فاروق ثم ذوالنورین و پیش از انکه در روایات احادیث
شروع کنیم بر دو نکته مطلع سازیم نکته اولی مسئله افضلیت شیخین در ملیت اسلامیه قطعی است[*]
اینجا قطع حاصل میشود بدو وجه یکی بتعدد طرق حدیث تا آنکه اصل مسئله متواتر بالمعنی شود مانند
سخاوت حاتم و شجاعت رستم دیگر بحفوف قرائن زیرا که خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین
میرسد مانند آنکه بیماری را دیدیم که صاحب فراش شده و اقارب او پیش اطباء میروند و آخر ها یار
از حیات او بهم رسانیدند و بانواع هم و الم گرفتار شدند بعد از ان روزی دیده شد که در خانه او نوحه منکره
میکنند و جنازه برده و از [illegible] میدند درین حالت
اگر شخصی خبر دهد که آن بیمار مرده است این خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین خواهد رسانید همچنین
احادیث افضلیت شیخین محفوف است بقرائن بسیار و این قرائن دو نوع تواند بود یکی ادلۂ ظنیه
و خطابیه که موافق باشند در اصل مقصد باین خبر واحد از انجمله عمومات کتاب الله و سنت رسول الله صلی الله
علیه و سلم در فضیلت مهاجرین و مجاهدین مانند حدیث رفاعه در واقع جاء جبرئیل علیه السلام الی النبی
صلی الله علیه وسلم قال ما تعدون اهل بدر فیکم قال من افضل المسلمین قال
وقال رافع بن خدیج خیارنا قال وکذلک من شهد بدرا من الملائکة و مانند حدیث
جابر کنا یوم الحدیبیة الفا و اربعمائة فقال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم انتم الیوم
خیر اهل الارض و این هر دو حدیث تقلیل شرکاء جدا و افضلیت حاصل گردانیدند و تعریضات کتاب الله

[*] وہی فی الجملہ فضیلت یا فضیلت اوصاف خاص ہین جسکو شاہ صاحب نے ثابت کیا ہو نہ فضیلت من کل الوجوہ جسکی وہ صاف نفی کرتے ہین چنانچہ کلام آیندہ جناب کے نمبر ۴ جلد ۸ میں آگے رسالہ اعتقاد صحیح سے منقول ہوگا اسیر شاہد ہے ۔

وسنت رسول اللہ فضیلت شیخین ہر چند فضیلت بر جمیع امت از انجا مفہوم شود لیکن در معنی فضیلت سوابقست
میکنند و تقلیل شر کا جداً ابحل آرد **دیگر فروع فضیلت** کہ امت مرحومہ قولاً و فعلاً بآن آشنا شدہ اند
و در ہر محل و ہر موطن افضل ہذہ الامۃ و خیر ہذہ الامۃ گفتہ اند و این مقالہ را بوجہی سر دادہ اند
گویا پیش ازین متیقن بودہ است و تجدید فکر را دران مدخل نہ و این ہر دو مبحث طولی دارد و بسیاری
ازان مذکور کردیم اینجا استحضار آن مقالات باید نمود **نکتہ ثانیہ** چو استقرا کنیم احادیث را کہ در
فضیلت شیخین وارد شدہ مدار افضلیت چہار خصلت را می یابیم یکی در مرتبہ علیا از مراتب امت
بودن **صدیقیت** و شہیدیت عبارت ازان **دوم** اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
ترویج اسلام در وقت غربت او امن الناس علی ابو بکر و اسانی بمالہ و نفسہ و عزت اسلام کہ از خصائص
عمر است اشارہ ہست بآن **سوم** اتمام کارہائی مطلوب از نبوت بدست این ہر دو عزیز رؤیائے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ مقالبید و قصہ آب کشیدن از بیر نماینیی است ازان **چہارم** علو درجات
ایشان در معاد [illegible] اہل الجنۃ [illegible] برای صدیق
و معانقہ حق برای عمر بیانی است ازان و این خصلت ہرگز جدا نمی توانند شد از یکی از خصال ثلثہ
زیرا کہ اکثریت ثواب یا بسبب صفات نفسانی است یا بسبب اعزاز اسلام و نصرت او و یا بسبب اتمام
کارہائے نبوت لیکن ممکن است کہ شخصی صحبت پیغامبر نداشتہ باشد بلکہ آخر ہمہ ایمان بیارد
و ہیچ مشہدے از مشاہد خیر ادراک نماید معہذا افضل امت باشد باعتبار اتمام کارہائے مطلوب از
بعثت پیغامبر بدست او یا باعتبار صدیقیت و شہیدیت بمناسبت قوت عاملہ و عاقلہ او بانفس
قدسیہ پیغامبر و ممکن ہست کہ در اعزاز اسلام و نصرت پیغامبر اقصی الغایۃ سعی بجا آرد و در آخر
ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوفی شود کارہائے مطلوب پیغامبر را ندانند فضلاً از آنکہ مباشرت آن
نماید یا باعتبار قوت عاقلہ و عاملہ با پیغامبر مناسبت معتد بہ ندارد و نہایت گرمی ہمت او حالی است
از احوال ابرار اینست مقتضائے امکان عقلی لیکن سنت اللہ جاری شدہ است بآنکہ دواعی بزرگ
نریزند مگر بر نفوس قدسیہ کہ سالہا زیر تربیت پیغامبر پرورش یافتہ باشند و تشریف آنحضرت

تقاضا می نماید کہ خلیفہ او باشد الا اکمل امت باعتبار این خصال اربع جمیعاً یا بجملہ در احادیث
این باب تامل وافی بکار باید برد و مدار افضلیت از ہر حدیثی جدا استنباط باید نمود چون این ہمہ
گفتہ شد بروایت حاجت مشغول شویم آما باعتبار کارہائے کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم آنرا از جہت
پیغامبری می کردند بس شیخین را افضلیت ثابت ہست باحادیث بسیار" اسکے بعد جناب ممدوح
نے ان احادیث کی تخریج و تفصیل کی ہے جنکا شمار اکاون (۵۱) تک پہونچتا ہے اور ہر ایک
حدیث سے جس قسم کی اور جس صفت میں فضیلت ثابت ہوتی ہے بیان کر دی ہی کئی احادیث
سے امور متعلقہ رسالت میں فضیلت کئی احادیث سے اعانت اسلام میں کئی احادیث سے اسلام کو
عزت دینے میں کئی احادیث میں ذاتی کمالات و ملکات میں کئی احادیث سے مطلق فضیلت
اسکے ساتھہ یہہ بھی فرمایا ہے کہ یہہ مطلق فضیلت مبہم ہے اسکا رجوع بھی منجملہ ان صفات کے
کسی صفت کیطرف ہوتا ہے پھر بصفحہ ۳۱۱ مسلک سوم کی تقریر فرمائی ہے اور صحابہ وغیرہ کے
اقوال [illegible] اسکے بعد بصفحہ ۳۲۲
یہہ ارشاد فرمایا کہ ان اقوال میں اکثر صحابہ نے فضیلت شیخین مبہم بیان کی ہے اس فضیلت
کی کوئی وجہ بیان نہیں کی پھر بعض صحابہ نے جو مزید تفقہ سے مخصوص ہیں اس فضیلت کو منجملہ
اوصاف مذکورہ کسی وصف کیطرف ایک وصف کیطرف دو یا تین سے مخصوص کر دیا ہے
اور بعض صحابہ سے بعض دیگر صفات (علم و اخلاق میں) اسکے بعد بصفحہ ۳۲۶ مسلک ثالث
کی تقریر فرمائی ہے اور یہہ بات ثابت عقلاً کر دی ہے کہ خلافت خاص شیخین افضلیت کی
مقتضی ہے ۔

اس تفصیل دلائل کو دیکھ کر کسی منصف و طالب حق کو شیخین کی فی الجملہ فضیلت یا جزئی و اکثری
فضیلت میں شک نہیں رہتا اور امر اول کے متعلق ہماری فیصلہ پر کامل یقین حاصل
ہو سکتا ہے اور ایسی تفصیل سے امر دوم و سوم کے متعلق فیصلجات پر بھی انکو یقین
حاصل ہو سکتا ہے اور یہہ سمجھہ میں آسکتا ہے کہ فضیلت شیخین جو اس شد و مد و زور و شور کے

ساتھ اسقدر دلائل سے ثابت کی گئی ہے جزئی واکثری ہے کلی نہیں ہے جو من کل الوجوہ ثابت ہو کلی ہو نہ اس فضیلت کا نہ ان دلائل (آیات واحادیث) واقوال سلف سے ثابت ہونا جناب شاہصاحب کو اسکا دعوی ہے اور نہ اس فضیلت کلی کو جناب ممدوح نے قطعی کہا ہے ومعہذا ان دونو فیصلجات کے مخالفین سے جداگانہ و مستقل طور بحث کیجاتی ہے

فیصلہ امر دوم کے مخالفین سے بحث

جو لوگ اہل سنت و محب عترت کہلا کر جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر کلی فضیلت دیتے ہین اور من کل الوجوہ افضل ٹھیرا کر یہہ دعوی کرتے ہین کہ حضرت مرتضی مین ایسی کوئی فضیلت نہین جو جناب شیخین مین پائی نہ جاتی ہو ومعہذا انمین وہ فضایل بھی پائے جاتے ہین جنسے حضرت مرتضی معری ہین انکی غلطی خیال و مقال پر بھی بہت سے دلائل کتاب و سنت واقوال علماء اہل سنت موجود ہین ان دلائل و اقوال کی تفصیل کو بھی ہم اسی کتاب ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے ادا کرتے ہین کیونکہ یہہ رسالہ اس تفصیل کا بھی متحمل نہین ہو سکتا۔ جناب ممدوح مقصد دوم ازالۃ الخفاء مین بصفحہ ۲۵۱ سوابق اسلامیہ و لوازم خلافت خاصہ کے رو سے تفضیل مرتضی بیان کرکے فرماتے ہین۔

اُن ست سوابق اسلامیہ حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ واحادیث دیگر متضمن بیان سائر فضایل وی کرم اللہ تعالی وجہہ زیادہ ست ازانکہ احصاے آن در مقدور آید میخواہیم کہ جملہ صالحہ ازان احادیث درین اوراق بریکاریم — اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما جاء لعلی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ

ترجمہ حاکم نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے کہ جسقدر فضائل جناب مرتضی کے آئے ہین اسقدر کسی صحابی کے نہین آئے (ایڈیٹر)

عبد ضعیف گوید سبب این معنی اجتماع دو جہت است در مرتضی رضی اللہ عنہ یکی رسوخ او در سوابق اسلامیہ چنانکہ قدرے بیشتر ازان بیان کردیم دوم قرب قرابت او با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام اوصل ناس بارحام و اعرف انام بحقوق قرابت بود بنابر

باز چون عنایت الٰہی مساعدت نمود حضرت مرتضی را در کنار تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انداخت مرتبہ قرابت دو بالا شد و کرامت دیگر در کار او کردند رضی اللہ عنہ باز چون حضرت فاطمہ زہرا را رضی اللہ تعالی عنہا در عقد او دادند مزید فضیلت ہا و یار شد باز در ایام خلافت او چون خلاف بوقوع آمد و خواطر اہل عصر از وے برگشت بقیہ اصحاب جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در دفع این فتنہ مساعی جمیلہ مبذول داشتند و ہر تیریکہ در ترکش ایشان بود صرف کردند شکر اللہ سعیہم ازین جہت دائرہ روایت احادیث فضائل او کشادہ تر شد بعض بدرجہ تواتر بعض آخر مرتبہ حسان رسید باز چون فتنہ تشیع سر برآورد و جماعہ بیباکان ہا از حد اعتدال بیرون نہادہ وضع حدیث پیدا کردند ترویجًا لبدعتہم وسیعلمون ظلموا ای منقلب ینقلبون بالجملہ ما از ایراد احادیث موضوعہ و احادیث شدید الضعف کہ بکار متابعات و شواہد نمی آید تحاشی داریم و آنچہ در مرتبہ صحت و حسن است یا ضعیف متحمل داریم آنرا روایت کنیم

فمن المتواترات انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ وروی ذلک عن سعد بن ابی [illegible] ابن عباس وغیرہم ومن المتواترات حدیث انا من علی و علی منی اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ رواہ زید بن ارقم و بریدۃ و عمران بن حصین و عمرو ابن شاش وغیرہم ومن المتواترات حدیث لما نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا ۔ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہؤلاء الخمسۃ و ذلک من حدیث سعد و ام سلمۃ و واثلۃ و عبد اللہ بن جعفر و انس بن مالک ومن المتواترات انہ اعطی الرایۃ یوم خیبر وقال لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ الخ اسکے بعد بہت سی احادیث حضرت مرتضی کے فضائل میں

*منجملہ احادیث متواترہ فضائل مرتضی علی ایک یہ ہے حدیث ہے کہ اے علی میری نسبت تیرا وہ مرتبہ ہے جو موسیٰ کے نسبت ہارون کا تھا از انجملہ یہ حدیث بھی ہے کہ علی مجھسے ہے میں علی سے اے خدا تو اسے دوست رکھ جو علی سے دوستی رکھے اُس سے دشمنی کر جو علی سے دشمنی کرے۔ اور از انجملہ یہ حدیث کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو آنحضرت نے پنجتن کے لئے نیکی کی دعا کی اور از انجملہ یہ حدیث کہ آنحضرت نے جب خیبر کے دن حضرت مرتضی کو نشان عطا کیا تو اوس سے پہلے فرمایا تھا کہ میں اس شخص کو یہ نشان دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے الخ۔ ایڈیٹر

٭ اس لفظ کو وہ لوگ غور سے دیکھیں جو بعض احادیث فضائل مرتضی کو جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۲ میں منقول ہیں موضوع بتاتے ہیں وہ احادیث ازالۃ الخفا میں منقول ہیں جنکی موضوع ہونیکی شاہ صاحب نفی کرتے ہیں وہ لوگ خصوصیت و تفصیل کے ساتھ کسی حدیث کے موضوع ہونیکا دعوے کرینگے تو ہم بھی بتفصیل و نقل اقاویل آئمہ جرح و تعدیل اسکا موضوع نہونا ثابت کر دکھائینگے

رسالہ چہارم کے پہلے آٹھہ صفحہ خصوصاً (۹۸ وغیرہ) عام خریدارون خصوصاً قومی ہمدردی کے مدعیونکے ملاحظہ کے لائق ہین پر جس رسالہ کے سرورق پر کسی خاص شخص کا نام ثبت ہے اسکو کوئی دوسرا شخص اُس سے پہلے نہ دیکھے - اور ہمارے ایجنٹ بھی ایک کے نام کا رسالہ دوسرے کو نہ دین - اسمین اس شخص کا نمبر بتایا گیا ہے جسپر دوسرے کا مطلع ہونا مناسب نہین -

اِشَاعَۃُ السُّنَّۃِ النَّبَوِیَّۃِ

عَلیٰ صَاحِبِہَا الصَّلوٰۃُ وَالتَّحِیَّۃُ

نمبر چہارم پنجم و ششم — معہ — جلد ہشتم

لسنہ ۱۳۰۲ ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت رجب شعبان رمضان مطابق اپریل - مئی - جون ۱۸۸۵ع

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) **قیمت** رسالہ و ضمیمہ بدستور یعنی نوابون و رئیسون سے سالانہ ۵ گورنمنٹ و رعام غنیا سے [illegible] متوسط اہل وسعت سے [illegible] کم وسعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین ۲ [illegible] دعائی خیر

(۲) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۳) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شائع ہوتا ہے (۴) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا - رسالہ بدون ضمیمہ مل سکتا ہے (۵) **خط و کتابت** و ارسال زر مہتمم کو پوری نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے اور بسبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا ۔

ابوسعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ لاہور محلہ سید مٹھہ

التماس ضروری

اس نام کا سات صفحہ کا ایک رسالہ بحث ضاد و دُواد مین مطبع بحر الاسلام بنگلور مین طبع ہوکر بقیمت ایک پیسہ دکان پیرجی خدابخش و محمد حنیف سوداگران ڈیرہ دون ضلع سہارنپور سے ملتا ہے - **اطلاع** منح الباری و تحفۃ القاری کے چند نسخے اور ہمارے کتب خانے سے برآمد ہوے ہین قیمت اول معہ محصول ۱۲ آنہ اور قیمت دوم معہ محصول ۴ آنہ اب قرار پائی ہے شائقین جلد مطالبہ کرین - راقم ابوسعید محمد حسین

مطبع انجمن پنجاب مین طبع ہوا

(براہ مہربانی اورونکو بھی دکھائیں یا سناوین معمولی تقاضا سمجھکر پس پشت نڈالدین)

مسلمانون کی ہمت و حمیت

اور

باقیات اشاعۃ السنہ کی فہرست

جس قومی یا مذہبی (شخص ہو خواہ جمہوری) اہل اسلام کے کام کو دیکھا یا سنا جاتا ہے اسمین یہی دیکھنے یا سننے مین آتا ہے کہ وہ چلتا نظر نہین آتا آخر ایک دن یہ بھی دیکھہ یا سن لیا جاتا ہے کہ وہ بند ہوگیا۔

قومی یا مذہبی مدرسے۔ اخبارات۔ تجارتی کمیٹیان اور کارخانجات بشرطیکہ صرف مسلمان ان کے ممبر و حامی و مربی ہون اسی نامبارک اصول کے مورد و مصداق ہین۔

کوئی اسلامی مدرسہ ہم نے نہ دیکھا اور نہ سنا جسمین چند ابتدائی ایام کے بعد تنزل نہوا ہو اور نہ کوئی مسلمانونکا اخبار دیکھا یا سنا جسمین دن بدن [illegible] ہے۔

اس کا سر و سبب وہی مسلمانون کا اَوج و عروج معکوس ہے۔ اور ان کی ہمت و حمیت و اسلامی ہمدردی وغیرت مین منعکس ترقی۔

اکثر مسلمانونکے دلونسے قومی جوش کی روح نکل گئی ہے اور کسونا کس کو ذاتی عیش و آسایش کیطرف توجہ ہے۔ دس دس روپیہ سے ہزار روپیہ ماہوار تک کی آمدنی والے اہلکار۔ تجار و زمیندار ہ ونکو ہم آنکھون سے دیکھہ رہے ہین کہ وہ دن رات اپنے حظوظ نفس کے پورا کرنے مین مصروف ہین ان مین فیصدی ایک شخص بھی ایسا نہین جکو دوسرے شخص یا جماعت سے ہمدردی و غمخواری کا خیال ہو

اسیوجہ سے مسلمانونکے کئی کارخانہ برباد ہوگئے۔ کئی مذہبی و قومی مدرسے ٹوٹ گئے کئی اخبار بند ہوگئے اور کئی بند ہونے کو ہین +

اور طرفہ یہ ہے کہ ان کی اسی بے رحمی و ناہمدردی کے سبب کئی شخص دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہوگئے۔ اور بہت سے ایسے اشخاص ہین کہ وہ اسی خوف سے مسلمان ہونے سے رُکے ہوئے اور مسلمانونکا منہ دیکھہ رہے ہے

ہین کہ وہ کب انکی دستگیری اور انسے ہمدردی کرنے کو مستعد ہوتے ہین - انکی رکاوٹ و تنفر کا کیا ذکر ہے مسلمان
خود اپنی اسی بے رحمی نا ہمدردی کے خوف سے طالبان اسلام کو مسلمان نہین کر سکتے ہم نے بعض مسلمانون کو خود یہ کہتے ہوئے
سنا ہی کہ فلان کس (مؤلف براہین احمدیہ) اقوام غیر کے مسلمان کرنے مین کیونکر کوشش کر رہا ہے وہ لوگ مسلمان ہو جا ئینگے
تو کہان سے کہائینگے انکا یہ کلمہ گو بحکم شریعت و بنظر شان ربوبیت نا شایستہ ہے - مگر مسلمانون کی بے رحمی و سنگدلی کی
نسبت ایک محل رکھتا ہے - جب وہ پہلے نو مسلمون کی دستگیری نہین کرتے اور کئی نو مسلم انکی بے رحمی و سنگدلی
کے سبب مرتد ہو گئی ہین تو انکے بھروسہ پر اور لوگون کو (جو ہنوز صبر و توکل کا مسئلہ نہین سیکہے) دعوت اسلام
کیا نتیجہ دے سکتی ہے اور اس دعوت کا انجام بجز ارتداد کیا متصور ہے -

بعض اوقات بعض مصلحین (یا ریفارمرون) نے انکے اس مرض بے رحمی و نا ہمدردی کے ازالہ کے لئے دلی کوشش
کی اور انمین قومی جوش پیدا کرنے والی تدابیر بہم پہنچانے مین جانفشانی کی مگر چونکہ انمین جوش کا مادہ ہی
مفقود ہو گیا ہے لہذا انکی سعی و جانفشانی پوری کارگر نہوئی آخر انہون نے یہہ تدبیر پکڑ کر انکی معالجہ سے دست برداری کر لی -

اب ضرور [illegible] سفر [illegible] گیا [illegible] ب یاد

انکی اس بے رحمی و سنگدلی کی تمثیلات کی ہم پوری تفصیل کرین اور انکے ان مدارس کی جو کمی چندہ کے سبب ٹوٹ گئے
یا تنزل ہو گئے - اور ان اخبارات کی جو بند ہو گئے یا ہونے کو ہین - اور ان نو مسلمانون کی جو مرتد ہو گئے
یا مسلمان ہونے سے رکے ہوئے ہین اور ان مسلمانون کے جو طالبان اسلام کو مسلمان کرنے سے ہمارے سامنے
جی چراتے اور منہ چھپاتے ہین فہرست لکھین تو بہت طویل ہوتی ہے - اور تنزل مسلمانون کی ایک
تاریخ بنتی ہے جسکا یہہ محل نہین - و لہذا ہم ان تمثیلات سے انکی ایک اس بے رحمی و نا ہمدردی کو جو اپنے نہ
سالہ معاون اور مذہبی قومی خادم سالہ اشاعۃ السنۃ سے وہ کر رہے ہین ذکر کرتے ہین -

یہہ سالہ جون ۱۸۷۷ء سے جاری ہے - پہلے تو ایک اخبار (سفیر ہند امرتسر) کا ضمیمہ رہا ۱۸۷۸ء سے یہہ
مستقل بنام "اشاعۃ السنۃ النبویۃ علے صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ" موسوم ہو کر شایع ہونے لگا -
۱۸۷۷ء مین پنجاب کے اکثر شہرون راولپنڈی - وزیر آباد - لاہور - امرتسر - بٹالہ - پٹیالہ جالندہر
لودہانہ - روپڑ - انبالہ - دہلی وغیرہ مین اسکے بیسیون خریدار و معاون تہے - اب راولپنڈی - وزیر آباد -

امرتسر۔ لودہانہ مین صرف ایک ایک۔ بٹالہ مین دو یا تین۔ پٹیالہ مین پانچ یا چھ۔ جالندھر مین دو۔ روپڑ مین دو۔ انبالہ مین صفر۔ دہلی مین تین خریدار باقی ہین۔ وعلے ہذ القیاس۔

ہر چند انکی جگہ اور بلاد ہندوستان مین اور خریدار کا غذون مین قایم ہو گئے ہین مگر ان سابقین کا حال تو ہمارے دعوے کی پوری مثال ہے۔

انمین ایک صاحب کا (جو ابتدا مین اس رسالہ کے بڑے حامی تہے اور اپنے چالیس روپیہ ماہوار کی تنخواہ سے تین روپیہ ماہوار اسکی معاونت مین دیتے) حال عبرت انگیز مثال ہے لہذا اسکی کسیقدر تفصیل مناسب خیال کیجاتی ہے۔

آپ نے دوسرے سال تین روپیہ ماہوار کی جگہ آٹھ آنہ کر دئی پہر ایک سال کی رقم دیکر اس سے بہی ہاتھ کہینچ بیٹھے ہین بارہا مطالبہ کیا گیا ہے نہ صاف جواب دیا نہ کچھ دینے کا قصد کیا۔ کبھی یہ جواب دیا کہ مین آپکا رسالہ ہو اور مین اُسکی قیمت دون؟ کبھی ناداری و تنگدستی کا عذر کیا (باوجودیکہ اسی اثنا مین آپ نے دو شادیان بہی کین ایک اپنی ایک اپنے فرزند ارجمند کی جسپر قریب ایک ہزار روپیہ کے صرف کیا) کبھی یہہ لکھا جب چاہونگا دونگا۔ دنیا مین نہ دیا تو قیامت کو دیدونگا۔

تازہ اور موجودہ خریدارون و معاونون سے اکثر کا یہہ حال ہے کہ دو دو تین تین چار چار سال گذر جاتے ہین ہر چہ جب کبھی نکلی اور انکو ملی بسم اللہ پڑہکر قبول فرما لیتے ہین مگر روپیہ دینے کا نام نہین لیتے۔ جب کبھی بذریعہ رسالہ یا خاص خطوط یاد دہانی کیجاتی ہے تو اکثر وعدہ وعید سے طفل تسلی کر دیتے ہین او بعض سکوت محض اختیار کرتے ہین اور بعضے کچھ کچھ لایعنی عذر* پیش کر دیتے ہین ان حضرات کا تازہ معاملہ سنو عرصہ ایکسال سے اکثر حضرات زر باقیات دبا بیٹھے ہین مکرر سہ کرر یاد دہانی پر بہی متوجہ نہین ہوتے ہم تو انکو نا وہند نہ سمجھتے تھے پردہ نا دہندو کی بھی مرشد نکلے۔ جولائی سنہ رواں مین جو سٹرق نمبر ۱ جلد ۸ پر ایک اطلاع کے ضمن مین ان حضرات کی یاد دہانی کی گئی اور نمبر ۴ مین فہرست باقیات چھاپنے کی خبر دیگئی تھی اس سے بہی اکثر حضرات کو اثر نہوا [illegible] ہے کہ لین دین مین اکثر کالعدم ہین صرف ان [illegible] ہمارے رجسٹر کالے ہوتے ہین۔

* ان عذرات کی اور جو انپر خدا کیطرف سے انکو سزا ئین ملی ہین انکی تفصیل ہم آیندہ کرینگے اگر ہمارے دوست منفعل نہوئے۔

اور خوف خدا - ننگ دنیا - تشہیر کسی امر کا انکو خیال نہ آیا - طرفہ یہ کہ اسی مہینے جولائی مین پچاس حضرات سے زاید اشخاص کے نام متعدد خطوط (پوسٹ کارڈ - لفافجات بیرنگ - پیڈ ورجسٹرڈ) روانہ کئی انپر بھی تھوڑے ہی حضرات متوجہ ہوئے - صرف نو(۹) اشخاص نے کسی قدر زر واجب ارسال کیا - تین(۳) صاحبون نے بلا تعیین وقت ارسال زر کا اقرار کیا (جس پر قیامت یا موت سے پہلے تقاضا کے ایفا نہین ہو سکتا) دس(۱۰) صاحبون نے مقرری وعدے کیئے مگر ایفا نہین کر سکے - بھول کے خیال سے مکرر سہ کرر بھی یاد دلایا گیا شاید ان خطون کو پڑھکر وہ پھر بھول گئے ہون - بقیہ اٹھائیس(۲۸) حضرات نے دم تک نہین لیا ان خطون کو آب حیات سمجھکر غٹ غٹ کر کے نوش جان کر لیا -

اس بیان کی تائید اور اطلاع ماہ جولائی کی تصدیق کے لیئے ہم باقیات اشاعۃ السنۃ کی فہرست ذیل مین درج کرتے ہین اور ہر ایک صاحب کو انکی خاص حالت پر (ایسے رمز و اشارے سے جسکو وہی سمجھ ہین یا ہم) متنبہ کرتے ہین تا کہ وہ اپنی حالت کا آپ ہی مطالعہ فرمائین اور قومی حمیت کو کام مین لا کر اپنے قومی خادم کا حق خدمت ادا کرین

اس فہرست مین اکثر صاحبان کا [illegible] بعد انکو وصول ہگو) لگایا گیا ہے اور جن کو نمبر ۴ کے بعد بلا وصول زر واجب رسالہ بھیجنا منظور نہین انکا حساب نمبر ۴ تک لگایا گیا ہے اور جنکا پرچہ پہلے سے بند ہے انکا اُسی پرچہ تک جو انکو مل چکا ہے -

اور چار آنہ ماہوار والونکا (جن کا پرچہ برابر جاری رکھنا مد نظر ہے) آخر ۱۸۹۵ تک - کیونکہ اس شرح ماہوار کے لیئے ادائی پیشگی سالانہ شرط ہے پس بلحاظ اس تفصیل کے خریدار اپنا حساب سمجھ لین اور جسکو اپنے حساب مین کچھ شبہ ہو وہ بذریعہ خاص مراسلت اسکو رفع کرین -

اس فہرست مین ضمناً و تبعاً بعض ان خوش معاملہ معاونون خریدارونکا حساب بھی درج کیا گیا ہے جن کی طرف سے ہمکو کوئی شکایت نہین انکا حساب صرف یاد دہانی اور اس امر کی طرف توجہ دلانے کو درج ہوا ہے کہ کارخانہ زیر بار ہے اور بہت روپیہ ہمکا لوگونکی ذمہ ہے - وہ حضرات اپنی عادت قدیم کی موافق زر واجب مع پیشگی عنایت فرماوین بعض حضرات جو ۱۸۹۳ کی یا قبل ازان اور وہ ہمیشہ سال تمام ہونے کی بعد بلا طلب و تقاضا کارخانہ کی امداد فرمایا کرتے ہین انکا حساب انکی عادت و معمول کے لحاظ سے درج نہین ہوا - وہ فہرست یہ ہے -

[illegible]	مقام	رقم	کیفیت
۶۴		ے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۶۵		ے	؍؍
۶۶		ے ۱۲/	مع پیشگی پہلے کبھی مطالبہ نہیں ہوا
۶۷		ے ۱۲/	؍؍
۷۱	رنگون	عہ ۱۲/	جواب نہیں دیا
۷۳		ے	مطالبہ نہیں ہوا
۷۴		ے ۲/	؍؍
۷۵		عہ ۱۲/	کم توجہ
۷۷		عہ ۸/	وعدہ دیا مگر بھول گئے
۷۸		عہ	کئی وعدے کئے اخیر عذر ناداری
۸۱	سوجانپور	عہ ۸/	وصول کنندہ کی غفلت
۸۵		عہ	؍؍
۸۶		عہ	شاید بھول گئے ہیں
۸۸		ے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۹۰		عہ	خود نہیں دیا شاید کم فرصت ہیں

[illegible]	مقام	رقم	کیفیت
۹۱		ے ۲/	مطالبہ نہیں ہوا
۹۲		عہ	کئی وعدے کئے آخر سکوت کیا باوجود کمال وسعت و عالی مرتبت کی عذر جاتے ہیں کارندوں کی غفلت ہے یا خود بدولت کی عدم توجہی
۹۳		ے ۸/	پہلے ان سے مطالبہ نہیں ہوا
۹۵		ے ۱۲/	؍؍
۹۶		للعہ ۴/	؍؍
۱۰۳		ے ۱۲/	شاید بھول گئے
۱۰۵		ے	مع پیشگی پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۱۰۹		ے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۱۱۰		صہ ۱۲/	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا اسمیں نصف پیشگی مطلوب ہے۔
۱۱۱		صہ	خانہ داماد ہیں صرف یاددہانی ہے

[illegible]	مقام	رقم	کیفیت
۱۱۲		لہ عہ	؍؍
۱۱۴		ے	ہمدرد دوست مگر کسیقدر بے پروا
۱۲۶		ے ۸/	معہ پیشگی پہلے کبھی مطالبہ نہیں ہوا
۱۳۱		لعہ	وعدہ بھول جاتے ہیں
۱۳۲		لعہ ۴/	آج سات روپے وصول ہوئے
۱۳۳	میرٹھ	ے ۴/	پانچ کارڈ لکھ کر ہوئے ہیں چپ ہیں شاید ہضم کا ارادہ
۱۳۴		لعہ	بڑے معاون ہیں شاید قلیل الفرصت ہیں
۱۳۵		ے ۱۲/	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا
۱۳۶		ے ۱۲/	؍؍
۱۳۷		للعہ ۱۱/	؍؍
۱۳۹		عہ ۸/	؍؍
۱۴۰		لہ للعہ	بڑے معاون دوست مگر بے توجہ یا خفا
۱۴۱		عہ	؍؍
۱۴۲	ناگپور	للعہ ۲/	تقاضوں پر چپ ہیں
۱۴۶		عہ ۱۲/	بڑے دوست مگر وعدہ بھول گئے۔ اسمیں تین روپیہ ایک اور خریدار کے ہیں جو انکو وصول ہیں بابت ایک اور رسالہ کی
۱۴۸		عہ	بعد سکوت طویل عذر ناداری
۱۴۹		عہ ۸/	؍؍
۱۵۰		ے ۱۲/	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا اسمیں کسیقدر پیشگی بھی ہے

نمبر	مقام	رقم	کیفیت
۱۵۲		ے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۱۵۳		ے	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا
۱۵۴		لعہ	؍؍
۱۵۵		لعہ	؍؍
۱۵۶	ریاست نیپال	لعہ ۵	وعدہ غیر مقرر دیتے اور یہ فرماتے ہین کہ یہان ریاست غیر مین نالش ناممکن ہے
۱۵۷	حیدر آباد نمبر ۲	للعہ	ساکت ہین شاید آپکا بھی وہی خیال ہو جو نمبر ۱۵۶ کا ہے
۱۵۸	ٹانڈہ	لعہ	کئی وعدے دئے ہین اب میونسپل کمشنر ہین اسلئے بے خوف ہین

نمبر	مقام	رقم	کیفیت
۱۵۹	بہاولپور	۵عہ	سنہ ۹۳ سے یہ عذر کر رہے ہین کہ تمہارا قرضدار رہنا بہتر ہے
۱۶۰	تنگی ضلع پشاور	۵ عہ ۴ر	آپ پولیس کی ملازم ہین شاید اسوجہ سے مواخذہ دنیا کا خوف نہین رکھتے
۱۶۱	صوابی	عیکا	جواب خط نہین دیتے
۱۶۲	کوٹلہ سلطان	صہ	بڑے معزز و دیندار شاید وصول کنندون کا قصور ہے
۱۶۳	جلالپور ضلع ہوشیارپور	لعہ	وعدہ کرکے چپ ہو بیٹھے ہین خطوط موجود ہیں
۱۶۴	کاکوری	۱۲ عہ	کئی وعدون کے بعد سکوت
۱۶۵	بٹالہ	۸ عہ	کچھ نہین کہا جاتا

اب ہم اسمضمونکو ختم کرتے ہین اور اپنے برادران اسلام خصوصاً مدعیان اتباع سنت سید الانام کیخدمت مین ملتمس ہین کہ وہ حمیت مذہبی و ہمدردی قومی کو کام مین لاوین - اور ہر ایک قومی یا مذہبی کام مین خصوصاً جسکا بیڑا اٹھا چکے ہون خدام قوم کی اعانت کرتے رہین - اسی اصول پر اپنے دیرینہ خادم مذہبی (اشاعۃ السنہ) کیخدمات دیرینہ کی بھی قدر شناسی کیا کرین - اور اگر وہ اب اسکو خادم دین نہین سمجھتے یا اسکی خدمات مین قصور دیکھتے ہین تو اسکو اس خدمت سے علیحدہ کرین پنشن دین استغفا ہی دے لیں [illegible] کام نہین -

مضمون عکس ترقی معکوس کے حصہ اول مبحث صفات پر کبرائے اہلحدیث کا اتفاق

اسمضمونکے حصہ اول بحث تفویض (عدم تاویل) صفات باری جل مجدہ پر اکابر اہلحدیث ہندوستان و پنجاب نے اتفاق رائے ظاہر فرمایا ہو - اور متشابہات (آیات قرب و معیت) مین عدم تاویل کا حق اور مذہب سلف ہونا تسلیم کرلیا ہے -

شیخ العرب والعجم شیخنا و شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مدظلہ دستخط خاص سے زیب رقم فرماتے ہین "تحریر شما در تحقیق و تنقیح متشابہات جامع شتات است و حاوی جمیع جہات - و در ہیچ رسالہ متقدمین و متاخرین اینچنین جامعیت بہمہ وجوہ یافتہ نمیشود - جزاک اللہ خیراً و بارک اللہ فی عمرک و علمک - و جناب مولنا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ تحت آیہ کریمہ یوم یکشف عن ساق بطریق مختصر بطرز بدیع و تدقیق بلیغ کہ اکثر کتب پیشینیان ازین طرز بیانی معرا اند کار فرما شدہ اند و اغلب کہ بنظر سامی درآمدہ باشد - باقی خیریت است زیادہ السلام خیر الختام" -

ایسا ہی اور اکابر اہلحدیث نے جیپور - سیالکوٹ - آرہ - وغیرہ سے لکھا ہی انکی تحریرات کو بشرط گنجایش آیندہ پرچہ مین درج کیا جاویگا

بقیۂ عکس ترقی معکوس

تمۂ بحث فضیلت جزئی مرتضی

آپ نے بیان کی ہین ازانجملہ چند احادیث اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۴ مین منقول ہو چکی ہین ان احادیث سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرتضے مین بہی ایسے فضائل پائے جاتے ہین جو جناب شیخین مین نہین ہین و نظر برآن حضرت مرتضی پر جناب شیخین کو کلی فضیلت نہین ہے۔

یہ بات جناب ممدوح بتصریح بہی فرما چکے ہین چنانچہ اپنے رسالہ اعتقاد صحیح مین فضیلت بترتیب خلافت کے بیان مین فرماتے ہین *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگون سے افضل ابوبکر ہین پھر حضرت عمر ان کے افضل ہونے سے ہماری مراد یہ نہین کہ وہ ہر وجہ سے (ہر وصف مین) افضل تھے تاکہ یہ افضل ہونیکا حکم نسب شجاعت قوت علم اور انکی مثل صفات کو جو حضرت مرتضے مین پائے جاتے ہین نیز شامل ہو اور ان صفات مین بھی شیخین حضرت مرتضے سے افضل ٹھیرین بلکہ ہماری مراد اس افضل کہنے سے یہ ہے کہ اسلام کو نفع پہنچانے مین شیخین مرتضے سے افضل ہین *

> ابوبکر افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عمر و لا نعنی الافضلیۃ من جمیع الوجوہ حتی تعم النسب والشجاعۃ والقوۃ والعلم وامثالھما بل ھی بمعنی عظم نفعہ فی الاسلام (اعتقاد صحیح شاہ ولی اللہ صہ ۵۴)

اس کلام جناب ممدوح کی شرح مین جناب نواب صاحب بھوپال دام فیضھم اپنے رسالہ انتقاد رجیح شرح اعتقاد صحیح مین فرماتے ہین کہ جناب شیخین سے اور صحابہ کی نسبت اسلام کو بہت نفع پہنچا

> بل ھی بمعنی عظم نفعہ فی الاسلام

وہو فی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اکثر ما فی غیرہما فتقدیم علی الشیخین مطلقاً خلاف ما علیہ الجمہور
(انتقاد رجیح شرح اعتقاد صحیح ص۵۴)

ہے۔ حضرت مرتضے کو جناب شیخین سے من کل الوجوہ افضل کہنا جمہور کے خلاف ہے۔ جس سے صاف مفہوم ہوتا ہی کہ آپ کے نزدیک بھی جناب شیخین کو حضرت علی مرتضے پر اکثری فضیلت ہے نہ کلی اور حضرت مرتضے کی کلی فضیلت کو آپ خلاف مذہب جمہور سمجھتے ہین نہ جزئی فضیلت کو

اور جناب شاہ صاحب ممدوح نے کتاب **تفہیمات الٰہیہ** مین فرمایا ہے کہ مینے

سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالاً روحانیاً عن سر فضل الشیخین علی علی رضی اللہ عنہ مع انہ اشرفہم نسباً واقضاہم حکماً واشجعہم جناناً والصوفیۃ ولہم عن اٰخرہم ینسبون الیہ ففاض علی قلبی منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہین وجہاً ظاہراً ووجہاً باطناً فالوجہ الظاہر الی اقامۃ العدل فی الناس وتالیفہم وارشادہم الی ظاہر الشریعۃ وہما بمنزلۃ الجوارح لہ فی ذلک۔ والوجہ الباطن الی مراتب الفناء والبقاء وعلومہ المرویۃ کلہا انما تتبع من الوجہ الظاہر
(تفہیمات الٰہیہ حضرت شاہ ولی اللہ)

آن حضرت سے روحانی (عالم کشف مین) سوال کیا کہ شیخین کو جناب مرتضے سے افضل کیون تسلیم کیا جاتا ہے باوجودیکہ حضرت مرتضے [illegible] ہین ان سے اشرف ہین فضل خصومات سے ان سی بڑھکر دل کے ان سے زیادہ بہادر اور صوفیہ سب کے سب انہی کیطرف منسوب ہین اس کے جواب مین مجھے آنحضرت کیطرف سے یہ فیضان ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ مبارک دو ہین۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی ظاہری مُنہ کو لوگون مین عدل قائم کرنے اور ظاہری شریعت کی طرف ان کو ہدایت کرنے کی طرف توجہ ہے اس مُنہ کا کام دینے مین شیخین آنحضرت

کے دست و پا ہین - اور آپ کے باطنی مُنہ کو تعلیم مراتب فنا و بقا کی طرف توجہ ہے -
پر جو علوم آنحضرت سے بطور روایت پہنچے ہین وہ سب کے سب اسی ظاہری مُنہ
سے جوش زن ہین یعنی ان علوم کی اشاعت و ترویج کے سبب اور اس وصف
مین شیخین کو علی مرتضےٰ پر فضیلت ہے نہ من کل الوجوہ -

ایسا ہی جناب کے ولد ارشد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز سوالات
عشرہ شاہ بخارا کے جواب مین فرماتے ہین "جواب سوال ثالث آنکہ تفضیل شیخین
بر حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ من کل الوجوہ نیست بلکہ علماے محققین نوشتہ اند
کہ تفضیل احد الشیخین علی الآخر من جمیع الوجوہ محال است چہ تفضیل حضرت
علی مرتضےٰ رضی اللہ در جہاد سیفی و سنانی و فن قضا و کثرت روایت حدیث
و ہاشمیہ ختنیہ لا سیما زوجیت بتول بر حضرت صدیق اکبر قطعی است ہمچنین تفضیل
آنجناب در قدم اسلام و [illegible] رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نیز قطعی است بلکہ مراد از تفضیل شیخین بر جناب مرتضےٰ نیست مگر تشبیہ بہ نبی
من حیث سیاسۃ الامامۃ و حفظ الدین و سد باب الفتنۃ و ترویج الاحکام الشرعیہ و
اشاعۃ الاسلام فی البلدان و اقامۃ الحدود و التعزیرات وہمچنین مقاصد خلافت
کبرے ولہذا تقدیم شیخین درین امر مجمع علیہ صحابہ بود بلکہ در صواعق محرقہ و دیگر
کتب حدیث معتبرہ مذکور ست کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند
سألت* اَن یقدمک یا علی ومالی الا تقدیم ابی بکر -"

ایسا ہی جناب نے اپنے بعض اور فتاوے مین فرمایا ہے جو اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۷
مین بصفحہ ۳۱۷ منقول ہو چکا ہے *

ایسا ہی جناب کے ابن الابن مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے کتاب صراط مستقیم
مین فرمایا ہے "از جملہ بدعات رفضہ کہ در قلوب عوام اہل سنت راہ یافتہ مخالفت

* ان الفاظ احادیث مین غلطی ہی شاید صحیح الفاظ یہ ہون سالت اللہ ربی ان یقدمک یا علی فابی الا تقدیم ابی بکر -

سلف در عقیدہ تفضیل ہست پس طالب حق راکہ متبع سنت و متنفر از بدعت باشد باید کہ از صمیم قلب خود اعتقاد نماید کہ چہار یار کبار رضی اللہ عنہم بہترین بنی آدم بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اند و تفضیل ایشان باہم موافق ترتیب خلافت ہست چنانکہ عقیدہ اہل سنت ہست مرد مسلمان را باید کہ بہمین ترتیب معتقد افضیلت باشد و تفتیش وجوہ تفضیل نماید چہ تفتیش وجوہ تفضیل از واجبات دین بلکہ از مستحبات ہم نیست خصوصاً عوام مومنین را در صدد این تنقیر و تفتیش افتادن بے خردی و نادانی محض ہست ولیکن بجہت شہرت این بحث در عوام و خواص این زمانہ و افراط و تفریط ابنائے روزگار درین عقیدہ نوشتہ می آید کہ جناب حضرت شیخین رضی اللہ عنہما را قطع نظر از خلافت در بارگاہ الٰہی وجاہتے ہست پس عظیم و قربے است نہایت لطیف و تقدم در خلافت علاوہ بر آنست و حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ را قطع نظر از خلافت آن قدر جاہ و قرب نیست کہ مقدم بر حضرت مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہ شوند بلکہ حضرت مرتضےٰ را باعتبار وجاہت و قرب تقدم بر حضرت عثمانؓ ہست فاما تقدم خلافت باشد نبویہ بباعث نہست کہ در تزاحم اہل مناصب و مراتب و وقت ظہور عنایات باہرہ الٰہیہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیشتر از حضرت علی باشند گو ایشانرا جاہ و قرب زائدہ بود مثل آنکہ در پوشانیدن خلعتہا صاحب منصب متقدم را متقدم بر صاحب منصب متاخر خواہند ساخت اگرچہ صاحب منصب متاخر را جاہ و قرب وارتضا زاید از صاحب منصب متقدم باشد و حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ را یک نوع تفضیل بر حضرت شیخینؓ ہم ثابت ہست و آن تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات ہست مثل قطبیت و غوثیت و ولیت ابدا وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضےٰ تا از انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است × × × × واکثر سلاسل اہل ولایت ہم منتسب بجناب مرتضےٰ ہست پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع کہ اکثرے در انہا صاحب شانہاے بلند و مراتب ارجمند خواہند بود موکب مرتضوی بآن ابہت و جلال نمودہ خواہد شد کہ تماشائیان آن مقام و نظارگیان آن مجمع بے نظیر را موجب

تعجب بسیار خواہد گشت وظہور ہمین مقام بر بعضے متصوفان وخفاے مقام شیخین باعث آن گردیدہ کہ در تفضیل جناب شیخین رضی اللہ تعالے عنہما تردد بہم رسانیدہ از عقیدۂ راسخیہ اہل سنت متزلزل شدہ اند واگرنہ فی الحقیقت شانیکہ جناب شیخین رضی اللہ تعالے عنہما راسبب انتظام خلافت بلکہ قطع نظر ازان ثابت ہست باین ابہت وجلال نسبت فضلیت ومساوات ندارد بلکہ شان آن ہردو برگزیدہ جمیع اتباع انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات قطع نظر از خلافت بسبب شرح صدر ووسعت حوصلہ وتلقی اعتدال در ہر باب از اخلاق وتدبیر منزلی ومدنی وسیاست ملک وملت کہ آنرا بہ تشبیہ بالانبیاء تعبیر توان کرد بس بلند بہ نسبت آن ابہت وجلال مذکور ہست"

ان حضرات ثلثہ (حضرت شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز ومولانا محمد اسمعیل صاحب شہید) کی کلام مین جو جزئی یا اکثری ہونا فضیلت شیخین کا پایا جاتا ہے یہ صرف انہی حضرات کا استنباط واجتہاد نہین ہے بلکہ ان حضرات سے پہلے علماء صحابہ وتابعین اور ان کی اتباع متقدمین ومتاخرین فقہا ومحدثین اہل سنت مسلم السنیت کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ انہون نے بھی اس فضیلت کو جزئی سمجھا ہے کلی قرار نہین دیا۔ ان مین متقدمین نے تو اس فضیلت کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جن سے فضیلت کا جزئی (نہ کلی) ہونا ثابت ومفہوم ہوتا ہے اور متاخرین نے ان حضرات ثلثہ کی طرح اس فضیلت کو بعض اوصاف سے مخصوص کر دیا ہے۔ اور بعض اوصاف مین حضرت مرتضے کا شیخین سے افضل ہونا صاف تسلیم کر لیا ہے جسکا گویا منطوق یہ ہے کہ فضیلت شیخین جزئی یا اکثری ہے کلی نہین ہے۔ اس مقام مین چند آثار واقوال علماے کبار نقل کیے جاتے ہین۔

(۱) امام ابو عمر وابن عبد البر نے جن کی امامت واستقامت مسلم علماء عصار ہے کتاب استیعاب مین فرمایا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے کتاب تکمیل الایمان

وابن عبد البر کہ از مشاہیر علماے حدیث ہست در استیعاب ذکر میکند کہ سلف اختلاف

کردہ اند در تفضیل ابوبکر و علی و میگوید کہ مروی
از سلمان و ابو ذر و مقداد و خباب و جابر
و ابو سعید خدری و زید ابن ارقم نشست کہ
علی مرتضےٰ اول کسے ہست کہ ایمان آورد۔
و گفتہ کہ این جماعت علیؓ را تفضیل میدہند
بر ہر کہ غیر اوست (تکمیل الایمان صفحہ ۴۰)
روی عن سلمان و ابی ذر و المقداد و
خباب و جابر و ابی سعید و زید بن
ارقم ان علی بن ابیطالب اول من اسلم
و فضلہ ہؤلاء علی غیرہ۔ (استیعاب)

مین اور اسوقت کی متخاصمین نے اپنے اپنے
رسائل مین ان سے نقل کیا ہے کہ سلف
کا حضرت ابوبکر و حضرت علی کی باہمی تفضیل
مین اختلاف ہے اور فرمایا کہ سلمان (فارسی)
ابوذر (غفاری) مقداد بن (عمرو کندی)
خباب (بن الارت) جابر۔ ابو سعید خدری و
زید بن ارقم (صحابہ) سے مروی ہے کہ سب سے
اول ایمان لانیوالے حضرت مرتضےٰ ہین پر
وہ بخوف ابو طالب اپنے ایمان کو چھپاتے
رہے یہ لوگ حضرت مرتضےٰ کو اوروں سے افضل سمجھتے تھے۔

ان اکابر نے سبقت اسلام حضرت مرتضیٰ کو ذکر کرکے ان کو سب صحابہ سے افضل کہا ہے تو اس سے
یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ اس وصف مین جناب شیخین خصوصاً حضرت فاروق کو حضرت
مرتضےٰ سے افضل نہ سمجھتے اور فضیلت شیخین کو وہ کلی نہ سمجھتے جزی یا اکثری خیال کرتے۔
اس محمل اور اس معنی کر یہ کلام اکابر مذکورین مخالف جمہور نہوا کیونکہ اس کلام مین شیخین
کی جزئی یا اکثری فضیلت کا جسکے جمہور قائل ہین انکار نہین پایا جاتا لہذا اس کلام کو شاذ و
مخالف جمہور کہنا (چنانچہ بعض علماسے شیخ عبدالحق نے بعد نقل کلام مذکور نقل کیا ہے) صحیح نہوگا
یہ جواب دعوے شذوذ و مخالفت کا شیخ عبدالحق نے خود دیا ہے چنانچہ اصل کلام جناب اس
جواب کا متضمن عنقریب منقول ہوگا *

فریق منکر سے ایک نوجوان نے اس نقل استیعاب کی جواب مین دو باتین کہی ہین
ایک یہ کہ اقوال صحابہ جو اس نقل مین منقول ہین جب تک ان کی سند صحابہ تک نہ پہنچا ہین
تمسک کے لائق نہین *

دوسرے یہ کہ ان اقوال کا ناقل ابن عبدالبر شیعی ہے اس وجہ سے بھی وہ اقوال لائق اعتماد نہین اسکی تائید مین اس نوجوان نے کہا ہے کہ شیخ ابن تیمیہ نے ان کو بھی منہاج السنہ مین اہل تشیع مین سے گنا ہی چنانچہ حدیث اکل طیر مین فرماتے ہین۔ ولکن تشیعہ و تشیع امثالہ من اہل العلم بالحدیث کالنسائی و ابن عبدالبر و امثالہما لا یبلغ الی تفضیلہ علی ابی بکر و عمر فلا یعرف فی علماء الحدیث من یفضلہ علیہما بل غایۃ التشیع منہم ان یفضلہ علی عثمان "پھر اس کا ترجمہ اس فصیح عبارت سے کیا ہے "لیکن تشیع اس کا اور تشیع مثل اسکی کا اہل علم سے ساتھ حدیث کے مثل نسائی اور ابن عبدالبر اور مثل ان دونو کی نہین پہنچتا ہے طرف تفضیل علی کی ابوبکر و عمر پر پس نہین جانا جاتا علماے حدیث سے وہ شخص جو تفضیل دیوے علی کو ان دونو پر غایت شیعہ ہونے انکے کا یہ ہے کہ تفضیل دیوین اسکو عثمان رض پر" اور اس سے پہلے بجواب دوسری نقل استیعاب کے جو ہمارے شواہد مین دوسرے نمبر پر عنقریب آتی ہے کہا ہے کہ شیعہ وغیرہ اہل بدعت کی وہ روایت جو اُن کی بدعت کی تائید کرے مقبول نہین اور اس پر شرح نخبہ وغیرہ کتب اصول کا حوالہ دیا ہے +

اس **نوجوان کی پہلی بات** کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مسلم ہے کہ بلا سند اقوال مقام استدلال مین بالاستقلال پیش کرنیکے لائق نہین ہوتے ولیکن یہ مسلم نہین ہے (اور نہ اس پر کسی دلیل کی شہادت پائی جاتی ہے) کہ وہ اقوال اصل دلائل کے متابعات و شواہد مین بھی پیش کرنیکے لائق نہین یا وہ ان اقوال کے مقابلے مین جو ان کی مثل بے سند ہون پیش نہین کئے جاسکتے اور ہم نے یا تمہارے مقابلین و مخاصمین فریق مجوز نے ان اقوال کو باب فضیلت مین عقیدہ حقہ کے ثبوت پر مستقل دلیل نہین ٹھرایا اور معرض استدلال مین پیش نہین کیا بلکہ اس عقیدہ کے ثبوت پر ان آیات و احادیث کو جن سے خلفا کی فضیلت جزئی ثابت ہوتی ہے اور کلی فضیلت کی نفی نکلتی ہے اصل دلائل ٹھرایا ہے

اور ان اقوال کو صرف ان دلائل کی تائید و شہادت مین پیش کیا ہے اور تمہارے ان بے سند دعاوی و اقوال کہ "باب فضیلت مین جو فریق سنکر کا عقیدہ ہے اس پر صحابہ و تابعین وغیرہ سبہون کا اجماع ہو چکا ہے اور زمانہ صحابہ سی لیکر اخیر زمانہ تک کے سبھی اہل علم اہل حدیث اہل سنت اسی اعتقاد پر چلے آئے ہین" کے مقابلہ مین اور ان کی منع (عدم تسلیم) کی تائید مین ان اقوال بلا سند کو پیش کیا گیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ تمہارے یہ دعاوی اجماع و اتفاق مسلم نہین کیون جائز نہین کہ فلان فلان اصحاب وغیرہ سلف اسکے مخالف ہون چنانچہ ابن عبد البر وغیرہ نے انسے نقل کیا ہے۔ **اب انصاف سے** کہو کہ کیا ان اقوال سے باوجود انکے بے سند ہونے کے یہ کام نہین نکل سکتا ؟ کیا وہ ہماری ان دلائل (کتاب و سنت) کی تائید مین پیش کرنیکے بہی لائق نہین ہین یا وہ تمہارے ان دعاوی و اقوال بے سند کا مقابلہ اور ان کی منع کی تائید نہین کر سکتے اور امام ابن عبد البر کی مشہور و معروف کتاب استیعاب تمہارے چند اوراق کے رسالہ عقائد (جنکو تم نے امام احمد بن حنبل کا رسالہ بنا رکہا ہے اور تمہارے ایک ہمخیال حب تقلید شیخ مین مغلوب الحال نے چہپوا کر امام احمد بن حنبل کے نام سی شایع کیا ہے۔ یا تمہارے عقیدہ واسطیہ یا شرح عقائد سفارینی وغیرہ تالیفات و رسائل متاخرین جنہین وہ تمہاری دعاوی و اقوال پاے جاتے ہین) سے بہی گئی گذری ہے کہ وہ ان رسائل کے بے سند اقوال و دعاوی کا مقابلہ نہ کر سکے *

اور یہ بہی **انصاف** سی کہو کہ جسقدر عبارتین تم نے ان کتب و رسائل سی نقل کی ہین (جنکا نمبر شمار، ایک ایک کو تین تین بنا کر تم نے ۳۲ تک پہنچایا ہے ان مین جسقدر اقوال علما ہین اور ایسے ہی اور اقوال و مذاہب علما جو تمہارے متعدد جنگی رسالون مین پائے جاتے ہین وہ سب کے سب با سند ہین یا وہ تم سی باسناد کہی جا سکتے ہین۔ دعوی ہو تو ہم اس قسم کے بیسون اقوال جنکی تم نے کوئی سند نہین بتائی اور نہ اب بتا سکتے ہو پیش کرینگے

یہ دعویٰ نہو تو پھر تم خود ہی انصاف سی کہو کہ جس امر کا تم کو خود التزام نہین اس سی دوسرے پر کب الزام قائم کر سکتے ہو۔

اسکی دوسری بات جواب امام ابن عبد البر و نسائی جیسے مشاہیر ائمہ اہل سنت کو شیعہ بنانا و بنا ر اً علیہ انکی مرویات کو ساقط الاعتبار ٹہرانا اپنے آپ کو اپنی مخالفون سی خارجی و متعصب کہلانا ہی اور اس باب مین قول شیخ ابن تیمیہ کو دست آویز بنا کر پیش کرنا اس خطاب و القاب مین ان کو اپنا شریک ٹہرانا ہے۔ کیا جب وہ تمہارے رسالہ مین شیخ ابن تیمیہ کا یہ قول ملاحظہ کرینگے شیخ ابن تیمیہ کو متعصب نہ کہینگے اور ابن عبد البر و نسائی جیسے آئمہ کی حق مین انکی کب سنینگے وہ تو صاف کہینگے کہ ابن تیمیہ کا کہان منصب ہے کہ وہ امام ابن عبد البر و نسائی جیسے ائمہ مقبول خلائق کی نسبت جرح کر سکے۔ یہ بات مینے **فرضی نہین کہی** بعض اہل سنت محبت نے تمہاری رسالہ مین ابن تیمیہ کا یہ قول دیکھا تو ان کو متعصب کہدیا اور مجھ سی یہ سوال کیا کہ کیا یہ ابن تیمیہ کا تعصب نہین ہے۔ اگر کہو تو مین انکا نام بھی بتا دونگا بلکہ انکا لکھا ہوا سوال دکھا دونگا۔ اور حق بھی یہی ہے کہ صرف حضرت عثمان سے حضرت مرتضےٰ کو افضل سمجھنے پر شیعہ بنانا تعصب سی خالی نہین یہ عقیدہ تو بعض ائمہ سلف اہل سنت صحابہ وغیرہ مجتہدین و محدثین بھی رکھتے تھے جو بالاتفاق سنی کہلاتے تھے پھر اس عقیدہ کی سبب بعض محدثین کو شیعہ بنانا تعصب اور انصاف کی خونریزی نہین تو کیا ہے۔ اب ان ائمہ کا ذکر سنو جو **حضرت عثمان کو حضرت علی مرتضےٰ سی افضل نہ سمجھتے**۔ حضرت علی کو حضرت عثمان سی افضل جانتے یا ان دونو کی باہمی تفضیل مین متوقف و متردد تھے۔ و مع ذالک وہ سنی امام کہلاتے۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ مین سی افضل*

---

* اس افضل ہونے سے وہی جزئی افضلیت مراد ہی جسکا اثبات ہو چکا اور ہو رہا ہی کلی فضلیت کا کسی نے دعویٰ نہین کیا۔ اسبات کو ناظرین یاد رکھین اور جہان مجمل افضلیت کا ذکر آوے وہان یہی مراد سمجھین۔

واتفق اھل السنۃ علی ان افضلھم ابوبکر ثم عمر ثم قال جمھورھم ثم عثمان ثم علی و قال بعض اھل السنۃ من اھل الکوفۃ بتقدم علی علی عثمان (شرح نووی ص۲۷۲)

ابوبکر ہین پہر عمر - انکے بعد جمہور علما تو یہ کہتے ہین حضرت عثمان افضل ہین پہر حضرت علی اور بعض اہل سنت کوفے والے حضرت علی کو حضرت عثمان سے مقدم سمجھے -

قسطلانی شرح صحیح بخاری مین کہا ہی کہ بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عثمان سے حضرت علی

وذھب بعض السلف الی تقدیم علی علی عثمان وممن قال بہ سفیان الثوری لکن قیل انہ رجع وقال مالک فی المدونۃ وتبعہ یحیی بن سعید القطان وغیرہ لا یفضل احدھما علی الاٰخر (قسطلانی ص۹۵ ج ۶)

مقدم ہین از انجملہ ایک سفیان ہین ولیکن بعض لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے اس اعتقاد سے رجوع کر لیا تہا* امام مالک نے مدونہ مین کہا ہی اور انہی کا یحییٰ ابن سعید قطان نے اتباع کیا ہے کہ ان مین کسی ایک کو دوسری سے افضل نہ کہا جاوے [illegible] مالک [illegible] اعتقاد [illegible] جمیع یکے بر دیگرے) کو مقتدایان سلف کا اعتقاد سمجھتے اور برملا یہہ کہتے کہ ہماری نزدیک حضرت عمر کے بعد لوگون کے امام زید بن ثابت تہے ان کے بعد عبداللہ بن عمر کسی نے کہا حضرت علی و عثمان کی نسبت کیا

روی حمید بن الاسود عن مالک ابن انس قال کان امام الناس عندنا بعد عمر ابن الخطاب زید بن ثابت وکان امام الناس بعدہ عندنا عبداللہ بن عمر فقیل علی

کہتے ہو وہ بولے مین نے کسی مقتدا کو نہین پایا جو ان دونو مین سے کسی ایک کو دوسرے سے افضل سمجھتا ہو یہ قول آپ کا امام ابن عبدالبر نے استیعاب مین نقل کیا ہی اور شیخ عبدالحق نے

* یہ ہماری مقصود کی مخالف نہین ہمارا مقصود یہ نہین کہ اس باب مین ان کا آخری قول یہی تہا ہمارا مقصود صرف یہ ہی کہ کبھی کسی وقت مین تو ان کا یہ اعتقاد تہا تبرا انہون نے اس اعتقاد کے سبب شیعہ نہین کہلایا اس کے خلاف کا کوئی مدعی نہین ہو سکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ جب ان کا یہ اعتقاد تہا - تب انکو شیعہ سمجھا جاتا ہے - علاوہ یہ کہ انکی رجوع مین بہی کلام ہی (دیکھو رسائل فریق مجوز)

وعثمان فقال ما ادرکت احدا ممن اقتدی به یفضل احدهما علی الاٰخر (استیعاب)	تکمیل الایمان میں اور سفارینی نے شرح عقیدہ سفارینی میں

آپ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں بدانکہ جمہور اہل سنت برین ترتیب اند کہ مذکور شد ومروی از امام مالک وغیروی از بعض اسلاف اہل سنت وجماعت توقف ہست میان عثمان وعلی مرتضی از امام مالک پرسیدند کہ افضل ہست بعد پیغمبر کیست گفت ابوبکر ثم عمر گفتند علی وعثمان راچہ میگوئی گفت از مقتدایان دین از انہا کہ من دریافتہ ام ہیچ یکے را نیافتم کہ تفضیل یکے بردیگرے میکرد ومذہب امام الحرمین نیز توقف ہست میان این دو منقول از ابوبکر ابن خزیمہ تفضیل علی مرتضے ہست بر عثمان در جواہر الاصول میگوید کہ منقول از اہل کوفہ تقدیم علی ہست بر عثمان وسفیان ثوری برہمین قائل ہست واز علماے حدیث آنکہ تقدیم علی بر عثمان کردہ ست محمد بن اسحاق بن خزیمہ ہست ××× وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابو ثور از شافعی روایت میکند کہ ہیچ یکے از صحابہ وتابعین در تفضیل ابوبکر وعمر وتقدیم ایشان اختلاف نکردہ اگر اختلافے ہست در علی وعثمان ہست "

ملا علی قاری حنفی سنی نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے یہ ترتیب حضرت علی وعثمان میں

وهذا الترتیب بین علی وعثمان هو ما علیه اکثر اهل السنة خلافا لما روی عن بعض اهل الکوفة والبصرة من عکس القضیة + وروی عن ابی حنیفة رح تفضیل علی علی عثمان رض والصحیح ما علیه جمهور	اکثر اہل سنت کا مذہب ہے بعض سنی کوفہ اور بصرہ کے اس کے عکس کے قائل ہیں امام ابوحنیفہ سے بھی یہ روایت ہے کہ حضرت علی عثمان سے افضل ہیں اور صحیح مذہب وہی ہے

✱ چنانچہ فریق منکر کے بعض رسائل میں ہے شرح عقائد سفارینی میں لکھتے ہیں۔ ان مالکا سئل ای الناس افضل بعد نبیهم فقال ابوبکر ثم عمر ثم قال او فی ذلک شک فقیل له وعلی وعثمان فقال ما ادرکت احدا ممن اقتدی به یفضل احدهما علی الاٰخر انتہے۔

✱✱ اسی معنی کو جو صفحہ ۹ بیان ہوئے

✱ یہ بھی ہمارے مقصود کی مخالف نہیں جیسا کہ رجوع سفیان ثوری مخالف تھا ہمارا مقصود یہ نہیں کہ

اهل السنة وهوالظاهر من قول ابیحنیفه رح علی ما رتبهم فانه وفق مراتب الخلافة وفی شرح العقائد علی هذا الترتیب وجدنا السلف والظاهر انه لولم یکن لهم دلیل علی ذلک لما حکموا بذلک وکان السلف کانوا متوقفین فی تفضیل عثمان علی علی حیث جعلوا من علامات السنة والجماعة تفضیل الشیخین ومحبة الختنین والانصاف انه ان ارید بالافضلیة کثرة الثواب فللتوقف جهة وان ارید کثرة ما یعده ذو والعقول من الفضائل فلا انتهی ومراده بالافضلیة افضلیة عثمان علی علی بقرینة ما قبله من ذکر التوقف فیما بینهما لا افضلیة بین الاربعة کما فهم اکثر المحشین × × × × × وقال محشی اخرای فلا وجه للتوقف بل یجب ان یجزم بافضلیة علی رضی الله عنه

جسپر اکثر اہل سنت ہین اور وہی امام ابوحنیفہ کے ظاہر اس قول سے جو ترتیب خلافت ہین انہون نے فرمایا ہی موافق ہے شرح عقائد نسفی مین کہا ہے کہ ہم نے اس ترتیب پر سلف کو پایا اور ظاہر ہے کہ اگر ان کے پاس اس باب مین کوئی دلیل نہوتی تو وہ ایسا نہ کہتے اور سلف کو حضرت عثمان اور حضرت علی کو ایک دوسرے سے افضل کہنے مین توقف (تردد) تھا یہی وجہ ہی کہ سلف نے شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر) کو افضل کہنے اور ختنین (دونو داماد پیغمبر حضرت عثمان حضرت علی) سے محبت رکھنے کو سنی ہونے کی علامت٭٭ ٹھہرایا ہے یعنی ان دونو سے کسی کی افضل کہنے کو علامت سنیت نہین ٹھہرایا اور انصاف یہ ہی کہ اگر افضل ہونے سے کثرت ثواب مراد٭٭٭ ہے تو ان دونو سے کسی کو افضل کہنے مین توقف کی وجہ موجود

کا اسباب میں حق کس جانب ہے اور غلطی کس طرف ہمارا مقصود یہ ہی کہ اس غلطی پر بھی وہ شیعہ نہین کہلاتے تھے ۔

٭٭ ابوالشکور سالمی نے تمہید مین کہا ہی روی عن ابیحنیفه رحمه الله قال من السنة ان تفضل الشیخین وتحب الختنین

٭٭٭ کیونکہ اس کا علم بجز خدا کسی کو نہین ہے ۔ خیالی نے شرح عقائد کے حاشیہ مین کہا ہے ۔ لان قرب الله درجة وکثرة الثواب امر لا یعلم الا بالاخبار من الله و رسوله ۔ واما کثرة الفضائل فمما یعلم بتتبع الاحوال ۔ وقد تواتر فی حق علی ما یدل علی عموم مناقبه ووفور فضائله و اتصافه بالکمالات واختصاصه بالکرامات ۔ (اس عبارت کا ترجمہ متن مین عنقریب آتا ہے)

اذ قد تواتر فی حقه ما یدل علی عموم مناقبه
و وفور فضائله و اتصافه بالکمالات و اختصاصه
بالکرامات هذا هو المفهوم من سوق
کلامه ولذا قیل فیه رائحة من الرفض لکنه
فریة بلا مریة اذ کثرة فضائل علی رضی
الله تعالیٰ عنه وکمالاته العلیة وتواتر النقل
فیه بمعنی بحیث لا یمکن لاحد انکاره ولو
کان هذا رفضاً و ترکاً للسنة لم یوجد من اهل
الروایة والدرایة سنی اصلاً فایاک والتعصب
فی الدین والتجنب عن الحق الیقین انتهی
ولا یخفی ان تقدیم علی علی الشیخین مخالف
لمذهب السنة والجماعة علی ما علیه جمهور
اهل السلف وانما ذهب بعض الخلف
علی تفضیل علی علی عثمان رضی الله عنهما
منهم ابو الطفیل من الصحابة (شرح فقه اکبر ص ۵)

ہے اور اگر افضل ہونے سے فضائل ہیں (جنکو
عقلا فضائل شمار کرتی ہیں) کثرت مراد ہی تو پھر
توقف کی کوئی وجہ نہین کلام صاحب شرح عقائد
تمام ہوا اور اس افضل ہونے سی جسمین انہون نے
سلف کا توقف بیان حضرت عثمان یا حضرت
علی کا ایک دوسری سے افضل ہونا مراد ہے
نہ چارون یار کا ایک دوسرے سے افضل ہونا
جیسا کہ اس کتاب کی اکثر محشیون نی سمجھا ہی
ایک اور محشی* کتاب شرح عقائد نی کہا ہے کہ
فضائل مین کثرت مراد ہو تو پھر توقف کی کوئی
وجہ نہین بلکہ حضرت علی مرتضےٰ کو حضرت عثمان
سی افضل کہنا واجب ہی کیونکہ انکے مناقب
کی کثرت اور فضائل کا وفور۔ اور کمالات سے
موصوف ہونا اور کرامات سی مخصوص ہونا
تواتر سی ثابت ہی یہی معنی اس فقرہ کے صاحب
شرح عقائد کی سیاق کلام سی مفہوم ہوتے ہین اسیوجہ سی بعض لوگون نی کہا ہی کہ صاحب شرح عقائد
(علامہ تفتازانی) سی رفض کی بو آتی ہی ولیکن درحقیقت یہ بات افترا ہی کیونکہ حضرت مرتضےٰ کے
فضائل و کمالات اس تواتر سی ثابت ہو چکی ہین کہ اس مین کسی کے انکار کی گنجائش نہین ہی
اور اگر ان فضائل کا ماننا رفض اور ترک سنت ہی تو اہل روایت و درایت (محدثین و فقہا) سی

* اس سے شاید خیالی مراد ہے۔ چنانچہ حاشیہ خیالی کی عبارت منقولہ صفحہ سابق اسپر
گواہ ہے۔

کوئی سنی نہ رہیگا تم تعصب سے اور حق الیقین چھوڑنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کلام محشی تمام ہوا اور

ظاہر ہے کہ جناب شیخین سے حضرت مرتضے کو افضل کہنا# مذہب اہل سنت کے جسپر سبہی سلف تہے مخالف ہے

ہان بعض# سلف حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل سمجہتے ازانجملہ صحابہ مین سے ابو الطفیل تہے"

اور مولانا شاہ عبد العزیز مرحوم بستان المحدثین مین بذیل ترجمہ حاکم صاحب مستدرک

فرماتے ہین ولیکن خطیب بغدادی درحال او نوشتہ است کان الحاکم ثقۃ یمیل الی التشیع وبعضی
(حاکم تہا تو ثقہ پر وہ تشیع کیطرف مائل تہا)
از علما گفتہ اند کہ معنی تشیع او آنست کہ مائل بود بتفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان کہ مذہب جمعی از اسلاف ہم بود"

ان تصریحات اساطین سنت سے (جن مین کسی سنی کے نزدیک کوئی شیعہ نہین)

بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی پر افضل نہ سمجہنا شیعون کا کام نہین اہل سنت کے

بعض سلف صالحین صحابہ وغیرہ مجتہدین و محدثین (جن مین امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح بہی

داخل ہین) اسی اعتقاد پر تہے بلکہ ایک جماعت سلف جن مین صحابہ سے ابو الطفیل ہین اور ائمہ مجتہدین سے

سفیان ثوری وغیرہ [illegible] حضرت علی [illegible] حضرت عثمان سے

افضل سمجہتے پہر ان اکابر کو باوجود اس اعتقاد کے اہل سنت کا امام ماننا شیعہ نہ کہنا اور بعض محدثین

کو اسی اعتقاد کے سبب شیعہ بنا دینا ناانصافی و تعصب نہین تو کیا ہے خصوصا ابن عبد البر جیسے امام

مسلم الامامۃ والاستقامۃ رئیس اہل سنت کو جن کا علم و امامت و امانت و دیانت و اتباع سنت مسلم

ہو چکا ہے مولانا شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین مین انکے حق مین فرمایا ہے در حفظ و اتقان سر آمد

اہل زمان خود شد علم او کمتر از علم خطیب و بیہقی و ابن حزم نیست بلکہ بعض چیزہا نزد او ست کہ نزد دیگران نیست

وصدق و امانت و حسن اعتقاد و اتباع سنت کہ او را نصیب بود کم کسے از علما

را نصیب شدہ بود" ان الفاظ کو ناظرین انصاف و توجہ سے دیکہین)

اصل نسخہ موجودہ شرح فقہ اکبر مین تو خلف ہی چنانچہ ہمنے وہی لفظ نقل کیا ہے ولیکن حقیقت

مین یہ غلطی کاتب ہے اگر یہ لفظ خلف ہوتا تو اس کے بعد منہم ابو الطفیل من الصحابہ ہرگز نہ کہا

جاتا کیونکہ صحابہ سلف سے ہین نہ خلف سے۔ # یعنی کلیۃً (دیکھو صـ ۱۰۹)

ایسا ہی نواب صاحب بھوپال نے **اتحاف النبلا** ان کے حق مین کہا ہی اور علاوہ ازین انہون نے یہ کلمات بہی ان کی وصف مین کہے ہین از کبار علماے مغرب است امام عصر بود در حدیث واثره وماتیعلق بہا۔ ×× قاضی ابوعلی بن سکرہ گفتہ شیخ خود ابوالولید باجی راشنیدم میگفت در اندلس مثل وی در حدیث نبود وہ وی احفظ اہل مغرب است وابوعلی غسانی گفتہ وی بسیاری از علم ادب وحدیث فرا گرفت در طلب علم مودب بود فتوی داد و بارع شد بر رجال متقدمین اندلس الخ

اس بیان سے اس نوجوان کی دوسری بات بہی نقل استیعاب کے متعلق ہباءً منثوراً ہوگئی جیسے کہ بیان سابق سے پہلے ہو چکی تہی اور نقل استیعاب کا (جو ہماری شواہد کا پہلا نمبر ہے) بلا مزاحمت لائق استشہاد و اعتماد ہونا ثابت ہوا۔ اب ان شواہد سے نمبر دوم پیش کیا جاتا ہے۔

(۲) امام ابوعمرو بن عبد البر نے استیعاب مین بذیل ترجمہ حضرت فاروق اعظم عبد الرزاق

ذکر عبد الرزاق عن معمر قال لو ان رجلاً قال عمر افضل من ابی بکر ما عنفتہ و کذالک لو قال علی عندی افضل من ابی بکر و عمر لم اعنفہ اذا ذکر فضل الشیخین و احبہما و اثنی علیہما بما ہما اہلہ فذکرت ذالک لوکیع فاعجبہ واشتہاہ (استیعاب و تکمیل الایمان ص۱۴۲)	سے نقل کیا ہے کہ معمر (امام) نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت عمر ابو بکر سے افضل ہین تو مین اس کو سرزنش نکرونگا اور اگر وہ کہے کہ میری نزدیک حضرت علی حضرت ابو بکر و عمر سے افضل ہین تو بھی مین اس سے سختی نہ کرونگا اگر وہ شیخین (ابو بکر و عمر) کی فضیلت کا معترف ہو اور ان

سے محبت رکہتا ہو اور ان اوصاف سے جنکے وہ مستحق ہین (یعنی خلافت وغیرہ) انکا ثنا خوان ہو۔ عبد الرزاق نے کہا ہے کہ مینے یہ قول معمر کا (امام) وکیع کے پاس نقل کیا تو ان کو بہی یہ بہلا معلوم ہوا اور انہون نے اس کو پسند کیا۔

اس قول مین جو جانبین مین افضلیت تجویز کی گئی ہے تو اس مین اسی فضیلت جزئی کی طرف اشارہ ہے اور یہ جتانا مد نظر ہے کہ ان حضرات مین ہر ایک صاحب خاص خاص

اوصاف مین افضلیت رکھتے ہین جنکے نظر سے ہر ایک کو دوسرے سے افضل کہنا صحیح ہے کلی فضیلت کسی جانب نہین ہے تا کہ جانبین مین تجویز فضیلت پر سرزنش کیجاوے اس معنی کر یہ قول بہی مذہب جمہور علماے اہل سنت کے (جو شیخین کو حضرت مرتضے سے بالاجمال افضل کہتے ہین) مخالف نہوا کیونکہ اس مین شیخین کی جزئی یا اکثری فضیلت سے انکار نہین پایا جاتا صرف کلی فضیلت سے انکار ہے جس کا مدعی کوئی سنی نظر نہین آتا مگر افسوس اس نوجوان فریق منکر نے اس نقل استیعاب پر بہی بے جا نکتہ چینی کی ہے اور اسکے مستند و ماخذ امام عبدالرزاق شیخ مشائخ مصنفین صحاح ستہ کی جناب مین گستاخانہ و بے باکانہ گفتگو کی ہے اور اولاً کہا ہے کہ اس نقل مین جو معمر کا قول منقول ہے اسکو امام ابو عمر و بن عبدالبر نے خود ہی رد کر دیا ہے کیونکہ اس کو نقل کرنے کے بعد حضرت ابوبکر کا حضرت عمر سے سبقت اسلام مین افضل ہونا بیان کیا ہے ثانیاً کہا ہے کہ یہ نقل بقاعدہ محدثین [illegible] وجہ اول یہ کہ اس کی روایت مین عبدالرزاق واقع ہے اور وہ رافضی ہے اور اس کی تائید مین بحوالہ میزان ذہبی عقیلی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ عبدالرزاق نے عمر فاروقؓ کی جناب مین گستاخی کی ہے پہر شرح نخبہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ شیعہ وغیرہ اہل بدعت کی وہ روایت جو ان کی بدعت کی تائید کرے مقبول نہین - وجہ دوم یہ کہ عبدالرزاق کا حافظہ اخیر عمر مین خراب ہو گیا تہا وجہ سوم یہ کہ یہ روایت عبدالرزاق کی معمر سے ہے اور معمر کی روایت مین عبدالرزاق سے خطا ہو جاتی ہے ✲

اس نکتہ چینی کے پہلے حصے کا جواب امام ابن عبدالبر کا حضرت ابوبکر کو حضرت عمر سے افضل کہنا قول معمر کا رد و جواب تب ہوتا جبکہ اس قول معمر سے حضرت عمر کی کلی فضیلت کا اثبات مراد ہوتا - اور حضرت ابوبکر کی جزئی فضیلت کی نفی - اور جس حالت مین اس قول معمر سے ہر ایک صاحب کی جزئی فضیلت مراد ہو سکتی ہے جس سے دوسرون کی فضیلت

✲ جو اولاً کہا ہے

جزئی کی نفی نہین نکلتی تو پھر حضرت ابوبکرؓ کو سبقت اسلام مین افضل کہنا اس قول عمرؓ کا مخالف اور اسکا جواب ورد کیونکر ہو سکتا ہے۔

عزیز من ابھی عبارات اکابر کے معنی سمجھنا تو سیکھو پھر ان کی رد و تخطیہ کے درپے ہونا صرف ظاہری الفاظ سے لپٹ کر رد و تخطیہ ائمہ دین کے درپے ہونا مناسب نہین ہے اس رد و تخطیہ کے لئے بہت سا علم و فہم اور کتب مین نظر بکار ہے ؎ بسیار نظر باید تا پختہ شود خامے ؛ ایک دو سال کے اوراق گردانی اس منصب کے لئے کافی نہین ہے

اس نکتہ چینی کے دوسرے حصے کا جواب۔ امام الائمہ استاذ امام احمد بن حنبل و امام اسحق و یحیی بن معین استاذ اساتذہ محدثین اہل السنۃ مؤلفین صحاح ستہ وغیرہ امام عبدالرزاق محدث رافضی خارج از اہل سنت نہین ہے ان مین تشیع ہے تو اسیقدر ہے کہ وہ حضرت عثمان سے حضرت مرتضیٰ کو افضل سمجھتے۔ جناب شیخین پر حضرت مرتضیٰ کو کلی فضیلت دینا [illegible] انکار کرنا یا اُن کو سوء ادبی سے یاد کرنا ان کا کام نہ تھا اسکے برخلاف جو تم نے میزان ذہبی سے عقیلی کی روایت نقل کی ہے کہ وہ جناب فاروق مین گستاخی کیا کرتے وہ قابل تسلیم نہین ہے کیون جائز نہین کہ یہ اُنپر محض افتراء و کذب ہو* چنانچہ اسی ذہبی کی دوسری کتاب (طبقات الحفاظ)

نوٹ* - اس کذب و افترا کا رجوع ذہبی کیطرف نہین ہوتا بلکہ اس شخص کیطرف جسنے یہ بات کہی ہے اور ذہبی نے اس سے نقل کی ہے۔

اسپر کوئی متعجب ہو کر یہ نہ کہے کہ ذہبی کی میزان مین نقل وجود اکاذیب کے کیا معنی اسلئے کہ ذہبی کی میزان یا اسماء الرجال و جرح و تعدیل مین اور محدثین کی تالیفات متن بخاری و مسلم کیطرح ایسی محفوظ نہین کہ ان مین غیر صحیح و خلاف واقع قول داخل ہی نہو۔ ان کتب مین رطب و یابس سبھی کچھ ہوتا ہے جسکو یہ امر مستبعد معلوم ہو وہ ان کتابو نمین ایک ہی شخص کے حقمین مختلف اقوال علماء (جنمین ایک شخص کو کوئی امام بناتا ہے کوئی دجال و کذاب بتاتا ہے) ملاحظہ کرے ان اقوال کو دیکھکر اسکو ضرور ماننا پڑیگا

وغیرہ تصانیف متقدمین و متاخرین اسپر شاہد ہین جن مین صاف تصریح ہی کہ وہ حضرت مرتضی کو شیخین سی افضل سمجھتی اور برملا کہتے کہ خود جناب مرتضی سی فضائل شیخین اسقدر بتواتر مروی ہین کہ وہ مجھی اس تفضیل سی روکتے ہین پھر کیونکر ممکن تہا کہ وہ جناب فاروق ہین کوئی گستاخی کا لفظ بولتے ۔

ملخص* طبقات ذہبی مین ہی - عبد الرزاق - ہمام کے بیٹے جو نافع کا بیٹا تہا ان کا نام (کنیت)

ابوبکر حمیری ہی قبیلہ حمیر کے وہ مولے تہے صنعا کے رہنے والے صاحب تصانیف بڑے حافظ الحدیث ان کو بہت لوگون نے ثقہ کہا ہے اور انکی حدیث صحاح ستہ مین مروی و موجود ہی وہ شیعہ کہلاتے مگر وہ اس تشیع مین غالی نہ تھے ان کا تشیع صرف یہ تہا کہ وہ حضرت علی سی محبت رکھتے اور انکے مقاتل سی بغض وہ علم کے مخزن تہے ان کے شیعہ ہونے کے عجائبات سی ایک یہ بات ہے کہ وہ کہتے بخدا میرے دل نے کبھی نہین چاہا کہ مین حضرت مرتضی کو حضرت ابوبکر

عبد الرزاق بن همام بن نافع واسمه ابو بکر الحميری مولاهم الصنعانی صاحب التصانيف الحافظ الكبير وثقه غير واحد وحديثه مخرج في الصحاح وكان شيعياً وما كان يغلو فيه بل يحب علياً ويبغض مقاتله وكان من اوعية العلم ومن عجائب تشيعه انه كان يقول والله ما انشرح صدری قط ان افضل علياً على ابي بكر الصديق وعمر مات في نصف شوال سنة احدى عشرة ومائتين (ملخص طبقات ذهبی)

وعمر سی افضل سمجھون وہ ۲۱۱ھ مین نصف شوال کو واصل رحمت حق ہوئے ۔

بستان المحدثین مین ہے کنیت او ابوبکر و نام و نسب او عبد الرزاق بن ہمام بن نافع حمیری است بالولای ساکن صنعا ست کہ دار الملک یمن است از عبید اللہ بن عمر عمرے روایت قلیل دارد و از ابن جریج و اوزاعی و ثوری استفادہ بسیار نمودہ امام احمد بن حنبل و اسحاق بن ہویہ و یحیی بن معین از وے استفادہ حدیث کردہ اند و او از اجل تلامذہ معمر ست تا ہفت سال در صحبت او بودہ ست و لہذا در حفظ حدیث معمر مشہور و ممتاز است و روایت او در

* ایسا ہی مفتاح کنز الدرایہ مین طبقات ذہبی سی نقل کیا ہی - اور مقدمہ فتح الباری صفحہ ۴۱۹ مین امام عبد الرزاق کی خوب تنقیح کی ہی

صحاح ستہ واقع است و در وی ہیچ عیب نیافتہ مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما غالی نبود و باوصف این تشیع میگفت کہ جرأت بر تفضیل امیر المومنین علی بر امیر المومنین ابوبکر و عمر نمے توانم کرد و دل من بایں یاری نمید ہد زیر اکہ از امیر المومنین علی آنقدر متواتر شدہ کہ مرا برین ہر دو تفضیل ندہید کہ بسر حد یقین انجامیدہ و کار شیعی نیست کہ از فرمودہ امیر المومنین تجاوز کند در نصف شوال سال دو صد و یازدہ وفات اوست و عمر طویل یافت ہشتاد و پنج سال زیست"۔

اور **اتحاف النبلا** مین ہی کہ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی مولائے حمیر ابو سعد سمعانی گفتہ ما رحل الناس الی احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رحلوا الیہ* یکے از اعلام حفاظ ہست از معمر بن راشد ازدی مولاہم و اوزاعی و ابن جریج و سفیان ثوری و عبید اللہ بن عمر العمری وغیرہم روایت دارد و از وے ائمہ اسلام روایت دارند مثل سفیان بن عیینہ و وی از شیوخ اوست و احمد بن حنبل و یحیٰی بن معین و اسحاق بن راہویہ وغیرہم وی در صحبت معمر ہشت سال ماندہ و بہ یمن رفتہ ... و روایت او در صحاح ستہ واقع و در وے ہیچ عیب نیافتہ اند مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما غالی نبود و باوصف آن میگفت کہ جرأت بر تفضیل علی مرتضیٰ بر شیخین ابوبکر و عمر نمیتوانم کرد و دل من بآن یاری نمید ہد زیر اکہ از امیر المومنین کرم اللہ وجہہ متواتر شدہ کہ فرمود مرا برین ہر دو تفضیل ندہید و این تواتر بحد یقین رسیدہ پس کار شیعی نیست کہ از فرمودۂ علی تجاوز کند ہشتاد و پنج سالہ بود کہ در نصف شوال سنہ احدے عشرة و مائتین (۲۱۱) در یمن برحمت حق پیوست۔

مولانا شاہ عبد العزیز نے جوابات سوالات عشرہ شاہ بخارے مین امام عبد الرزاق کے حق مین طعن تشیع کا ایک اور عجیب جواب دیا ہے ان کو تفضیلی (علی مرتضیٰ کو شیخین سے افضل سمجھنے والا) تسلیم کرکے بھی ان کو سنی قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تفضیلی دو قسم ہے ایک وجہ

---

* ترجمہ جس قدر لوگ استفادہ کے لئے امام عبد الرزاق کے پاس سفر کرکے آئے ہین اس قدر کسیکے پاس بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین آئے۔

حضرت مرتضی کو جناب شیخین سے افضل سمجھکر تسلیم مناقب وفضائل شیخین مین بہی کوتاہی نہین کرتے اور انکے اتباع ومحبت مین سرگرم وثابت قدم ہین اس قسم کے تفضیلی داخل اہل سنت ہین۔ دوسرے وہ جو اس تفضیل کے ساتھ جناب شیخین سے حسن عقیدت ومحبت سے سروکار نہین رکھتے اس قسم کی تفضیلی شیعے وبدعتی ہین آپ فرماتے ہین

جواب سوال رابع آنکہ تفضیلیہ دو قسم اند اول کسانیکہ حضرت علی مرتضی را بر شیخین تفضیل میدہند ودر محبت شیخین وتعظیم آنہا ومناقب ومدایح آنہا واتباع وروش وطریقہ وتمسک باقوال وافعال آنہا سرگرم وراسخ قدم اند مانند آنکہ اہل سنت باوجود تفضیل شیخین بر جناب مرتضی علی رضی اللہ عنہ بوجہیکہ مذکور شد نسبت بجناب مرتضوی کمال رسوخ ومحبت وطریقہ تمسک بقول وفعل آنجناب سرگرم واین قسم تفضیلیہ داخل سنیان* اند لیکن در این مسئلہ خطا کردہ اند وخلاف ایشانرا باجمہور اہل سنت از قبیل خلاف اشعریہ با ماتریدیہ باید فہمید امامت این قسم تفضیلیہ جائز است ونبذے [illegible] اہل سنت وصوفیہ اہل بدین قسم [illegible] بودہ اند مثل عبدالرزاق محدث وسلمان فارسی وحسان بن ثابت وبعضی دیگر صحابہ وقسم دیگر از تفضیلیہ کسانے باشند کہ گویند مارا محبت مرتضی علی رضی اللہ عنہ واولاد واتباع او وطریقہ ایشان وتمسک باقوال وافعال ایشان کافی است وشیخین وصحابہ دیگر را بد نگوییم لیکن باایشان سروکارے ہم نداریم نہ محبت ونہ عداوت نہ اتباع ونہ تمسک باقوال وافعال ایشان ونہ اعراض واین قسم تفضیلیہ بلاشبہ مبتدع اند وحکم امامت ایشان حکم امامت مبتدع است وہیچکس از معتبران اہل سنت این قسم تفضیلی نبودہ است"

یہ حصہ دوم نکتہ چینی اس نوجوان کی **تینون وجوہ کا جواب** ہے جس مین یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بشہادت اثبات اہل سنت خصوصاً امام ذہبی جن کی نقل پر اس نوجوان کا اعتماد ہے امام عبدالرزاق رافضی نہین ایک قسم کا سنی ہے یا اس اعتقاد کا شیعہ جسپر اہل سنت کی

* یہ سنی تفضیلیہ بھی اسی فضیلت جزئی جناب مرتضی کے قائل ہوئے جسکے تمام اہل سنت قائل ہین۔ شاید یہ لوگ جناب مرتضی مین بہ نسبت حضرت شیخین اکثریت فضائل کے قائل ہون۔

اکابر ائمہ سفیان ثوری امام مالک امام ابو حنیفہ وغیرہ تھے اور اس کا حفظ وضبط بھی مسلم ہے خصوصاً
روایات معمر مین کہ وہ اس مین ممتاز ہے۔ **اور خاص کر وجہ دوم** وسوم کا جواب یہ بھی ہے
کہ ہمنے اس روایت عبد الرزاق کو اصل دلیل نہین ٹھرایا صرف اصل دلائل کے شواہد مین
اسکو پیش کیا ہی۔ اور اصول حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ شواہد ومتابعات مین ضعیف الحفظ
اور متغیر الحال راوی کی روایت بھی لیجا سکتی ہے۔ لہذا عبد الرزاق کا روایات معمر مین خصوصاً
اخیر عمر مین متغیر الحفظ ہونا تسلیم بھی کرلین تو اسکی اس روایت کی تسلیم سے کوئی مانع نہین ہے
جبکہ فضیلت جزئی جناب شیخین وجناب مرتضی جسکا وہ اس روایت مین معمر سے ناقل ہی صریح
آیات قرآنیہ وصحیح احادیث نبویہ سے ثابت ہی تو اس مین اس کے ضعف وتغیر کا کیا دخل وضرر ہے
شیخ امام ابو عمرو بن الصلاح کتاب علوم الحدیث کے نوع پانزدہم مین فرماتے ہین کہ

قال الامام ابو عمرو بن الصلاح فی النوع
الخامس عشر من انواع علوم الحدیث ثم
اعلم انه قد یدخل فی باب المتابعات و
الاستشهاد روایة من لا یحتج بحدیثه بل
یکون معدودا فی الضعفاء۔ وفی کتاب
البخاری ومسلم جماعة من الضعفاء ذکراهم
فی المتابعات والشواهد ولیس کل
ضعیف یصلح لذلک ولهذا یقول الدار قطنی
وغیره فی الضعفاء فلان یعتبر به وفلان
لا یعتبر به وقد تقدم التنبیه علی نحو ذلک
وقال قبل ذلک فی النوع الثانی لیس کل ضعف
فی الحدیث یزول بمجیئه من وجوه بل ذلک

متابعات وشواہد مین اس راوی کی حدیث بھی لیجا سکتی
ہین جسکی حدیث سے مستقل طور پر تمسک نکر سکین اور وہ
ضعیف شمار کیا جاتا ہو اس قسم کے راوی بخاری ومسلم کی کتاب
مین بہت ہین جنکی حدیث کو وہ دونو متابعات وشواہد
مین لائی ہین پر اس امر کی لئی ہر ایک ضعیف راوی لائق نہین
ہوتا اسی نظر سے دارقطنی وغیرہ نے کہا ہی کہ فلان راوی لائق
اعتبار ہے اور فلان نہین ہے اسکو ہم پہلے بیان کر چکے ہین اور
اس سے پہلے نوع دوم مین فرمایا ہی حدیث کا ضعف سب ہی ایسا نہین ہوتا
جسکو کئی طریق سے اس حدیث کا مروی ہونا دور کر دی بلکہ یہ ضعف
درجات مین متفاوت ہے بعض اقسام کا ضعف ایسا ہوتا ہی جسکو کئی طریق سے
اسکا مروی ہونا دور کر دیتا ہی یہ ضعف وہ ہی جو راوی کے حافظہ کی
کمزوری سے باوصف اسکے صدق ودیانت کے پیدا ہو

یتفاوت فمنه ضعف یزیله ذالک بان یکون
ضعفه ناشیاً من ضعف حفظ راویه مع کونه
من اهل الصدق والدیانة فاذا رأینا ما
رواه جاء من وجه آخر عرفنا انه مما قد حفظه
ولم یختل فیه ضبطه وکذلک اذا کان ضعفه
من حیث الارسال زال بنحو ذلک ×× و
من ذلک ضعف لا یزول بنحو ذلک لقوة
الضعف وتقاعد هذا الجابر عن جبره و
مقاومته کالضعف الذی ینشأ من کون الراوی
متهما بالکذب او کون الحدیث شاذاً
(علوم الحدیث ابن الصلاح)

جب ہم دیکھینگے کہ ایسے راوی کی حدیث اور
طریق سے بہی آچکی ہے تو جان لینگے کہ اس روایت
مین یہ شخص نہین بہولا اور اسکے حافظہ مین
خلل نہین پڑا ایسا ہی وہ ضعف ہے جو حدیث
کو مرسل کرنے (صحابی کا نام سند سے چہوڑ جانے)
سے پیدا ہو وہ بہی دوسرے طریق سے دور ہوجاتا
ہے اور بعض اقسام کا ضعف حدیث ایسا ہوتا
جس کو کئی طریق سے حدیث کا مروی ہونا دور
نہین کرتا کیونکہ وہ ضعف سخت اور مضبوط
ہوتا ہے اور اس کو پورا کرنے والا (تعدد طرق)
کمزور ہے یہ وہ ضعف ہے جو راوی کے متہم
بکذب ہونے یا حدیث کے شاذ ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ امام عبدالرزاق مین
اس نوجوان نے حفظ کا ضعف بیان کیا ہے نہ اس کے صدق و دیانت کا نقصان لہذا بشہادت
اصول مسلمہ اس کی روایت متابعات و شواہد مین بالاتفاق مقبول ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ ہماری شواہد سے نمبر دوم (نقل دوم استیعاب) پر بہی نکتہ
چینی اس نوجوان کی ایسی ہی فضول و بیجا ہے اور محض ناواقفی اور کوتاہ نظری سے ناشی ہے
جیسکہ نکتہ چینی نمبر اول تہی۔ شواہد آیندہ مین اس نے اس وقت تک کچھ قیل وقال
نہین کی آیندہ اگر کچھ کریگا تو وہ غالباً اس قسم سے ہوگی کہ فلان روایت بے سند ہے اور فلان
راوی شیعہ ہے اس کا جواب بہی ہماری طرف سے بہی کافی ہے جو ان نکتہ چینیون کا جواب دیا
گیا ہے۔ کوئی نئی بات وہ کہیگا تو اس کا جواب اور دیا جاویگا انشاءاللہ تعالے بالفعل بطور نصیحت
اتنا کہا جاتا ہے کہ ائمہ دین (جنکی تصانیف و روایات سے اہل سنت بلانکیر تمسک کرتے چلے آتے

ہین کی جناب مین زبان طعن درازنہ کریں ورنہ اسکا سلسلہ دور تک پہنچیگا بخاری و مسلم سے بھی اسکو انکار کرنا پڑیگا اور اپنی اتباع کی لئے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی جگہ کوئی اور دستور العمل جس مین اس قسم کی مطعون آئمہ کا دخل نہو تیار کرنا ہوگا۔

(۳) بعض محدثین و فقہا سے شرح قصیدہ امالیہ مین منقول ہے کہ خلفا کا افضل ہونا

ولیکن بعضے از فقہا و محدثین در شرح قصیدہ امالیہ نقل کردہ اند کہ افضلیت خلفاے اربعہ مخصوص است بما عدائے اولاد پیغمبر خطابی از بعض مشائخ نقل میکند کہ گفتند ابوبکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر و امام تاج الدین سبکی از اعاظم علماے شافعیہ است در طبقات کبریٰ از مشائخ متاخرین نقل کردہ است کہ ایشان تفضیل ختنین میکنند از جہت ثبوت زوجیت با بضعہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم و شیخ جلال الدین سیوطی در کتاب خصایص از امام علم الدین عراقی نقل کردہ است کہ فاطمہ و برادران او ابراہیم بالاتفاق افضل اند از خلفاء و از امام مالک آوردہ اند کہ ما افضل علے بضعۃ

اولاد پیغمبر کے سوا اور لوگون کی نسبت ہے اس قول مین تصریح کی مثل تلویح ہے کہ خلفا کو کلی فضیلت نہین نسب مین اولاد پیغمبر سے وہ افضل نہین ہین +

(۴) امام ابو سلمان خطابی نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت علی سے بہتر ہین اور علی ابوبکر سے افضل ہین اس قول مین بھی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ ان مین ایک دوسرے پر فضیلت کلی نہین ہے جزئی فضیلت ہے جس کی نظر سے ہر ایک کو دوسرے سے افضل کہہ سکتے ہین +

(۵) امام تاج الدین سبکی نے طبقات کبرے مین مشائخ متاخرین سے نقل کیا ہے کہ وہ ختنین کی دونو داماد پیغمبر علی و عثمان رض کو زوجیت جگر پارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے افضل سمجھتے۔

(۶) امام علم الدین عراقی سے کتاب خصائص مین امام سیوطی نے نقل کیا ہے کہ فاطمہ اور اس کا بھائی ابراہیم بالاتفاق خلفا سے افضل ہین

ان دوا قوال مین بھی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ جناب شیخین

کو اورون پر کلی فضیلت نہین ہے نسب مین اولاد نبی ان سے افضل ہے۔

(۷) امام مالک سے منقول ہے وہ کہتے کہ مین آنحضرت کے جگر پارہ سے کسیکو افضل نہین سمجھتا۔ یہ تفضیل

من النبی صلعم احداً فرسود من یکے را از جگر پارہ رسول اللہ تفضیل نمیدہم این تفضیل نسبت بدیگران باشد (تکمیل الایمان صفحہ ۴۰)

(جو خلفا کو حاصل ہے) اورون کی نسبت ہے

اس قول مین بہی مشہور کی مثل تلویح ہے کہ جناب شیخین کو اورون پر کلی فضیلت نہین ہے

(۸) شیخ عبدالحق رہ نے ان اقوال کو تکمیل الایمان مین مقام معارضہ مین نقل کر کے انکا جواب ایسا دیا ہے کہ وہ ہمارے مشایخ ثلثہ (حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و مولانا اسمعیل شہید) کے بیان کا از سر تا پا موید ہے اور اسکے عین مطابق و موافق ہے۔ اس مین شیخ صاحب نے صاف فرما دیا ہے کہ جناب شیخین کو بعض وجوہ کثرت ثواب* نفع رسانی بحق اسلام وغیرہ) مین فضیلت ہے نہ من کل الوجوہ جس مین علم و نسب و شجاعت وغیرہ کمالات ذاتیہ بہی شامل ہون۔ اقوال مذکورہ کو نقل کرنیکے بعد آپ فرماتے ہین "این ہمہ روایات صریح مقصود ندارد و منافی مدعا ما اینجا (چنانچہ تحریر کردہ آمد) اثبات افضلیت بوجہے حاصل است و آن بہ مفضولیت بوجہے دیگر منافات ندارد و این فضائل** کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بلکہ بمزید شرف نسب و کرامت جوہر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغامبر عم اجزاے اوپند شرفے و شانے ہست کہ در ذات شیخین نیست ہیچکس را درینجا مجال توقف و انکار نخواہد بود و با وجود آن ثواب شیخین اکثر و نفع در اسلام و اہل آن اعظم و اوفر است تا آنکہ از قول خطابی کہ از بعض مشایخ خود نقل کردہ است نیک درتوان یافت کہ چہ مقصود دارد خیریت چیست و افضلیت یکدام است کہ گفتہ است ابوبکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر اگر مراد خیریت ابوبکر از وجہے است و افضلیت

* گو اس کثرت ثواب مین اورون کو کلام ہے چنانچہ عنقریب شیخ مواقف وغیرہ سے منقول ہوگا

** یعنی فضائل مرتضے علیہ السلام۔

نوٹس۔ نمبر پنجم و ششم جنمین مضمون عکس ترقی معکوس تمام ہوا ہی چہپ رہی ہین عنقریب تقسیم ہونگی۔ مگر انہی لوگونکو جو نمبر ۴ وصول پاکر فوراً زر مطلوب ادا کرینگے۔ اور جو حضرات انمین توقف کرینگے وہ انمبر ونکو جلد نپاوینگے۔

علی از وجہے دیگر پس سخن است بیرون از دائرہ خلاف وخارج از محل نزاع واگر مراد از خیریت کثرت ثواب است واز افضلیت وجوہ دیگر مثل شرف ذات وکرامت نسب وامثال آن پس منافات بمقصود ندارد واگر غرضے دیگر است بیان کند تا معلوم شود کہ حقیقت حال چیست واللہ اعلم"

اور اس سے پہلے بصفحہ ۳۰۹ آپ نے فرمایا ہے مقام ثانی آنکہ فضیلت خلفاے اربعہ بر ترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی ومراد از افضلیت اکثریت ثواب است عند اللہ وتحریرش چنانکہ علما کردہ اند آنست کہ قول ما فلان افضل است از غیر خود زیادت ورجحان آن فلان را الطلب بنسبت بآن غیر واین رجحان تواند کہ بجمیع وجوہ ذجمیع صفات باشد یعنی در ہر صفتے کہ تصور کند وموازنہ نمایند آن فلان راجح آید وکامل بود یا در مجموع صفات من حیث المجموع واین بہ آن جمع شود کہ در مفضول صفتی از صفات کمال باشد کہ در فاضل نبود تواند کہ آن رجحان از وجہے خاص معنی مخصوص باشد ومحل خلاف درین مسئلہ رجحان بہمین وجہ خاص است یعنی کثرت ثواب عند اللہ نہ بوجوہ دیگر مثل زیادت علم وشرف نسب وقوت ملکات نفسانیہ مثل شجاعت وشہامت وامثال آن از انچہ آنرا در عرف فضیلت خوانند ومخصوص جوہر نفس ولازم وے بود واین منافات ندارد برجحان آن غیر در احاد فضائل دیگر یا در مجموع فضائل من حیث المجموع واسباب کثرت ثواب آثر و فضائل بود کہ منافع ونتائج آن بدین اسلام راجع ومتعدی گردد مثل سبقت ایمان ونصرت در دین وتقویت اسلام وامداد مسلمانان وکثرت خیرات وہدایت ناس وامثال آن میگویند کہ این صفات در ذات ابوبکر بیشتر ہست۔"

اور لمعات شرح مشکوٰۃ مین اس حدیث کی شرح مین کہ حضرت ابوبکر سے حضرت عمرؓ نے

عن جابر قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلعم فقال ابوبکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلعم	کہا اے خیر الناس بعد رسول اللہ تو حضرت ابوبکر نے جواب مین یہ فرمایا کہ تم نے یہ کہا ہی تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ

یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰) قال الشیخ عبد الحق فی اللمعات وجوہ الخیریۃ مختلفۃ متعددۃ فلا منافاۃ بین کل منہما مع کون ابی بکر افضل من جہتہ کثرۃ الثواب -"

سنا ہوا ہی کہ عمر سی کسی بہتر شخص پر آفتاب طلوع نہیں کیا (یعنی زیر شعاع آفتاب کوئی ان سے افضل نہین" شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ بہتر ہونے کے وجوہات جداگانہ اور کئی ہوا کرتے ہین لہذا ان دونو کے ایک دوسرے سے افضل ہونے مین کچھ مخالفت نہین (یعنی ایک کسی وجہ سے افضل ہین دوسری اور وجہ سے) ومعہذا صدیق اکبر کثرت ثواب مین حضرت عمر سے افضل ہین -" اس قول مین شیخین کی باہمی فضیلت کے جزئی ہونے پر صاف تصریح ہے -"

(۹) ملا علی قاری نے بہی اس حدیث کی شرح مین فرمایا ہے کہ حضرت عمر کا سب سے افضل

قولہ خیر من عمر ہو اما محمول علی ایام خلافتہ او مقید بیعد ابی بکر او المراد فی باب العدالۃ او فی طریق السیاسۃ ونحو ذالک جمعاً بین الالفاظ الواردۃ فی السنۃ (مرقات شرح مشکوٰۃ -)

ہونا یا تو ایام خلافت کے لوگون کی نسبت ہی یا ابوبکر کے بعد اور صحابہ کی نسبت یا خاص وصف عدالت مین یا امور سیاست (ریاست) مین - یا اسی قسم کے اور اوصاف مین یہ اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ حدیث اور وہ احادیث جن مین صدیق اکبر وغیرہ کو افضل کہا گیا ہے باہم متفق ہو جائین - اس قول مین بہی صاف تصریح ہے کہ فضیلت صدیق اکبر کلی نہین ہے جزئی ہے بعض امور سیاست وغیرہ مین حضرت عمر کو انپر ترجیح ہو سکتی ہے -"

(۱۰) حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے چنانچہ خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب

قال الجنید رح صاحبنا فی ہذا الامر اشار الی ما تضمنہ القلوب وادمی الی حقائقہ

مین ان سے نقل کیا ہے کہ حقائق و معارف مین ہمارے پیشوا اور ان امور مین آنحضرت

واولہ بعد نبینا صلعم علی بن ابیطالب ذلک امرءٌ اعطی علماً لدینا (فصل الخطاب)	کے بعد سب سے اول جناب مرتضےٰ ہین جنکو خدا نے علم لدنی عطا فرمایا ہے"۔

(۱۱) شیخ محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ مین فرمایا ہے کہ سب لوگون سے زیادہ تر

واقرب الناس الیہ ای الی رسول اللہ صلعم علی بن ابیطالب امام العالم واسرار الانبیاء اجمعین (فتوحات مکیہ)	آنحضرت کی جناب مین صاحب قرب علی بن ابیطالب ہین جو جہان کے امام تھے اور سب نبیون کے بھید۔"

ان دونوا قوال اکابر صوفیہ مین بھی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ علوم لدنی وحقائق اسرار مین علی مرتضی سے جناب شیخین افضل نہ تھے بلکہ ان مین جناب مرتضیٰ ان پر فضیلت رکھتے ایساہی اور صوفیاے کرام واولیاے عظام نے فرمایا ہے جن کے اقوال کی تفصیل مین بہت تطویل متصور ہے۔

(۱۲) امام احمد بن حنبل کا یہ قول کہ جو شخص علی کو شیخین پر فضیلت وامامت مین

قال الامام احمد من فضل علیاً علی ابی بکر وعمر اوقدمہ علیھما فی الفضیلۃ والامامۃ دون النسب فھو رافضی مبتدع (رسالہ نوجوان ص ۳۹)	بجز نسب افضل کہے وہ رافضی ہے"جو شرح عقائد سفارینی سے فریق منکر نے نقل کیا ہے اس مین بھی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ نسب مین مرتضےٰ سے شیخین افضل نہین اس مین

جناب مرتضیٰ حضرت شیخین سے افضل ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جناب شیخین کو حضرت مرتضیٰ پر کلی فضیلت نہین۔

(۱۳) امام ابوسلیمان خطابی کا وہ قول جو ہم نے اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲ مین بصفحہ ۱۶۰ نقل کیا ہے اس مین بھی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ جناب شیخین کو باقی سب صحابہ پر کلی فضیلت نہین ان امور مین فضیلت ہے جو مشاورت کے متعلق ہین اور ابن عمر کی کلام مین انہی لوگون پر ان کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو اس وصف سے موصوف تھے نہ سبھی صحابہ پر۔

آپ فرماتے ہین حضرت ابن عمر نے جو حضرت ابوبکر و عمر کو اور صحابہ سے افضل کہا ہے۔"

قال الخطابی وجهه انه اراد الشیوخ وذوی الاسنان منهم الذین کان رسول الله صلعم اذا حزبه امر شاورهم وکان علی فی زمانه حدیث السن ولم یرد ابن عمر الازراء بعلی ولا تاخیره عن الفضیلة بعد عثمان (کرمانی شرح بخاری)

انکے بعد سب کو یکسان ٹھیرایا ہے اس قول مین ان کی مراد بڈھے اور مسن لوگ ہین جنسے آنحضرت صلعم بوقت غم و فکر مشورہ لیا کرتے اور اس وقت حضرت علی کم سن تھے (یعنی لائق مشورہ نہ تھے) لہذا اس کلام مین حضرت علی کی تحقیر رتبہ مقصود نہین اور نہ حضرت عثمان کے بعد ان کے درجے کو ہٹانا مدنظر ہے۔"

ہرچند امام خطابی کا اصل مطلب و مقصود اس کلام سے اس اعتراض کا دفع کرنا قرار دین وتسلیم کرلین جو کرمانی نے اس کلام کو نقل کرنے سے پہلے بیان کیا ہے کہ "ابن عمر نے خلفاے ثلثہ کے بعد سب صحابہ کو یکسان ٹھیرایا ہے حالانکہ ان سب سے حضرت مرتضے افضل ہین" ولیکن یہ مطلب امام خطابی نے ایسے الفاظ مین ادا کیا ہے جن مین صاف پایا جاتا ہے کہ اس قول ابن عمر مین سبھی اصحاب کی نسبت فضیلت خلفاے ثلثہ کا بیان مقصود نہین جن مین حضرت مرتضے بھی شامل ہون بلکہ خاص کران بڈھے اور مسن اصحاب کی نسبت (جن سے آنحضرت مشورہ لیا کرتے) بیان فضیلت مقصود ہے جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت کلی اور کل صحابہ پر نہین۔ جزئی اور خاص امور مشاورت مین اور خاصکران صحابہ کی نسبت ہے جو آنحضرت صلعم کے مشیر اور امور مشاورت و سیاست مین آپ کے وزیر و دبیر تھے۔"

نوجوان فریق منکر نے امام خطابی کے اس مطلب و الفاظ کو خود نہین سمجھا پھر اُلٹا ہم پر یہ طعن کیا ہے کہ "مولوی صاحب کو ابوسلمان خطابی کی عبارت سمجھنے مین تسامح واقع ہوا ہے" عزیز من! اگے آمدی و کے پیر شدی! ابھی کتب و عبارات کے الفاظ تو سیدھے کرو پھر فہم

مطلب گے مدعی بننا - اور فہم سابقین کی غلطی نکالنا تو ہنوز دلی دور است کا مصداق ہے زیادہ کیا کہیں -

ان اقوال سیزدہ گانہ سے ہمارے حضرات ثلثہ (شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و مولانا اسمعیل شہید) کے کلام کی پوری تائید ہوئی اور یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ جو فضیلت شیخین کا جزئی (نہ کلی) ہونا ان حضرات نے بیان کیا ہے یہ صرف انہی حضرات کی تجویز نہیں - اکابر سلف صالحین صحابہ و تابعین اور انکے خلف آئمہ مجتہدین و محدثین اور انکے اتباع متقدمین و متاخرین و صوفیہ صافیہ بھی اسی فضیلت جزئی کے قائل ہیں اور انکے منطوق یا مفہوم کلام سے اس فضیلت کا جزئی ہونا ثابت ہے -

ان اکابر سلف و خلف کے علاوہ بہت سے اکابر صحابہ و تابعین وغیرہ آئمہ دین (صدیق اکبر - علی مرتضے - ابو ہریرہ - عائشہ - امام حسن (صحابہ) شقیق - سعید ابن المسیب - ابو الاسود الدیلی - یحیٰی بن یعمر - حکم بن عتبہ - حبیب بن ابی ثابت - سعید بن فیروز - منصور بن معتمر - سعید بن عمرو - سلمۃ بن کہیل - سلیمان بن مہران فضیل بن عیاض - عبید اللہ بن موسیٰ - ابو نعیم فضل بن دکین - خالد بن مخلد - علی بن المدینی - یعقوب بن اسحاق (تابعین وغیرہ) سے اسی مضمون کے اقوال جنسے سبھی صحابہ کی باہمی فضیلت کا جزئی نہ کلی ہونا ثابت ہوتا ہے دواوین سنت مستدرک حاکم - سنن نسائی - جامع ترمذی - تصانیف ابی نعیم - تصانیف ابن خزیمہ - اصابہ حافظ ابن حجر - استیعاب امام ابن عبد البر وغیرہ میں منقول و موجود ہے ولیکن ان سب کی تفصیل کے لئے ایک دفتر طویل چاہئیے - ہماری اس مختصر بیان کو فریق منکر نے ناکافی سمجھا اور اس کا تہذیب و انصاف کے ساتھ کافی جواب دیدیا تو آیندہ ہم ان اقوال و آثار کی پوری تفصیل کرینگے - انشاء اللہ تعالے - یار باقی صحبت باقی -

اس مختصر بیان اور اسکے متضمن اقوال ونقول سے اتنا تو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بدلالت
کتاب وسنت (جنکا ایک حصہ ازالۃ الخفا اور اشاعۃ السنہ (نمبر ۶ جلد ۲) مین منقول ہے
اور بشہادت اکابر سلف وخلف اہل سنت جنکے اقوال اس پرچہ مین موجود ہین (یعنی
(صحابہ سے) سلمان[1]- حسان[2]- ابوذر[3]- مقداد[4]- خباب[5]- جابر[6]- ابوسعید[7]- زید بن ارقم[8]-
وغیرہ (اور تابعین وغیرہ مجتہدین ومحدثین سے) معمر[9]- وکیع[10]- امام مالک[11]- امام احمد[12]
بن حنبل - امام عراقی[13]- امام عبدالرزاق[14]- امام ابن عبدالبر[15]- امام خطابی[16]- جنید بغدادی[17]
شیخ محی الدین عربی[18]- شیخ عبدالحق دہلوی[19]- ملا علی قاری[20]- حضرت شاہ ولی اللہ[21]- شاہ
عبدالعزیز[22]- مولانا محمد اسمعیل شہید[23]- وغیرہم) جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر بلکہ
کسی صحابی کو دوسری پر کلی فضیلت نہین - اس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ امر دوم
کی متعلق ہمارا فیصلہ ایسا صحیح وقطعی ہے جسکا اپیل ناممکن ہی اور اس مین فریق منکر
کے عذر وحیلہ کی گنجائش نہین - اس فیصلہ و[illegible] سے ہمارا وہ وعدہ یا دعوی بھی پورا
ہوا جو اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲ مین ہم نے کیا اور کہا تہا کہ "یہ فضیلت جزئی صرف میری
تجویز نہین ہی مجھہ سی پہلے اکابر اہل سنت سی بھی یہ تجویز صادر ہو چکی ہے ان کا نام
مین تب بتاؤنگا جب اس تجویز پر کسیکو معترض پاؤنگا" - اس وعدہ کے ایفا کی طالب
(امید ہے) اس بیان کو کافی وفا سمجھینگے اور ہماری اس دعوی کی نسبت گمان غلطی
یا تفرد سی اب رجوع کرینگے - اور جس شخص نے اس دعوی کے مقابلہ مین کہا تہا کہ "فضیلت
جزئی سی تاویل کرنیکا سلف مین کوئی قائل نہین - یہ تاویل جزئی کی بعض متاخرین نے
نکالی ہے" اسکے قول کو محض لاف وگزاف خیال کرینگے واللہ ولی التوفیق -

فیصلہ امر سوم کی مخالفین سے بحث

امر سوم کے متعلق ہمارے فیصلے کا ماحصل یہ ہی کہ فی الجملہ فضیلت شیخین قطعی ہے - اور
کلی فضیلت قطعی کیا ہوگی ظنی بھی نہین - اور نہ کوئی سنی اس کا مدعی وقائل ہے - اور

اگراس کا ظنی ہونا کسی دلیل سے ثابت ہوا اور کوئی سنی اس کا قائل نکل آوی تو وہ اعتقاد سنیت کا مدار نہین ہو سکتی - کیونکہ باب اعتقاد مین ظن و تقلید پر اعتماد جائز نہین -

اس **فیصلہ** مین ہم نے **تین دعوی** کئے ہین (۱) فی الجملہ فضیلت قطعی ہے -

(۲) کلی فضیلت ظنی طور پر بھی ثابت نہین چہ جای قطعیت اور کوئی سنی اس کا مدعی نہین -

(۳) ہو تو باب اعتقاد مین اسپر اعتماد جائز نہین -

ان دعاوی سی پہلے **دعوی مین تو مخالفین کو نزاع نہین** -

دوسری دعوی پر دلیل یہ ہی کہ کتاب و سنت مین کوئی نص (قطعی یا ظنی) اس مضمون کی وارد نہین ہی کہ جناب شیخین یا کسی اور صحابی کو دوسرے صحابہ پر کلی فضیلت ہے جسقدر نصوص فضائل صحابہ مین قران و حدیث مین وارد ہین ان مین جزئی فضیلت صحابہ کی پائی جاتی ہے وبس - اور اقوال آئمہ اہل سنت مین (جو کتب اہل سنت مین منقول ہین) بھی یہین دعوی کلیت فضیلت کا نام و نشان نہین ✻ - یہ بات ناظرین کو کتب سنت و اہل سنت کی طرف مراجعت کرنی سے یقیناً معلوم ہو سکتی ہی - جو لوگ اصل کتب حدیث کو نہ دیکھہ سکین وہ ازالۃ الخفا اور اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲ اور نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۸ ملاحظہ کرین - اور نمبر ہذا مین عبارات معتبرات اہل سنت جو عنقریب منقول ہونگی - ملاحظہ مین لائین - جن سے ان کو یقین ہوگا کہ کلیت فضیلت نہ نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہے نہ کوئی سنی اس کا مدعی ہی - اس قسم کی دلیل کو فقہا عدم وجدان ✻✻ دلیل اور عدم النقل سے تعبیر کرتے ہین - اور جو اس قسم کی دلیل سے نفی نکالی جاتی ہے اسکو نفی بالاصل و عدم اصلی کہتی ہین جسپر بہت سے احکام شرعیہ عملیہ و اعتقادیہ کی بنا قائم کرچکے ہین - یہ

✻ حتی کہ فریق منکر حامی اور اس فساد اختلاف کے بانی مہانی نے بھی کلیت کا دعوی نہین کیا - (دیکھو نوٹ صفحہ ۸۶)

✻✻ دیکھو محصول امام فخر الدین رازی - اور ہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ -

بات ہی کتب فقہا و اصولیین مین مصرح و مشرح ہے جس کی تفصیل کا یہ محل نہین اور فی الجملہ تائید اس کی عبارات آیندہ مین (جو یقینی ہونے فضیلت کے نفی مین عنقریب مذکور ہونگی) موجود ہے۔

تیسرے دعوی کی دلیل یہ ہے کہ ظن اور ظنی دلائل پر گو اعمال مین اعتماد جائز اور شرع سے ثابت ہے ولیکن باب اعتقاد مین ظن و ظنیات پر اعتماد کرنے سے قرآن مانع ہی اور یہی قرارداد علمای اسلام ہے۔

قرآن مجید مین فرمایا ہے شتاب منکر کہینگے خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ ہم کسی چیز کو (اپنی طرف سے) حرام بناتے - ایسا ہی ان سے پہلون نے جھٹلایا یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھ لیا تو ان سے کہدی کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے (یعنی ان باتون پر کوئی یقینی سند ہے) جسکو نکال سکو - تم تو ظن ہی کے پیچھے لگتے اور اٹکل دوڑا رہی ہو۔

سیقول الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شئ کذلک کذب الذین من قبلهم حتی ذاقوا باسنا قل هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (انعام ع ۱۸)

اور فرمایا ان مین بہت لوگ ظن ہی کے پیچھے لگتے ہین اور ظن حق کا کام کچھہ نہین دیتا الله جانتا ہے جو یہ کرتے ہین۔

وما یتبع اکثرهم الا ظنا وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ان الله علیم بما یفعلون (یونس ع ۴)

پہلی آیۃ کی تفسیر مین قاضی بیضاوی نے کہا ہے اس آیۃ مین ظن کی پیروی سے ممانعت پائی جاتی ہے۔ خصوصاً اعتقادی مسائل مین شاید یہ ممانعت اس موقع پر ہو جہان ظن کے مقابلہ مین کوئی یقینی امر ہو۔ کیونکہ آیتہ کا مورد نزول ایسا ہی موقع ہے۔

فیه دلیل علی المنع من اتباع الظن سیما فی الاصول ولعل ذلک حیث یعارضه قاطع اذ لا یة فیه (بیضاوی صـ۲۷۳)

لفظ "شاید" قاضی بیضاوی نے اس خیال سے بولا ہے کہ الفاظ قران کے عموم کا اعتبار ہی نہ خاص مورد نزول کا - اور یہ امر بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے - اور اسکی[*] موافق علماے اسلام کا زمانہ صحابہ سے عمل چلا آیا ہے - لہذا اس آیۃ مین ہر ایک ظنی امر کی اتباع سے باب اعتقاد مین ممانعت ہے - اسکو اس ظنی امر سے (جس کے مقابلہ مین کوئی قطعی امر ہو) خاص کرنا صحیح نہین ہے -

اور **بیضاوی** نے دوسری آیۃ کی تفسیر مین کہا ہے اس آیۃ مین اس امر کی دلیل پائی جاتی ہے کہ باب اعتقاد مین یقین حاصل کرنا واجب ہے اس مین ظن و تقلید پر اکتفا جائز نہین خدا کا یہ فرمانا کہ خدا جانتا ہے جو وہ کرتی ہین اتباع ظن اور ترک دلیل پر عذاب سے ڈرانا ہے -

فیہ دلیل علی ان تحصیل العلم فی الاصول واجب والاکتفاء بالتقلید والظن غیر جائز "ان اللہ علیم بما یفعلون" وعید علی اتباعھم للظن واعراضھم عن البرھان (بیضاوی صـ۳۶۰)

ایساہی دوسری آیۃ کی تفسیر مین نواب صاحب بھوپال نے **فتح البیان** مین فرمایا ہے

آپ فرماتے ہین کرخی نے کہا ہے اس آیۃ مین اسبات کی دلیل پائی جاتی ہی کہ باب اعتقاد مین علم (یعنی یقین) حاصل کرنا واجب ہے اور ظن و تقلید کو کافی سمجھنا جائز نہین - کیونکہ دین یقین ہی بنتا ہی اور اسی یقین سے حق واضح ہوتا ہے اور ظن اس کے

قال الکرخی وفیہ دلیل علی ان تحصیل العلم فی الاصول واجب والاکتفاء بالتقلید والظن غیر جائز وقیل المراد بالاکثر الرؤساء ثم اخبرنا اللہ سبحانہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً لان امر الدین انما یبنی علی العلم وبہ یتضح الحق من الباطل والظن لا یقوم مقام العلم ولا یدرک بہ الحق ولا یغنی عن الحق فی شیئ

[*] تلویح مین ہے - ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لان التمسک انما ھو باللفظ وھو عام وخصوص السبب لا ...

من الاشياء والجملة مستانفة لبيان شان الظن وبطلانه ومن بمعنى عن والحق بمعنے العلم (فتح البيان جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

قائم مقام نہین ہوسکتا - اور اس سے حق معلوم نہین ہوتا - وہ ظن کسی امر مین حق کا کام نہین دیتا خدا کا یہ فرمانا ظن کے باطل ہونے کے بیان کے لیئے ہے اس مین حق سے علم مراد ہی -

امام رازی نے فرمایا ہی "مسائل اعتقادیہ یقینیہ مین ظن پر اعتماد جائز نہین - امام سیوطی نے

قال الامام الرازی والظن لا يعول عليه فی المسائل الاصولية القطعية وحسبك بهذا الكلام من الامام (تفسير اتقان صفحہ ۲۸۹)

امام رازی کا یہ کلام تفسیر اتقان مین نقل کرکے فرمایا ہے - تجھے یہ کلام اس امام کا اسباب مین بس ہی -

بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت مین فرمایا ہے اعتقاد ظن سے حاصل نہین

لان الاعتقاد لا يحصل مع الظن بخلاف الاعمال - (شرح مسلم الثبوت)

ہوتا ہان اعمال مین ظن پر بھی عمل [illegible]

علامہ تفتازانی نے تلویح مین فرمایا ہے اعتقادی مسائل اکے دُکے راویون کی حدیثون

اذ الاعتقاديات لا يثبت باخبار الاحاد لابتنائها على اليقين - (تلويح صفحہ ۲۳)

سے ثابت نہین ہوتے - کیونکہ اعتقادیات کی بنا یقین پر ہوتی ہے -

لابتناء فی عموم اللفظ ولا يقتضی اقتصاره عليه ولانه قد اشتهر من الصحابة ومن بعدهم التمسك بالعموم الواردة فی حوادث واسباب خاصة من غير قصر لها على تلك الاسباب فيكون اجماعا على ان العبرة لعموم اللفظ وذلك كاية الظهار نزلت فی خولة امرأة اوس بن الصامت واية اللعان فی هلال بن امية واية السرقة فی سرقة رداء صفوان او سرقة المجن وكقوله صلعم ايما اهاب دبغ فقد طهر ورد فی شاة ميمونة قوله عليه السلام خلق الماء طهور لا ينجسه شئی الا ما غير طعمه اولونه او ريحه ورد جواباً للسوال عن بئر بضاعة - تلويح صفحہ ۶۲ ومثله فی صفحہ ۲۷۵)

علامہ ہارون نے ناظورۃ الحق مین لکھا ہے۔ توجان چکا ہے کہ باب اعتقاد مین ظن

وقد عرفت ان باب الاعتقاد لا یجری فیه الظن والقیاس ولا یثبت بالاجتهاد وآراء الناس بل الحق بتّ ولا یتصور فیه خلاف وتفوت (ناظورۃ الحق)

وقیاس جاری نہین ہوتا اور اعتقاد اجتہاد اور لوگون کی راے سے ثابت نہین ہو سکتا اس مین حق قطعی ہوتا ہے جس مین اختلاف متصور نہین۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین بجواب قول شیخ علاء الدین قونوی کے کہ جمعرات اور جمعہ کے دن اہل قبور سے عذاب اٹھایا جاتا ہے پھر وہ قیامت تک عود نہین کرتا

لا یخفی ان المعتبر فی العقائد هو الادلة الیقینیة واحادیث الاحاد انما تکون ظنیة اللهم اذا تعدد طرقه بحیث صار متواتراً معنویاً فحینئذٍ تکون قطعیاً (شرح فقه اکبر [illegible])

فرمایا ہے یہ بات مخفی نہین کہ عقائد کے باب مین یقینی دلائل معتبر ہین نہ اکّے دکّے راویون کی حدیثین جو ظنی ہوتی ہین ہان جبکہ وہ کئی طرق (راویون) سے مروی ہون اور تواتر معنوی کو پہنچ جائین تو اس وقت وہ بھی قطعی ہو جاتے ہین۔

ومن المعلوم عند ارباب العلوم واصحاب الفهوم ان مبنی العقائد علی الادلة القطعیة لا علی الحجج الظنیة المفیدة فی المسائل الفقهیة الفرعیة وذلک لقوله تعالی فی ذم الکفار ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا ذلک مبلغهم من العلم ان ربک هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بمن اهتدی والآیات فی هذا المعنی کثیرۃ والاحادیث شهیرۃ

اور رسالہ سم الفوارض فی ذم الروافض مین آپ نے فرمایا ہے اہل علم و صاحب فہم یہ بات جانتے ہین کہ عقاید کی بنا قطعی دلائل پر قائم ہوتی ہے نہ ظنی دلائل پر جو مسائل فرعیہ فقہیہ مین کام دیتے ہین کیونکہ خدا تعالے نے کافرون کی مذمت مین فرمایا ہے کہ وہ ظن ہی کے پیچھے لگتے ہین۔ اور ظن حق کا کام نہین دیتا تو اس سے منہ پھیر لے جو ہماری نصیحت سے پھر جاتا ہے اور بجز زندگی دنیا کے کچھ نہین چاہتا

والاجماع منعقد عند من توجد معرفة لدیہ۔(سم الفوارض)	وہی انکی سمجھہ کی حد تیرا رب اسکو خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بہکا ہوا ہے اور جو اسکی

راہ پر ہے۔" اور اس باب مین آیات بکثرت موجود اور احادیث مشہور ہین اور اسپر اجماع قائم ہی ان لوگونکی نزدیک جنکو علم ہے۔

ایسا ہی شیخ عبدالحق نے تکمیل الایمان مین فرمایا ہے اور کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین آپ نے فرمایا ہے شیخ علاؤالدین قونوی کہ از محققین علماے شافعیہ ہست میگوید کہ آنچہ بر من ظاہر میشود اینست کہ اعتقاد حیات انبیاء علیہ السلام در قبور و وجود ایشان در وی بوجہیکہ پیش از وفات ثابت بود استمرار و استقرار ایشان در قبور ہمبرین وجہ از مسائل فروع نیست کہ در وے بدلائل ظنیہ غیر قطعیہ اکتفا رود و بمشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیاتے کہ ایشان را پیش از وفات ثابت بود زوال پذیرفتہ و فانی شدہ وعود آن حیات را دلیلے قطعی و حجتے ساطع باید تا اعتقاد بدان صورت بندد" ان اقوال کی تائید اقوال آیندہ مین (جو یقینی نہونے فضیلت شیخین مین عنقریب منقول ہونگے) یہی پائی جاتی ہے اور ان کے خلاف پر ہم نے کوئی دلیل نہین پائی اور نہ کسی محقق عالم کی اس کے خلاف پر تصریح دیکھی ہے۔ بالجملہ باب اعتقاد مین ظن پر اعتماد کا عدم جواز ایسا مسئلہ ہے جسکو متفق علیہ کہا جاے (چنانچہ ملا علی قاری نے کہا ہی) تو کچھہ مبالغہ و مجازفہ نہین ہے۔

مگر افسوس صد افسوس ہماری زمانہ کی بڑی بڑی مجتہدین و علما (کیا محدثین اور کیا فقہا) نے اس اتفاقی اصول کو پس پشت ڈال رکھا ہی اور اثبات عقاید اسلامیہ یا سنیہ مین ان کا عمل اس اصول کے بالکل مخالف ہی جس عقیدہ کو کوئی اعتقاد اہل اسلام یا اعتقاد اہل سنت بنانا چاہتا ہی اسپر جس قسم کی روایت سوکھی گیلی ضعیف قوی ظنی اجتہادی تقلیدی ملے اس سی تمسک کر لیتا ہے اور اس عقیدہ کے مخالف کو دائرہ

اسلام یا اہل سنت سے خارج کرنے پر مستعد ہو جاتا ہے اور اسکے احباب و انصار اسکے فتوی اور تحریر پر بڑی بڑے سلطانی مہرین بیضوی مربع مسدس لگانے کو تیار ہو جاتے ہین اور خدا سے شرما کر موت کو قیامت کی سامنے رکھکر اتنا نہین سوچتے کہ جن روایات و اقوال پر ہم اس باب مین اعتماد کرتے ہین وہ صحیح ہیں؟ پھر بعد صحت وہ قطعی ہین؟ فالی اللہ المشتکی والیہ الرجعی

دعوے دوم و سوم کے دلائل ناظرین کو معلوم ہوئے اور ہمارے فیصلہ کے سبھی اجزا مسلّم* یا مدلل ہو چکے تو اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ ان دو دعاوی میں کسی کا خلاف و نزاع کیا ممکن ہے۔ اور اسپر ہماری طرف سے کیا بحث ہوسکتی ہے۔

ان دعاوی دوم و سوم کا کوئی خلاف اور ان مین نزاع کریگا تو فضیلت کلی کے قطعی ہونے کا مدعی ہوگا (۲) یا اسکو ظنی ٹھہرا کر سنیون مین اس کے چند قائلین کے نام بتا کر اس کو سنی ہونے کا مدار قرار دیگا اور باب اعتقاد مین ظن و تقلید پر اعتماد جائز بتائیگا۔

بشق اول (دعوے قطعیت فضیلت کلی پر) اس سے یہ **بحث** و سوال ہے کہ وہ کم سے کم ایک آیۃ قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث قطعی لفظاً نہ سہی معنیً سہی اس مضمون کہ جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر یا اور احاد اصحابہ پر جملہ فضائل و کمالات متعدیہ و ذاتیہ مین کلی فضیلت ہے پیش کرے۔ و مع ہذا ان احادیث کا جو جناب مرتضی کو علم و نسب۔ شجاعت وغیرہ کمالات ذاتیہ مین ترجیح دی رہے ہین جواب دیکر اپنی متمسکہ آیۃ یا حدیث کا معارضہ سے محفوظ ہونا ثابت کرے۔ یا کلی ہونے فضیلت شیخین پر اجماع قطعی سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم کا پیش کرے و مع ہذا اسکے مخالف اقوال سلف و خلف کا (جو سابقاً منقول ہو چکے ہین اور آیندہ بھی عنقریب منقول ہونگے) بے اعتبار ہونا ثابت کرکے اپنے اجماع کا خلاف سے محفوظ ہونا ثابت کرے۔ اس صورت مین ہم اپنے فیصلہ کو واپس لے لینگے۔ اور اس مسئلہ مین اس

* مسلم پہلا دعوے مدلل دوسرا و تیسرا

جوانمرد محقق کی شاگردی اختیار کرینگے۔

اور **بشق ثانی** (فضیلت کلی کو ظنی کہنے۔ اور اعتقادیات مین ظن وتقلید پر اعتماد کو جائز بتانے پر) اس سے **اولاً یہ بحث** وسوال ہے کہ وہ کسی ظنی ہی آیت یا حدیث سے جملہ فضائل وکمالات مین جناب شیخین کا حضرت مرتضیٰ سی افضل ہونا ثابت کری۔ یا سلف صالحین صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین سے دو چار ہی اشخاص سے اس فضیلت کا کلی ہونا ثبوت کو پہنچاے۔ اس صورت مین بھی ہم اپنے فیصلہ کو واپس لے لینگے۔ اور باعتراف اپنے قصور نظر اور اسکی وسعت علم کے اسکی شاگردی اختیار کر لینگے۔

ثانیاً یہ بحث وسوال ہے کہ وہ باب اعتقاد مین ظن وتقلید پر اعتماد کا جواز ادلہ قطعیہ کتاب وسنت سی ثابت کری۔ ومعہذا وہ ہماری متمسک بہا دلائل اور انکی شواہد (اقوال علماء) کا جو ہم دعوی سوم کی تائید مین نقل کر چکے ہین ایسا جواب دی جس سی ہماری دلائل و شواہد کا بے اعتبار ہونا اور اسکے متمسک بہا دلائل واقوال کا [illegible] ومعارضہ لائق تمسک واعتماد ہونا ثابت ہو۔ اس صورت مین بھی ہم اسکی شاگردی اختیار کرینگے۔ اور اگر ان تینون سوال کا جواب ہم اپنی شرط کی مواقف پائینگے تو آیندہ دعوی تحقیق سے دست بردار ہو کر اسی جوانمرد کی مقلد ہو رہینگے۔

ناصحانہ التماس

شق اول پر سوال کے جواب اور شق دوم پر پہلے سوال کے جواب کی وقت حضرت مجیب لبیب ذرا تکلیف گوارا فرما کر آئمہ فقہا ومتکلمین کے اقوال وعبارات ذیل جن مین اس فضیلت کے قطعی ہونے سے انکار پایا جاتا ہی ضرور ملاحظہ فرمالین۔ مگر جو ان اقوال مین بعض علماء (اشعری وغیرہ) سی فضیلت شیخین کا قطعی ہونا منقول ہے اسکو براہ مہربانی اپنی دعوے کی شق اول کا مؤید نہ سمجھ لین۔ ان مین سی جسنے اس فضیلت کو قطعی کہا ہے اس نے آپ کیطرح اس فضیلت کے کلی ہونے کا دعوی نہین کیا لہذا وہ اقوال آپ کے دعوی کی

شق اول کی تائید سے قاصر ہین۔ کلیت کے ساتہہ قطعی ہونیکا دعوی ان مین ہوتا تو وہ دعوی سامی کی تائید کرتے۔ وہ اقوال یہ ہین نمبروار ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے۔ علماء کا اس مین اختلاف ہے کہ یہ تفضیل قطعی* ہے یا ظنی۔ اور وہ ظاہر ہی کی نظر سے ہے یا باطن (حقیقت) مین بہی ہے۔ ابو الحسن اشعری وغیرہ اسکے قطعی ہونیکے قائل ہین اور فرماتے ہین کہ خلفا فضیلت مین اسی ترتیب پر ہین جو انکی ترتیب خلافت مین ہے۔ اور جن لوگون نے اسکو اجتہادی اور ظنی کہا ہے از آنجملہ ایک ابو بکر باقلانی ہیں اور جو اختلاف اس تفضیل کے ظاہری یا باطنی ہونے مین ہے اسکو ابن باقلانی نے بیان کیا ہے۔

> واختلف العلماء فی ان التفضیل المذکور قطعی ام لا وهل هو فی الظاهر والباطن ام فی الظاهر خاصة وممن قال بالقطع ابو الحسن الاشعری قال وهم فی الفضل علی ترتیبهم فی الامامة وممن قال بانه اجتهادی ظنی ابوبکر بن الباقلانی وذکر ابن الباقلانی اختلاف العلماء فی ان التفضیل هل هو فی الظاهر ام فی الظاهر والباطن جمیعاً
> (شرح صحیح مسلم صـ ۲۷۲)

* یہ اختلاف قطعی یا ظنی ہونے فضیلت شیخین مین اس حالت مین ہے کہ اس فضیلت کو اضافی ٹہراوین۔ یعنی حضرت علی مرتضی کی نسبت شیخین کو افضل کہین۔ اور اگر فضیلت شیخین یا علی مرتضی کو ایک دوسرے کی نسبت اور بالمقابل خیال نکرین۔ تو ہر ایک صاحب کی فی الجملہ فضیلت قطعی ہے۔ اور کلی فضیلت ظنی بہی نہین۔ اور اس صورت مین اسکے قطعی و ظنی ہونے مین نزاع کی کوئی صورت نہین۔ چنانچہ ہماری فیصلہ مین بیان ہوا ہے۔ لہذا ان عبارات کو (جنمین یہ اختلاف بیان ہوا ہے) ہمارے فیصلہ سے (جو واقع اختلاف ہی کچھہ تعلق نہین) ہماری نظر حقیقی اور بجائے خود فضیلت پر ہے اس اختلاف کی بناء فضیلت کے اضافی ہونے پر ہے

(۲) و (۳) سنیون کے آئمہ صاحب مواقف اور صاحب شرح مواقف نے فرمایا ہے

واعلم ان الافضلیۃ لا مطمع فیہا فی الجزم الیقین ولا دلالۃ للعقل بطریق الاستقلال علی الافضلیۃ۔ بمعنی الاکثریۃ فی الثواب بل مستندھا النقل ولیست ہذہ المسئلہ مسئلہ متعلقۃ بہا عمل فیکتفی فیہا بالظن الذی ہو کافٍ فی الاحکام العملیۃ بل ہی مسئلۃ علمیہ یطلب فیہا الیقین والنصوص المذکورۃ من الطرفین متعارضۃ لا یفید القطع علی ما لا یخفے علی منصف لانہا باسرہا اما احاد اوظنیۃ الدلالۃ مع کونہا متعارضہ ایضاً ولیس الاختصاص بکثرت اسباب الثواب موجباً للزیادۃ قطعاً بل ظناً لان الثواب تفضل من اللہ کما عرفتہ فیما سلف فلہ ان لا یثیت المطیع مایثیب غیرہ وثبوت الامامۃ وانکان قطعیاً لا یفید القطع بالافضلیۃ بل غایتہ الظن وکیف قطع فان امامۃ المفضول یصح مع وجود الفاضل لکنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی و حسن ظننا بہم یقضی بانہم لو لم یعرفوا ذالک

افضلیت (افضل ہونے) کی جزم ویقین کی طمع نہین ہوسکتی کیونکہ عقل مستقل طور پر کچھہ نہین بتاتی کہ افضلیت (افضل ہونا بمعنی کثرت ثواب کس شخص مین پائی جاتی ہے۔ یہ بات نقل ہی سے ثابت ہوسکتی ہے اور یہ مسئلہ عمل کے متعلق نہین ہے کہ اسمین ظن کافی ہو جو احکام عملیہ مین کافی ہوا کرتا ہے۔ یہ تو اعتقادی مسئلہ ہے جس مین علم (یقین) بکار ہے۔ اور (دلائل نقلیہ) آیات واحادیث جو اس مسئلہ مین طرفین ذکر کرتے ہین آپسمین متعارض ہین ان سے یقین حاصل نہین ہوتا۔ چنانچہ اہل انصاف پر مخفی نہین۔ کیونکہ وہ سب اکیلے دکیلے راویون کی حدیثین ہین۔ یا (آیات ہون تو) وہ اپنے معنی بتانے مین ظنی ہین۔ اور (اگر کہو کہ بعض صحابہ نے جیسے شیخین) ثواب کے کام کثرت سے کئے ہین تو اس کا جواب یہ ہے کہ ثواب کے کامون کی کثرت (جس سے بعض صحابہ کی خصوصیت ہے) کثرت ثواب کی یقیناً مثبت نہین ہوسکتی بلکہ ظناً

لما اطبقوا علیه فوجب علینا
اتباعهم فی ذلك القول
وتفویض ما هو الحق الی الله
قال الآمدی وقد یراد بالتفضیل
اختصاص احد الشخصین عن
الآخر اما باصل فضیلة لا
وجود لها فی الآخر کالعالم و
الجاهل واما بزیادة فیها لکونه
اعلم مثلاً وذلك ایضاً غیر
مقطوع به فیما بین الصحابة اذ
ما من فضیلة تبین تخصیصها
بواحد منهم الا ویمکن بیان
مشارکة غیره له فیها وبتقدیر
عدم المشارکة فقد یمکن بیان
اختصاص الآخر بفضیلة اخری
ولا سبیل الی الترجیح بکثرة
الفضائل لاحتمال ان یکون
الفضیلة الواحدة ارجح من فضائل
کثیرة اما لزیادة شرفها فی نفسها او
لزیادة کمیتها فلا جزم بالافضلیة
بهذا المعنی ایضاً (شرح مواقف صفحہ ۷۴۴)

ہوتی ہے کیونکہ ثواب خدا کیطرف سے محض فضل ہے
چنانچہ سابقاً تو جان چکا ہے - ولہذا جائز ہے کہ خدا
تعالیٰ مطیع کو وہ ثواب نہ دے جو غیر مطیع کو دے - اور اگر
کہو کہ شیخین کی خلافت سے انکی فضیلت یقیناً ثابت
ہوتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ) خلافت اگرچہ یقینی ہے
مگر اس سے شیخین کی افضلیت یقیناً ثابت نہین ہوتی
نہایت یہ کہ ظناً ثابت ہو - یقین کیونکر ہو سکتا ہے جس
حالت مین افضل کے ہوتے اس سے کمتر کی خلافت
جائز ہے - ان وجوہات سے افضلیت کا یقین تو نہین
ہے - مگر ہم نے (اکثر* سلف کو اسی قول پر پایا ہے کہ
ابوبکر افضل ہین پھر عمر پھر عثمان پھر علی - اور ہماری
حسن ظنی سلف کے حق مین یہ کہتی ہے کہ اگر وہ اس
ترتیب سے افضلیت کسی دلیل سے نہ جانتے تو اسپر
اتفاق نہ کرتے لہذا ہم پر انہی کی پیروی کرنا اور اس مسئلہ
مین جو حق ہو اسکو خدا کی سپرد کرنا واجب ہوا -

(۴) آمدی نے کہا ہے کہ ایک کو دوسرے سے افضل کہنے
سے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ ایک کو کسی ایسی وصف فضیلت
سے خصوصیت ہے جو دوسرے مین پائی نہین جاتی جیسے
ایک کا عالم ہونا دوسرے کا جاہل ہونا اور کبھی یہ مراد ہوتی
ہے کہ وہ وصف اس مین دوسرے کی نسبت زیادہ پائی
جاتی ہے جیسے ایک کا بڑا عالم ہونا دوسرے کا اس سے کم -

* دیکھو نوٹ صـ ۴۲

اس معنی کہ بہی صحابہ مین (شیخین ہون خواہ غیر) یقینی افضلیت نہین ہے کیونکہ جس وصف فضیلت کو ایک شخص سے مخصوص سمجہا جائیگا ممکن ہے کہ اس مین غیر کو بہی شراکت ہو اور اگر فرض کرلین اور مان لین گے بعض اوصاف بعض صحابہ مین ایسے ہین جن مین غیر کی شراکت نہین تو ممکن ہے کہ اس غیر مین اس وصف فضیلت کے مقابلہ مین کوئی* اور وصف ہو جس سے اسکو خصوصیت ہو۔ اور (اگر کہو کہ بعض صحابہ مین بعض اوصاف فضیلت بکثرت ہین لہذا ان کی فضیلت یقینی ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت اوصاف فضائل سے فضیلت مین ترجیح نہین ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ ایک شخص مین ایک ہی وصف فضیلت ایسی ہو جو بہت سے فضائل سے بڑھکر ہو۔ اس مین ذاتی شرف ہو یا اس کا مقدار زیادہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ اس معنی سے بہی کسی صحابی کے فضیلت (کلی) کا یقین نہین ہو سکتا (جیسا کہ بمعنی کثرت ثواب یقین نہین ہو سکتا)

(۵) علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین فضیلت بترتیب خلافت بیان کرکے

علی ہذا وجدنا السلف والظاہر انہ لو لم یکن لہم دلیل علی ذلک لما حکموا بذلک واما نحن فقد وجدنا دلائل الجانبین متعارضۃ ولم نجد ہذہ المسئلۃ مما	فرمایا ہے ہم نے اس ترتیب پر اکثر** سلف کو پایا اور ظاہر ہے کہ اگر وہ اسپر کوئی دلیل نہ پاتے تو ایسا نہ فرماتے۔ ولیکن ہم نے اسباب مین دلائل جانبین کو متعارض پایا۔ اور

* یہ بعینہ وہی بات ہے جو ہم نے کہی ہے یعنی ہر ایک کے حق مین جزئی فضیلت کا اثبات اور کلی فضیلت کی نفی۔

** ایسا ہی خیالی نے شرح عقاید مین کہا ہے۔ اور محشی عبدالحکیم نے کہا ہے کہ یہ مراد خیالی نے اسلئے بیان کی ہے کہ یہ قول شارح قول آیندہ کے جسمین حضرت علی مرتضی و حضرت عثمان کی ترتیب فضیلت مین سلف کا اختلاف نقل کیا ہے مخالف نہ ہو۔

يتعلق بشئ من الاعمال اويكون التوقف فيه مخلا لشئ من الواجبات (شرح عقائد)	اس مسئلہ کو ایسا نہین پایا کہ یہ اعمال کے متعلق ہو۔ جن مین ظنی اور معارض دلائل

کی گنجائش ہے، یا یہ کہ اس مین توقف کرنا یعنی کسیکو بھی افضل نہ کہنا واجبات (ضروریات) کا مخل ہو۔

(۶) ان عبارات شرح مواقف وشرح عقائد کو بعض رسائل فریق منکر مین بھی نقل کیا گیا ہے اور انکے اعتبار واعتماد پر اس مین صاف کہا گیا ہے کہ "اشاعرہ کے نزدیک فضیلت شیخین کی قطعی ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ مسئلہ ظنی ہے اور اصح یہی ہے" ولیکن بعد نقل عبارات شرح عقائد اس مین کہا ہے "مین کہتا ہون کہ مذہب سلف کی دلیل حدیث ابن عمر ہے جو صحیح بخاری مین مروی ہے اور کوئی اس کا معارض صریح ہمارے علم مین اب تک پایا نہین گیا پس قول بعدم وجود دلیل یا تعارض ادلہ غیر صحیح ہے"۔

ان کے جواب مین خاکسار اولاً یہ ناصحانہ التماس کرتا ہے کہ حدیث ابن عمر کی معارضات تو بیسیون بلکہ صدہا روایات ہین* جنمین بعض اوصاف مین بعض صحابہ کی شیخین پر فضیلت ثابت ہوتی ہے خصوصاً وہ روایات جنسے علم۔ نسب۔ شجاعت وغیرہ اوصاف مین حضرت مرتضی کی فضیلت ثابت ہے اور وہ اسی صحیح بخاری مین موجود ہین جس مین حضرت ابن عمر کی حدیث ہے۔ آپ کو وہ روایات نظر نہ آوین تو کس کا قصور ہے۔؟

ثانیاً یہ کہ جس حالت مین فضیلت شیخین پر بلا تعارض دلیل موجود ہے تو پھر آپ اس فضیلت کو قطعی کیون نہین جانتے۔ اسکے خلاف (ظنی ہونے فضیلت) کو کیون مذہب محققین اور اصح فرماتے ہین۔ دلیل کو قطعی ماننا۔ اور اسکے مدلول اور نتیجہ کو ظنی جاننا کس علم یا مذہب یا کتاب کا مسئلہ ہے بینوا توجروا۔

* دیکھو صفحہ (۱۴۵ – ۱۴۸) رسالہ ہذا –

یہ ہمارا سوال نہ صرف نہ صرف حضرت مولف رسالہ کی خدمت مین ہے بلکہ ان سبھی اشخاص واعیان اہلحدیث کی خدمت مین ہے جنہون نے ان کے رسالہ پر اپنے مواہیر ثبت کی ہین اور اس مسئلہ ظنی غیر قطعی کے حامی بن کر اپنے گروہ اہل حدیث کی دو جماعتین کر ڈالی ہین ۔

(۷) ایسا ہی امام الحرمینؒ ارشاد مین (۸) شیخ احمد زروقی نے شرح عقیدہ حجۃ الاسلام مین (۹) محقق دوانی نے شرح عقائد عضدیہ مین (۱۰) شیخ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین (۱۱) امام قرطبی نے مفہم شرح مسلم نے (۱۲) ابن عبد البر نے استیعاب مین (۱۳) شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین فرمایا ہے چونکہ عبارت تکمیل الایمان شیخ عبد الحق ان سب آئمہ کے اقوال کی جامع ہے لہذا اس مقام مین اسیکی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ آپ بصفحہ ۱۱ تکمیل الایمان فرماتے ہین کہ اکنون سخن در آنماند کہ مسئلہ ترتیب افضلیت قطعی است یا ظنی بعضے برآنند کہ ظنی است چنانچہ ترتیب خلافت یا ظنی است کہ دلیل آن امارات وقراین است کہ برجحان واولویت برساند ۔ بعضے برانند کہ قطعی است ومختار نزد محققین آنست کہ ظنی است امام الحرمین در ارشاد بعد از اثبات خلافت علی الترتیب بطریق سوال میگوید بعضے اصحاب را تفضیل میدہند بر بعضے دیگر یا از مسئلہ تفضل وتفضیل آن سکوت واعراض میکنند جوابش میگوید کہ بنای مسئلہ تفضیل برآنست کہ امامت مفضول با وجود فاضل جائز نباشد ومعظم اہل سنت وجماعت برانند کہ امام افضل باید ولیکن اگر نصب وی موجب ہرج ومرج وہیجان فتنہ وفساد گردد نصب مفضول بر تقدیر اہلیت واستحقاق او مر امامت را باستجماع صفات وشرائط آن از قرشیت وعلم بحلال وحرام ومصالح ومہام دین اسلام وورع وشہامت وکفایت جائز باشد ومیگوید کہ نزد من مسئلہ یعنی اولویت نصب افضل قطعی نیست و اخبار احاد کہ در غیر این امامت کبرے کہ سخن ما درآنست یعنی امامت نماز کہ امامت صغراش گویند وارد

شده است اینست مثل قول آنحضرت صلعم یومکم اقرئکم یعنی باید که امام در نماز کسے شود
که قران خوانندہ تر وبعلم فقه دانندہ تر باشد واین خود بقطع نمیرساند پس صحیح آنست که در
امامت وخلافت افضلیت شرط نیست پس امامت دلیل افضلیت نتواند بود نزد ما دلیلے
دیگر نیست که قاطع بود و دلالت کند بر فضل بعضے آئمه بر بعضے چه عقل را بدرک آن راه
نیست واخبار که در فضائل ایشان ورود یافته متعارض اند پس جز توقف وسکوت سبیلے
نباشد ولیکن غالب بر ظن چنان آید که ابوبکر افضل خلائق است بعد از رسول خدا صلعم
بعد ازوے عمر وظنون در علی وعثمان متعارض است ومیگویند که از علی مرتضیٰ رض نیز روایت
است که فرموده است که بهترین مردم بعد از پیغامبر ابوبکر وعمر بعد ازان خداوند داناتر است
بآنکه بهتر کیست این ترجمه کلام امام الحرمین است ومیگوید این قول ما برائے خود اختیار
کرده ایم وازراه تقلید مجانبت نموده براه حق واضح رفته ایم انتهے۔ وبعضے از فقها ومحدثین
از اہل مدینه در شرح عقیده [illegible] که از اعظم فقها و
مشائخ مغرب است در شرح عقیده حجة الاسلام میگوید که علما را خلاف است در آنکه
تفضیل قطعی است یا ظنی میل اشعری باول است ومختار باقلانی ثانی ونیز این تفضیل
در ظاهر وباطن است معاً یا در ظاهر فقط اینجا دو قول است انتهے وقاضی عضد در مواقف
بعد از ایراد فضائل علی مرتضیٰ که شیعه بدان استدلال بافضلیت وے کرم الله وجهه کرده اند
وجواب ازان بحمل افضلیت بر کثرت ثواب میگوید بدانکه مسئله افضلیت ازان قبیل است
که درو وے جزم ویقین را طمع نتوان داشت وعقل را بمعرفت افضلیت بمعنی کثرت ثواب
بطریق استدلال راه نیست ومستند آن جز نقل نتواند بود واین مسئله نیست که متعلق
بعمل باشد تا بمجرد ظن در ان باب اکتفا توان کرد بلکه این مسئله از باب علم واعتقاد است
که مطلوب در وے جزم ویقین است ونصوص مذکوره را از طرفین با وجود تعارض
دلالت قطعی نه غایت دلالت آنها بر اختصاص اسباب کثرت ثواب باشد ووجود کثرت اسباب

ثواب موجب زیادہ ثواب قطعاً نبود چہ اجر و ثواب بفضل خدا است و وابستہ بسببے نہ وے
سبحانہ تعالیٰ اگر خواہد غیر مطیع را ثواب دہد کہ مطیع راندہد چنانچہ ماسبق در بیان عقائد معلوم شد
و ثبوت امامت اگرچہ قطعی است ولیکن از انجا قطع بافضلیت لازم نیاید الا غالب ظن چہ
امامت مفضول با وجود فاضلتر نزد اہل سنت و جماعت جائز است و عدم جواز آن قطعی
نیست لیکن مشائخ سلف را چنان یافتم کہ افضل ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی و حسن
ظن ما بر ایشان اقتضاے آن کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشان دلیلے نمیداشتند حکم بدان
نمیکردند و اتفاق بران نمے نمودند و ما درین مسئلہ اتباع ایشان میکنیم و براہ ایشان میرویم
و حقیقت امر را بعلم الٰہی تفویض مینمائیم و آمدی کہ از اعاظم علماے اصول فقہ و کلام
است میگوید کہ مراد بتفضیل اختصاص یکے از دو شخص است بفضلے و صفتے کہ در دیگراں
نباشد خواہ اصل فضیلت و صفت چنانکہ عالم فاضل تر است از جاہل بہ صفت علم کہ در وے
موجود است و در جاہل نہ خواہ زیادت و کمال آن فضیلت و اصل فضیلت مشترک بود چنانکہ
یکے را اعلم گویند از دیگرے کہ صفت علم در وے زیادت کمال دارد کہ در دیگر نیست اگرچہ اصل
علم در ہر دو مشترک است و این معنی نیز در صحابہ قطع نتوان کرد ہر فضلے کہ در یکے از ایشان
اثبات کنند دیگرے شریک در آن باشد و اگر شریک نباشد بفضیلتے دیگر مخصوص بود کہ در
مقابلہ آن افتد و بکثرت فضائل ترجیح نتوان کرد چہ یک فضیلت بہ جہت زیادت شرف
و نفاست راجح تر از صد فضیلت آید چنانکہ یک جوہر بقیمت زیادہ تر از صد ہزار درہم بود
پس تواند کہ صاحب آن فضیلت را نزد الٰہی اجرے و ثوابے بود کہ ارباب فضائل کثیرہ را
نبود پس جزم فضیلت بمعنی کثرت ثواب نیز مقطوع بہ نباشد این ترجمہ کلام مواقف و شرح
اوست انتہی۔ و مولانا سعد الدین تفتازانی در شرح عقائد نسفیہ سخن باین
طرز گفتہ است میگوید کہ ما سلف را برایں یافتم و ظاہر آنست کہ اگر ایشانرا دلیلے بران نمیبود
حکم بران نمیکردند اما خود دلائل جانبین را متعارض یافتیم و این مسئلہ را از ان قبیل

نیافتیم کہ چیزے از اعمال بدان متعلق باشد و توقف درو مخل بچیزے از واجبات گردد
انتہی - وجریان کلام محقق دوانی در شرح عقائد عضدیہ نیز ہمبرین نہج است و
شیخ ابن حجر مکی در صواعق محرقہ کہ در رد شیعہ باد کدو جوہ واشد طرق کردہ وداد تشدد
وتعصب مذہب دادہ است میگوید شیخ ابو الحسن اشعری میل برآن کردہ کہ تفضیل ابوبکر
بر سائر صحابہ قطعی است وقاضی ابوبکر باقلانی میگوید کہ ظنی است ومختار امام الحرمین در
ارشاد نیز ہمین است وصاحب مفہم در شرح صحیح المسلم نیز جزم قطعیت آن نکردہ
وابن عبد البر در استیعاب از عبد الرزاق نقل کردہ است کہ معمر گفتہ است کہ
اگر مردے گوید کہ عمر افضل است از ابوبکرؓ منعش نکنم وباوے درشتی نکنم واگر علی را
افضل از ابوبکر گوید نیز باوے درشتی نکنم اگرچہ بتفضیل شیخین معترف آید وبہ ایشان محبت
دارد وداد مدح وثنا کہ ایشان اہل ومستحق اند دہد پس عبد الرزاق میگوید کہ این سخن
را از معمر ذکیع نقل [illegible] ابن حجر میگوید کہ مبنی این
عدم منع ودرشتی آن است کہ تفضیل مذکور ظنی است نہ قطعی واگر گویند کہ ظنیت تفضیل
مذکور بر قول کسے کہ دعوی اجماع نکند وگوش بروایات شاذہ کہ در جانب خلاف کردہ باشد
نہد ظاہر است ولیکن بر تقدیر دعوی اجماع بر افضلیت مذکور چنانچہ راجح ومختار ہمان
است حکم بظنیت آن درست نباید چہ اجماع از دلائل قطعیہ است جوابش آنست کہ در
علم اصول فقہ مقرر ومبرہن شدہ است کہ اجماع دلیل قطعی است ولیکن نہ بجمیع انواع
واقسامش بلکہ قطعی آن قسم است کہ در آنجا خلاف اصلاً نبودہ وآنکہ دروے خلافے بود
اگرچہ شاذ ونادر باشد ظنی بود واز قطعیت بر آید ہر چند آن خلاف بجہت شذوذ وندرتش معتدبہ
نبود ومانع از انعقاد اجماع نباید ولیکن در انحطاط درجہ وے از مرتبہ قطعیت بے تاثیر
نبود با آنکہ اجماعے کہ درینجاست بر ہمین افضلیت ظنیہ است واہل اجماع نیز قطع بدان
نکردہ اند چنانچہ از عبارت آئمہ اشارات مفہوم میگردد پس صفت ظنیت درین مسئلہ

علامہ عبد العزیز فرہاروی کی عبارت سے ہماری تائید

قید محکوم بہ است نہ عارض حکم بعد از اجماع و مستندش جز آن نیست کہ چون بدلیلے ثابت شد کہ خلافت بدین ترتیب است ظاہر آنست کہ فضیلت نیز ہمبرین طریق باشد ولیکن از ترتیب خلافت ترتیب افضلیت بر وجہ قطع و یقین لازم نیاید آیا نمی بینی کہ اہل سنت و جماعت بر حقیت عثمانؓ بخلافت اجماع دارند و در قطعیت افضلیت او و خلافت پس معلوم شد کہ از قطعیت خلافت قطعیت افضلیت لازم نیاید و ظنیت افضلیت ظنیت خلافت را مستلزم نگردد و نیز حقیقت فضل ہمان است کہ نزد پروردگار تعالے است و اطلاع بر آن جز باخبار و وحی ممکن نہ و اخبار در مدح ایشان و ثناے ہمہ ایشان ورود یافتہ و متعارض آمدہ است آنہا کہ ادراک زمان وحی و مشاہدہ احوال آنحضرت صلعم نمودہ باشند بقراین و امارات یافتہ باشند ولیکن دیگران را کہ نظر بر حرف دلیل و مفہوم کلام افتد و مفہوم کلام متعارض آید دلیل ایشان جز تقلید و اتباع پیشینیان و حسن ظن بایشان نبود ولیکن نظر بر احادیث و اخبار کہ در فضائل و کمالات اصحاب وارد [illegible] یافتہ جز توقف و امساک [illegible] ید و این ہمہ ترجمہ کلام صواعق محرقہ و حاصل آن بود کہ در وے آنچہ از شرح مواقف نقل کردہ شد نیز بتمامہ مذکور است۔"

یہ قطعیت فضیلت مین اختلاف علماے اہل سنت اور انکے اقاویل ہین۔ بعض اکابر اہل سنت نے نفس فضیلت ہی کو ایک زائد امر سمجھا ہے اور اس کو لوازم سنیت سے تسلیم نہین کیا۔ بلکہ سنیت کا لازمہ صرف خلافت خلفا کے اعتقاد کو قرار دیا ہے۔ اور ان کی باہمی تفضیل سے سنی طالب عقیدہ سلیمہ سنیہ کو روک دیا ہے۔ ازانجملہ ایک عارف باللہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہین جو اپنے رسالہ اعلام الہدی عقیدة ارباب التقی مین فرماتے ہین۔ آنحضرت کے اصحاب ابوبکر ہین جنکے فضائل شمار

واما اصحابہ فابوبکرؓ وفضائلہ لا ینحصر وعمر وعثمان وعلی رضہ ثم قال ومما ظفر بہ الشیطان من ھذہ الامة وخامر العقائد منہ ودنس ما ظھر من المشاجرة

بينهم فاورث ذلك احقادا وضغائن

فى المبواطن ثم استحكمت تلك الصفات

وتوارثها الناس فكثفت وتجسدت و

جذبت الى اهواء استحكمت اصولها و

تشعبت فروعها فايها المبرئ من الهواء

والعصبة اعلم ان الصحابة رض مع نزاهة

بواطنهم وطهارة قلوبهم كانوا بشرا وكانت

لهم نفوس وللنفوس صفات تظهر فقد

كانت نفوسهم تظهر بصفة وقلوبهم منكرة

لذلك فيرجعون الى حكم قلوبهم وينكرون

ماكان عن نفوس فانتقل [illegible]

آثار نفوسهم الى ارباب نفوس عدموا

القلوب فما ادركوا قضايا قلوبهم وصارت

صفات نفوسهم مدركة عندهم للجنسية

النفسية فبنوا تصرف النفوس على الظاهر

المفهوم عندهم ووقعوا فى بدع وشبه

اوردتهم كل مورد ردى وجرعتهم كل

شراب دنى × × × فان قبلت النصح

فامسك عن التصرف فى امرهم واجعل

محبتك للكل على السوء وامسك عن

التفضيل وان خامرباطنك فضل احدهم

میں نہیں آتے۔ اور حضرت عمر و عثمان و علی۔

اسکے بعد آپ نے فرمایا ہے منجملہ ان امور کے

جنکے ذریعہ سے شیطان نے اس امت سے

اپنا مطلب پایا ہے اور لوگونکے اعتقاد خراب

ہو رہے ہیں صحابہ کے باہمی تنازعات ہیں

جنکے سبب لوگونکے دلون میں کینے پیدا ہوگئے

ہین پہر وہ مستحکم ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے

سے بطور وراثت لئے۔ پہر وہ گاہڑے اور مجسم

بنگئے اور نفسانی خواہشون کیطرف کھینچکر

لے گئے جنکی جڑہین قائم ہوگئین اور شاخین

[illegible]

ہوای نفسانی اور تعصب سے بچنے والے! تو یہ

جان لے کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب باوجودیکہ

ان کے سینے صاف اور دل پاک تھے پہر بہی

وہ بشر تھے۔ اور بشری نفوس رکھتے۔ اور

نفوس بشریہ سے ایسے صفات (افعال) بہی

سرزد ہوتے ہین جنکو انکے دل برا سمجھے

ہین ان افعال مین صحابہ اپنے دلی فتوون

کیطرف رجوع کیا کرتے اور ان افعال کو برا سمجھتے

تھے۔ پہر جن لوگونکے دل مرمٹ گئے ہین

انکو اصحاب کی کسیقدر نفسانی افعال معلوم

علی الآخر فاجعل ذلک من جملۃ اسرارک فما یلزمک اظہارہ ولا یلزمک ان تحب احدہم اکثر من الآخر بل یلزمک محبتہ الجمیع والاعتراف بفضل الجمیع ویکفیک فی العقیدۃ السلیمۃ ان تعتقد صحۃ خلافۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی -

ہوئی تو انہون نے اپنی نفسانیت کی سبب اصحاب کرد لی فتوون کیطرف رجوع نہ کیا انہی ظاہری نفسانی افعال کا انکو علم ہوا اور انہی نفسانی افعال پر انہون نے صحابہ کے تصرفات کی بنا کو قائم کیا - اور خود شبہات وبدعات مین مبتلا ہوگئی - تو نصیحت مانی تو صحابہ

کرشان مین تصرف کرنے سی رکا رہ اور ان سب سی یکسان محبت رکھا اور انکے باہمی تفضیل سے رک جا اور اگر تیری دلمین کسی ایک کی بزرگی رچی ہوئی ہو تو اسکو دلمین رہنے دی اسکا اظہار تیری لئے ضروری نہین ہے - اور نہ یہ ضرور ہے کہ کسی ایک کو دوسری سے افضل سمجھے ہا تجہپر یہی لازم ہے کہ تو سب سے محبت رکھے - اور سب کی بزرگی کا معترف رہے تجہی عقیدہ سلیمہ (سنیہ) سے اسی قدر [illegible] ہے -

اس قسم کی اقوال اور اکابر اہل سنت کے بہی ہماری خیال مین ہین - اور ان اقوال کی تائید احادیث صحیحہ ہو یہ مین جس مین انبیاء کی باہمی تفضیل سے ممانعت پائی جاتی بھی موجود ہے -

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۵ - صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ سنن ابی داؤد صفحہ ۲۸۶ وغیرہ

اون اقوال واحادیث کی تفصیل ہم اسوقت کرینگے جب ہماری فیصلہ کی معارضین شیخ شہاب الدین سہروردی کو دائرہ اہل سنت سی خارج کرکے بدعتی بنا لینگے - اور اعتقاد فضیلت کاجس کے وہ مدعی ہین مدار سنیت ہونا ثابت کردینگے -

اس التماس کیطرف توجہ فرمانی اور ان عبارات واقوال محدثین وفقہاء واصولین کو ملاحظہ مین لانے سے امید ہی مخالفین فیصلہ سوم ہماری سوالات کے جواب مین قلم اٹھاتے ہوئی تامل فرمائینگے - اور رجوع بانصاف کرکے اس فیصلہ کی مخالفت سے باز رہینگے آئندہ انکے نصیب - زور تقریر اور قوت دلایل سے کوئی کسی کو کب ہدایت کرسکتا ہی ؟ جب تک ہادی حقیقی خود ہدایت نکری نعم ما قیل

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیوان تشنہ لب آرد سکندر را ٭

اس بحث و تفضیل سے ثابت ہوا کہ فضیلت شیخین و مرتضٰے کی نسبت ہمارے فیصلجات ثلثہ صحیح ہین اور کتاب و سنت و اقوال علماے اہل سنت اسپر شاہد صریح - اور جب تک انکا

٭ اس شعر کے نقل کرنے سے اپنے رہبر و خضر ہونے کی طرف اشارہ نہین - بلکہ ان علما کیطرف جنکے اقوال ہدایت و نصیحت مخالفین فیصلہ سوم کے لئے نقل کئے گئے ہین -

٭ **نوٹ لایق توجہ ناظرین و مناظرین** - فضیلت حضرت مرتضی و جناب شیخین کے متعلق جو بحث ہو چکی ہے صاحب علم و فہم و انصاف اس کو بخوبی سمجھ سکتے ہین - شاید بعض کم علم یا نافہم اس کو سمجھ نہ سکین یا نا انصاف لوگ الٹا سمجھنے اور سمجھانے لگین لہذا ان لوگون کے افہام یا افحام کے لئے اس بحث کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے - وہ یہ ہے کہ ہم کو یا کسی محقق سُنی کو نہ جناب شیخین کے فی الجملہ (یا فضیلت جزئی) سے انکار رہی نہ حضرت مرتضی کے فی الجملہ (یا فضیلت جزئی) سے انکار ہے بلکہ جانبین کی فضیلت جزئی مسلم کل ہے ہان ہمکو اور محققین سنیون کو انکار ہے تو اس فضیلت کے (خواہ کسی جانب ہو) کلی ہونے سے انکار ہے - پہر اس کلی فضیلت کے قطعی ہونے سے و بس - اسبات کو وہ لوگ پیش چشم رکہین - اور جو صاحب اس بحث کے متعلق کچھ لکھنا چاہین وہ اسبات کو چھوڑ کر اثبات مجمل فضیلت شیخین کے درپے نہ ہو جائین اور اس کے امثال حدیث ابن عمر سے جو صحیح بخاری وغیرہ مین ہے - یا حدیث علی مرتضی سے جسمین حضرت شیخین کی فضیلت بیان ہوئی استدلال بکرنے لگ جائین ایسا کرینگے تو ہم انکی کلام کو محض مکابرہ و مشاغبہ سمجھ کر اسکی طرف التفات نکرینگے کیونکہ ان احادیث کو ہماری بحث و مدعا سے کچھ تخالف و تعارض نہین ہے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان احادیث مین کسی وجہ سے (روایۃً یا درایۃً) کچھ گفتگو نہین کی جو بات کہی ہے ان احادیث کو تسلیم کر کے کہی ہے - مخالفین فریق منکر تو ان احادیث مین بھی کلام کرتے ہین - اور روایۃً و درایۃً وہ انکے محل بحث ہین -

حدیث ابن عمر مین (جو بخاری وغیرہ مین ہے) انکی روایۃً یہ بحث ہے کہ اسمین خاص خلافت مین فضلیت

خلاف ویسے ہی دلائل سے کوئی ثابت نکرے کسی سنی مسلمان کو ان کی تسلیم سے چارہ نہین ہے اور ان سے انکار کرنا باوجود دعوے اتباع سنت محض تعصب و عناد ہے۔

اس سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ عقیدہ فضیلت جزئی حضرت مرتضی علیہ السلام بدعت و ضلالت نہین اور اس عقیدہ کے معتقد دائرہ اہل سنت سے خارج نہین چنانچہ پہلی (نمبر ۲ وغیرہ مین)

بیان ہوئی ہو اور اس پر انکی وست آویز فتح الباری کی تقریر ہے کہ حدیث ابن عمر کی بعض روایتون مین بہتر و افضل ہونا خلافت سے مقید ہوا ہے وہ روایت یہ ہے جو ابن عساکر نے نقل کی ہے کہ ابن عمر فرماتے تھے تم جانتے ہو ہم آنحضرت کی زمانہ مین کہا کرتے کہ خلافت کا مستحق کون ہے؟ پہر اسکی جواب مین کہتے ابوبکر [illegible]

اور (حدیث ابن عمر) مین درایۃ انکی یہ بحث ہے کہ اس مین تمہاری تجویزی فضیلت بہ ترتیب

وقد جاء فی بعض طرق حدیث ابن عمر تقیید الخیریۃ المذکورۃ والافضلیۃ بما یتعلق بالخلافۃ وذلک فیما اخرجہ ابن عساکر عن عبد اللہ بن یسار عن سالم عن ابن عمر قال انکم لتعلمون انا کنا نقول علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکون اولی الناس بھذا الامر فنقول ابوبکر ثم عمر (فتح الباری)

خلافت کی پوری تائید نہین ہے بلکہ فی الجملہ مخالفت ہی اس مین حضرت مرتضی کو حضرت عثمان کے بعد افضل نہین ٹہرایا بلکہ حضرت عثمان کے بعد سب صحابہ کو یکسان قرار دیا ہی اور یہ امر تمہاری مجوزہ ترتیب کے صریح مخالف ہے۔

اور حدیث مرتضی مین وہ یہ کلام کرتے ہین کہ اس مین جو حضرت مرتضی سے حضرت ابوبکر پر اپنی تفضیل سے ممانعت مروی ہے وہ انکی کسر نفسی پر محمول ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کا وہ قول جو حضرت عمر کے جواب مین ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ (۱۲۵) منقول ہو چکا ہی بعض علما کے نزدیک انکی کسر نفسی پر محمول ہے۔"

ہمنے اس تسلیم کی بحث ان احادیث مین اسلئے نہین کی کہ ہماری مدعا (تجویز فضیلت جزئی) سو ان احادیث کو کچھ مخالفت نہین یہ مخالفت دعوی کلیت فضیلت سے ہی جسکی رفع کرنی تو فریقین مین ان احادیث کی نسبت بحث و تکرار ہی ہے جو کوئی ان احادیث کو ہمارے مقابلہ مین پیش کریگا ہم اسکو منصف طالب حق نہ سمجھینگے۔ اور اسکی طرف ملتفت نہون گے۔

ثابت ہو چکا ہے کہ وصف قرب و معیت باری تعالے کی نسبت اعتقاد تفویض کفر و ضلالت نہین ہے اور ان کو یقین ہو گا کہ جو لوگ ان عقاید کے سبب مسلمانون کو کافر و سنیون کو شیعہ بناتے اور مسلمانون یا سنیون کا نمبر گھٹاتے ہین اور ترقی معکوس کو عمل مین لاتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور جو عذر وہ اسباب مین پیش کرتے ہین کہ یہ عقائد اسلام یا اہل سنت کے مخالف ہین لہذا انکے معتقد ونکو کافر یا بدعتی نہ کہین تو ہم خود دیندار نہین رہ سکتے مداہن و بیدین بنجاتے ہین عذر بدتر از گناہ ہے واللہ ولی الہدایۃ والتوبۃ والتوفیق۔

خاتمہ مضمون

منجملہ ان امور کے جنکے سبب ہمارے عینی بہائی اہلحدیث مسلمانون یا سنیون کا نمبر گھٹا رہے اور ترقی معکوس کو عمل مین لا رہے ہین بطور تمثیل دو امر کی تفصیل کا شروع مضمون مین ہمنے وعدہ کیا تہا سو پورا کر دیا۔ اس قسم کے امور ہمارے بہائیون کے آلات تکفیر و تفسیق و تبدیع اور بہت ہین جنکے ذریعہ سے وہ کئی اہلحدیث کو بیدین و بدعتی بنا رہے ہین انکی تفصیل ہم آیندہ وقتاً فوقتاً کرینگے۔

بالفعل ہم ایک مثال اس قسم کی اور بیان کرتے ہین جسکے باعث* ایک دوست ہین جنکو اثناے تحریر مین ہم اس بیانکا وعدہ دے چکے ہین ولیکن چونکہ اس مضمون کی تفصیل مین بہت تطویل ہو چکی ہے لہذا اب ہم اس مثال کی تفصیل نہین کر سکتے۔ اس مثال کے متعلق خیال و مقال فریقین متخاصمین کو بیان کر کے اس مین قول فیصل و اعتقاد حق اور اسکے مجمل دلیل کے بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ ہمارے وہ مہربان دوست ہم کو اس اجمال و ترک تفصیل مین معذور سمجہین۔ اور اس تفصیل کو کسی دوسرے وقت پر رہنے دین۔

وہ مثال یہ ہے

حضرت عائشہ صدیقہ (علیہا الصلوۃ والسلام) کی نسبت وہ لوگ دو فریق ہو رہے ہین

* جنکے باعث اسکے ہمارے لائق دوست مولوی سید احمد حسن صاحب شوکت بہی ہین جو اپنے اخبار مطبوعہ ۲۴ ستمبر ۸۵ء مین ہم سے اسباب مین مستفتی ہوئے ہین۔

اور ان کے محل نزاع واختلاف دو امر ہین - **اول** حضرت صدیقہ کا اہل بیت سی ہونا - **دوسرا** حضرت علی مرتضی کے مقابلہ مین ان کا باغی نہونا - ایک فریق انکو اہل بیت نہیں سمجھتا اور حضرت علی کے مقابلہ کے سبب ان کو باغی قرار دیتا ہی - دوسرا فریق اسکے عکس کا قائل ہے - اور اس اعتقاد کے سبب فریق اول کو رافضی قرار دیتا ہی جیساکہ فریق اول اپنے اعتقاد کے خلاف کے سبب ان کو خارجی -

ہمارے نزدیک **امر اول** (حضرت عائشہ صدیقہ کے اہلبیت ہونے) کی نسبت یہ فیصلہ ہی کہ جناب ممدوحہ بلاریب اہلبیت نبوی مین داخل ہین جیساکہ اور ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - اور یہی امر ظاہر سیاق ان آیات قران سی ثابت ہوتا ہی جنمین خاصکر ازواج ہی کو

ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ - واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا - واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من ایات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا (احزاب ع ۴)

مخاطب کرکے فرمایا ہے - اے نبی کی بی بیو تم عام عورتون کیسی نہین ہو تم خدا سے ڈرتی ہو تو کسی سے پیار کے ساتھ بات نکرو تاکہ جسکے دل مین مرض ہو کچھ طمع نکر بیٹھے سادہ (یا معمولی) طور پر بات کیا کرو - اور اپنے گھرون مین ٹھہری رہو - پرانے (یا کافرونکے) طور پر زینت سی باہر نہ نکلو - اور نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ دو اور خدا رسول کے حکم کی برداری کرتی رہو ای (پیغمبر کے) اہلبیت خدا تو یہی چاہتا ہی کہ تم سی ناپاکی ہٹاوی اور تم کو خوب پاک کری اور جو تمہارے گھرون مین آیتین اور حکمت کی باتین پڑھی جاتی ہین انکو یاد کرو خدا باریک بین خبردار ہے -

ان الفاظ قران کو پڑھنی سے ازواج نبی کا اہلبیت سی ہونا صاف ثابت ہوتا ہی اور ان کو

اہلبیت سی خارج سمجھنا ظاہر الفاظ کی صریح مخالف نظر آتا ہی اور ایسی دلیل کوئی نہین جس سی انکا اہلبیت سے خارج ہونا ثابت ہو

۱ اور جو حضرت عائشہ صدیقہ سے **صحیح مسلم مین مروی** ہی کہ آنحضرت صلعم نے

عن عائشة قالت خرج النبی صلعم غداة
وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء
الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین
فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها
ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و
یطهرکم تطهیرا اه (صحیح مسلم صـ۲۸۳ ج ۲)
عن عمر بن ابی سلمة ربیب النبی صلعم
قال لما نزلت هذه الآیة علی النبی صلعم
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا فی بیت ام
سلمة فدعا فاطمة وحسنا وحسینا
فجللهم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل
بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم
تطهیرا۔ قالت ام سلمة وانا معهم یا
نبی الله قال انت علی مکانك وانت
علی خیر (ترمذی صـ۱)

حضرت علی و فاطمہ و حسنین کو ایک پشمین
چادر مین لیا اور یہ فرمایا انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس ویطہرکم تطہیرا۔ اور
جامع ترمذی مین عمر ابن ابی سلمہ سے یہ
بہی مروی ہی کہ یہ آیۃ تطہیر اتری تو آنحضرت
صلعم نے ان حضرات کو اس چادر مین لیا
اور یہ کہا خدایا یہ میری اہلبیت ہین تو ان سی
ناپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کر۔ وہ ظاہری
معنی اس آیۃ کے مخالف نہین ہے
اس موقع پر آنحضرت صلعم نے ان چارون
حضرات کا اہلبیت مین شامل ہونا ظاہر
فرمایا اور خدا سی یہ چاہا کہ خدایا ان کو بہی اس
شرف سی مشرف کر اور میری اہل بیت مین
جنکو اس آیۃ مین تو نے مخاطب فرمایا ہی داخل کر نہ
یہ کہ ازواج کو خطاب آیت سی مستثنی اور
اہل بیت سی خارج کر کے انہی حضرات کو اہلبیت
ہونے سے مخصوص کر دیا ہی اس استثنا

اور تخصیص پر کوئی دلیل نہین۔ اور احادیث کو ظاہر آیۃ سی مخالف بنانے کی کوئی وجہ نہین
آیۃ اور احادیث کو باہم متفق کرنے سی صاف سمجھہ مین آتا ہی کہ آنحضرت کی ازواج مطہرات

اور چارتن پاک سبھی اہل بیت ہین - ازواج کو ظاہر سیاق آیت نی اہلبیت کہا ہے
چارتن پاک کا ان مین شامل و داخل ہونا آنحضرت نی ظاہر فرمایا (ایسا ہی امام
فخر الدین رازی وغیرہ محققین اہل سنت نی اس آیت کا مطلب بیان فرمایا ہے)
جو لوگ ازواج مطہرات کو خطاب آیت سی خارج کرتے ہین ان کو یہ شبہ ہو گیا
ہی کہ اس آیت مین لفظ "کم" سی خطاب ہی - جو عربی محاورہ مین مردون کی لئی مخصوص
ہی عورتون سی اس لفظ کی ساتھ خطاب نہین کیا جاتا -

اس کا جواب (جس مین کسیکو چون چرا کرنیکی گنجائش نہو) یہ ہی کہ حضرت فاطمہ تو
تمہاری نزدیک بہی اہلبیت مین داخل اور اس آیت مین مخاطب ہین پس جو وجہ
لفظ (کم) سی ان کے مخاطب ہونیکی تم بیان کروگے وہی وجہ ازواج کے اس لفظ (کم)
سی مخاطب ہونیکی سمجہ لو ان (حضرت فاطمہ) کے خطاب مین تغلیب کی تجویز کروگے
اور یہ کہوگے کہ چونکہ اس آیت مین مرد و عورت دونو قسم سی خطاب مقصود تھا اور ایسا
لفظ عرب مین کوئی موضوع و مقرر نہ تھا جس سی بالاشتراک دونو قسم سی خطاب کیا جاتا
لہذا اس خطاب مین مردون کو غلبہ دیا اور ان کے مناسب لفظ مذکر (کم) فرما دیا تو
پھر ان (ازواج) کے خطاب مین اس تغلیب کی تجویز کرنی - اور اسبات کی کہنے
سی کون مانع ہی - کیون جائز نہین کہ خدا تعالے نے اپنے ارادہ مین (جسکے مطابق
آنحضرت کو الہام ہوا ہو کہ وہ چارتن پاک کو بہی شامل کرلین اور ان کے پاک ہونے کے
لیئے دعا کرین) اس خطاب مین ازواج مطہرات کے ساتھ چار بلکہ پنج تن پاک کو بھی
شامل کر لیا ہو (گو ظاہر سیاق آیت مین اسپر کوئی شہادت نہین پائی جاتی)
اسکی نظیر و تائید قرآن کی دوسری آیت مین پائی جاتی ہی جس مین فرشتون کا

قالوا اتعجبین من امر الله رحمت الله و برکاته علیکم اهل البیت انه حمید مجید (هود ع ۷)	حضرت ابراہیم کی بی بی سی بلفظ (کم) خطاب و کلام کرنا منقول ہوا ہی اس خطاب

کی صحت کی یہی وجہ ہی کہ ملائکہ نی اس خطاب وسلام مین حضرت ابراہیم کو بھی شامل کر لیا اور لفظ (کم) اختیار کرنے مین ان کو غلبہ دیا۔

بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم نے ان چارون حضرات کی حق مین وہ کلمہ فرمایا تو ازواج نبوی سی حضرت ام سلمہ نے یہ سوال کیا کہ مین بھی ان کی ساتھ ہون یارسول اللہ اسپر آنحضرت نی یہ جواب دیا کہ "تو اپنی جگہ پر ہی تو بھلائی پر ہی"۔ "تو آنحضرت کی ازواج میں ہی" (اسکو ترمذی وغیرہ نی روایت کیا ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے ام سلمہ کو اہلبیت مین داخل نہین کیا۔ ازواج ہی مین رہنی دیا۔

دیکھو صہ ۱۵۵ رسالہ جس مین یہ حدیث منقول ہو چکی ہی تیسیر الوصول مین بصفحہ ۲۶۱ ترمذی سی یہ لفظ بھی نقل کیا ہی انك الی خیر انت من ازواج النبی صلعم

اس کا جواب یہ ہی کہ اپنی جگہ پر اور بھلائی پر اور ازواج مین ہونا اہل بیت ہونی کے مخالف نہین۔ والہذا جائز ہی کہ اس جواب کی معنی یہ ہون کہ تم تو بجاے خود اہل بیت ہو اور ازواج مین داخل جنکو خود خدا تعالےٰ نے اپنے ظاہر کلام و خطاب مین بلفظ اہل بیت مخاطب فرمایا ہے ان چارون کا اہل بیت سے ہونا متکلم (خداے تعالےٰ کے) ارادہ مین ہے جسکو ہم نے اس دعا سے ظاہر کیا ہے۔

بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہین کہ حضرت زید بن ارقم صحابی نے حدیث ثقلین فضائل اہل بیت مین روایت کی تو ان سی کسی نے پوچھا اہل بیت کون ہین؟ کیا آنحضرت کے ازواج اہل بیت نہین ہین تو اسکے جواب مین انہون نے فرمایا "بخدا نہین"۔ بی بی ایک مدت مرد کے ساتھ رہتی ہی پھر وہ طلاق دیدیتا ہی تو وہ اپنی ماں باپ کے ہان چلی جاتی ہے۔

عن زید بن ارقم ان النبی صلعم قال یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب الله ورغب فیه - ثم قال واهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی فقال لحصین

ومن اهل بيته يا زيد اليس نسائه - قال نسائه من اهل بيته ولكن اهل بيته من حرم عليه الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل علی - وآل جعفر - وآل عباس - وكل هؤلاء حرم الصدقة عليه - وفی رواية - فقلنا من اهل بيته - نسائه قال لا ايم الله ان المرءة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الی ابيها وقومها - اهل بيته اصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده

(صحیح مسلم [illegible])

آنحضرت صلعم کے اہل بیت تو آپ کی باپ دادا ہین اور آپ کی عصبات جن پر صدقہ حرام ہے - (یہ قول زید بن ارقم صحیح مسلم مین مروی ہے)

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قول مین حضرت زید بن ارقم نے نسبی اہل بیت ہونے سے (جسکا حکم ولازمہ حرمت صدقہ ہے) ازواج کا اہل بیت سے خارج ہونا بیان کیا ہے نہ مطلق اہل بیت ہونے سے (جسکو قران نے ثابت کیا ہے - اور اس کا لازمہ [illegible] صلاحیت اقتدا و وجوب احترام و اتباع ہے - اس تخصیص (یا تاویل) پر گواہ حضرت زید بن ارقم کا دوسرا قول ہے - جو اسی صحیح مسلم مین ان سے مروی ہے جس مین انہون نے صاف فرما دیا ہے کہ "ازواج بہی اہل بیت سے ہین ولیکن اہل بیت (یعنی نسبی) وہ ہین جسپر صدقہ حرام ہے" - جس کا صاف وصریح مطلب یہ ہے کہ اس حدیث ثقلین مین جس مین اہل بیت کا ذکر ہے اور ان کا اتباع و احترام واجب کیا گیا ہے ازواج بہی داخل ہین - اور جو آنحضرت کے نسبی یا قومی اہلبیت ہین اور انپر صدقہ حرام ہو وہ آپکی بزرگ اور عصبات ہین (ایسا ہی امام نووی وغیرہ محققین نے اقوال زید بن ارقم کے معنی بیان کئے ہین)

ایسا ہی امر دوم (بغاوت) کی **نسبت فیصلہ** ہے کہ جناب عایشہ صدیقہ اور ان کے ہم دعوی (حضرت طلحہ و زبیر وغیرہ اہل جمل)* حضرت علی مرتضی کے مقابلہ کے سبب باغی

* اسمین یہ اشارہ ہے کہ یہ فیصلہ اہل صفین کی نسبت ہین ہے جنکے حق مین آنحضرت صلعم نے الفئة الباغية کا لفظ فرمایا ہے گو بہ تجویز عقل و بحکم امکان انکی نسبت بہی وہی باتین کہی جا سکتی جو اہل جمل کے حق مین کہی گئی ہین.

کہلانیکے مستحق نہین ہین۔ گو ان کا وہ فعل (مقابلہ مرتضیٰ علیہ السلام) صورت بغاوت مین تھا۔

اس کی وجہ **بعض علما** نے تو یہ بیان کی ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ نے حضرت علی مرتضیٰ کے مقابلہ کا ارادہ ہی نہین کیا۔ ان کا مکہ معظمہ سے معرکہ جنگ مین آنا محض جنگ ہٹانے اور صلح کرانیکے لئے تھا۔ ولیکن

دیکھو تذکرہ قرطبی۔ تمہید ابوشکور سالمی (صـ ۱۶۱)

صریح روایات حدیثیہ اسوجہ کے مخالف ہین۔ اور صاف مظہر ہین کہ حضرت عایشہ صدیقہ بہی اس لڑائی مین ایک کمان افسر تہین۔ اور حضرت طلحہ و زبیر کے دعوی (مطالبہ قصاص حضرت عثمان) مین شریک وہم زبان۔

اکثر محققین متکلمین و محدثین (جن مین ہند کے خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ بہی ہین) نے اس کی وجہ **یہ بیان** کی ہی کہ حضرت عایشہ (ایسے ہی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما) [illegible] جنگ و مقابلہ مین اجتہاد و تاویل پر تہے اگو اس تاویل مین وہ مصیب نہ تہے خطا پر تہے اور حق پر جناب امیر (علیہ السلام) تہے) و معہذا وہ اپنی اس فعل پر پچہتائی اور اس مقابلہ سی باز آئے۔

دیکھو ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ صـ ۲۷۹ مقصد دوم و شرح مقاصد وغیرہ

یہ دو نو وجہ موجہ ہین اور وہ ایات حدیثیہ متعلقہ واقعہ جمل انکے موید ہین اور عموماً ادلۂ شرعیہ (جن سی ملول و تائب و نادم کی برائت ثابت ہوتی ہے) اسکے مصدق ہین۔

روایات حدیثیہ کتب حدیث مین مذکور ہین۔ جنکا خلاصہ کتب مذکورہ بالا مین منقول ہے اس مقام مین ازالۃ الخفا کی عبارت جس مین اُن حضرات کے عذر و اجتہاد و تاویل اور اخیر ندامت و اعتراف تقصیر سبہی کا خلاصہ بیان ہوا ہی نقل کیجاتی ہی۔

مقصد دوم ازالۃ الخفا کے اخیر مین بصفحہ ۲۷۹ فرمایا ہے حضرت عائشہ طلحہ و زبیر کا حضرت مرتضیٰ کے مقابلہ مین اجتہادی خطا پر

واما آنکہ حضرت عایشہ و طلحہ و زبیر

رضی اللہ عنہم مجتہد مخطی معذور بودند ازان قبیل
کہ من اجتہد فقد اخطأ فلہ اجر واحد پس ازان
جہت کہ متمسک بودند بشبہہ ہر چند دلیل دیگر
ارجح از وے بود و موجب آن شبہہ دو چیز
است یکے آنکہ خلافت براے حضرت مرتضیٰ
منعقد نشد زیرا کہ اہل حل وعقد عن اجتہادٍ
ونصیحۃٍ للمسلمین بیعت نکردہ اند اخرج ابوبکر
بن ابی شیبہ عن معتمر بن سلیمان عن
ابیہ قال حدثنا ابو نضرۃ ان ربیعۃ کلمت
طلحہ فی مسجد بنی سلمۃ فقالوا کنا فی نحر
العدو حتی جائنا بیعتک ھذا الرجل ثم
انت الان مقاتلہ اوکما قالوا قال فقال انی
ادخلت الحش ووضع علی عنقی اللج وقیل
بایع والا قتلناک وقال فبایعت وعرفت
انہا بیعۃ ضلالۃ قال التمیمی وقال الولید بن
عبد الملک ان منافقا من منافقی اہل
العراق جبلہ بن حکیم قال للزبیر انہ
قد بایعت فقال الزبیر ان السیف وضع علی قفای
فقیل لی بایع والا قتلناک قال فبایعت و
واخرج ابوبکر عن محمد بن بشر قال سمعت
حماد بن عبد اللہ بن الاصم یذکر عن ام

ہونا (جیسا ایک اجر وارد ہے) اور معذور ہونا
اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ اس مقابلہ مین
شبہ سے متمسک تھے گو اس شبہ کی مخالف
(اس مقابلہ سے مانع) دلیل قوی تھے اس
شبہ کے باعث دو امر تھے۔ ایک یہ
کہ ان لوگون کے نزدیک مقابلہ کے وقت تک
حضرت مرتضیٰ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تھی۔
اور اہل حل وعقد (توڑ وجوڑ کے لائق اعیان
واشخاص) نے اپنی رائے سے اور خیر خواہی
مسلمانون کی نظر سے ان کی بیعت نہ کی تھی
(محض جبر واکراہ سے بیعت کی تھی) ولہذا وہ
ان کو امام برحق نہ سمجھتے اور ان کے مقابلہ
کو بغاوت (جو امام برحق کے مقابلہ کا نام ہے)
خیال نکرتے اس کی موید وہ روایت ہے جو
امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابو نضرہ سے نقل
کی ہے کہ ربیعہ (قوم) نے حضرت طلحہ سے
کہا کہ ہم دشمن کے مقابلہ مین تھے جب ہم
نے حضرت علی سے تمہاری بیعت کرنیکا حال
سنا تھا اب تم ان سے لڑ رہے ہو۔ حضرت طلحہ نے
جواب دیا مین چکی مین دبایا گیا تھا اور میری
گردن پر تلوار رکھکر یہ کہا گیا تھا کہ بیعت کرو نہ

راشد جدتہ قالت کنت عند ام ھانی
فاتاھا علی فدعت لہ بطعام فقال مالی
لا اری عندکم برکۃ یعنی الشاۃ قالت
فقالت سبحان اللہ واللہ عندنا البرکۃ
قال اعنی الشاۃ قالت فنزلت فلقیت رجلین
فی الدرجۃ فسمعت احدھما یقول لصاحبہ
بایعتہ ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا قالت فقلت
من ھذان الرجلان فقالوا طلحۃ والزبیر
قالت فانی قد سمعت احدھما یقول لصاحبہ
بایعتہ ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا فقال علی
من نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفیٰ
بما عھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجراً عظیماً۔
دوم آنکہ قصاص حق است وحضرت مرتضےٰ
قادر است بر اخذ قصاص ذی النورین و اخذ
آن نمیکند بلکہ مانع آن است وحضرت مرتضیٰ
نیز بخطاے اجتہادی حکم فرمودند اخرج ابوبکر
عن ابی البختری قال سئل علی عن اھل
الجمل قال قیل امشرکون ھم قال من الشرک
فروا وقیل امنافقون ھم قال ان المنافقین
لا یذکرون اللہ الا قلیلا قیل فما ھم قال
اخواننا بغوا علینا وقال علی انی لارجوان

ہم تیری گردن مارتے ہین تب مین نے بیعت
کی اور یہ جان لیا تہا کہ یہ گمراہی کی بیعت ہی۔
ایساہی تیمی نے طلحہ سے نقل کیا ہے۔ اور
امام ابوبکر نے ام ہانی سے نقل کیا ہے کہ
انہون نے دو شخصون کو یہ کہتے سنا کہ
ہمارے ہاتھون نے تو بیعت کی ہی پہ ہمارے
دلون نے بیعت نہین کی پہر لوگون نے انکا نام پوچہا تو انہون نے
کہا کہ یہ دونو طلحہ و زبیر ہین - ام ہانی نے یہ
ذکر حضرت علی سے کیا تو انہون نے قول خداوندی
پڑھا - من نکث الخ یعنی جس نے عہد کو
توڑا اسی پر اس کا وبال پڑا - اور جو اپنے
عہد کو جو اسنے خدا سے کیا ہی پورا کریگا خدا اسکو بڑا اجر دیگا
دوسرا سبب ان کا یہ خیال تہا کہ قصاص
(خون کا بدلہ لینا) حق ہے - اور حضرت مرتضیٰ
باوجود قدرت حضرت عثمان کا قصاص نہین
لیتے بلکہ اس سے اورون کو مانع ہین -
حضرت مرتضیٰ نے بہی ان کے اس مقابلہ کو
اجتہادی خطا قرار دیا ہے چنانچہ امام ابوبکر
بن ابی شیبہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ
آپ سے کسی نے اہل جمل کی بابت پوچہا کہ
کیا وہ لوگ مشرک ہین آپ بولے شرک سے

نکون کالذین قال الله عزوجل ونزعنا
مافی صدورھم من غلٍ اخوانا علی سرر
متقابلین حدیث له طرق متعددة اخرج
بعضها ابوبکر واگر خصم قبول نکند این را
ورای ایشانرا از خطای اجتهادی نشمارد بلکه
از سیئات حساب کند فقد قال الله تعالی
فالذین هاجروا واخرجوا من دیارھم
واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن
عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنت تجری
من تحتھا الانھار ثوابا من عند الله - الآیة
وقال النبی صلی الله علیه وسلم لعل الله
اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم
فقد غفرت لکم - واخرج ابوبکر بن ابی شیبة
عن عبد الله بن زیادٍ قال قال عمار بن
یاسر ان امنا سارت مسیرنا ھذا وانھا
والله زوجة محمد صلعم فی الدنیا والآخرة
ولکن الله ابتلانا بھا لیعلم ایاھا نطیع ام

تو وہ بھاگ کر آتے ہین پہر اسنے کہا کہ کیا وہ
منافق ہین آپ نے فرمایا کہ منافقین تو خدا
کو بہت ہی کم یاد کیا کرتے ہین اس نے کہا
کہ پہر وہ کون ہین آپ نے ارشاد کیا کہ وہ
ہمارے (اسلامی) بہائی ہین جنہون نے بغاوت*
کی ہے اور فرمایا مجھے امید ہے کہ ہم اور وہ (قیامت
کو دن) ویسے ہو جائینگے جنکے حق مین خدا
نے فرمایا ہے کہ ہم نے انکے سینون سے کینے
نکالدئے اور وہ آپسمین بہائی ہوگئے بہشت
مین تختون پر آمنے سامنے بیٹھے والے -
اس حدیث کے کئی سلسلے ہین از انجملہ بعض
کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے خصم (حضرات
شیعہ) اس قول یا روایت مرتضی کو نمانین
اور حضرت عایشہ وغیرہ کے اس فعل کو خطائے
اجتہادی قرار ندین بلکہ گناہ سمجہین تو ان
کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالے نے ان مہاجرین
کے حق مین یہ فرمایا ہے کہ جن لوگون نے

* اس مین فعل کو بغاوت کہا گیا ہے نہ فاعل کو باغی - اسپر جو یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ فعل بغاوت ہو تو اسکا فاعل باغی کیونکر نہو گا اس کا جواب عنقریب آتا ہے -

* اس مین یہ اشارہ ہے کہ اس حدیث کے راوی ابو البختری پر طعن حدیث مین طعن کا موجب نہین ہو سکتا -

ایاه واخرج مسلم عن ابی هریرة
ان رسول الله صلعم کان علی حراء
وابوبکر وعثمان وطلحة والزبیر
فتحرکت الصخرة فقال اهدء فما
علیك الا نبی او صدیق او شهید
واخرج ابوبکر عن ابی نضرة قال
ذکروا علیاً وعثمان وطلحة والزبیر
عند ابی سعید فقال اقوام سبقت
لهم سوابق واصابتهم فتنة فردوا
امرهم الی الله - بازازین عزیزان
کلمات داله بر رجوع [illegible]
منقول شده - اخرج ابوبکر عن
عایشة رض قالت وددت انی کنت
غصنا رطبا ولم اسیر مسیری هذا
وقد روی بطرق متعددة ان علیاً
قال یوم الجمل للزبیر انشدک الله
اتذکر یوماً اتانا النبی صلعم وانا
اناجیك فقال اتناجیه فوالله
لیقاتلنک یوماً وهو لك ظالم قال
فضرب الزبیر وجه دابته فانصرف
اخرجه ابوبکر وغیره ثم قتله ابن

ہجرت کی - اور وہ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور
میری راہ مین دکھ پائے اور (ان دکھ پہنچانے والون سے)
لڑے اور مارے گئے انکی برائیان ہم دور کر دینگے -
اور (ان کو ان باغون مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین
جاری ہین یہ (ان کی نیکیون کا) بدلہ ہے خدا کیطرف سے
اور آنحضرت صلعم نے ان کے حق مین فرمایا ہے
مین امید کرتا ہون خدا کو اہل بدر کے ایمان و اخلاص
پر اطلاع ہے و لہذا ان کو فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو -
مین نے تم کو معاف کر دیا ہے (یعنی خدا نے جان لیا
ہے کہ ان کے دلون مین کفر نہین آنیکا - اس سے
چھوٹی گناہ [illegible] معاف کئے جاوینگے
ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر سے
(جو حضرت مرتضی کیجانب اور ان کے لشکر مین تھے)
نقل کیا ہے کہ انہون نے حضرت عایشہ کے مددگارون
سے کہا ہماری مان (عایشہ رض) یہ چال چلی ہین اور
بخدا وہ آنحضرت کی دنیا اور آخرت مین زوجہ ہین مگر
خدا تمہارا امتحان کرتا ہے کہ تم ان کا کہنا مانکر حضرت
علی سے لڑتے ہو یا خدا کا کہنا مانکر اس سے باز آتے ہو -
اور مسلم نے حضرت ابی ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت "غار
حرا" مین ایک پتھر پر تھے اور آپکے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و
عثمان و طلحہ و زبیر تھے - پتھر ہلا تو آنحضرت نے فرمایا تو مت ہل!

جرموز بعد انصرافہ من المعترک واخرج ابوبکر عن قیس قال رمی مروان بن الحکیم یوم الجمل طلحہ بسھم فی رکبتہ فجعل الدم یغذ و یسیل فاذا امسکوہ امسک واذا ترکوہ سال فقال طلحۃ دعوہ انما ہو سھم ارسلہ اللہ فمات - و اخرج الحاکم عن ثور بن مجزاۃ قال مررت بطلحۃ یوم الجمل اخر مق فقال لی ممن انت قلت من اصحاب امیر المؤمنین علی فقال ابسط یدک ابایعک فبسطت یدی فبایعنی وفاضت نفسہ فاتیت علیا فاخبرتہ فقال اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا و بیعتی فی عنقہ (ازالۃ الخفاء ج۲ مقصد ۲)

تیری اوپر نبی ہی - یا صدیق - یا شہید - (جس مین حضرت عمر و عثمان و طلحہ و زبیر سبھی آگئے -) اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری سی نقل کیا ہے کہ ان کے پاس لوگون نے حضرت علی و عثمان و طلحہ و زبیر کا ذکر کیا تو انہون نے فرمایا کہ ان حضرات سی پہلے نیکیان ہو چکی ہین - پہر (کسیقدر) فتنے آن کے معاملہ کو خدا ہی کے سپرد کرنا چاہئے - پہران معزز حضرات (طلحہ و زبیر و عایشہ) سی ایسی کلمات بھی منقول ہین جن سی معلوم ہوتا ہی کہ انہون نی اس مقابلہ کی خیال سی رجوع کر لیا تہا - امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت عایشہ سے نقل کیا ہی کاش مین درخت کی شاخ ہوتی (یعنی انسان نہ ہوتی) اور یہ سفر (جس مین مقابلہ ہوا) نکرتی -

حضرت علی سی کئی سندون سی روایت ہی کہ آپ نی جمل کے دن حضرت زبیر سی کہا مین تمہین خدا کی قسم دیتا ہون تم کو یاد ہین کہ مین ایک دن تم سی کان مین باتین کر رہا تہا تو آنحضرت آپہنچے اور فرمانے لگے ای علی تو اس سی کان مین باتین کر رہا ہی یہ تو ایک دن تجھ سی ظالم بنکر لڑیگا یہ سنکر حضرت زبیر نے گھوڑے کو مارا اور میدان جنگ سی مُنہ پہیر لیا - پہران کو ابن جرموز نے میدان جنگ سی پہر جانیکے بعد (غلطی سی) قتل کر دیا - ابوبکر بن ابی شیبہ نی قیس سی روایت کی ہی کہ جمل کے دن حضرت طلحہ کو مروان نے تیر مارا تو خون جاری ہونے لگا جب اسکو روکتی تو رک جاتا

جب چھوڑ دیتے جاری ہو جاتا - حضرت طلحہ نے کہا اسکو جاری رہنے دو یہ تیر اللہ کیطرف سے آیا ہے - پھر اسی سے وہ مر گئے - حاکم نے ثور سے روایت کیا ہے کہ مین طلحہ کے پاس دم واپسین کے وقت گیا تو انہون نے پوچھا تم کس گروہ سے ہو - مین نے کہا امیر المومنین علی کے گروہ سے ہون آپ نے فرمایا ہاتھ پھیلا مین تیرے ہاتھ پر (علی مرتضی کی) بیعت کرون مینے ہاتھ پھیلایا تو انہون نے بیعت کی - پھر ان کی جان نکل گئی - مین حضرت علی مرتضی کے پاس آیا اور یہ حال سنایا تو انہون نے فرمایا اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سچ فرمایا تھا کہ خدا طلحہ کو میری بیعت کے سوا بہشت مین داخل نکریگا"

یہ **واقعہ جمل کے متعلق روایات** حدیثیہ **ہین** جنسے حضرت عایشہ وغیرہ اہل جمل کا اپنے فعل مین معذور و مثول پہر اسپر نادم و تائب ہونا ثابت ہوتا ہے **اور جن عمومات ادلہ شرعیہ** سے مؤل و نادم و تائب کا جرم سے بری ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی **تفصیل** [illegible] جانتے اور مانتے ہین کہ مئول باوجود ارتکاب یا اعتقاد کفر (جو محل[*] تاویل ہو) کافر نہین کہلاتا گو اس کے فعل کو (جسکو وہ بتاویل کرتا ہے) بصورت عدم تاویل کفر کہا جاوے) اور گناہ سے تائب عدم مواخذہ اور برارت مین ایسا ہی ہے جیسا وہ شخص جو گناہ کا مرتکب نہین ہوا اور ندامت بھی ایک قسم کی توبہ ہے" - اور اگر کوئی ان مسائل سے ناواقف یا ان کا منکر و مخالف ہو تو وہ کتب ذیل کو مقامات ذیل سے ملاحظہ کرے اور ان دلائل حدیثیہ کو جو ان کتب مین مذکور

---

[*] اس مین یہ اشارہ ہے کہ قطعیات و ضروریات دین (جو تاویل کا محل نہین) مین تاویل کفر سے نہین بچاتی (جیسے فلاسفہ اور نیچریون کی بعض تاویلات) اسکی تفصیل اور اسپر دلیل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۳ مین گذر چکی ہے -

جس کا ماحصل یہ ہے کہ قطعیات مین تاویل درحقیقت تکذیب ہے تاویل نہین - و لہذا اس کا مرتکب دربردہ منکر ہے مئول نہین گو بظاہر قائل و مئول ہو

ہین انصاف سے دیکھے پھر بھی اسکے دل مین انکار رہے تو وہ اُن دلائل کا جواب دے جو ان کتب مین مذکور ہین +

وہ یہ ہین

صحیح بخاری صفحہ (۹) (جسمین یہ بیان ہی کہ بعض امور کفریہ کے ارتکاب سے مرتکب کو کافر نہین کہا جاتا) **اور صفحہ** (۱۰۲۵) جسمین اس امر کا کامل ثبوت دیا گیا ہی کہ اہل تاویل کو باوجود ارتکاب ایسے امور کے جنکو بنظر ظاہر کفر کہا جا سکے اس کے متاول ہونے کے سبب قتل* نہ کیا جائے اور نہ کافر قرار دیا جاوے) اور **صحیح مسلم** جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ وغیرہ (جنمین اسکا ثبوت ہی کہ توبہ سے گناہ ساقط ہو جاتے ہین اور **مشکوۃ** (صفحہ ۱۹۸) وغیرہ (جنمین یہ بیان ہے کہ گناہ سے تائب ایسا ہی جیسا بیگناہ - اور یہ ندامت ہی ایک قسم کی توبہ ہی اور **صحیح مسلم** جلد ۲ (صفحہ ۶۸ و ۶۹) اور **سنن ابی داؤد** جلد ۲ (صفحہ ۲۴۵) و (صفحہ ۲۵۴) و (صفحہ ۲۵۸) وغیرہ جنمین یہ بیان ہی کہ جب مرتکب جرم (زنا وغیرہ پر حد شرعی جو کفارہ گناہ ہوتی مین توبہ کی مثل ہی چنانچہ صحیح بخاری مین بصفحہ (۷) و صحیح مسلم جلد ۲ مین بصفحہ (۷۳) ثابت ہی) جاری ہو اسکو سابق گناہ کی نظر سے برا نہ کہین اور اس جرم کا عیب نہ لگائین - اور کتب کلام و فقہ **شرح مقاصد** - **شرح مواقف** - **شرح فقہ اکبر** - **رد المحتار** وغیرہ (جنمین اہل بدعت مخالفین اہل سنت کی تکفیر سے روکا گیا ہی باوجودیکہ وہ اہل سنت کے نزدیک ایسے امور کے معتقد ہین جنکو اہل سنت کفر سمجھتے ہین) ان کتابونکی اصل عبارتین **اشاعۃ السنہ** نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۵ مین بضمن "مضمون کفر و کافر" جو باب منع تکفیر اہل اسلام مین **ایک** پر زور اور مدلل مضمون ہی منقول ہو چکی ہین ناظرین ان نمبرون اشاعۃ السنہ کی طرف رجوع فرمائینگے تو اور کتب کی ملاحظہ کرنیکی محتاج نہ رہینگی -

اس مذہب پر جو یہ **اعتراض** وارد ہوتا ہی کہ فعل کفر یا فسق یا بغاوت و امثال

* اسکی تائید مین حاطب بن ابی بلتعہ کا یہ قصہ اسمین منقول ہی کہ اسنے بعض مشرکین مکہ کی پاس آنحضرت کی مخبری کی جب حضرت عمرؓ اسکی گردن زنی چاہی تو آنحضرت نے اسکی تاویل کی نظر سے اسکی جان بچائی -

ذلک کسی شخص مین موجود ہو تو اسکے فاعل کو کافر یا فاسق یا باغی
کیون نہ کہا جائے چنانچہ کسی شخص مین مارنا پایا جاتا ہے تو اسکو مارنیوالہ کہا جاتا ہی
اس کا جواب اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۷ وغیرہ مین بہ ادا ہو چکا ہی کہ یہ عامیانہ خیال
ہے۔ شرع نی بہت امور کو کفر قرار دیا ہی پر ان کے مرتکب کو (جو کسی عذر نسیان خطا وغیرہ
یا تاویل سی مرتکب ہو) کافر نہین کہا۔ اِس باب مین شرع اہل لغت کی تابع نہین ہے۔
جو قیام مبدء کو حمل مشتق کا موجب سمجھتی ہین اور جس شخص مین ضرب (مارنا) پائی جائے
اسکو ضارب (مارنیوالہ) کہنا ضروری خیال کرتے ہین۔

اس بیان سی ثابت ہوا کہ امر دوم کے متعلق ہمارا فیصلہ صحیح ہی۔ اور حضرت عایشہ صدیقہ
وغیرہ اہل جمل باوجود ارتکاب جرم بغاوت اپنی تاویل و ندامت کے سبب باغی ہونے
سے بری ہین۔

اب ہم اسباب (عدم تکفیر و تفسیق اہل اسلام بکفر عمل و اقوال کفریہ و فسقیہ) مین ایک ایسا
عام **ضابطہ*** بیان کرتے ہین جسکے ذریعہ سی اہل صفین بھی بلکہ اکثر اموات مسلمین
تکفیر و تفسیق سی بچ سکین اور اس کی پابندی سی علما مسلمانان **مسلم**
الاسلام کی تکفیر و تفسیق سی رُکے رہین۔

ضابطہ تکفیر مسلمانان

یہ ہے

جس مسلمان مسلم الاسلام (یقیناً ہو خواہ ظناً) کو کسی فعل یا قول کے سبب **کافر بنانا**
چاہین **اس کی نسبت تین امور مفصل ذیل ثابت کرلین** تب اس کے کفر

* اس ضابطہ کو وہ لوگ بھی غور سی پڑہین جو صرف بعض کلمات کی نظر سی اکابر ائمہ اسلام
شیخ محی الدین بن عربی و مولوی روم مولوی جامی وغیرہ اموات مسلمین کو کافر کہتے ہین اور اس
امر کو دین قویم و صراط مستقیم سمجھتی ہین۔ خصوصاً ساکنان ضلع فیروزپور پنجاب جو اس تکفیر مین اول ہین

کے مدعی بنین ان مین سے ایک امر بھی مفقود ہو تو اس فعل یا قول کی نظر سے اسکی تکفیر پر جرات نکرین -

امر اول یہ کہ وہ فعل یا قول یقیناً اسی سے سرزد ہوا ہو ایسا نہو کہ وہ محض اسپر افترا ہو یا اسکے کسی فعل یا قول سے کسی نے نکالا گیا ہو -

اس امر کے ثابت کرنیکی ضرورت پر دلیل اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ مین مضمون "مناظرت مذہبی پر مناسب رائے" کے ضمن مین بیان ہو چکی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ کسیکے کلام کا مفہوم (جسکو لوگ اس کلام سے سمجھہ لین وہ خود اس کا مدعی نہو) بعینہ اس شخص کا کلام نہین ہوسکتا اور جو امر کسی شخص سے شہرت و تواتر کے ساتھہ ثابت نہو اسکے سبب اس شخص پر یقیناً الزام نہین قائم کیا جاسکتا جو کافر بنانیکے لئے ضروری ہے -

اسپر اگر کوئی یہ **اعتراض** کرے کہ جس شخص کا اسلام ظنی ہے یقینی نہین اسکے کفر کا یقینی اثبات کیا ضرور ہے اور اس [illegible] کرنیکی کیا حاجت؟ ظنی اسلام کو اٹھانیکو ظنی ثبوتِ کفر کیون کافی نہین ہے -

تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ بشہادت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مسلمان کو مسلمان سمجھنے کے لئے ظن کافی ہے اور حسن ظنی بیدلیل بھی ہو تو جائز ہے اور اسکو کافر بنانیکے لئے ظن پر اعتماد جائز نہین حصول یقین ضروری ہے اور اس سوئے ظنی کے لئے دلیل قطعی بکار ہے* اسباب مین آیات و احادیث بکثرت وارد ہین جن کی تفصیل کا یہ محل نہین -

* جیسے یہ آیت یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات ع ۲) اور یہ آیت لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسھم خیراً - (نور ع ۲) اور یہ حدیث ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث (بخاری صفحہ ۸۹۶)

انھی آیات و احادیث کی نظر سے علماے اسلام نے کہہ کہا ہے کہ اگر کسی کلام مین ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام تو اس ایک وجہ کے

وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا

کان لها تسع وتسعون احتمالاً للکفر واحتمال
واحد لنفیه فالاولیٰ للمفتی والقاضی ان
یعمل باحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء
الف کافرا هون من الخطاء فی افناء مسلم
واحد (شرح فقه اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۳۰)*

لحاظ سے اسکے قائل کو مسلمان ٹھہرانا ضروری
ہے ان ننانوے وجوہ کے لحاظ سے کافر بنانا جائز
نہین"۔ اور کہا ہے کہ "ہزار کافر کو مسلمان سمجھنے
مین غلطی کرنا اس غلطی کی نسبت سہل ہے
جو ایک مسلمان کو کافر بنانے مین کرین"

اور کہا ہے کہ مسلمان کو کافر بنانے کے لئے یقیناً صدور امور کفریہ کا اثبات ضروری ہے

امر دوم یہ کہ اس قول کا مطلب اور اس فعل کا محمل وہی متعین و متیقن ہو جو کفر خیال کیا جاتا ہے اسکے سوا اس کا اور کوئی مطلب و محمل صحیح (جو کفر نہو) بن سکے اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت پر دلیل و شواہد وہی آیات کتاب اللہ و سنت و اقوال علمائے امت ہین جنکا ذکر اثبات ضرورت امر اول کے ذیل مین ہو چکا ہے اور اس سے پہلے بھی اشاعت [illegible] نمبر ۷ جلد ۵ وغیرہ مین یہ ذکر [illegible]

امر سوم یہ کہ اس شخص کا خاتمہ اسی قول یا فعل پر ہوا ہو جو بجز کفر کوئی مطلب و محمل نہین رکھتا اور وقت تکفیر تک اس قول یا فعل سے اسکا رجوع نکرنا اور اسپر نادم و تائب نہونا یقیناً ثابت و معلوم ہو۔ اس امر کے ثابت کرنیکی ضرورت پر دلیل بھی وہی آیات و احادیث ہین جو حسن ظنی کو (بلا دلیل کیون نہو) واجب کرتی ہین۔ اور علاوہ بران وہ احادیث (جو نادم و تائب کی برارت مین عنقریب منقول ہو چکی ہین) اسپر دلیل ہین۔

یہی ضابطہ تفسیق یا تبدیع (مسلمان کو فاسق یا مبتدع بنانے) کے لئے ہے اس مین اور ضابطہ تکفیر مین فرق ہے تو اتنا ہے کہ یہان امر اول و دوم کا ثبوت قطعی و یقینی

* اس مضمون کو ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مطبوعہ ۱۲۸۹ھ مطبع احمدی دہلی کے صفحہ ۸۵ مین (جہان یزید کے کفر و اسلام اور لعن و ترک لعن مین بحث کی ہے) خوب تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ مسلمان کو کافر بنانے کے لئے قطعی ثبوت درکار ہے۔

ضروری نہین - فسق یا بدعت کا حکم لگانے کو ظنی ثبوت بھی کافی ہے اور روایت و شہادت احاد بھی اس باب مین مقبول ہے - کیونکہ امور فسق پر حدود و تعزیرات جاری کرنے مین شہادت احاد پر بھی شرع نے اعتماد کیا ہے -

اس ضابطہ تکفیر یا تفسیق کے (جو نہ صرف ہمارا ایجاد ہے بلکہ علماء سلف کا بھی یہی قرار داد ہے اور اُسکے اصول و شروط پر سب کا صاد ہے) مسلمان پابند رہتے تو مسلمانون مین کافر بہت ہی کم نکلتے سلف و خلف مین صدہا اعیان و اکابر اسلام صحابہ و تابعین و ائمہ دین فتوی تکفیر و تفسیق سے بچ جاتے مسلمانون کے نمبر بڑھتے کافرون کے نمبر گہٹ جاتے - مگر افسوس اکثر مسلمان اپنے مسلمہ اصول کے پابند نہین رہے ان اصول سے آنکھ بند کرکے تکفیر و تفسیق مسلمانان عمل مین لاتے رہے ہین گزشتہ مسلمانون کو ہم انھی اصول حسن ظنی کے لحاظ سے کچھ نہین کہتے موجودہ اہل اسلام کیخدمت مین بادب ملتمس ہین کہ وہ اس ضابطہ و اصول کے (اگر وہ اس کے اصول کو مانتے ہین) پابندی اختیار کرین اور اموات مسلمین سے کیسکو (اہل صفین ہون خواہ انکے اخلاف مولوی رومی و مولوی جامی ہون خواہ انکے اسلاف وغیرہ)* برا نہ کہین اور اگر وہ اس ضابطہ کے اصول کو صحیح نہین سمجھتے غلط

*نوٹ: مجھے حضرات شیعہ کے حال پر کمال افسوس و ترس آتا ہے جو بد گوئی اموات مسلمین کو (جنکا ایکدفعہ مسلمان ہونا وہ مانتے ہین) دین سمجھتے ہین اور اس ضابطہ کیطرف (جسکے اصول ہین انکو مجال مقال نہین) توجہ نہین کرتے - انکی تقلید و جانب داری بھی سخت حجاب ہے ورنہ اس ضابطہ کی تسلیم سے انکو اور کیا عذر ہے -

وہ حضرات یہ بھی غور سے خیال کرین کہ ابلیس و غیرہ کفار کو (جن پر قرآن مین صاف لعنت آچکی ہے) چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے لعنت کرنا عبادت نہین اور اس لعنت کو وظیفہ کرنے پر کوئی اجر و ثواب وارد نہین اور اسکی ترک و سکوت مین کوئی نقصان نہین تو لعن و طعن مسلمین (جن کے سابق اسلام کو وہ مانتے ہین اور لاحق کفر کا وہ قطعی ثبوت نہین دیسکتے) کیونکر عبادت و قربت ہو سکتا ہے - ہمارے علماء اہل سنت امام غزالی وغیرہ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے لایق ہے کہ خصوصیت کے ساتھ کسی شخص کو لعنت کرنا خطرناک ہے اور لعنت نہ کرنے مین شیطان کے بھی کوئی خطرہ نہین -

وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس فضلا عن غیرہ (احیاء العلوم ذکر آفات)

جانتے ہین تو انکی غلطی پر حسبۃً للہ ہمکو متنبہ کرین۔

خاتمہ ختم ہوا اب اس مین ایک ذنابہ لگایا جاتا ہے جس مین اتفاقی چند سوالات کا جواب ہے

ذنابہ خاتمہ

اثنائے تحریر خاتمہ مین اخبار شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۳۴ جلد ۳ مطبوعہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۵ء ہمارے پاس پہنچا جس مین اس قسم کے تین سوال اور ہین جنمین اہل حدیث ممالک متوسط (ناگپور وغیرہ) باہم لڑ رہے ہین اور ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کر رہے ہین گو ان سوالات کا سائل کوئی نا معلوم الاسم ہے مگر جواب کے طالب ہمارے معزز دوست مولوی سید احمد حسن صاحب اڈیٹر اخبار شحنہ ہند ہین جو بشمول دیگر علمائے عصر خاکسار سے جواب طلب فرماتے ہین انہی کی خاطر سے ہم نے ان سوالات کے جواب مین قلم اٹھایا ہے ورنہ [illegible] سوالات کا جواب لکھنا ضروری نہ تہا۔

سوالات

(۱) زید بی بی عائشہ صدیقہؓ پر اتہام لگاتا ہے (۴) خالد حضرت مولینا و سیدنا ابو بکر صدیق کو حبشی غلام بتاتا ہے (۵) زفر مولینا امام اعظمؒ کوفی کو جنگلی کے لقب سے پکارتا ہے مذکورہ بالا اشخاص کے حق مین علما کیا فرماتے ہین۔؟

جوابات

(۱) زید اس اتہام کے سبب (جس سے قرآن مین اجمالاً اور حدیث مین تفصیلاً حضرت عائشہ صدیقہ کی براءت ہو چکی ہے) کاذب و فاسق ہے احادیث صحیحہ صریحہ (جنمین صاف بیان ہے کہ بعض منافقون اور نادان مسلمانون

* آیات قرآنکو ہمنے اسلئے دلیل نہین ٹہیرایا اور نہ زید کو ان آیات کا منکر ٹہیرا کر کافر قرار دیا ہے کہ ان آیات مین حضرت عائشہ کا صریح نام نہین و لہذا وہ آیات انکی براءت مین نصوص نہین ہین ہر چند بعض علمائے قاذف عائشہ صدیقہ کو کافر کہا ہے (جنکے اقوال عبارات اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۴ مین بضمن مضمون کفر و کافر منقول ہین) مگر بشہادت ضابطہ مذکورہ بالا قاذف عائشہ صدیقہ کافر نہین فاسق ہے اور یہی بعض محققین اہل سنت کا مذہب و اعتقاد ہے جن کے اسماء و اقوال ہم اسمقام مین بیان نہین کر سکتے تب کرینگے جب کوئی مطالبہ کریگا۔

حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تو قرآن نے اُنکی برأت ظاہر کی اُس کے کذب و فسق پر روشن دلائل ہیں۔

(۴) خالد اس بیان مین کاذب اور اس سوء ادبی کے سبب جو ایک جلیل الشان صحابی خلیفہ راشد نبوی کے جناب مین اس سے سرزد ہوئی ہو فاسق ہے اسکے کذب و فسق پر وہ روایات حدیثیہ شاہد ہین جو سیدنا ابوبکر صدیق اکبر کے فوقیت کی مثبت ہین اور امت محمدیہ پر انکی تعظیم و تکریم کی موجب۔

(۵) زفر بھی اس بیان مین کاذب اور اس سوء ادبی کے سبب جو ایک جلیل الشان مجتہد کی جناب مین اس نے کی ہو فاسق ہو پر خالد کی نسبت دوسرے یا تیسرے درجہ پر کیونکہ ائمہ مجتہدین کی توہین توہین صحابہ سے دوسرے یا تیسرے درجہ پر ہو جو تابعین یا تبع تابعین کا درجہ ہے اس رمز و اجمال کی تفصیل ہم اس محل مین نہین کر سکتے۔ عموماً اولیا اللہ (جن مین صحابہ اکابر تابعین و ائمہ مجتہدین سبھی شامل ہین) کی توہین کرنے والے کو یہ حدیث قدسی سناتے ہین جو صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے جو میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے مجھسے لڑنے کو میدان مین نکلتا ہو اور فرمایا کہ مینے اوسکو جنگ سے آگاہ کر دیا۔

> من عادی لی ولیاً فقد بارز الله بالمحاربة
> و فی روایة فقد آذنته بالحرب مشکوٰة صفحہ

یہان سوالات کی جوابات ہین جو عام طور پر بلا خصوصیت قائل و مخاطب کے لکھی گئی ہین۔

اب ہم ان سوالات کے متعلق یہ بات جتاتے اور اسکو ضروری سمجھتے ہین کہ یہ سوالات محض فرضی معلوم ہوتے ہین۔ ان باتونکا (جو ان سوالات مین مذکور ہین) کوئی قائل نظر نہین آتا اور جن لوگون کی نسبت یہ سوال کیئے گئے ہین اونکی جانب سے ان باتون سے انکار پایا جاتا ہے اون لوگونکی تحریرات متضمن انکار ہماری پاس پہنچی ہین جبکہ انکے فریق مقابل کی تحریرات متضمن دعوی ثبوت۔ لہذا ہم فریقین سے کسیکی تصدیق یا تکذیب نہیں کر سکتے اور اپنے جوابات کی نسبت یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہین کہ ان جوابات کو کوئی مسلمان ناگپور کے حق مین نہ سمجھ لے جب تک کہ اون لوگون سے اون باتونکا (جو ان سوالاتین مذکور ہین)

باقی نصف نمبر ششم زیر طبع ہی وہ نمبر آئندہ رسالہ یا ضمیمہ کے ساتھہ شائع ہوگا انشاء اللہ تعالے

مطبوعہ مطبع انجمن پنجاب لاہور

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم و ہشتم — جلد ہشتم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب اہل محدثین السنۃ

بابت ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۱۸۸۵ء

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ اور اُسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شایع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ ہی علیحدہ فروخت نہین ہوتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ بکسکتا ہی (۴) رسالہ کی اصول و اغراض ذیل ہین۔

(الف) اصول اسلام اور اُسکے فروع عظام سے خصوصاً جو متعلق معاشرت ہون بحث کرنا۔

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اتحاد و اتفاق مین کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانون کی دنیاوی ترقی کے مضامین شایع کرنا۔

(د) پولیٹکل مضامین جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتون کو گورنمنٹ مین پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کے حقوق سے جنکی مذہب مین ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا۔

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسایل فرعیہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے۔

(۶) قیمت رسالہ نوابون و رئیسون سے سالانہ للعہ گورنمنٹ و عام اغنیا سے عہ متوسل وسعت سے کم وسعت لوگون سے جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ مدنی نرکہین سے رہو وسعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین و عاخیر۔ قیمت ضمیمہ ہر ایک درجہ لوگون سے ربع قیمت رسالہ (۱ے ۸ے۔ عہ۔ عمر۔ ۱۲) کیونکہ حجم ضمیمہ ربع حجم رسالہ ہے۔

(۷) ان مراتب خمسہ کا تصفیہ و تقرری خریدارون کے بیان یا ایمان پر ہے۔

(۸) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے۔

(۹) سبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہوگا۔

(ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ۔ لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع انجمن پنجاب لاہور

عذر و وعدہ

رسالہ نمبر ۶ کی کمی کو نمبر ۷ و ۸ کے ساتھ ہم پورا نہین کر سکے اسکو اور چار صفحہ کی کمی کو جو نمبر ۸ مین ہوی ہے ہم آیندہ پورا کرینگے اور رسالہ نمبر ۹ کے ساتھ یا اسکی بعد چند ضمیمے بوجہ ضرورت سے نہین نکلے نکلینگے۔ انشاء اللہ

شکریہ و شکایت

مہتمم ان مہربان و ہمدرد معاونون کا دل سے شکرگذار ہے۔ جنہون نے زمانہ اشاعت فہرست باقیات (۳۰ ستمبر ۱۸۸۵ء) سے آج (۳۰ دسمبر ۱۸۸۵ء) تک کل زر واجب قیمت اشاعۃ السنۃ یا اوسکا کوئی حصہ ادا کیا۔ اور بعض محسنون نے زر پیشگی بھی عطا فرمایا۔ ہم اونکا شکریہ او نکے صریح نام نامی ذکر کرکے ادا کرتے۔ مگر چونکہ ادائے باقی سے ایک زمانہ تک باقی دار رہنا اور بعد طلب و تقاضا ارسال زر کرنا بھی مفہوم ہوتا ہے جو ایک قسم کی شکایت ہے۔ لہذا ہم او نکے نام نامی ذکر نہین کرتے۔ اور انکی مفہوم و موہوم شکایت بھی روا نہین رکھتے۔ اور بجائے ذکر نام او نکے نمبر مقامات و رقوم ذکر کرکے اونکا شکریہ ادا کرتے ہین * وہ یہ ہین

نمبر	مقام	رقم وصول شدہ	نمبر	مقام	رقم وصول شدہ	نمبر	مقام	رقم وصول شدہ
۳	انبالہ شہر نمبر ۱	ہلے	۶۵	ڈیرہ دون نمبر ۲	۸ر ہعہ	۱۱۲	کراچی	اعہ
۶	اجمیر	سے	۶۶	؍؍ نمبر ۳	۱۲ر ہے	۱۳۱	سوکل	یے
۲۴	بھوپال نمبر ۲	۱۲ر سعہ	۷۳	راولپنڈی	سے	۱۳۴	مردان	عہ
۲۷	بنگلور	عہ	۷۵	روپڑ	ہعہ	۱۳۹	مولانہ	ع
۳۴	پٹیالہ نمبر ۱	عہ	۷۷	سیوان	۸ر ہعہ	۱۴۰	مظفرگڈہ	عہ
۳۵	؍؍ نمبر ۲	۶ر	۷۸	سبیکاکل	للعہ	۱۴۱	؍؍	یعہ
۳۹	؍؍ نمبر ۶	سے	۸۵	علی پور یا مظفرگڈہ	۸ر ہچ	۱۴۶	پورٹ بلیر	۱۲ر سعہ
۴۶	پھگواڑہ	ع	۹۲	کرنول	سے	۱۵۶	ہانزمس	۸ر ہعہ
۵۰	جبلپور	سے	۹۷	کوئمبٹور	ع	۱۶۴	کاکوری	۶ر ہے
۴۴	ڈیرہ دون نمبر ۱	۸ر ہعہ	۱۰۳	کوچی	عہ			

ان محسنون کے مقابل وہ لوگ بھی ہین جو اتبک ہماری متعدد التماسون کیطرف ملتفت نہین ہوئے - نہ مضمون تمہید فہرست باقیات نے انکے دل کو ہلایا - اور قومی ہمدردی کا جوش انمین پیدا کیا - باوجودیکہ وہ مضمون کامل درد انگیز و عبرت خیز تہا - اور نہ اطلاع مندرجہ نمبر ۶ نے ان کو ڈرایا اور نالش و تشہیر بدنامی کا خوف انمین پیدا کیا -

ان لوگون کیطرف سے ہم کو سخت شکایت ہے - اونکی بیرحمی و ناہمدردی پر کمال درجہ کا افسوس -

یہ لوگ تین قسم ہین منقسم ہین جنسے ہم آیندہ تین مختلف طور پر معاملہ کرنا چاہتے ہین

قسم اول وہ لوگ ہین جنسے ہم کو ایک خاص تعلق ہے یا انمین کوئی خاص وصف ہے - جسکے سبب نہ ہم انکے صریحی یا ضمنی تشہیر کرنا چاہتے ہین - نہ اپنر نالش کرنے [illegible] آیندہ یہ معاملہ ہوگا - کہ ماہ بماہ یا جب کبھی پرچہ انکا کرے گا - صرف انکا نمبر بتا کر ان کو حساب یاد دلایا جائے گا - انکے موضع سکونت کا نام بھی تحریر مین نہ آئے گا - وہ حساب دیتا ون دردل سمجھکر کچھ دین خواہ ہمارا حق جمع کرتے رہین -

قسم دوم - اسی صفت و تعلق والے وہ لوگ ہین جو اس وصف و تعلق مین دوسرے درجہ پر ہین اور وہ صرف اشارہ (نمبر) کو نہین سمجھتے جب تک کہ انکے مواضع سکونت نہ بتائے جائین اُن سے بھی وہی معاملہ ہوگا - جو قسم اول سے ہوگا پر انکے نمبرون کے ساتھ انکے موضع سکونت کا نام بھی بتایا جائے گا -

قسم سوم - وہ لوگ ہین جنکو نہ ہم سے کوئی خاص تعلق ہے - اور نہ انمین کوئی خاص کمال یا بہ لحاظ وصف پایا جاتا ہے - انکا پرچہ بند کیا گیا - اور بالفعل انکا پورا نام و نشان بتایا جاتا ہے - اس سے وہ منفعل ہوئے تو آیندہ اپنر نالش دایر ہوگی -

قسم اول کے نمبر

۹ - ۵۸ - باقی آئندہ

ان دونو حضرات سے ہم کو بہی تعلق ہے اور ذاتی اوصاف بہی امین موجود ہین۔

قسم دوم کے نمبر و مواضع سکونت

نمبر	مقام	نمبر	مقام	نمبر	مقام	نمبر	مقام
۲	امرتسر نمبر ۲	۳۳	بہوپال نمبر ۳	۵۱	جالندہر	۶۴	روپڑ نمبر ۱
۴	اندور	۳۵	پٹیالہ نمبر ۲	۵۴	جونپور	۷۱	سیالکوٹ
۷	پرپچہا یا الہ آباد	۳۷	پٹیالہ نمبر ۴	۵۵	چتوڑ گڈہ	۵۶	علی گڈہ
۸	ہری ضلع گوڑ گانوہ	۳۸	پٹیالہ نمبر ۵	۱۳۶	مدراس	۹۰	کوہاٹ
۱۰	امرتسر نمبر ۱	۱۲۶	مانک پور	۶۳	دہلی نمبر ۳	۹۱	کوٹلی ضلع سیالکوٹ
۱۲	بنارس	۴۴	پٹنہ	۶۳	پانی پت	۹۸	کاہیٹی ضلع ناگپور
۱۳	بریلی	۴۸	جلندہر نمبر ۱	۶۷	دہکہ	۱۱۰	لکہنوتی
۲۱	بونگہ	۴۹	جلندہر نمبر ۲	۷۱	رنگون	۱۲۲	کوٹلہ سلطان

ان حضرات کا روپیہ نمبر ۴ بہین بتایا گیا - اوسی پرچہ بعد کے وصول شدہ پرچونکی قیمت برابر لین

قسم سوم کی نمبر معہ نام و نشان

نمبر	مقام	نام	نمبر	مقام	نام
۱۱	انبالہ نمبر ۲	محمد وزیر صاحب و کسبینہٹر	۱۵۷	حیدرآباد دکن نمبر ۲	سید جمال الدین سررشتہ دار دار القضا
۱۳۳	میرٹھ شہر	حافظ محمد حسن صاحب	۱۵۸	ٹانڈہ	مولوی شاہ محمد ضامن صاحب مدرس و میونسپل کمشنر
۱۴۲	ناگپور	جان محمد صاحب سوداگر	۱۶۰	تنگی ضلع پشاور	منشی فخر الدین صاحب انسپکٹر
۱۵۶	تولیوا	منشی اکرام حسین صاحب	۱۶۳	چکوال ضلع جہلم	منشی عمر الدین صاحب نمبردار

یہ نوٹس تین دفعہ جاری ہوگا بعد اسکے نالش کیجائیگی

(باقی آئندہ)

مرزا غلام احمد مولف براہین کے مبارزانہ دعوے

مولف براہین احمدیہ نے دین اسلام کی تائید جیسیکہ علمی طور پر کی اور اس باب مین کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی ویسی ہی عملی طور پر اسکی تائید کرنی چاہی اور قرآن کی صداقت اور آنحضرت کی نبوت پر آسمانی نشانون کی شہادت بہم پہونچا سکنے کی لوگونکو اطلاع دی اور اس باب مین مبارزانہ دعاوی سے دنیا مین دھوم مچادی۔

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ انہون نے اس باب مین ایک اشتہار اردو و انگریزی مین شائع کیا تھا جس کا بیس ہزار پرچہ چھپکر ہندوستان وغیرہ بلاد مین شائع ہوا اور اس کا ذکر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۷ مین ہو چکا ہے۔

اسکے بعد اُنھون نے ایک خط اردو و انگریزی مین چھپوا کر شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص کو قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر آسمانی نشانون کی شہادت مطلوب ہو وہ ہمارے پاس آکر ایک سال تک قیام کرے اس اثنا مین خدا تعالیٰ اس کو آسمانی نشان مشاہدہ کرادیگا۔ اور اگر بالفرض کوئی نشان آسمانی اس کے مشاہدہ مین نہ آیا تو اس کو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ حرجانہ خرچ خوراک وسکونت سے علاوہ دیا جاویگا۔

اس خط کی ہند و انگلنڈ وغیرہ بلاد مین خوب اشاعت ہوئی ملکی اخبارون کی ایڈیٹرون کے پاس بھی اسکی ایک ایک کاپی بھیجی گئی ہر مذہب و ملت مخالف اسلام کی اکابر و مقتداؤن کے نام رجسٹریان بھجوائی گئین جن کی رسیدین بھی آگئین جو مولف براہین احمدیہ کے پاس موجود ہین۔

مگر افسوس آج تک اُنکی شرط و خط کی کسی فرقہ کے مقتدا نے اجابت نہین کی اور کسی سے دین حق کی طلب وتحقیق یا مولف براہین احمدیہ کی امتحان کی نیت جرات نہین ہوسکی

اکثر اشخاص نے تو اس خط کے جواب مین سکوت محض اختیار کیا اور جس نے کچھ جواب دیا اُس نے اصل مطلوب جواب سے چشم پوشی کر کے کچھ اَور ہی لکھدیا - جس کی تفصیل شاید مولف براہین احمدیہ حصہ پنجم کتاب مین کرینگے -

خاصکر مسکن مولف (قادیان ضلع گورداسپورہ) کے ساکنین ہنود نے کسیقدر شہرۂ مولف کو مانا اور اس باب مین ایک معاہدہ لکھدیا تہا - جو متعدد اخبارون (وزیر ہند وغیرہ) مین مشتہر ہوچکا ہے مگر آخر وہ معاہدہ بہی قایم نہ رہا بعض ممبران آریہ سماج نے اس معاہدہ کو فسخ کرا دیا - اب ان کے خط و اشتہار کے جواب سے ہر طرف سے سکوت ہے جس سے جانبین کے لوگ مختلف نتایج نکال رہے ہین -

ہم اس مقام مین اس خط اور اُس کے دعاوی کی نسبت کوئی راے قایم کرنا نہین چاہتے اور نہ فریق مقابل کی سکوت سے کوئی نتیجہ نکالتے ہین - ہم صرف اپنے معزز دوست و مکرم [illegible] کے لیئے یہ رائے دیتے ہین کہ اب وہ امور ثلاثہ معروضہ ذیل سے ایک امر ضرور اختیار کرین -

(۱) اشتہار کی میعاد مین تخفیف کرین اور بجائے ایک سال ایک مہینہ یا زیادہ سے زیادہ سال کا ربع (تین مہینے) میعاد مقرر کرین - اور بصورت عدم مشاہدہ نشان آسمانی حرجانہ وہی چوبیس سو روپیہ رہنے دین -

(۲) یہ مناسب نہ سمجہین تو لوگون کو اپنے پاس بُلانا ملتوی کرین - بجائے اسکے ان کو گہر بیٹہے بیٹہے آسمانی نشان دکہانے کی خدا تعالے سے التجا کرین - اور ایسی صورتون مین وہ نشان دکہاوین جن کا وہ دور و نزدیک سے مشاہدہ و تصدیق کر سکین - مثلاً کسی عظیم الشان کے ایک وقت خاص مین مرجانے یا ایک وقت خاص مین پیدا ہونے کی پیشین گوئی کرین اور اس کو بذریعہ عام اخبارات و اشتہارات مشتہر کرا دین چنانچہ پہلے خاص طور پر دیانند سرستی وغیرہ کی موت سے وہ بعض لوگون کو خبر دے چکے تہے

جسکا ذکر وہ کتاب براہین احمدیہ مین کر چکے ہین - ایسے واقعات کو منصف و طالبان حق ذاتی مشاہدہ یا عام تسامع و شہادت سے تصدیق کر لینگے - اور مؤلف براہین احمدیہ کو اپنے دعوے مین سچا جان لینگے زبان سے مانین خواہ نہ مانین -

(۳) یہ نہ ہوسکے تو بالفعل عملی طور پر تائید کو ملتوی رہنے دین - علمی تائید مین شب و روز مصروف ہون اور کتاب براہین احمدیہ کے باقی حصے پورے کرین - اور اسمین نقلی و عقلی دلایل سے دین اسلام کی تائید عمل مین لائین -

یہ اسلیئے معروض ہوا کہ اس زمانہ آزادی مین طالب حق بہت کم ہین اور جو ہین وہ طرح طرح کے حجابون (خود بینی - جہالت - نیچریت - فلسفیت وغیرہ) مین محجوب ہین - وہ ایسے دعاوی کو خیالات سمجھتے ہین اور اُن کے مدعی کی کان لگا کر بات ہی سننتے نہین چہ جائے کہ اسکی اجابت کرین - اور طالب صادق بنکر اسکے پیچھے ہو چلین - لہذا [illegible] ایسا معجزہ ہو جو انکا موںھ بند کر دے جیسا کہ حضرات انبیا علیہ السلام سے بعض اوقات وقوع مین آیا ہے - یہہ نہ ہو سکے تو ظاہری اور علمی بحث و کلام پر اکتفا کیا جاوے -

یہ عقلی تجویز سے رائے دی گئی ہے - آئندہ آپ الہامی ہین - اپنی مصلحت و صوابدید کو الہام سے سمجھہ سکتے ہین -

مُقدمہ آمین بالجہر مین آخری تجویزات

ناقابل اپیل

لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب

من برائے وصل کردن آمدم ✦ نے برائے فصل کردن آمدم

مقدمہ آمین بالجہر مین سُنی مُسلمانون کے دو فریق اہلحدیث و اہلتقلید (یا یون کہو کہ پیروان حدیث و عاملین بفقہ) کے سالہا سال سے جھگڑے چلے آتے مین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب (لاہور - امرتسر - لودہانہ - میرٹھ - دہلی بنارس تاجپور ضلع دربھنگہ - وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی فوجداری) مین پیش ہوچکے اور آئندہ ہونے کو ہین -

کسی عدالت سے ان مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا جو قطعی اور حکم اخیر سمجہا جاتا اور وہ ان مقدمات کا دروازہ بند کردیتا - بلکہ ان فیصلجات عدالت سے اس اختلاف کا دروازہ اَور وسیع ہوتا چلا جاتا ہے - اور مُسلمانون کا باہمی فساد وعناد یوماً فیوماً ترقی پر ہے - عدالتون کو بہی نئے دن ان مقدمات مین نئے سر سے تحقیقات کی تکلیف درپیے رہتی ہے -

ہمارے خیال مین ایک [illegible] قطعی [illegible] تجویز آئی ہے کہ اگر اعیان اہل اسلام اسکی طرف توجہ کرین تو اس اختلاف کا دروازہ قطعاً بند ہو اور اہل اسلام مین باہم اتفاق و اتحاد روز افزون ہو اور عدالتون کو بہی نئے سو سے نئی تحقیقات کی تکالیف سے نجات ہو -

اور اگر ہمارے برادران اہل اسلام (خوش اقبالی سے جو اس وقت مُسلمانون کے حصہ مین آئی ہوئی ہے) اسکی طرف توجہ نہ کرین تو ایک تجویز ہم اَور بتاتے ہین جسکی طرف گورنمنٹ کو متوجہ ہونے سے یہ جھگڑے غالباً فیصلہ پاسکین - اور اگر احیاناً کوئی جھگڑا پھر بھی پیش ہوا تو گورنمنٹ کو نئی تحقیقات کی تکلیفات سے امن رہے - وہی ہماری تجویز ہر ایک مقدمہ مین بلاتحقیق وتفتیش جدید حکم اخیر ہوسکے -

تجویز لایق توجہ اہل اسلام

جہانتک تفحص و تامل کیا گیا اس سے صاف اور یقینی طور پر سمجہ مین آیا ہے کہ یہ جھگڑے

صرف آمین یا رفع یدین یا اسی قسم کے اور امور پر (جنکے مسنون وغیرہ مسنون ہونے مین فریقین کا باہم اختلاف ہے) ہرگز نہیں ہین - ان جھگڑون کا سبب و موجب کوئی اور ہی امر ہے -

اس پر قطعی دلیل جس مین کسی کو مجال مقال نہو یہہ ہے کہ آمین وغیرہ امور مذکورہ کو ہندوستان و عرب وغیرہ بلاد اسلامیہ کے موجودہ سُنی مسلمان حنفیہ وغیرہ قائلین ان امور کے حق مین گناہ و حرام و مفسد نماز نہیں سمجھتے بلکہ موجب قرب و ثواب جانتے ہین اور ان کو ان امور کے عمل مین لانے کے مجاز سمجھتے ہین گو اپنے حق مین ان کا عمل مین لانا خلاف سنت یا مکروہ سمجھین -

اس پر خود انہی کیطرف سے ایسی علمی و عملی (یا یون کہو کہ قولی و فعلی) شہادت پائی جاتی ہے جسکی تسلیم و صحت مین کسی منصف مزاج اہل علم کو انکار و تردد نہیں ہے -

علمی یا قولی شہادت [illegible] - کنز الدقایق بحر الرائق - طحطاوی - فتاوی عالمگیری وغیرہ) مین تصریح بیان کیا گیا ہے کہ شافعی وغیرہ مخالفین مذہب حنفی کا نماز مین اقتدا جایز ہے گو وہ نماز مین ایسے افعال کرین جو ان کے مذہب مین مسنون ہون اور حنفی مذہب مین صرف غیر مسنون ہین ان مفسد نماز نہ ہون ٭ جیسے نماز فجر مین دعاء قنوت پڑہنا - یا وترون مین رکوع کے بعد

فان قنت الامام فی صلوٰۃ الفجر یسکت من خلفہ - عند ابی حنیفۃ و محمد وقال ابو یوسف یتبعہ لانہ تبع لامامہ والقنوت فی الفجر مجتہد فیہ ٭٭ ودلت المسئلۃ علی جواز الاقتداء بالشفعویۃ (ہدایہ صفحہ ۱۱۲)

٭ ان امور کو مفسد نہونے کی قید و شرط بہی صرف بعض متاخرین نے لگائی ہے بعض متاخرین اور اکثر متقدمین نے یہ قید بہی اڑا دی ہے اور صاف تصریح کی ہے کہ اگر امام ان امور کا مرتکب ہو جو حنفی مقتدی کے مذہب مین مفسد نماز ہین (جیسے وضو کی بعد

وصح الاقتداء فیہ فی غیرہ اولی بشافعی لم یفصلہ بسلام ویاتی المأموم بقنوت الوتر ولو بشافعی قنت بعد الرکوع لانہ مجتہد فیہ (درمختار صفحہ ۸۷)

ویتبع المأموم قانت الوتر لا الفجر (کنز الدقایق)

دلت المسئلة علی جواز الاقتداء بالشفعویة (بحر الرایق وطحطاوی)

لاخصوصیة للشافعی بل الصلوٰة خلف کل مخالف لمذہب کذلک (بحر الرایق)

الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف (فتاوی عالمگیری)

ثم المواضع المہمة للمراعاة فی حق المخالف ان یتوضاء من الفصد والحجامة وکذا [illegible] بعض الافعال التی ھی سنة عند المخالف ومکروہ عند غیرہ کرفع الیدین فی حالة الانتقال وکجہر التسمیة واخفائھا و

قنوت پڑہنا یا بسم اللہ و آمین پکار کر کہنا یا رفع الیدین کرنا اور اسی قسم کے امور۔ اور طرفہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف شاگرد بانی مذہب حنفی نے حنفی المذہب مقتدی کو شافعی المذہب امام کی متابعت سے فجر کی نماز مین دعاء قنوت پڑہنے کی بہی اجازت دی ہے۔ جس کے پڑہنے کی حنفی المذہب کے لیے [illegible]ـازت نہین ہے۔ گو امام ابو حنیفہ اور امام محمد اس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۱

فصد لیو انا یا وتر کی دو رکعت پر سلام پہیر دینا) تو اسکے پیچہے بہی حنفی کی نماز جائز ہے کیونکہ ان امور کا مفسد نماز ہونا ظنی و اجتہادی ہے نہ قطعی و یقینی۔ و لہذا شافعیون کی نماز ان امور کے ارتکاب سے حنفیون کے نزدیک بہی فاسد نہین ہوتی۔ گو ان امور کو وہ اپنی نماز کا مفسد سمجہتے ہین۔

ہم نے اس قید کو اس مقام مین اسلیئے مسلم رکہا ہے کہ اس وقت ہم مقام وصل و مصالحت مین ہین نہ مقام فصل و مخاصمت مین۔ اس باب مین مخاصمانہ و مخالفانہ گفتگو ہم رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۵ مین کر چکے ہین جو اسکا طالب ملاحظہ ہو وہ اس پرچہ کو دیکہے۔

بسط الیدین فی القنوت ونحوها فهذا وامثاله مما لا یمکن الجمع بینهما ولا یقصو الخروج عن عهدة خلافهما فکل یتبع مذهبه ولا یمنع مشربه (رسالہ ملا علی قاری مرقند ارتحاف)	قنوت پڑہنے کا حکم نہین دیتے - چپکا کہڑا رہنے کا حکم فرماتے ہین -

ان سب کے اقوال ومذاہب سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ امور ان سب کے نزدیک (اُن لوگون کے حق مین جو انکو مسنون جانتے ہین) گناہ یا حرام یا مفسد نماز نہین ہین ایسے ہوتے تو وہ ان امور کے مرتکب امام کے پیچہے حنفی المذہب مقتدی کی نماز کو جائیز نہ بتاتے -

عملی (یا فعلی) شہادت یہ ہی کہ مکہ مکرمہ مدینہ مشرفہ - روم - شام - مصر وغیرہ قدیمی بلاد اسلامیہ مین اور جو ان کے قریب ہندوستان کے شہر ہین (جیسے بمبی وغیرہ) بلا انکار ومزاحمت شافعی - حنبلی ومالکی لوگ نماز مین آمین پکار کر کہتے ہین اور حنفی علما و عوام بلاشک وتردد انکے پیچہے نماز پڑہتے ہین کہین کسی مقام مین کسی شخص نے کسی شافعی یا حنبلی یا مالکی پر آمین کہنے کے سبب سے دے نہین کی اور نہ ان کے پیچہے نماز پڑہنے سے نفرت ظاہر کی ہے - یہ واقعات مسلم الثبوت ہین ان پر نقل روائیت کی شہادت ضروری نہین ہے -

اس بیان سے جب ثابت ہے کہ وہ جہگڑے صرف آمین یا رفع یدین یا اسی قسم کے اَور امور پر (جن کے مسنون وغیر مسنون ہونے مین فریقین کا اختلاف ہی) ہرگز نہین تو اس سے یقیناً سمجہ مین آیا کہ ان جہگڑون کا سبب وموجب کوئی اور ہی امر ہے -

ہماری تحقیق وتنقیح مین ان جہگڑون کے موجب دو امر ہین - امر اوّل اس زمانہ کے اہلحدیث کا کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کا مقلد نہ کہلانا بلکہ بلا واسطہ کسی خاص مجتہد کے عمل بالحدیث کا دعوے کرنا -

دوم مقلدین کے خیال مین ان لوگون کا ایمہ مجتہدین کو بُرا کہنا۔

امر اول تو شہرہ آفاق ہے۔ جو لوگ جہان کہین عاملین بالحدیث کو اپنی مسجدون مین آمین کہنے سے منع کرتے ہین وہ ساتھہ ہی اس کے یہ بھی کہتے ہین* کہ یہ لوگ غیر مقلد یا لامذہب ہین اسلیئے ان کو ہم اپنی مسجدون سے روکتے ہین اور اگر یہ لوگ شافعی یا مالکی یا حنبلی کہلائین تو بلاشک ہماری مسجدون مین آئین اور شوق سے نمازین آمین پکار کر کہین۔ اس صورت مین یہ ہمارے بہائی ہین۔ اور بصورت غیر مقلدی یہ ہمارے مذہبی دشمن ہین۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ حرمین وغیرہ بلاد مین شافعیون۔ حنبلیون اور مالکیون کو آمین سے نہین روکتے بلکہ انکے پیچہے خود نمازین پڑہتے ہین۔

امر دوم بعض لوگون کی زبان یا قلم سے نکلا ہے مشیر قیصر لکہنو کے کسی پرچہ مین ہم نے دیکھا ہے [illegible] (حنفیہ) ان اہلحدیث (یا غیر مقلدون) کو مسجدون سے کب روکتے ہین؟ ہم تو ان کو اسلیئے روکتے ہین کہ یہ ہماری مسجدون مین آکر ہمارے پیشواؤن کو بُرا کہتے ہین۔ گلابی چہورقہ مشہور موسوم "بجامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد" اور رسالہ "انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد" وغیرہ رسایل حنفیہ (جنہون نے فریقین کے باہمی بغض وعناد وتفرقہ وفساد کی بنا کو ہندوستان مین قایم کیا ہوا اور اہلحدیث کو مسجدون سے نکالنے کا آرڈر جاری ومستحکم کر دیا ہے) سے بہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث کو ائمہ مجتہدین وغیرہ ائمہ دین کے توہین کنندہ خیال کر کے انکو مسجدون مین داخل ہونے اور انکے پیچہے نماز پڑہنے سے روکتے ہین۔ صرف آمین رفع یدین کے سبب نہین روکتے یہ امر ان رسالون کے نام ہی سے سمجہ مین آتا ہی۔ انکے مضامین پڑہنے کی اس امر کے ثبوت کیلئے ضرورت نہین ہے۔

* دیکھو فیصلہ ہائی کورٹ الہ آباد جسکا ذکر اس مضمون کے اخیر مین آتا ہے۔

ہمارے نزدیک بھی امر اوّل تو واقعی ہے اور فریق ثانی (اہلحدیث) کا مسلّم ہے وہ برملا تقلید مذہب معین سے انکاری ہیں اور بلاواسطہ کسی خاص مجتہد کی عمل بالحدیث کے مدعی ہیں۔

امر دوم سے اُن لوگون کو انکار ہے اور انکے اکابر گروہ نے قلم و زبان سے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ ایمہ دین کی توہین پرلے سرے کی بددینی ہے اور اس توہین کا مرتکب و معتقد فاسق ہے اور حدیث "من عادی لی ولیا فقد بارزاللّٰہ بالمحاربة" کا مصداق ہے۔ مگر تاہم بحکم ع "تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا" مقلدین کے اس ادعا و خیال کے لئے بھی کچھ نہ کچھ منشا و ماخذ پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گروہ عاملین بالحدیث سے بعض عوام کالانعام بعض مجلسون مین اپنے مزاحمین و مخالفین کے مقابلہ مین طیش مین آکر کچھ نہ کچھ ایمہ مجتہدین کی جناب مین بے باکانہ کہہ بیٹھتے ہین جیسے نادان مسلمان [illegible] مین حضرت عیسیٰ کی شان مین کچھ نہ کچھ کہہ بیٹھتے ہین۔

اور بعض عوام بلکہ تھوڑے دنون سے بعض خواص بھی اپنے بعض رسایل مین امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردون کی نسبت ایسے الفاظ لکھتے ہین جن سے مقلدین امام اپنے ایمہ مذہب کی توہین نکال سکتے ہین۔

ان جھگڑون کا اصلی سبب و منشا معلوم ہوا تو اَب ہم انکے انفصال کی آخری تجویز بتاتے ہین جس کی طرف ہمارے برادران اہل اسلام کی توجہ ضروری ہے ہماری راے مین ان امور سبب نزاع مین نصفا نصفی پر ڈگری یا فیصلہ ہو جانا چاہئے امر اوّل مین تو فرقہ اہل تقلید عاملین بالحدیث کو معذور سمجھین اور معاف رکھین اور امر دوم مین عاملین بالحدیث اہل تقلید کی بات مان لین۔ ایسا کوئی کلمہ جس سے ایمہ دین اور اُن کے مقلدین کی توہین مفہوم و مترشح ہو قلم یا زبان سے نہ نکالین۔

* ترجمہ جو میرے ولی کا دشمن ہوا وہ مجھ سے لڑنے کے لئے میدان مین نکلا۔

امر اول مین عاملین بالحدیث کو معذور سمجھنے اور آزادی دینے مین اہل تقلید کا
کوئی حرج و ضرر نہین۔ عمل بالحدیث بلا واسطہ مجتہدین اہل تقلید کے خیال مین گناہ ہی
تو اسکا وزر اُنہی لوگون پر ہے جو یہ عمل کرتے ہین اس کا ضرر و اثر اہل تقلید تک
نہین پہونچتا۔ اور اس مین اُن کا کوئی مذہبی نقصان نہین ہے۔
اِس قسم کے آزاد لوگ مجتہدین کے وقت سے چلے آتے ہین جو کسی کے مقلد
نہ تھے اُن سے مذہب مجتہدین کو کسی قسم کا ضرر نہین پہونچا۔ تو زمانہ حال کے آزادون
سے مذہب حنفی یا شافعی کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔
آخر اسلام مین حنفی شافعیون کے مخالف اور فرقے بھی ہین جن کو وہ برملا گمراہ کہتے ہین
اور رفضی خارجی وغیرہ خطاب دیتے ہین و مع ہذا وہ سنیون کی مسجدون خاصکر
ام المساجد مسجد الحرام و مسجد نبوی مین اپنے طور پر نمازین پڑہنے کے مجاز ہین
ان لوگون سے باوجود [illegible] کے اصول و فروع [illegible] کے حنفی مذہب کو ضرر
نہین پہونچا تو اِس زمانہ کے عاملین بالحدیث سے (جو اصول مین حنفیہ کے موافق
ہین اور فروع مین کچھ مخالف کچھ موافق) کیا ضرر پہنچنے کا خوف ہی۔
اور اگر اُن کی صحبت و اختلاط سے ضرر کا خوف و احتمال ہے (چنانچہ انتظام المساجد
وغیرہ رسائل مین لکھا ہے) تو اسکو وہ علمی طور سے دفع کر سکتے ہین اور اپنے گروہ کو
اُن لوگون کے اتباع و موافقت سے تحریراً و تقریراً روک سکتے ہین۔ عملی طور پر اسکے
دفع کرنے اور ان لوگون کو اپنی مسجدون مین آنے سے روکنے اور مار پیٹ کرنے کی
(جس کا ضرر اُس ضرر موہوم سے بڑہکر اور وہ نقد موجود ہے) کیا حاجت ہے
خصوصاً ایسے وقت مین کہ سلطنت کیطرف سے ہر مذہب و ملت کو آزادی حاصل
ہے اور اس آزادی کے سبب کوئی کسی کو اُس کے خیال یا فعل نیک یا بد روک نہین سکتا

* دیکھو ضمیمہ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۲ اور حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۵۷ وغیرہ۔

دیوانی کے مقابلہ مین دیوانی اور فوجداری کے مقابلہ مین فوجداری مقدمات کرنیکو
ہر ایک گروہ حاضر ہے اور رات دن اس مین مصروف جس مین جانبین کے مسلمان
تباہ ہوتے جاتے ہین اور سالہا سال تک مقدمات دائر رہنے اور خرچہ عدالت
اور وکیلون کے لیئے چندے جمع ہونے سے مفلس ہوتے جاتے ہین ایسے
وقت اور ایسی حالت مین یہی مناسب ہے کہ اپنے مذہب کی محافظت اور ضرر
اختلاط غیرون کی مدافعت علمی طور سے کرین اور تقریرًا یا تحریرًا ہر ایک گروہ کے
مقتدا اپنے اتباع کو یہ کہتے رہین کہ وہ اپنے مخالفین مذہب سے جو فلان فلان کام رفع یدین
آمین بالجہر یا انکا خلاف کرین اُن سے وہ لوگ بچتے رہین۔
اس سے زیادہ عملی کارروائی کسی کو مسجدون سے نکالنا یا مارپیٹ کرنا ملتوی کردین
ہماری اس التماس کو ہمارے علاتی بھائی حنفیون نے تسلیم کیا اور ان کے اعیان
واکابر مذہب علما اور رسالے اس التماس کی تسلیم سے بذریعہ خاص تحریرات یا عام
اخبارات ہمکو مطلع فرمایا تو ہم امردوم مین ان کو ڈگری دینگے اور تمام اہلحدیث
ہندوستان وپنجاب عوام وخاص کیطرف سے ذمہ لینگے کہ وہ کبھی کوئی کلمہ جو ائمہ دین
یا ان کے اتباع مقلدین کی توہین کا مشعر وموہوم ہو قلم یا زبان سے نہ نکالینگے۔ امور خلافیہ
کا بیان اور اپنے خیالات کا اظہار رد واعلان وہ ایسے عمدہ اور مہذبانہ پیرایہ مین کرینگے
جس مین علماء سلف اور ان کے خلف کرتے چلے آئے ہین۔
امردوم کی تسلیم سے گروہ اہلحدیث کو انکار نہین۔ اور توہین ائمہ دین اور ان کے
مقلدین کا ان کو اقبال اور اس پر اصرار نہین۔ یہ توہین ان کے کلام کا مفہوم ہے
نہ منطوق اس کلام سے اُس کا لزوم ہے نہ ان کا التزام۔ اور اگر کوئی نادان عوام سے
اس کا ملتزم بھی ہے تو اس کا روکنا مشکل نہین ہے۔ اس گروہ سے جو نسبت ہم کہہ وہ
ہمارے علاتی بھائی حنفیون کو معلوم ہے اور اس گروہ کے اکابر علماء و پیشوا انکو

ہماری رائے سے اتفاق ہے پھر چند عوام یا بعض خواص تیز مزاجوں کا روکنا کیا مشکل ہے۔ ہم اس باب میں اپنے گروہ کے خواص سے پہلے بذریعہ تحریر اپنی تجویز کے انصرام میں مدد لینگے پھر ایک خاص سفر کر کے اس تجویز کے انصرام کے لیئے جابجا کمیٹیاں مقرر کرینگے۔ اُن کمیٹیوں کے ذریعہ سے کوئی عمدہ تجاویز انسداد فساد و تفرقہ و عناد نکالینگے اور مسلمانوں میں باہم اتفاق و اتحاد قایم کرینگے۔

ان تجویزات کو ہم اُس وقت عرض کرینگے جب ہمارے برادران اہل اسلام اس ہماری پہلی تجویز کو معرض توجہ و قبول میں جگہ دینگے اور ہمکو اپنے توافق رائے سے مطلع فرمائینگے ناظرین عموماً اور علماء و ایڈیٹران اخبارات جن کے پاس ہمارا یہ پرچہ پہونچے خصوصاً اس تجویز کیطرف توجہ کریں اور عام لوگوں کو توجہ دلاویں اور اس کی تائید میں اخبارات وغیرہ تحریرات میں خامہ فرسائی کریں۔

تجویز لایق توجہ گورنمنٹ

ہمارے اسلامی بھائی ہماری تجویز کیطرف توجہ نہ کریں تو ہماری مہربان گورنمنٹ بلحاظ عنایت خسروانہ و بخیال معدلت شاہانہ مسلمانوں میں امن و مصالحت قایم کرنے کی نظر سے ہماری تجویز معروضہ ذیل کیطرف توجہ کرے۔

گورنمنٹ اوّل تو مختص المقام عہدہ داران چند مقام (لاہور۔ دہلی۔ لکھنو۔ کلکتہ وغیرہ) کے ذریعہ سے اسپیشل طور پر امورات ذیل تحقیق کراوے جیسا کہ سنہ ۱۸۸۱ع میں ینگ صاحب بہادر کمشنر دہلی نے پرائیوٹ طور پر از انجملہ بعض امور کو تحقیق کر کے علماء دہلی کا اتفاق کرا دیا تھا جو اسپیشل نہ ہونے کے سبب اور مقامات میں دستور العمل نہوا اور اگر یہ امر گورنمنٹ اپنی نیوٹر (غیر طرفدار) ہونے کے مخالف سمجھے اور اس کو مذہبی دست اندازی خیال کرے تو موجودہ مقدمات دایرہ عدالت (جو مختلف مقامات

پنجاب و ہندوستان - میرٹھ - بنارس - تاجپور - وغیرہ مین دائر ہین) کی نسبت ان امور کی
تحقیق و تنقیح کی اُن عدالتون کو ہدایت کرے جن مین وہ مقدمات دائر ہین -

امر اوّل آمین و رفع یدین وغیرہ اُن لوگون کے نزدیک جو ان افعال کے قایل ہین ان کا
مذہبی اور اسلامی فرض ہے یا نہین اس امر کی تنقیح دو سوالون کے حل کرنے سے ہو سکتی ہے
سوال اوّل - اسلام کی مشہور و معتبر کتابون مین ان افعال کا ثبوت و ذکر پایا جاتا ہے
یا نہین سوال دوم اسلامی مذاہب سے جو سنی مذاہب کہلاتے ہین کوئی مذہب
قدیم ان افعال کا قایل ہے یا نہین -

دوم - جو کام کسی کا مذہبی فرض ہو وہ اُس کے ادا کرنے مین اپنے مذہب کا پیرو متصور ہوگا
یا اُس شخص کا دل دُکھانیوالا جو اُس کو مذہبی فرض نہین سمجھتا -

سوم جس کا کوئی مذہبی فرض کسی دوسرے شخص کے مخالف ہو اور اُس سے اُس کی
دل آزردگی متصور ہو تو اپنا فرض مذہبی ادا کرنا [illegible] بلحاظ دل آزردگی
غیر کے ممنوع ہے -

چہارم مسلمانونکی مسجدین عام مسلمانونکے لیئے وقف ہین جن مین مختلف گروہ اہل
اسلام اپنے مختلف فرائض مذہبی ادا کر سکتے ہین یا وہ خاص اُسی گروہ کی ادائے فرائض کے
لیئے مخصوص ہین جس گروہ نے اُنکو بنایا ہو -

پس اگر ان امور کی تنقیح و تحقیق مین باتفاق رائے اکثر علماء ہندوستان کے یہہ جواب
حاصل ہو کہ آمین و رفع یدین وغیرہ اُن لوگون کا مذہبی فرض ہے اور اسلام کی مشہور کتابون
مین ان کا ذکر پایا جاتا ہے اور اسلام کے پُرانے سُنّی مذاہب سے اکثر یا بعض مذہب
اس کے قایل ہین (۲) اور جو امر کسی کا مذہبی فرض ہو وہ اُس کے ادا کرنے مین اپنے
مذہب کا پیرو متصور ہوتا ہے (۳) اور ہر شخص اپنے مذہبی فرض کے ادا کرنیکا مجاز و مختار
ہے گو اس سے دوسرے کی دل آزردگی متصور ہو (۴) اور مسلمانون کی مسجدین

عام مسلمانون کیلیئے وقف ہین جن مین مختلف گروہ اہل اسلام اپنے مذہبی فرائض ادا کرتے ہین تو گورنمنٹ گروہ اہلحدیث کو ان امور کے ادا کرنے کی آزادی کا حکم دے اور انکے مانعین اور مزاحمین کو قطعًا روکدے اور اس حکم کو تمام ہندوستان مین سرکلیٹ کردے اور اگر ان امور کی تنقیح کا جواب اسکے مخالف حاصل ہو تو گروہ اہلحدیث کو حنفیون کی مسجدون مین ان امور کے ادا کرنے سے قطعًا ممانعت کرے اور اس حکم کو تمام ہندوستان مین مشتہر کردے۔ اس صورت مین اس حکم کی تعمیل کے ہم خود ذمہ وار ہین۔ تمام ہندوستان اور پنجاب مین باستعانت اپنے گروہ کے علماء و روساء کے اس حکم کی تعمیل کرادینگے ان دونو صورتون مین آئندہ جانبین کے جھگڑے موقوف ہونگے اور مقدمات فیصل پائینگے۔ چونکہ ہم بھی بشمول دیگر علماء ہندوستان کے اس باب مین رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہین لہذا ہم ان امور و سوالات کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہین۔

ہمارے نزدیک ان سوالات کا وہی جواب ہے جو ہم پہلی شق مین بیان کر چکے ہین اور امید رکھتے ہین کہ اکثر علماء ہندوستان و پنجاب بھی جواب دینگے اس مقام مین ہم اس جواب اور اپنی رائے کی شرعی اور عقلی دلائل سے تائید کرتے ہین گورنمنٹ و دیگر اہل الرائے اس کو پیش نظر رکھین۔

جواب تنقیح امر اوّل کی تائید

اس تنقیح کے متعلق پہلے سوال کا حل

آمین بالجہر (وغیرہ امور مذکورہ) کا ذکر و ثبوت عامہ کتب معتبرہ اسلام (فقہ و حدیث) مین اس زور و شور سے پایا جاتا ہے کہ اس مین نہ کسی محدث یا مجتہد کو جرح و کلام ہے نہ کسی

مقلد کو جائے کلام - اور طرفہ یہ کہ جو لوگ (حنفیہ) ان امور کے قایل نہین وہ خود اپنی کتابون مین ان امور کو ذکر کرتے ہین اور کتب حدیث مین ان امور کی متضمن حدیثون کے پائے جانے کے معترف ہین رگو ان احادیث کی مخالفت کی عقلی یا فقہی وجوہات بہی پیش کرتے ہین -

اس اجمال کی محدثانہ تفصیل ہماری مضمون "ریویو رسالہ قول المتین" مین ہے جو اس مضمون کے متصل ہی اسی پرچہ مین آتا ہے -

اس مقام مین چونکہ گورنمنٹ کے سامنے اپنی رائے کا اظہار مد نظر ہے لہذا اس جگہ ایسی نقل و حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جس کو گورنمنٹ خود تصدیق کر سکے اور اس باب مین علماء وقت سے استفسار کی محتاج نہ رہے - اور یہی امر تائیدات تنقیحات آیندہ مین مرعی ہوگا -

حدیث کی مشہور کتاب [illegible] جس کو کپتان اے این میتھیوز صاحب بہادر - بنگال توپخانہ نے تالیف کیا - اور وہ ۱۸۰۹ء مین مطبع ہندوستانی کلکتہ مین طبع ہوا) مرقوم ہے - "وائل بن حجر فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز مین سورۃ فاتحہ کے اخیر پر) یہ الفاظ کہتے ہوئے سُنا نہ اُن لوگون کا رستہ جنپر تو غضبناک ہوا اور نہ اُن کا جو گمراہ ہوئے اور اس وقت آپنے باواز دراز (یا بلند) کہا آمین اور اسی کتاب مین اس سے پہلے مرقوم ہے

Wail Bin Hajar said I heard the Prophet repeat these words: "not of those against whom thou art incensed nor of those who go astray", and then say Ameen, prolonging the sound of this last word. (Page 174).

جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ فرشتے بھی کہتے ہین اور جو شخص ان کے ساتھہ آمین کہے اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہین "

Abahorairah. "A. G. S." when the Imam says Amen do you say it also; because the angels say it & that person who repeats Amen with them shall be forgiven his former faults. (Page 171).

See Book Mishkat-ul-Masabih translated by Capt. A. N. Mathews, Bengal Artillery. Vol. 1.

اس جواب (یا حل) کی مؤید حل سوال دوم مین بھی ہوگی۔

تنقیح اوّل کے متعلق سوال دوم کا حل

پرانے اہل سنت کے اکثر مذاہب (شافعی۔ حنبلی۔ اور مالکی) اس آمین بالجہر کے قائل ہین سنیون کے چارون مذہب سے صرف ایک مذہب حنفی اسکا قائل نہین ہے۔ یہ بھی کہ اکثر [illegible] ثابت ہے جیساکہ جواب سوال اول۔

اس باب مین بھی گورنمنٹ کے سامنے ایسی شہادت پیش کی جاتی ہے جس کو وہ بلا مراجعت و استفتاء علما خود تصدیق کر سکے۔

آنرایبل مسٹر جسٹس سید محمود فیصلہ ہائی کورٹ الہ باد منفصلہ مارچ سنہ ۱۸۸۵ع مین مسٹر ہملٹن کی کتاب ترجمہ ہدایہ سے چارون امام کا متبع مسلمان اور اہل سنت یا اہل حدیث ہونا اور اصول عقاید مین باہم

It is an indisputable matter of the Mohammadan Ecclesiastical Law that the word Amin should be pronounced in prayers after the Sura-i-Fatiha or the first chapter of the Quran and that the only difference of opinion is among

the four Imams is whether it should be pronounced aloud or in a low voice. The Hidaya which is the most celebrated Text Book of the Hanafi School of Law, lays down the rule in the following terms:, When the Imam (leader in prayers) has said, "nor of those who go astray," he should say "amin," and so should those who are following him in the prayers; because the prophet has said that when the Imam says "amin," you must say "amin too, and it must be said in a low voice, because such is the tradition stated by Ibn-i-Masud and also because the word is the prayer, and should therefore be pronounced in a low voice.

باہم متفق ہونا نقل کرکے کہا ہے
کہ شرع اسلام میں یہ مسئلہ مسلّم ہے
کہ لفظ آمین سورہ فاتحہ کی اخیر میں کہنا
چاہئے۔ ان چاروں اماموں میں اختلاف
صرف اس امر میں ہے کہ یہ لفظ
"آمین" آہستہ کہنا چاہئے یا باواز بلند
ہدایہ میں جو حنفی مذہب کی سب سے
زیادہ مشہور کتاب ہے۔ کہا ہے کہ امام
سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو جو لوگ اسکے
پیچھے نماز پڑھتے ہوں وہ آمین
کہیں کیونکہ پیغمبر صلعم نے
فرمایا ہے کہ امام آمین کہے
تو تم بھی کہو۔ اور کہا ہے کہ آمین
آہستہ آواز سے کہنا چاہئے
کیونکہ ابن مسعود نے آنحضرت سے
ایسا ہی نقل کیا ہے"
ابن الہمام کے اس قول سے
جو اس فقرہ ہدایہ کی شرح میں اسنے
کہا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ کہ
"آمین" آہستہ کہی جاوے ان مختلف باہم
متضاد احادیث کا جو صحیح بخاری

صحیح مسلم مین (جنکو اہل سنت کے سب فرقے مانتے ہین جمع کی گئی ہے) موازنہ کرنے اور انکو باہم متفق کرنیکا نتیجہ ہے۔ انہی حدیثون سے امام شافعی کے پیروان نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ "آمین بلند کہنی چاہئے"۔ اس بات کو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ مالکی اور حنبلی مذہب کے پیرو بھی کہتے ہین کہ آمین باواز بلند کہنا چاہئے یہ فرقے چونکہ ہندوستان مین نہین ہین لہذا انکی سند کا بیان ضروری نہین ہے۔

جو کچھ مینے بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان اماموں کے مسائل درست ہین اور صرف فروعات مین انکا اختلاف ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی مسجد (کعبہ) مین چارون

That this doctrine is the result of weighing the authority of the conflicting traditions is apparent from the commentary on the above Passage of Hidaya by Ibn-i-Hamam a celebrated author of the Hanfi school. These trad- traditions are collected in the celebrated collections of the traditions (Siha) Bukhari and Muslim [illegible]ally acknowledged as accurate by all the schools of Suni Mohamadans.

From the Same traditions the followers of Imam Shafai have evolved the doctrine that amin should be pronounced aloud and the views of that school are best stated by Nawawi a commentator on Sahi Mussalam. The followers of the

other two Imams, namely malak and Hanbal also maintain that the word amin should be pronounced aloud.

But it is not necessary to cite authorities for this proposition, because their followers do not exist in British India. From what I have already said it is clear that the doctrines of all the four Imams are regarded by Suni Mohamadans as orthodox and that the difference of opinion which exists between them are pure matters of detail. Indeed in the Greatest mosque in the world namely the Kaba

اماموں کے پیروان کو کامل آزادی ہے کہ اپنے اپنے طریق کے موافق نماز پڑھیں شافعی نماز میں فقط آمین باواز بلند کہتے ہیں اسیر اسوجہ سے اعتراض نہیں ہوتا کہ یہ کام ایک سنیوں کی عمل میں ہے مدعی نے اپنی عرضی مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۸۳ء میں یہ بات بیان کرکے کہ یکے "دیندار مسلمان چار اماموں کے پیرو ہیں" لکھا ہے کہ اگر مدعا علیہ چار اماموں میں سے کسیکی پیرو ہوتے تو مدعی جو حنفی ہے انسے ملنے سے قاصر نہ رہتا اور اس عرضی میں یہ وجہ شکایت بیان کی گئی ہے کہ مدعا علیہ کسی فرقہ کے پیرو نہیں اور وہ نیا طریق نماز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسوجہ سے وہ اب مسلمان نہیں ہیں۔ اور لفظ آمین

itself. the followers of all the four Imams are at full liberty to pray according to their own tenets.

The Shafais as it is apparent from the texts which I have already quoted pronounce the word "amin", aloud in prayers and to this no objection is or can be made on the ground that the practice is orthodox from a suni point of view. Indeed the prosecutor in this very case, in his petition of 20th September 1884 after stating that the orthodox Mohamadans are the follower of

کو باآواز بلند کہنے سے وہ حنفی مسلمانون کی مذہبی توہین کے مرتکب ومجرم ہوئے"۔

میری رائے مین تاوقتیکہ یہ سب باتین پایہ ثبوت کو نہ پہنچین کوئی مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۶ تعزیرات ہند قایم نہین ہوسکتا۔

ناقل ومترجم کہتا ہے کہ فیصلہ مین۔ جو جسٹس مسٹر سید محمود نے بیان کیا ہے۔ اور السیاہی بصفحہ (۱۸۲) رسالہ ہمنے دعوے کیا ہے کہ حنبلی و مالکی مذہب مین بھی امین باواز بلند کہنا چاہئے۔ یہ مسئلہ بہت سی کتب معتبرہ مین منقول ہے ازانجملہ ایک میزان کبرے شعرانی کی عبارت اسمقام مین پیش کیجاتی ہے۔ اُسمین بصفحہ (۱۶۹) لکھا ہے

ومن ذالك قول الامام ابی حنیفه انه لا یجهر بها بین سوٓء الامام المامومٓ مع قول

the four Imams, goes on to say, that if the defendants had been the followers of any one of the four Imams, the Complainants who is a Hanafi and other Mohammadans would not have shrunk from associating with them, and the ground of the Complaint is stated in the petition to be that the defendants "are not the followers of any of the Imams, that they intend to set up a new form of worship for themselves", and by saying word Amin aloud they have been guilty of the offence of insulting the religion of the Hanafia Musalmans. Now unless these allegations are substantial I am of opinion that there can be no case against the accused under Sec.–296 of the Indian Penal Code.

احمد والشافعی فی ارجح القولین انہ یجہر الامام والماموم ومع قول مالک یجہر بہ الماموم وفی الامام روایتان من غیر ترجیح

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے

منجملہ ان مسایل فرعیہ نماز کے جنمین **چارون امام** کا باہم اختلاف ہے [illegible] آمین بالجہر ہے۔ اسمین **امام ابوحنیفہ** کا یہ قول ہے۔ کہ آمین باواز بلند نہ امام کہے نہ مقتدی اور **امام احمد و امام شافعی** کا (دو قولون مین سے راجح) قول یہ ہے کہ امام و مقتدی دونون باواز بلند آمین کہین اور **امام مالک** کا مقتدی کے حقمین تو یہی قول ہے کہ وہ آمین باواز بلند کہے امام کے حقمین اُنسے دو قول مروی ہین (باواز بلند کہنا اور باواز

آہستہ کہنا) جنمین ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے۔

(جواب تنقیح دوم وسوم کی تائید)

جو کام کسیکا مذہبی فرض ہو اور وہ اسکو ٹہیک اپنی موقع پر اور اپنے دین ومذہب کی ہدایت کے مطابق عمل مین لاتا ہو اُسکی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اسکو دوسرون کے دل دکہانے کے لئے عمل مین لاتا ہی کوئی وجہ نہین رکہتا۔ اور نہ بلحاظ دل آزردگی غیر اسکے ناجایز ہونیکی کوئی وجہ ہے بلا وجہ اسکو دوسرے کی دل آزاری ٹہراکر ناجایز قرار دیا جاویگا۔ تو دنیا مین کوئی مذہبی کام مذہبی نہ کہلائیگا۔ ہر ایک مذہبی فرض بلحاظ دل آزاری غیر جرم متصور ہوگا۔

عیسائیون کا صلیب کو اور ہندؤن کا بتون کو پوجنا اور مسلمانون کا اذان کہنا اور ہندؤن کا سنکہہ بجانا وغیرہ کوئی کام مذہبی فرض نرہیگا۔ ہر ایک کام دل آزاری اقوام غیر قرار پاکر ناجایز متصور ہوگا۔ اور دنیا مین کیکو مذہبی آزادی کا حق نرہیگا۔ ہر ایک کو اپنے مخالف کے مذہبی [illegible] استحقاق پیدا ہوگا اور عدالت کا دروازہ ان ہی مقدمات کے لئے کہلا رہیگا۔

ہمارے اس بیان کی تائید بہی اس فیصلہ ہائیکورٹ مین موجود ہے۔ اسمین جسٹس مسٹر سید محمود نے مخالف کی اس بات کو کہ "ایک آدمی جایز کام کرنیسے بہی ملزم ہوسکتا ہی۔ اگر اسکو یہ معلوم ہو کہ وہ کام اور لوگون کو ناجایز کام کرنے پر باعث ہوگا" نقل کرکے کہا ہے کہ اس اصول سے تہوڑے لوگ اپنے مذہبی کام کرنے مین بہت لوگون کے اختیار مین ہوجاوینگے۔ اور وہ اس حق عبادت سے جو قانون نے انکو دیا ہی محروم رہینگے۔ بلکہ حق تو یہ ہی کہ اگر یہ رائے تسلیم کیجاوے تو بہت لوگون

Such a principle would place the minority at the mercy of the majority, & would in a case like this deprive them of the right of worship which the law distinctly confers upon them.

Indeed if such a view were adopted it

would open the door for wrongful prosecution of innocent persons, who in the exercise of their lawful rights of worship resort to mosques for devotion.

(جو اپنی شرعی استحقاق سے عبادت کیلئے مسجدون مین جاتے ہین) نالش کا دروازہ کہل جائے گا۔

جواب تنقیح چہارم کی تائید

یہ مسئلہ بہی کتب فقہ وحدیث مین بالاتفاق بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانون کی مسجدون وغیرہ اوقاف عام مسلمانون کے لئے وقف ہین کسی شخص یا فرقہ سے (بانی کیون نہو) انکو خصوصیت نہین ہے۔ یہ امر بہی اِن فیصلہ ہای کورٹ مین بدست آویز کتاب ہدایہ (جو حنفی مذہب کی مشہور معتبر کتاب ہے) بخوبی ثابت کیا گیا ہے۔ لہذا اسمقام مین اسکی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے اسمین لکہا ہے۔

Now it is a fundamental principal of the Mohammadan law of Waqf — too well known to require the station of authorities, that when a mosque is built and Consecrated by public worship it ceases to be the property of the builder and rests in God "(the language of Hidaya)" in such a manner as subjects it to the rule of Divine Property, whence the appropriator's right in it is extinguished & it becomes the property of God by

یہ قانون اسلام کا اصل ہے۔ اور ایسا مشہور ہے کہ اسپر شہادت (یا سند) کی ضرورت نہین کہ جب ایک مسجد تیار ہو اور عام لوگون کی عبادت سے مقدس ہو جائے۔ تو پہر وہ بانی کی بنا نہین رہتی بلکہ ملک خدا ہو جاتی ہے۔ صاحب ہدایہ کہاہی وہ اس طور پر ملک خداوندی ہو جاتی ہی۔ کہ مالک کا حق خاص

معدوم ہو جاتا ہے۔ وہ ملک خدا اصلی کہلاتی ہے۔ کہ خدا کے بندوں کو اس سے (عبادت کرنیکا) فایدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس جو مسجد اس طرح مقدس ہو جائے وہ پھر کسی صورت سے بانی کی ملک نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک مسلمان اسمیں جایز طور پر داخل ہونے۔ اور اپنے طریق پر شعار مذہبی ادا کرنے کا	advantage of it resulting to His creatures." A mosque once so consecrated cannot in any case revert to the founder, and every Mohamedan has a legal right to enter it, and perform devotions according to his tenets so long as the form of worship is in accordance with the recognized rules of Mohamedan Ecclesiastical Law.

مجاز ہے۔ بشرطیکہ وہ طریق اصول اسلام کے مخالف نہو۔

اب ہم اس مضمون کو ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں اور اپنی مہربان گورنمنٹ امن خواہ رعایا سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری رائے۔ اور اسکی تائیدات کو (جو ایک سرکاری فیصلہ کی تائیدات ہیں) اعتبار کی نگاہ سے دیکھیگی۔ اور اس تجویز کو جسے ہمنے رائے زنی کی ہے لایق توجہ سمجھیگی۔ اگر ہماری قوم (اہل اسلام) نے اس تجویز کی طرف جو انکے سامنے ہمنے پیش کی ہے توجہ نہ کی (آیندہ اختیار)

ؔ مسلمان تو مسلمان ہیں خواہ کسی فرقہ اسلامی سے ہوں۔ آنحضرت صلعم نے غیر مذہب (یہود ونصاری) کو بھی اپنی مسجد میں خدا کی عبادت سے نہیں روکا۔ ایک دفعہ خاص آپ کی مسجد میں نجران کے عیسائی آئے۔ اور اُنہوں نے اپنے طریق سے نماز پڑھی تو آنحضرت نے اُنکو نہ روکا بلکہ جن مسلمانوں نے روکنا چاہا انکو روکنے سے منع کر دیا۔ (دیکھو زاد المعاد صفحہ ۹۵ہم جلد ۱۔ اور اشاعۃ السنۃ صفحہ ۳۶۱ جلد ۵ نمبر ۱۲)

ریویو

رسالہ القول المتین فی اخفاء آمین

اس رسالہ مین مولوی (یا منشی)✲ محمد علی صاحب وکیل عدالت مرزاپور نے احادیث آمین بالجہر پر نکتہ چینی کی ہے۔

اس نکتہ چینی مین بعض راویون اور بعض اسانید حدیث آمین بالجہر کے طعن وجرح مین تو بے شک وہ مصیب ہین مگر اس عام اور کلی دعوے مین کہ "سبھی احادیث آمین بالجہر ضعیف ہین" یعنے یہ متن ہی ضعیف ہے اسکی کوئی سند یا طریق صحیح یا حسن نہین ہے وہ غلطی پر ہین۔ کیونکہ بعض احادیث آمین بالجہر کو ائمہ محدثین اجو فن تحقیق وتنقید وجرح وتعدیل مین امام مسلّم ہیں صحیح یا حسن کہہ چکے ہین۔ ان احادیث کی نسبت وکیل صاحب یا کسی اور مقلد کو یہ ہرگز اختیار و منصب نہین ہے کہ صرف بعض راویون کی نظر سے انکو ضعیف قرار دین۔ بلکہ اس امر کا انکو کسی حدیث کی نسبت (جسکو ائمہ محدثین صحیح یا حسن کہہ چکے ہون) اختیار نہین ہے۔ یہ منصب اُنہی ائمہ حدیث سے مخصوص ہے۔ جو حدیث کو صحیح یا حسن کہنے والون کے ہمسر ہون اور فن جرح وتعدیل مین مسلم العصر آسمتقام (تغلیط وکیل صاحب) ہین ہم نے دو دعوی کئے ہین اول یہ کہ بعض احادیث آمین بالجہر کی ائمہ محدثین تصحیح وتحسین کر چکے

✲ اس شک وتردد کو معاف کیجیے گا۔ ہم آپ کی مولویت یا فضیلت سے نہ خارجاً واقف ہین نہ آپکی اس تحریر سے اسکو سمجھ سکتے ہین۔ لہذا آپ کے فل ایڈریس (پورے خطاب) مین تردد رہے ہین۔ آپ واقعی مولوی ہون تو ہم کو منشی کہنا معاف کرین ✣

دوسرا۔ یہ کہ جس حدیث کو محدثین صحیح یا حسن کہدین اُسپر بعض رواۃ کی نظر سے مقلدین کو طعن و جرح کرنا جایز و مقبول نہین۔ اِن دونون دعاوی کو ہم ایسے دلایل و شواہد سے ثابت کرتے ہین۔ جن مین وکیل صاحب اور اونکے علما ء مذہب کو سر مو مقال کی مجال نہو

(دعوی اول کا ثبوت)

حدیث آمین بالجہر کو (جسکو امام سفیان نے وایل بن حجر سے نقل کیا) امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور دارقطنی نے صحیح۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اِسکی اسناد صحیح ہے ابن سید الناس شارح ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث اسی لایق ہے کہ اسکو صحیح کہا جاے۔ اور جو یحیٰی بن سعید [illegible] یہہ علت (چہپی ہوئی) نکالی ہے۔ کہ اسکا ایک راوی حجر بن عنبس غیر معروف شخص ہے۔ اِسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے غلط قرار دیا۔ اور یہہ کہا ہے کہ حجر بن عنبس معروف و مشہور ثقہ ہے امام یحیے بن معین (ہمشہر یحیے بن سعید قطان) نے اسکو ثقہ بتایا ہے اور بعض ایمہ نے یہہ بھی کہا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا صحابی تہا۔

اور جو اس حدیث سفیان کے

قال ابو عیسے سمعت محمدا یقول حدیث سفیان اصح من حدیث شعبۃ فی هذا و اخطأ شعبة فی مواضع من هذا الحدیث فقال عن حجر ابی العنبس و انما هو حجر بن العنبس و یکنی ابا السکن و زاد فیه عن علقمة بن وائل [illegible] عن علقمة و انما هو حجر بن عنبس عن وایل بن حجر و قال خفض بها صوته و انما هو مدّ بها صوته۔ قال ابو عیسے سألت ابازرعة عن هذا الحدیث فقال حدیث سفیان فی هذا اصح قال روی العلاء بن صالح الاسدی عن سلمة بن کهیل نحو روایة سفیان۔ قال ابو عیسے حدثنا ابوبکر محمد بن ابان نا عبد الله بن نمیر عن العلاء بن صالح الاسدی عن سلمة بن کهیل عن حجر بن عنبس عن وایل

* رتبہ کو زمانہ مین نہین ہے

بن حجر عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو
حديث سفيان عن سلمة بن كهيل
(جامع ترمذی صفحہ ۳۵)

الحديث اخرجه ايضا الدارقطني وابن
حبان وزاد ابو داؤد ورفع بها صوته
قال الحافظ وسنده صحيح وصححه الدارقطني
واعله ابن القطان بحجر بن عنبس وقال
انه لا يعرف وخطاه الحافظ وقال
انه ثقة معروف قيل له صحبة ووثقه
يحيى بن معين وغيره وروى الحديث
ابن ماجة واحمد [illegible]
اخرى بلفظ وخفض بها صوته وقد
اعلت باضطراب شعبة في اسنادها و
متنها ورواها سفيان ولم يضطرب
في الاسناد ولا المتن قال ابن القطان
اختلف شعبة وسفيان فقال شعبة
خفض وقال الثوري رفع وقال شعبة
حجر ابو عنبس وقال الثوري حجر بن عنبس
وصوب البخاري وابو زرعة قول الثوري
وقد جزم ابن حبان في الثقات ان
كنيته كاسم ابيه فيكون ما قاله صوابا

مقابلہ مین شعبہ کی روایت اسی وائل
بن حجر سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم
نے نماز مین آہستہ آمین کہی ہے اسکو
ائمہ محدثین (ابوزرعہ رازی امام بخاری وغیرہ)
نے خطا قرار دیا ہے۔ بعض ائمہ نے
یہ بھی کہا ہے۔ کہ شعبہ نے اس روایت
کی متن (الفاظ حدیث) و سند (سلسلہ
رواۃ) دونون مین اضطراب و اختلاف
کیا ہے۔ متن مین یہ اختلاف کہ کبھی آہستہ
آمین کہنا روایت کیا ہے۔ کبھی آمین
بالجہر [illegible] سند ہے۔ لہذا
اسکی روایت لایق اعتماد نہین۔
بعض محدثین نے سفیان و شعبہ دونون
کی روایات کو صحیح مانکر روایت سفیان
کو روایت شعبہ پر اس نظر سے ترجیح دی
ہے کہ اسکی روایت آمین بالجہر کے دو شخص
اور بھی موید و مصدق ہین اور شعبہ کی
روایت اخفا کا کوئی موید نہین ہے۔
یہ امام ابو عیسے ترمذی و امام
شوکانی یمانی کے کلام کا خلاصہ ہے
اور شیخ ابن الہمام حنفی نے

وقال البخاری ان کنیتہ ابو السکن ولا
مانع من ان یکون لہ کنیتان وقد
ورد الحدیث من طریق ینتفی بہا اعلالہ
بالاضطراب من شعبۃ ولم یبق الا
التعارض بین شعبۃ وسفیان وقد
رجحت روایۃ سفیان بمتابعۃ اثنین
لہ بخلاف شعبۃ فلذلک جزم النقاد
بان روایتہ اصح کما روی ذالک
عن البخاری وابی زرعہ وقد حسن
الحدیث الترمذی قال ابن سید الناس
ینبغی ان یکون صحیحاً [illegible]
شوکانی صفحہ ۱۱۷)

وفیہا علۃ اخری ذکرہا الترمذی
فی علل الکبیر انہ سأل البخاری ہل
سمع علقمۃ عن ابیہ فقال انہ ولد
بعد موت ابیہ بستۃ اشہر انتہی
غیر ان ہذا الانقطاع ان تم وقد
رجح الدارقطنی وغیرہ روایۃ سفیان
بانہ احفظ وقد روی البیہقی
عن شعبۃ فی ہذا الحدیث
رافعاً صوتہ ولما اختلفنفی

فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں امام
ترمذی کا کلام مذکور نقل کرکے اُسپر اور
طرہ چڑہایا۔ اور یہ فرمایا ہے کہ
حدیث شعبہ میں (جس میں آمین
آہستہ کہنے کا ذکر ہے) ایک
علت اور ہے جسکو ترمذی نے
علل کبیر میں ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے
کہ آپ نے امام بخاری سے پوچھا
کیا علقمہ نے اپنے باپ سے کچھہ
سنا ہے۔ تو اونہون نے فرمایا
کہ علقمہ تو اپنے باپ سے چھہ مہینہ بعد
پیدا ہوا ہے۔ کلام امام ترمذی ہوچکا
اگر یہہ* کلام درست ہو تو اس سے
صرف انقطاع حدیث ثابت ہوتا
ہے (یعنے جو حنفی مذہب مین چندان عیب
نہین) اور دارقطنی وغیرہ نے روایت
سفیان کو (جس مین آمین جہر کا ذکر
ہے) ترجیح دی ہے۔ اسلئے کہ سفیان
شعبہ سے یادداشت مین بڑہ کر ہے
اور یہہ روایت جہر آمین خود شعبہ سے
بھی مروی ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے

* شاید یہہ اس اختلاف کیطرف اشارہ ہو جو علقمہ کے اپنے باپ سے لقاء وسماع مین ہے۔

هذا الحديث عدل المصنف الى ما عن ابن مسعود رضی فانه يريد ان المعلوم منه عليه السلام الاخفاء۔ کی تقدم ان الذى فيه ذكر امين عن النخعى۔ والله اعلم (فتح القدير صفحہ ۱۲۱ جلد ۱)

اُن سے نقل کیا ہے۔ اور چونکہ اس حدیث شعبہ میں بہہ اختلاف تہا۔ (جو بیان ہوا کہ سفیان اس کا مخالف ہے۔ بلکہ شعبہ خود اپنی روایت میں مختلف البیان ہے) لہذا مولف ہدایہ نے حدیث شعبہ سے عدول کرکے حدیث ابن مسعود کیطرف رجوع کیا اور مسئلہ اخفاء آمین پر اسکو دلیل ٹھہرایا ولیکن اس حدیث ابن مسعود میں یہ بحث ہو چکی ہے۔ کہ وہ ابن مسعود سے ثابت نہیں وہ صرف ابراہیم کا قول ہے۔ اس بیان سے ہمارا پہلا دعوے ثابت ہوا اور حدیث آمین بالجہر کو امام دارقطنی وغیرہ کا صحیح کہنا اور امام ترمذی کا حسن کہنا پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ وللہ الحمد *

دوسرے دعوی کا ثبوت

ہمارا دوسرا دعوے کہ حسن حدیث کو ایمہ محدثین مسلم الاجتہاد صحیح یا حسن کہہ چکے ہوں اسپر مقلدین محض کا۔ (جو جرح و تعدیل و تنقید و اجتہاد کے اہل نہوں) جرح وطعن جایز و مقبول نہیں۔ ایسا دعوے ہے کہ اسپر فقہا و محدثین متقدمین و متاخرین سبکا اتفاق ہے۔ وہ سب کے سب تنقید (تصحیح و تضعیف) کو اہل اجتہاد کا خاصہ سمجھتے ہیں۔ اہل تقلید کو (جو اجتہاد و تنقید کے اہل نہوں) اس منصب شریف کے لایق نہیں جانتے۔ **محدثین و فقہاء میں** کچھہ **اختلاف** ہے تو ہر منصب کے لایق اعیان و اشخاص کی تعیین میں اختلاف ہے۔ محدثین اس منصب شریف کو ایمہ محدثین کا منصب سمجھتے ہیں۔ فقہا اپنے مجتہدین کو بھی اس منصب میں ایمہ محدثین کا ہمسر بلکہ ان سے لایق تر خیال کرتے ہیں۔

متقدمین و متاخرین کا اسباب مین **اختلاف** ہے تو یہ ہے

کہ امام ابن الصلاح وغیرہ متقدمین اس منصب کو محدثین سلف پر ختم کرتے ہین۔ امام نووی وغیرہ متاخرین پچھلے زمانہ کے اہل تنقید و اجتہاد کے لئے بھی اس منصب کو تجویز کرتے ہین۔ بہر حال و بنابر **ہر ایک** اختلاف و مقال مقلد محض و نااہل بحث کو کوئی شخص فقہا سے ہو خواہ محدثین سے متقدمین سے خواہ متاخرین سے اس منصب کے لائق نہین سمجھتا۔ اس مقام مین ان اختلافات کے متضمن اقوال علماء محدثین و فقہاء کو نقل کیا جاتا ہے اس سے ناظرین کو بخوبی روشن و متیقن ہو گا۔ کہ مقلد محض و نااہل بحث کو کسی نے تنقید و تحقیق و تصحیح و تضعیف حدیث کا اہل تسلیم نہین کیا۔ خصوصاً اس حدیث کی تضعیف کا جسکو ایمہ محدثین صحیح کہہ چکے ہون۔ یا اس حدیث کی تصحیح کا جسکو انہون نے ضعیف قرار دیا ہو۔

شیخ امام **ابو عمرو** ابن الصلاح نے کتاب **علوم الحدیث** کے نوع اول مین بضمن فایدہ دوم کہا ہے۔ ہم کسی حدیث کو صرف اسکی سند دیکھکر صحیح کہنے کی جرات نہین کر سکتے۔ اگر اسکو صحیح بخاری یا صحیح مسلم مین نپائین یا اور کتب ایمہ حدیث مین اسکی صحت پر کسی امام کی تصریح نہ دیکھ لین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین (اپنے زمانہ ساتوین صدی کی نسبت آپ یہ فرماتے ہین۔ تو اس زمانہ چودہوین صدی کا کیا حال) صرف اسناد کو دیکھکر خود بخود

الثانیة اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرها حدیثا صحیح الاسناد ولم نجده فی احد الصحیحین ولا منصوصاً علی صحته فی شئ من مصنفات ایمة الحدیث المعتمدة المشهورة فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحته فقد تعذر فی هذه الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید لانه ما من اسناد من ذلک الا وتجد

فی رجالھم من اعتمد فی روایۃ علی ما فی کتابہ عریًا عما یشترط فی الصحیح من الحفظ والضبط والاتقان فآل الامر اذًا فی معرفۃ الصحیح والحسن الی الاعتماد علی ما نص علیہ ایمۃ الحدیث فی تصانیفھم المعتمدۃ التی یومن فیھا لشھرتھا من التغییر والتحریف وصار معظم المقصود بما یتداول من الاسانید خارجًا عن ذالک ابقاء سلسلۃ الاسناد التی خصت بھا ھذہ الامۃ زادھا اللہ شرفًا

(علوم الحدیث ابن الصلاح مشہور بمقدمہ)

حدیث کو صحیح جان لینا مشکل ہوگیا ہے کیونکہ اس قسم کی ہر ایک سند مین کوئی نہ کوئی راوی ایسا ضرور ہوگا۔ جو اس حفظ وضبط سے معرے ہو۔ جو صحیح حدیث مین مشروط ہے۔ لہٰذا صحیح وحسن حدیث کی پہچان کا رجوع اُنہی اقوال ایمہ حدیث کیطرف ہوا جو اپنی مشہور ومعتبر تصانیف مین انہون نے بتصریح بیان کئے ہین اور اسوقت اسناد سے مقصود صرف اس سلسلہ اسناد کا۔ (جو اس امت کیساتھ مخصوص ہے) باقی رکھنا ہوا۔ جو اُس غرض تصحیح وتضعیف احادیث سے خارج امر ہے ۰

اور امام **نووی** نے اپنی کتاب **تقریب** مین کہا ہے میرے نزدیک

الاظھر عندی جوازہ لمن تمکن وقویت معرفتہ (تقریب نوادی)

ظاہر یہی ہے کہ تصحیح وغیرہ اب بھی جائز وممکن ہے اس شخص کے لئے جسکو قدرت ہو اور قوی پہچان +

اسکی شرح **تدریب** راوی مین امام سیوطی نے امام عراقی سے نقل کیا ہے

قال العراقی ھو الذی علیہ عمل اھل الحدیث فقد صحح جماعۃ من المتاخرین احادیث لم نجد عمن تقدمھم فیھا تصحیحًا ایسے

کہ ایمہ حدیث کا جو ابن صلاح کے ہمعصر اور اوسکے پیچھے ہوئے ہین اسپر عمل رہا ہے۔ پھر ان ایمہ کا نام لیا جنھون نے از خود

ان ذکر اسماءھم والاحادیث التی صححوھا۔ ثم قال ولم یزل ذالک داب من بلغ اھلیۃ ذلک الیٰ ان قال الحاصل ان ابن الصلاح سد باب التصحیح والتحسین والتضعیف علیٰ ھذہ الازمان لضعف اھلیتھم۔ وان لم یوافق علی الاول
(تدریب راوی شرح تقریب نواوی)

کئی حدیثوں کو صحیح کیا ہے۔ پھر کہا کہ یہی طریق ان لوگون کا رہا ہے جو اس امر کی اہلیت ولیاقت کو پہنچ چکے تھے اسکے بعد کہا ہے۔ کہ حاصل مطلب یہ کہ ابن صلاح نے تصحیح وتحسین و تضعیف کا دروازہ اس زمانہ کے لوگوں پر بند کردیا ہے۔ اس نظر سے کہ ان کی لیاقت مین ضعف ہے۔ اگرچہ ان سے پچھلے

علمار نے انکی اسبات سے اتفاق نہین کیا۔
اور ابن جماعہ نے اپنے مختصر مین امام ابن الصلاح کا قول نقل کرکے فرمایا ہے

فان بلغ واحد فی ھذا الزمان اھلیۃ ذالک والتمکن من معرفتہ احتمل استقلالہ (مختصر ابن جماعہ)

اگر کوئی ان دنون مین اس لیاقت کو پہونچے اور حدیث کی پہچان پر قادر ہو تو وہ بذات خود یہ کام کرسکتا ہے۔

اور شیخ زکریا انصاری نے فتح الباقی۔ شرح الفیہ عراقی مین کہا ہے

من اراد الاحتجاج بحدیث من السنن او من المسانید ان کان متاھلاً لمعرفۃ مایحتج بہ من غیرہ فلا یحتج بہ حتی ینظر فی اتصال اسنادہ واحوال رواتہ والا فان وجد احدا من الایمۃ صححہ او حسنہ فلہ تقلیدہ والا فلا یحتج بہ
(فتح الباقی شرح الفیہ عراقی)

جو شخص کسی حدیث سے (منجملہ احادیث کتب سنن ومسانید) متمسک کرنا چاہے وہ اگر خود حدیث لایق تمسک ونالایق پہچاننے کی لیاقت رکھتا ہے تو اسکی اتصال سند اور احوال رواۃ کو دیکھ لے اس امر کا وہ اہل نہو۔ تو حدیث کے اماموں سے کسی امام کا قول

اسس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی بابت پاوے تو اسباب مین اسکی تقلید کرلے وہ قول بھی نہ پاوے تو اس حدیث سے تمسک نکرے اور شیخ ابن تیمیہ نے کتاب منہاج السنتہ

المنقولات فیہا کثیر من الصدق وکثیر من الکذب والمرجع فی التمیز بین ہذا وبین ہذا الی اہل الحدیث کما یرجع الی النحاۃ فی النحو ویرجع الی علماء اللغۃ فی ما ہو من اللغۃ وکذالک علماء الشعر والطب وغیر ذلک فلکل علم رجال یعرفون بہ والعلماء بالحدیث اجل ہولاء و اعظم قدرا واعظم صدقا و اعلاہم منزلۃ واکثرہم دینا (منہاج السنۃ ابن تیمیہ)

مین فرمایا ہے۔ روایتون مین بہتیرا سچ ہوتا ہے۔ بہتیرا جھوٹ۔ اسمین اسمین تمیز کرنے کے لیئے اہل حدیث کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جیسا مسایل نحو مین علما نحو کیجانب اور مسایل لغت وشعر وطب مین علماء لغت وشعر وطب کیطرف وعلی ہذا القیاس ہرایک علم کے خاص لوگ ہین کہ وہ اس علم [illegible] معروف ہین ان سب مین بڑے جلیل القدر اور بڑے سچے اور عالی رتبہ اور بڑے دیندار علما حدیث ہین۔

اور شیخ عبد الحق دہلوی شرح سفر السعادت مطبوعہ لکھنو مین بصفحہ ۲۲ مجتہدین کے تنقید وتحقیق بیان کرکے فرماتے ہین۔ عوام مسلمانان بلکہ خواص ایشانرا درین روزگار این قوت کجا است کہ این کار (تمیز صحیح وسقیم) از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت مجتہدین کردن ودر پے ایشان رفتن سبیلے نبود والعہدۃ علیہم۔ این کار تقلید مین محدثین را میسر بود۔ الخ۔

* شیخ صاحب کی۔ اس خبر کلام سے ہم کو اتفاق نہین ہے۔ ہمارا تمسک اس کلام مین فقرہ اول و آخر سے ہے ۱۲

اور صاحب درمختار اس کتاب کے دیباچہ مین فرماتے ہین کہ مجتہد مطلق تو مفقود ہے

وقد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد
اما المقید فعلے سبع مراتب مشہورۃ
واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ
(درمختار مطبوعہ دہلی صفحہ ۸)

مقید مجتہدون کے سات طبقہ ہین جو مشہور ہین - ولیکن ہم پر اسی بات کا اتباع لازم ہے جسکو انہون نے صحیح یا راجح کہدیا - یعنے ہم تصحیح و ترجیح کے لائق نہین ہین

ان اقوال وعبارات سے ہمارا دعوی دوم بھی ثابت ہوا - اور یہ امر ثبوت کو پہنچا کہ تصحیح و تضعیف احادیث علی الخصوص بمقابلہ تصحیح و تضعیف ایمہ حدیث نااہلون اور محض مقلدون کا کام نہین ہے -

اب حدیث سفیان کی نسبت جرح و نکتہ چینی مولوی (یا منشی) محمد علی صاحب وکیل کی نسبت یہ امر بحث و تنقیح طلب رہا کہ وکیل صاحب نے جو حدیث پر بمقابلہ امام بخاری وترمذی و دارقطنی [illegible] مجتہد ہین اور اس تنقید و اجتہاد کے وہ اہل اور ایمہ مذکورین کے وہ ہمسر یا ان سے قریب تر ہین یا مقلد محض ہوکر صرف میزان ذہبی مین بعض رواۃ کا جرح دیکھکر نکتہ چینی سے لب کشائی اور خامہ فرسائی کئے ہین ؎

بشق دوم - بحث ختم ہے - اور اس نکتہ چینی کی نسبت ہمارا ریویو صحیح ہے - اس صورت مین امید ہے وکیل صاحب اپنی نکتہ چینی کو واپس لینگے - اور اس حدیث آمین بالجہر کا صحیح یا حسن ہونا بہ تقلید امام دارقطنی و امام ترمذی و بخاری وغیرہ کے بلاچون وچرا التسلیم کرلینگے -

وبشق اول ہم وکیل صاحب کی خدمت مین کتب حدیث سے جس کتاب کے جس باب یا فصل یا ورق سے وہ کہین دس حدیثین نکالکر پیش کرکے ان احادیث کی تنقید (تصحیح یا تضعیف) کی درخواست کرینگے - وکیل صاحب اپنے اجتہاد سے

ان احادیث کی تصحیح یا تضعیف کردی اور جن امور کی تنقیح تصحیح حدیث کے لئے بکار ہے۔ ان امور کی تنقیح ان احادیث مین کرکے دکہادی تو ہم انکو ہمسر بخاری و ابوزرعہ رازی تسلیم کرلینگے۔ اور انکی نکتہ چینی کو بدل مانکر اپنے اس ریویو کو واپس لے لینگے۔

وکیل صاحب کو اجتہاد و انتقاد کا دعوےٰ ہو تو اپنے اس دعوے سے ہم کو بذریعہ کسی اخبار یا مطبوعہ اشتہار کی اطلاع دین اور جس کتاب کے جس باب یا ورق کی حدیثون کی تنقید کے وہ مدعی ہون اس سے ہی نشان دہی کرین۔ مگر قبل از ادعا و اشتہار کتب اصول حدیث مقدمہ ابن الصلاح یا شرح نخبہ (وہ نہ ملین تو مختصر رسالہ لیبی جو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے پہلے ملحق ہے) ملاحظہ فرماکر شروط صحت و تصحیح کو دیکہہ لین۔ اور اپنی نظر و علم کو ٹٹولکر یہ خیال فرمالین کہ وہ ان شرطون (خصوصاً راویون کی باہمی لقاء و سماع اور نفی شذوذ و نفی علت و اتصال و انقطاع اسناد و مزید متصل اسانید وغیرہ) ...

ہمارا تو یہ گمان ہے کہ وکیل صاحب تو کیا وکیل صاحب کے ہم مذہب علما ہندوستان و عرب بلکہ اونکے مقابلین گروہ اہلحدیث کے علما مین بہی اسوقت کوئی ایسا شخص نہین ہے۔ جو تصحیح و تنقید احادیث مین ملکہ اجتہاد رکہتا ہو۔ ہمارا یہ گمان وکیل صاحب نے غلط کردیا اور دس نہ سہی دو ہی چار حدیثون کو از خود صحیح کرکے دکہا دیا۔ تو ہم کو نہ صرف اپنا الزام واپس لینا پڑے گا۔ بلکہ ہزار یورین پہوچکر وکیل صاحب کا تلمذ اور شرف صحبت اختیار کرنا ضروری ہوگا۔

وکیل صاحب کی نکتہ چینی کے متعلق ہمارا ریویو تمام ہوا جس سے نہ صرف انکی اعتراض متعلق حدیث آمین بالجہر کا حال کہلا۔ بلکہ فرقہ مقلدین کے جملہ اعتراضات کا۔ (جو حدیث آمین بالجہر پر کرتی ہین جیسے میان محمد شاہ پنجابی ساکن ... کی یہ اعتراض کہ حدیث آمین بالجہر کا راوی سفیان مدلس ہے۔ اور اس حدیث کو وہ معنعن روایت کرتا ہے۔ اور مدلس کی معنعن حدیث مقبول نہین علے ہذا القیاس)

یا حدیث قرءۃ فاتحہ خلف امام پر وہ وارد کرتے ہین (جیسے انکا یہ اعتراض کہ اس حدیث کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ اور مدلس ہے و علے ہذا القیاس) حال اس کا کہل گیا۔ اور پھر ایک اعتراض پر جو مقلدین احادیث پر وارد کرتے ہین ایک عام ریویو بن گیا۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ کسی مقلد کا حدیث پر (جسکو ائمہ محدثین صحیح یا حسن کہہ چکے ہون ۔) کوئی اعتراض لایق التفات و سماع نہین۔ اور مقلد کا یہ منصب ہی نہین ہے۔ کہ احادیث مصححہ یا محسنہ ائمہ حدیث پر نکتہ چینی کر سکے۔ اس منصب کے لایق اشخاص اور ہی ہین۔ جو حدیث کے امام کہلاتے ہین ع وللحرب رجال یعرفون بہا۔

ولیکن اس ریویو سے چند سوالات۔ ایسے پیدا ہوتے ہین۔ جو مقلدین اور محدثین زمانہ حال کی تشویش کا موجب ہونگے۔ لہٰذا ان سوالات کا ذکر کرکے انکا جواب دینا ضروریات سے ہے

سوال اول۔ بہت سے محدثین (جو درجہ تنقید و اجتہاد کو نہین پہونچے) اپنے مذہب کے مخالف احادیث پر نکتہ چینیان کرتے ہین۔ اور صرف بعض راویون کے مجروح ہونیکی نظر سے بلا استناد اقوال اہل انتقاد اسکو ضعیف قرار دیتے ہین (جسکی تمثیلات تالیفات و رسایل اہل حدیث مین بکثرت موجود ہین ۔) پھر انکی نکتہ چینی کیونکر مقبول سمجھی جاتی ہے۔ اور اسمین اور نکتہ چینی مقلدین مین کیا فرق ہے۔

جواب سوال اول۔ محدثین۔ کی (جو درجہ تنقید و اجتہاد کو نہین پہونچے) نکتہ چینی اگر ان احادیث (جنکو ائمہ محدثین مسلم التنقد والاجتہاد نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے) کی نسبت ہو اور وہ کسی امام مقبول سے منقول نہ ہو تو وہ بھی اسی بحث کا محل ہے جو نکتہ چینی مقلدین کی نسبت ہو چکی۔ ایسی نکتہ چینی محدثین کی بہی ہرگز مقبول و مسموع نہین ہے اور اسمین اور نکتہ چینی مقلدین مین سر مو بہی فرق نہین ہے۔ اور غالباً علما حدیث (جنکو علم سے کچھہ بہی نسبت و تعلق ہے ۔) اور انکو لغتہً و عرفاً عالم کہا جا سکتا ہے۔ اس قسم

انکی نکتہ چینی کسی حدیث پر نہین کرتے۔

آج کل عوام اہل حدیث جو محض اَن پڑھ ہین اور علوم دینی سے جاہل ہو کر اجتہاد کا دعوے کرتے ہین اور بعض حدیثون کے بعض رواۃ کا مجروح ہونا کسی مولوی سے سُنکر یا کسی اُردو کتاب مین دیکھکر ان حدیثون کو ضعیف کہدیتے ہین۔ اس قسم کی نکتہ چینی کرتے ہین تو علماء اہل حدیث اُن کے ذمہ وار نہین۔ وہ انکو اور انکی نکتہ چینی کو قیامت کبرےٰ کے آثار و علامات سے خیال کرتے ہین۔ اور اس حدیث نبوی کا مصداق سمجھتے ہین۔ جسکو عبد اللہ بن عمر رض نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے۔ کہ خدا تعالے علم کو دنیا سے اسطرح نہین اُٹھائیگا کہ لوگون کے سینون سے اوسکو نکال لے۔ اوسکا اُٹھانا یون ہوگا کہ علما کو اٹھا لیگا حتی کہ جب کوی عالم نہ رہے گا۔ تو لوگ جاہلون کو اپنا سردار (مفتی و پیشوا) بنا لینگے۔ وہ اون کو بے علمی سے فتوے دینگے۔ خود گمراہ ہونگے اور ونکو گمراہ کرینگے۔

> عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعًا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسًا جہالًا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (صحیح بخاری صفحہ ۲۰)

اور اگر اونکی نکتہ چینی ان احادیث کی نسبت ہے جنکو کسی محدث نے صحیح یا حسن نہین کہا۔ تو اسمین اور نکتہ چینی مقلدین مین صریح فرق ہے۔ و معہذا وہ اس نکتہ چینی کو بے اعتبار و ناقابل عمل ہونے احادیث مخالف مذہب پر اصل و مستقل دلیل نہین سمجھتے۔ اصل و مستقل دلیل انکی اسباب مین یہ ہوتی ہے۔ کہ ان احادیث کو کسی امام نے صحیح یا حسن نہین کہا۔ اور جو اپنی طرف سے وہ ان احادیث پر نکتہ چینی کرتے ہین اسکو اصل و مستقل دلیل کے شواہد و مویدات سے ٹھہراتے ہین۔ لہذا اُنکی نکتہ چینی درجہ اعتبار سے ساقط نہین ہے۔ بخلاف نکتہ چینی مقلدین کے

کہ وہ احادیث صحیحہ و حسنہ ایمہ حدیث پر ہوتی ہے - اور بے اعتباری اُن احادیث پر اصل و مستقل دلیل سمجھی جاتی ہے - لہذا وہ درجہ اعتبار و قبول سے ساقط ہے -

سوال دوم - تمہارا یا ابن صلاح کا یہ کہنا کہ انتقاد احادیث کا دروازہ مدت سے بند ہے - بعینہ ویسا ہے جیسے مقلدین نے کہہ رکہا ہے - کہ اجتہاد مطلق کا دروازہ ایمہ اربعہ پر بند ہوچکا ہے - اور اجتہاد فی الجملہ یا فی المذہب کا دروازہ علامہ نسفی پر مسدود ہے - پہر تمنے اپنے بعض تصانیف مین بڑے مدشد کے ساتہہ انکے قول کو کیون رد کیا ہے ؟ اسمین اور تمہارے قول مین کیا فرق ہے - ؟

(**جواب سوال دوم**) اسمین اُسمین صریح فرق ہے - اجتہاد (مطلق ہو خواہ فی الجملہ خواہ فی المذہب) عقل سلیم و فہم مستقیم سے ہوسکتا ہے - جسکا دروازہ کبہی بند نہین ہوا - اور نہ آیندہ قیامت تک ہوگا - بخلاف انتقاد حدیث کہ وہ نقل کے متعلق ہے - اور وسعت نظر اور کثرت [illegible] اور اسمین منحصر ہے جو مدت سے کمی چلی آتی - اور دن بدن ہوتی جاتی ہے - اسوقت کم سے کم ایک شخص بہی محدثین یا مقلدین سے ایسا نظر نہین آتا - جسکی نظر ایسی وسیع اور معلومات نقلیہ اس کثرت سے ہون کہ وہ انکے ذریعہ سے - از خود ایک دو حدیثون کو حسن یا صحیح کہہ سکے - وبہذا ہم اس امکان کے منکر نہین صرف فعلیت سے انکاری ہین اور یہ کہتے ہین - کہ اسوقت کوئی ایسا نظر نہین آتا - اور اس امر کو جایز و ممکن الوقوع سمجہتے ہین کہ اس وقت یا آیندہ زمانون مین کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بخاری اور مسلم سے بہی سبقت لے جاسے - اور ان فقہا کی طرح مدعی اجتہاد و انتقاد کو دین سے خارج اور سنگسار کرنے کے قابل نہین سمجہتے -

سوال سوم - جو شخص حدیث کی صحت و سقم کو نہ جانتا ہوگا - وہ اس سے استنباط اور اسمین اجتہاد کیا کرے گا - صرف اپنی عقل اور فہم سے کیا وہ کام لے سکیگا -

جواب سوال سوم۔ اجتہاد کے لئے علم صحت وسقم حدیث کا ضروری ہونا مسلم ہے ولیکن یہ علم دوسرے کے اتباع یا تقلید سے بھی ہو سکتا ہے۔ اسمین استقلال خود اجتہادی شرط نہین ہے۔ لہذا جایز ہے کہ ایک شخص حدیث کی صحت وسقم کا علم ائمہ حدیث سے حاصل کرے۔ اور اس سے استنباط مسایل و اجتہاد خود کرے۔

سوال چہارم۔ جب اس مجتہد کو تنقید و تصحیح و تضعیف احادیث مین اور محدثین کا مقلد ہونا پڑا۔ تو وہ استنباط مسایل مین بھی کیون نہین مقلد ہو رہتا۔ اور اسکو آدہا تیتر اور آدہا بٹیر بننا اور اپنے اڈھائی چاول کی کہچڑی علیحدہ پکانا کیا ضرور ہے؟ اور جو لوگ ائمہ مجتہدین کے مقلد ہین اور نہ وہ انتقاد احادیث مین اجتہاد کا نام لیتے ہین نہ استنباط مسایل مین ان پر اس مجتہد مرکب کو کیا فوقیت ہے۔

جواب سوال چہارم۔ علماء کے لئے تقلید مردار کی مثل ہے۔ جو بقدر ضرورت وبحالت اضطرار حلال ہوتا ہے۔ یہ امر مقلدین حنفیہ سے خود تسلیم کیا ہوا ہے۔ چنانچہ علامہ ہارون حنفی نے کتاب **ناظورۃ الحق** مین فرمایا ہے۔ کہ جب کبھی انسان

ومهما عجز المرء عن فقه الدليل واقامة الحجة فقد اضطر الى التقليد عند ما بقدر الضرورة اسوة ساير الضرورات التي تبيح المحظورات كتناول الميتة عند المخمصة (ناظورة الحق)	دلیل سے مسئلہ سمجھنے اور اوسپر دلیل قایم کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ تو ناچار ہو کر وہ تقلید کا محتاج ہوتا ہے۔ سو بھی بقدر ضرورت اور ضرورتون کی طرح جو ممنوعات کو حلال کر دیتے ہین جیسے مخمصہ (مہلک بھوک) کی حالتمین مردار کہانے کی ضرورت ہے۔

لہذا اس مجتہد مرکب کو یہی لازم ہے کہ جس محل (انتقاد) مین وہ اپنا اجتہاد نہ کر سکے اسمین مجبور ہو کر مجتہدین محدثین کی تقلید کرے۔ اور جہان وہ اپنا اجتہاد کر سکتا ہے۔ وہان اپنا اجتہاد کرے۔ اسمین انکا مقلد نہ ہو رہے۔

جو لوگ اس خیال سے مقلد محض ہو رہے ہین کہ جب ہم تصحیح و تضعیف احادیث مین ایمہ حدیث کے مقلد بنتے ہین۔ اور تحقیق معانی لغویہ مین ایمہ لغت کے اور فہم معانی شرعیہ مین قواعد اصول فقہ کے وعلے ہذا القیاس۔ تو استنباط مسایل فرعیہ مین بھی کیون نہ مقلد ہو رہین وہ اپنی خداداد جوہر عقل و قوت استنباط کو ضایع کر رہے ہین۔ اور اپنے اصول مذہب* کے سخت مخالف ہین۔ اسیوجہ سے اس مرکب مجتہد کو (جو بعض امور مین مقلد ہے) ان مقلدوں پر ظاہر شرف اور صریح فوقیت ہے۔

یہ ہمنے علے التنزل۔ اتباع محدثین کو تقلید مانکر جواب دیا ہے۔ اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین۔ کہ محدثین کا اتباع ان امور مین جو نقل اور واقعات کے متعلق ہین تقلید نہین ہے۔ اور نہ تسلیم معانی لغویہ مین اتباع اہل لغت کی تقلید ہے۔ اور نہ فہم معانی شرعیہ مین استمداد قواعد اصول فقہ سے تقلید ہے۔ یہ اتباع اتباع دلیل ہے اور شرعاً حجت ہے [illegible] کا اتباع جسکو کوئی شخص محقق ہو خواہ مقلد تقلید نہین کہہ سکتا۔ اس جواب کے موید منہاج السنتہ ابن تیمیہ کی وہ عبارت ہے جو دعوے دوم کی تائید مین گذری۔ اسی قسم کے اور سوالات ہمارے اس جواب سے پیدا ہونگے۔ پر صاحب فہم کو انکے جوابات بھی ہمارے ان چار سوالون کے جوابات سے سمجھہ مین آجاوینگے۔ لہذا ہم انکی تفصیل سے قلم کو روکتے ہین۔ اور ناظرین کو ان سوالات کے حل کرنے کے لئے ضمیمجات اشاعة السنتہ جلد اول و دوم و سوم کیطرف مراجعت کرنیکی ہدایت کرتے ہین۔ واللہ الموفق

---

* جواز تجزی اجتہاد و تقلید وغیرہ جنسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۲ ضمیمہ اشاعة السنتہ مین بحث ہوچکی ہے

بھوپال کا حال

ریاست بھوپال کی نسبت جو اسوقت سرکاری کارروائی ہوئی ہے اس سے ہم کو بحث نہین ہے، ہم اپنے رسالہ مین صرف اُن واقعات و حالات کی صلیت وحقیقت بیان کرتی ہین جنکو عام خیالات اس کارروائی کا اصل اصول و مبنی سمجھ رہے ہین اور درحقیقت (بحکم عقل و بلحاظ علوشان گورنمنٹ) وہ حالات اس کارروائی کا اصل اصول و مبنی نہین ہو سکتے۔ کیونکہ انمین صداقت و صلیت کی بو نہین ہے۔ ہمارے ملکی ریفارمر (اخبارون کے ایڈیٹر) اور انکے کارسپانڈنٹ انصاف کا خون کر رہے ہین۔ جو ان نا راست و غیر واقعی حالات کو اپنے اخبارون مین مشتہر کرتے ہین۔ اور انکو گورنمنٹ کی کارروائی کا اصل اصول و مبنی قرار دیتے ہین اور وہ اتنا نہین سوچتے کہ ان غیر واقعی و نا راست حالات کو کارروائی گورنمنٹ کا اصل اصول و مبنی قرار دینے مین نہ صرف اس نیک نام ریاست کی بدنامی متصور ہے۔ بلکہ اسمین گورنمنٹ کی بھی سخت بدنامی متیقن ہے [illegible] اپنی کارروائی کی بنا قائم کی۔ ان حالات و افترا ات کی تحقیق نہ کرلی۔ مثلاً جب کوئی منصف مزاج ہندو یا مسلمان (جسکو نہ مسلمانون سے تعصب ہے نہ مسلمانونکی قوم نہین ہے کسی فرقہ رضی وہابی یا بدعتی سے) ان اخبارون مین یہ مضمون دیکھیگا کہ نواب بھوپال نے ہندؤنکے مندر گرا دیئے تھے۔ اور تعزیہ بند کر دیئے۔ اور مہدی سوڈان کو مدد دی۔ اور افغانیون کی شکست پر نا خوشی ظاہر کی تھی اسلئے گورنمنٹ نے انکو یہ سزا دی ہے۔ اور پھر ان باتونکا واقع اور نفس الامر مین کہین نام و نشان نہ پائیگا۔ اور خود بھوپال مین جا کر یا اپنی ہی جگہہ پر معتبر ذرایع اور شہادتون سے یہ ثابت کرلیگا کہ نواب بھوپال نے ہندؤن کا کوئی مندر نہین گرایا اور نہ کوئی تعزیہ بند کیا ہے اور سرکاری کاغذات مین یہ دیکھہ لیگا کہ ریاست بھوپال نے (جسکے مدار المہام نواب صاحب خیال کیئے جاتی تھے) جنگ افغانستان کے وقت گورنمنٹ کو مدد دی۔ اور مہدی سوڈان کے مقابلہ کے لئے مستعدی ظاہر کی۔ جسپر گورنمنٹ کی طرف سے شکریہ کی مراسلت بھی ریاست کے نام پہنچی۔ تو پھر وہ گورنمنٹ پر ظلم و بلا تحقیق سزا دہی کا الزام کیون نہ قایم کریگا۔ اور یہ امر خیرخواہ و جان نثار رعایا و روسا کی سوءظنی کا موجب کیونکر نہو گا۔

یہ ہمنے محض فرضی مثال نہیں دی ہے - اسوقت کے بعض آزاد اخباروں میں جو گورنمنٹ کی اس پالیسی کو نا انصافی قرار دیتے ہیں بچشم خود دیکھی ہے - وہ صاف اور برملا کہتے ہیں - کہ گورنمنٹ نے بلا تحقیق و تفتیش کیوں ان حالات پر اپنی کارروائی کی بنا قایم کی - اور کیوں ایسی سخت سزا دی -

یہ حضرات نامہ نگار اور انکو نامہ نگار ان حالات کو اس کارروائی گورنمنٹ کا اصل اصول نہ ٹہراتے ہیں تو یہ آزاد اخبار گورنمنٹ پر یہ اعتراض کیوں کرتے - شاید باعتقاد تحقیق و انصاف گورنمنٹ یہ خیال کر لیتی کہ نواب بھوپال سے کوئی ایسا ہی قصور ہوا ہوگا جسپر گورنمنٹ نے یہ سخت سزا دی ہے - یہ الزام تو گورنمنٹ پر نہ آتا کہ ان سنی سنائی اور نا راست باتونکے سبب اُسنے یہ ظلم کیا ہے - اس سے ناظرین یقینی طور پر نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ نام کے رفارمر اپنی محسن گورنمنٹ کو بدنام کر رہے ہیں - نہ صرف اس ریاست نیک نام کو -

یہ نام کے رفارمر یہ بھی نہیں سوچتے کہ انکی اس تیزی کارروائی کا اثر نہ صرف ایک ریاست بھوپال میں (جسکو وہ بوجہ ناموافقت مذہب (اسلام یا وہابیت) برا اور لایق عداوت سمجھتے ہیں) محدود و منحصر رہیگا - بلکہ اسکا اثر ایک خود مختار ریاست [illegible] ایک نہ ایک دن پہنچیگا اور جو کچھہ اس ریاست بھوپال کی نسبت کہنا اور کرنا جایز سمجھا گیا - اور عمل میں آیا ہے - وہی ہر ایک ریاست کی نسبت جایز سمجھا جائیگا اور عمل میں آئیگا - آخر ایک نہ ایک دن خود مختاری کا نام صفحہ ہندوستان سے مٹ جائیگا - ہم یہ مضار و نتایج سوچکر ان حالات کی نسبت اصلی واقعات بیان کرنیکو تیار ہیں جس میں ہم اولاً اپنی مہربان گورنمنٹ کی خیر خواہی اور الزام ظلم سے اسکی برات ثانیاً تمام دیسی ریاستوں سے ہمدردی اور آیندہ حملوں سے اسکی صیانت ثالثاً مظلوم ریاست بھوپال کی غمخواری اور فالسون کے افتراؤں سے اسکی حمایت رابعاً - اپنے بھولے بھالے (یا نا عاقبت اندیش) دیسی اور بعض مذہبی بھائیوں (دیسی اخباروں کے ایڈیٹروں) کی اطلاع دہی اور ہدایت پیش نظر ہے - ان حالات کے متعلق اصلی واقعات ہم کو دو سبیل (یا ذریعہ) سے معلوم ہوئے ہیں - (۱) کارسپانڈنٹ جسکی مراسلت اخبار کوہ نور لاہور میں اور اسکے ذریعہ سے اردو گائیڈ کلکتہ میں چھپی ہے (۲) بعض معزز ہندو اشخاص جو بغرض سیر بھوپال پہنچے اور وہاں کے حالات بچشم دیدہ تحقیق کر کے آئے ہیں - اسمقام میں ہم انکے ملاحظہ کیلئے مراسلت

(۱) مدت سے انتظام ریاست خراب تہا۔

(۱) جواب - اسکا دہوان پہلے کیون نہ نکلا؟ نہ کسی اخبار نے اسکا ذکر کیا۔ نہ سرکاری کاغذات مین اسکا اثر پایا گیا نہ عام لوگون مین اسکا چرچا سُنا گیا۔ اخبارون مین ذکر نہونیکی وجہ جو اودھ اخبار مین بیان کی گئی ہی کہ دہان کوئی کارسپانڈنٹ نہین ٹہر سکتا تھا۔ کوئی خبر دیتا تو فوراً سزا پاتا یا نکالا جاتا۔ ان ہی حضرات نامہ نگارون کی بناوٹ ہے۔ خفیہ کارسپانڈنٹ تو کہین سے بہی نہین چوکتے۔ ہندوستان مین بیٹھکر روس سے کارسپانڈنس کرتے رہے ہین۔ جو ایک دن پکڑے بہی گئے۔ یہان بہی کم سے کم ایک تو ایسا نکلتا۔

عام لوگون مین اسکا چرچا نہونیکی وجہ۔ جو ہی اودھ اخبار مین بیان کی گئی ہے کہ مارے خوف کے کوئی نہ بولتا تھا۔ یہ بہی ان ہی کی بناوٹ ہے۔ عام افواہ کو کوئی سلطنت یا ریاست (خواہ کیسی ہی [illegible] ظالم ہو) [illegible] نہین سکتی بعض راجواڑون مین بدانتظامی ظاہر نہونیکا پورا اہتمام کیا جاتا تہا۔ پہر بہی وہ ظاہر ہوتی ہی رہی۔ ان سب جوابات کو جانے دین۔ اور ان باتون کو تسلیم ہی کرلین کہ ہندوستان کے اخبار نویسون اور اُنکی کارسپانڈنٹون اور عام لوگون کو جو اس ریاست مین رہتے تہے۔ اور جو وہان سے ہوکر وہان کے حالات دیکہکر سلطنت انگلشیہ مین آتے تھے سب کو ریاست بہوپال کیطرف سے پہانسی پانے یا جلاوطن یا دایم الحبس ہوجانے کا خوف تہا۔ تو یہہ صرف اخبارون مین یا افواہ عام مین بدنظمی کے ذکر نہونیکی وجوہات ہوسکتی ہین۔ سرکاری کاغذات مین اس بدنظمی کے ذکر نہونیکی یہ وجوہات ہرگز نہین ہوسکتین۔ سرکار دولتمدار کو تو ریاست بہوپال سے کسی قسم کا خوف نہ تہا۔ لہذا سرکاری ایجنٹون کی قلم سے تو کبھی یہ حرف شکایت بدانتظامی ضرور نکلتا۔ اور کسی رپورٹ سالانہ مین اسکا ذکر یا اشارہ ضرور پایا جاتا۔ حالانکہ کسی رپورٹ سرکاری مین اسکا نام و

نشان نہین ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے حسن انتظامی کا ذکر موجود ہے۔ اور ایمپر گورنمنٹ کیطرف سے خوشنودی کے مراسلت وخریطے موجود ہین۔ **طرفہ** یہ کہ خود سرلیپل **گریفن صاحب** بہادر (جنکی طرف موجودہ بدانتظامی کی تحقیق کو منسوب کیا جاتا ہے) اپنی رپورٹ مین اس ریاست کے حسن انتظامی کی تعریف فرماتے ہین۔

اس امر کو اخبار **مفید عام** آگرہ مورخہ دہم نومبر ۱۸۸۵ء بھی تصدیق کرتا ہے۔ اس مقام مین ہم اسکی نقل و بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ اسمین بصفحہ ۲ لکھا ہے۔ اگرچہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بذات خود بڑے لایق و کارگذار و دانا و ہوشیار ہین۔ مگر جس زمانہ سے نواب صاحب نے اُنکے کاروبار مین شراکت یا مددگاری کی ہے برابر خوشنودی گورنمنٹ کی رپورٹین اور خوش انتظامی کے خریطے موجود ہین کرنل ٹامس صاحب بہادر پولٹکل ایجنٹ بھوپال نے حسب قاعدہ صدر مین اطلاع کی اور صدر سے خوشنودی و آفرین بنام بیگم صاحبہ آئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اطلاع خاص و عام کے واسطے گورنمنٹ گزٹ مین اس تحریر کو طبع کرا دیا اور نقل اسکی سکرٹری آف اسٹیٹ کے حضور مین روانہ فرمائی وہان سے جواب آیا کہ انتظام ریاست بھوپال جو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نے اپنی صدر نشینی سے آجتک کیا ہے اسکی اطلاع سے ہم کو نہایت خوشی ہے کہ صدر نشینی ہونے کے ساتھ ہے اُنہون نے ایسی دانشمندی اور ہوشیاری ظاہر کی کہ اُنکی والدہ نے سالہا سال مین ثابت کی تھی۔ حضور ملکہ معظمہ سے ارشاد ہوا ہے کہ ہماری طرف سے بسبب خوش انتظامی کے خوشنودی ظاہر کی جائے۔ اور انہین سرلیپل گریفن صاحب بہادر نے اپنی رپورٹ مین یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ہزہائنیس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال میری نزدیک ہندوستانی تعلیم یافتہ عورتون مین کوئی عورت تمام ہندوستان مین اس رتبہ ولیاقت کی نہوگی مین اپنے صحیح تجربہ سے کہتا ہون کہ تمام سنٹرل انڈیا مین اس لیاقت حکمرانی کے ساتھہ کوئی رئیس ایسا منتظم نہین ہے۔ پس اس خوش انتظامی مین ذات نواب

صاحب بھی شامل ہے۔

(۲) الزام۔ لوگوںپر طرح طرح کا ظلم کیا۔

(الف) اخوان ریاست (لیسین محمد خان وغیرہ) کو ریاست سے جلاوطن کیا۔

(ب) بیگم صاحبہ کو اُنکی ولی عہد دختر (سلطان بیگم) پر ناراض کردیا اور اُسکو عاق کرایا اس غرض سے کہ بجائے اُسکے اُنکا بیٹا ولی عہد ہو +

(ج) تمام زمینداروںپر ٹکس بڑھا دیا۔ یعنی مالگذاری کو دوچند کردیا۔

(د) پُرانی وزیروںکو ریاست سے نکال دیا۔ اور بجائے اونکے اپنی لواحق کو بھرتی کیا۔

(ہ) رعایا سے مذہبی آزادی کو چھین لیا۔ ہندوؤں کے مندروں کو گرادیا اُنہی مسلمانوں کی تعزیہ داری بند کردی۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جواب۔ یہہ سب افترارات ہیں ایک بات بھی نوابصاحب کی نسبت صحیح نہیں

(الف) اخوان [illegible] کیا۔ یہ ظلم

پسران امرار دولہ سے بیگم صاحبہ ناراض تھیں۔ اور اُنکی جاگیر ضبط ہوکر نقدی مقرر ہو گئی تھی۔ نواب صاحب نے بیگم صاحبہ سے اُنکا قصور معاف کرایا اور جاگیر کو بحال کرادیا۔ لیسین محمد خان وغیرہ سے جو معاملہ ہوا وہ اونکی بغاوت ریاست کا نتیجہ تھا۔ نوابصاحب کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہوا۔

(ب) بیگم صاحبہ سلطان دولہ (شوہر سلطان جہان بیگم) سے ناراض تھیں۔ بلکہ اُن سے اپنی دختر کی شادی کرنے کو پسند نکرتی تھیں۔ نوابصاحب نے اپنے اُنکو راضی کیا۔ اور اُنہی کی سفارش سے یہ شادی ہوئی۔ سلطان دولہ نے شادی کے بعد ریاست میں اپنا دخل چاہا۔ اور اپنے مدار المہام بننے کے لئے بہت زور ڈالا جسکے ثبوت میں بعض سرکاری عہدہ داروں کی تحریرات موجود ہیں) لہذا بیگم صاحبہ کو اُنسے اور اپنی بیٹی سے رنج زیادہ ہوگیا۔ اِس رنج کے محرک یا زیادہ کنندہ نواب صاحب نہیں

ہوئے۔ بلکہ وہ اس رنج کے فرو کرنے مین ساعی رہے۔ گو اُسمین کامیاب نہوئے
نواب صاحب کے فرزند کا ولی عہد ہونا بلحاظ قانون و آئین ریاست ممکن نہ تھا۔ کیونکہ غیر
کفو کا شوہر ہو خواہ اولاد شوہر خواہ داماد) مستقل مختار یا ولی عہد ہونا اس ریاست مین جایز
نہین سمجھا گیا۔ تو پھر اس رنج پیدا کرنے یا بڑہانے مین نواب صاحب کا کیا فایدہ مقصود تھا

(ج) زمیندارونپر بلالحاظ حیثیت رقبہ ٹکس بڑہانیکا الزام محض اتہام ہے۔ البتہ حسب
حیثیت ٹکس بڑہایا گیا ہے۔ جس سے ریاست کا یہ فایدہ ہوا کہ نواب سکندر بیگم
کے وقت سے جو قرضہ ریاست کے ذمہ تھا وہ ادا ہوا۔ اور یہ امر (حسب حیثیت ٹکس
بڑہانا) ظلم نہین ہو سکتا۔ ظلم ہو تو گورنمنٹ انگلشیہ بھی اس سے بری نہین ہو سکتی۔
بنگال وغیرہ پریسیڈنسیون مین دو چند ٹکس بڑہایا گیا ہے۔ جسکا ثبوت سرکاری بندوبست
مین موجود ہے۔

(د) نواب صاحب نے کوئی [illegible] ریاست سے نکالا [illegible] اسکی جگہہ یا کسی اور
عہدہ پر اپنے رشتہ دار قریب یا بعید یا ہم وطن کو بھرتی کیا۔ کم سے کم ایک مثال بھی ایسی
پائی نہین جاتی جس سے یہ الزام صحیح ہو سکے۔

حافظ احمد رضا وکیل ضلع گیا جو ریاست سے علیحدہ ہوا۔ تو وہ پرانا اور مستقل
عہدہ دار نہ تہا۔ وہ نواب صاحب ہی کی سفارش سے چند روز کے لیے قایم مقام مدار المہام
مقرر ہوا تھا۔ جو اپنی بے عنوانیون کے سبب (جنکی فہرست سررشتہ ریاست مین موجود ہے)
اس قایم مقامی سے علیحدہ ہوا۔ لہذا اسکی موقوفی اس الزام کی نظیر نہین ہو سکتی۔

(ہ) ہندون کا کوئی مندر۔ جو شرک یا راستہ سرکاری مکانات مین آ گیا
ہو گرایا نہین گیا۔ اور اس قسم کی ضرورتون کے سبب کوئی مندر یا مسجد گرانا خود گورنمنٹ
انگلشیہ سے صادر ہوا ہے صدہا مسجدین اور بیسیون ہندون کے مندر سڑک اور سرکاری
مکانون کے نیچے آ گئے ہین۔ **الغرض** بیداری سے روکنے کا الزام محض افترا ہے

کان بعض رسوم تعزیہ داری سے (جیسے مہندی لگانا) اس نظر سے کہ وہ کسی مذہب
شیعہ یا سُنی کی ہدایت سے نہین ہے - اور اسکی بہتیر بہاڑ مین طرح طرح کے فساد کا
اندیشہ تہا - منع کر دیا ہے - اسکی نظیر اسی سال بعض اضلاع ہندوستان کے ڈپٹی
کمشنرون کا مسلمانون کو دہرہ کے مقابلہ مین تعزیہ لگانے سے روک دینا ہے -
جسکا ذکر کئی اخبارون مین ہوا - اور اسکی کئی نظیرین برٹش گورنمنٹ کی کل سلطنت
مین بہت موجود ہین جنکا ذکر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۶ مین ہو چکا ہے -

بالجملہ یہ سب باتین محض اتہام ہین جنسے نواب صاحب بری الذمہ ہین
ایک بڑی قوی اور روشن دلیل ان سب باتون کے اتہام ہونے پر یہ ہے
کہ پہلے کی نسبت خاص کر شہر بہوپال کی مردم شماری مین آٹھہ ہزار نفر کی زیادتی
ہوئی ہے - اور بیرونجات علاقہ بہوپال مین قریب دو لاکھہ کی آبادی زیادہ
ہوگئی ہے - اگر کوئی [illegible] نواب صاحب کی طرف سے ظلم
ہوتا تو مردم شماری مین کمی ہوتی اور کئی گانون یا گہر اجڑ کر عملداری انگلشیہ مین آرہتے
چنانچہ بعض راجواڑون مین ایسا واقعہ ہوا ہے -

دوسری دلیل ان باتون کے افترا ہونے پر یہ ہے کہ سابق کی نسبت اخوان
ریاست اور رعایا کے حق مین بہت سی رعایتین کی گئی ہین - دو نیم لکھہ روپیہ کی دوام کے
لئے معافی کی گئی ہے - بندوبست ٹہیکہ جات مین پانچ لاکھہ روپیہ واسطے دوام کے
چہوڑ دیا گیا - دو سو رقم ریزگی محصول سایر سے معاف ہوئی - محصول غلہ وغیرہ معاف ہوا
تیس ہزار روپیہ بابت مصارف روشنی وغیرہ معاف ہوا - وغیرہ وغیرہ -

(۱۳) **الزام** - بہوپال وغیرہ بلاد ہندوستان کو دار الحرب بناکر ہندوون کا مال لینا
جایز سمجہا -

(۱۳) **جواب** - یہ دلیرانہ دروغ بے فروغ ہے مصرع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

کا مصداق ہے نواب صاحب اپنی تصانیف مین کئی جگہہ تصریح بیان کر چکے ہین۔ کہ ہندوستان دارالاسلام ہے نہ دارالحرب

کتاب مواید العواید مین آپ فرماتے ہین۔ "چنین جہاد کہ امروز عامہ مسلمین آنرا سبب فوز خود بہ نجات و بلوغ بدرجہ شہادت کبرے گمان میکنند فتنہ بیش نیست و احدی از اہل علم و معرفت بشر لعبت اسلام بسوئے آن نرفتہ۔ چنانچہ در زمانہ برگشتگی افواج وعساکر دولت انگلشیہ در مملکت ہند جمعے از رایان و نوابان و دیگر مردم برخاستند و با حکام فرنگ معرکہ حرب و ضرب آراستند و بیہودہ خیال کردند کہ این جہاد است و نوبت تا آنجا رسید کہ زنان و طفلان بیچارہ را پارہ پارہ ساختند و بآتش غم و غصہ سوختند حالانکہ این حرکت بے برکت ایشان محض خلاف شرع اسلام بود و ہر کہ امروز آنچنان کند کہ آنہا در زمان غدر کردند و حکم او ہمان حکم آن کسان است چہ اہل علم اختلاف دارند در آنکہ ہندوستان بعد ازور آمدن [illegible] حرب فتوی خفیہ آن است

کہ دار اسلام است و چون بر اسلام باقی ماند جہاد دران یعنے چہ بلکہ گناہے از گناہ و کبیرہ از کبایر باشد۔ و نزد بعضے دار حرب است مثل علماء دہلی و ہر کہ موافق ایشان درین مدارک و مفاہیم ہست پس نزد وے جہاد درین ملک با احدے خواہ حکام انگلشیہ باشند یا غیر ایشان ہرگز روا نیست۔ بجز آنکہ از دار حرب ہجرت گزیدہ محل اقامت در مملکت دیگر از دیار اسلام نہند از نو در سرزمین دار الحرب نشستہ جہاد کردن مذہب احدے از مسلمانان قدیم و حدیث نیست۔

(۴) الزام گورنمنٹ کے مقابلہ مین افغانیون کی شکست پر ناخوش ہوئے۔ اور مصریون کی فتح پر سجدہ شکر بجا لائے۔ مہدی سودان کو مدد دی۔

(۴) جواب یہ خوب بے پر کے اوڑائی اور دروغ سیوم سے بھی بڑھکر کہی۔ نواب صاحب نے جنگ افغانستان مین ریاست بھوپال سے **فوج** بھجوائی اور ادہر

چہاونی سیہور مین حفاظت کے لئے کنٹنجنٹ روانہ کی جو ایک سال مین سیہور مین رہے

یہ بات عام اخبارون مین مشتہر ہو چکی ہے اور سرکاری کاغذات مین بہی موجود ہے

جنگ سوڈان کے وقت مہدی سے مقابلہ کے لئے **فوج و مدد دینے** کو کمال

خلوص سے **مستعدی** ظاہر کی جسپر نائب السلطنت و گورنر جنرل کیطرف سے مراسلت

شکریہ کی بتفصیل ریاست کے نام پہونچی۔ اور ادہر قلم و تحریر سے عام مسلمانون مین یہ بات

شایع کی کہ مہدی سوڈان مہدی کاذب ہے۔ وہ مہدی نہین ہے۔ جسکے مسلمان منتظر

ہین۔ با اینہمہ نواب صاحب کیطرف ایسی باتون کو منسوب کرنا جنپر کوئی اہل عقل (چہ جائے

اہل ریاست و اہل علم و اسلام) جرأت نہین کرسکتا ناظرین منصفین غور فرما سکتے ہین کہان تک

صحیح ہے۔ **نواب صاحب سالہا سال سے برملا پکار رہی ہین کہ "انگریزی**

گورنمنٹ سے جہاد کرنا اور اُسکے مخالفون کو مدد دینا جایز نہین" اور مدت سے

شرائط جہاد یکقلم مفقود ہین [illegible] گورنمنٹ انگریزی [illegible] سلطنت سے

مسلمان اب جہاد نہین کرسکتے۔ اور ۱۸۵۷ء وغیرہ کے

مفسدے جو ہندوستان مین ہوئے ہین جہاد نہ تہی فساد تہی"۔ یہ مضامین انکے متعدد

تصانیف مین پائے جاتے ہین۔ از انجملہ چند کتب (۱) **موید العواید**۔ (۲) **ہدایۃ السائل**

(۳) **روض خصیب** **تاریخ بہوپال**۔ **ترجمان وہابیہ**) کی عبارات اس مضمون

کی رسالہ **اشاعۃ السنۃ** نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ و نمبر ۴ و ۶ و ۷ جلد ۶ مین منقول

ہین۔ اور بعض کتب کی عبارات اخبار **شفیق ہند** مطبوعہ ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء مین بہی

منقول ہین۔ تسپر بہی نواب صاحب گورنمنٹ کے باغی و مخالف قرار پائین اور مخالفین گورنمنٹ

کے مددگار و خیرخواہ تصور کئے جائین۔ تو کمال درجہ کی بے انصافی ہے

ایسے **خیرخواہون** جان نثارون پر ایسی **تہمتین لگانا**۔ نہ صرف خیرخواہ رعایا کے

حقمین مضر ہے۔ بلکہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خیرخواہی کو بہی ضررسان ہے۔ وہ لوگ

نوابصاحب کے اس سالہا سال کی خیرخواہی و جان نثاری گورنمنٹ کا یہ نتیجہ سینگے
تو پھر خیرخواہی و جان نثاری گورنمنٹ کا کیون نام لینگے۔ ۱۹ اور مجھی برباد گناہ لازم
کے مصداق ہونیکے خوف سے اس خیرخواہی پر کب جرأت کرینگے۔ نوابصاحب نے
ترجمان وہابیہ کو (جسکے لفظ لفظ سے انکا خیرخواہ گورنمنٹ ہونا اور اس گورنمنٹ
سے جہاد کا ناجایز ہونا ٹپکتا ہے) انگریزی مین بہی ترجمہ کرایا اور بصرف زر کلکتہ مین
چھپواکر اسکو بلاقیمت تقسیم و شایع کیا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا جو اخبارون مین مشتہر
ہو رہا ہے۔ اب کوئی دوسرا خیرخواہ ایسی خیرخواہی گورنمنٹ کا کیون دم بھرنے لگا
اب بہی ہمارے ملکی ریفارمر اور انکے نامہ نگار و مخبر اپنی اخبارون اور قلمون اور
زبانون کو سنبھالین اور گورنمنٹ کے خیرخواہون کو مجرمے برباد گناہ لازم کا مثل
خوف بناکر خیرخواہی گورنمنٹ سے روکنے کی تجویزین نہ نکالین۔

(۵) الزام۔ انہون نے [illegible] لاکھون روپیہ خرچ کرکے
وہابی مذہب کی کتابین ہندوستان و مصر و قسطنطنیہ مین چھپواکر انکو ملکون مین شایع کیا
اپنے مخالفون کو برملا وعظون مین کافر کہا وغیرہ وغیرہ۔

(۵) جواب۔ یہ بہی محض دروغ بے فروغ ہے۔ نہ نوابصاحب وہابی المذہب
ہین نہ وہابی مذہب کی کوئی کتاب ہندوستان یا مصر یا قسطنطنیہ مین چھپواکر انہون
نے شایع کی ہے

وہابی مذہب کو تو وہ بہت برا سمجھتے ہین۔ اور اپنی متعدد کتابون مذکورہ بالا
مین وہ اس مذہب کے بانی عبدالوہاب نجدی کو برا کہہ چکے ہین۔ نہ صرف آج کل کسی مصلحت
یا حکمت عملی کی نظر سے بلکہ اس وقت سے بیس برس پہلے۔ اور اپنے دلی اعتقاد و ارادت
سے جبکہ وہ نواب ہونیکی خیالی توقع بہی نہ رکھتے تھے۔ اس امر کی تفصیل بہی رسالہ
اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۴ اور نمبر ۴ و ۶ و ۷ جلد ۶ مین موجود ہے۔ جو صاحب انہین

[انکا]ر کرتے ہین - وہ ان نمبرون کا ملاحظہ کرین - اور جو لوگ انگریزی جانتے ہین
وہ انگریزی ترجمہ ترجمان وہابیہ کو ملاحظہ مین لاوین - اس مقام مین انکے ایک رسالہ حطہ
فی احوال الصحاح الستہ جو ۱۲۸۳ہجری سے طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے . نقل کی جاتی
ہے - اُسمین اُنہون نے عبد الوہاب نجدی کا حال بیان کرکے کہا ہے کہ اسکی

دو اشہر ما ینکر علیہ خصلتان کبیرتان الاولی تکفیر اہل الارض بمجرد تلفیقات لا دلیل علیہا والثانیۃ التجاری علی سفک الدم المعصوم بلا حجۃ و اقامۃ برہان (حطہ صفحہ ۳۳)	بہت مشہور خصلتین جنکو بُرا سمجہا جاتا ہے - دو خصلتین ہین اول لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرا بے گناہ خون بہانا -

اور جو کتابین اپنی یا اور علماء کی تالیف اُنہون نے ہندوستان یا مصر وغیرہ
مین چھپوائی ہین وہ بھی وہابی مذہب کی کتابین نہین -

جو کتابین اُنہون نے خود [illegible] اشاعۃ السنۃ
نمبر ۴ جلد ۶ مین درج ہے - اور جو کتابین اور علماء کی تالیف اُنہون نے مصر مین
چھپوائی ہین انکی فہرست رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۶ مین مندرج
ہے - ان کتابون مین سے کسی کتاب کی نسبت کوئی دعوے نہین کرسکتا . کہ وہ وہابی
مذہب کی کتاب ہے - اور وہ عبد الوہاب یا اُسکے کسی شاگرد کی تالیف ہے -

ایک بڑی قوی اور عام فہم دلیل ان کتب کی وہابی مذہب کی کتابین
نہونے پر یہ ہے - کہ وہ کتابین عرب و مصر و قسطنطنیہ مین بلا انکار رواج پائی ہین - وہانکے
علماء نے اُنپر تقریظین لکہی ہین اور اگر وہابی مذہب کی ہوتین - تو وہ مصر قسطنطنیہ - مکہ
مدینہ مین جلائی جاتین یا دریا برد ہوتین - کیونکہ وہابی مذہب کے اشخاص اور کتب سے اس دیار
مین یہی معاملات ہوتے ہین -

ہان اگر اصل مذہب محمدیت خالصہ (قرآن و حدیث) کو وہابی مذہب قرار

دیا گیا ہے۔ تو بیشک نواب صاحب اور جملہ اہل حدیث ہندوستان کا یہ مذہب ہے۔ اور محمدیت خالصہ کی موید کتابیں اُنہوں نے خود تصنیف بھی کی ہیں۔ اور اس قسم کی تصانیف سلف و خلف علماء ہندوستان و مصر میں طبع بھی کرائی ہیں۔ اور یہ امر کسی وجہ سے اعتراض کا محل نہیں ہے۔ جو شخص کسی مذہب کا پیرو ہوتا ہے۔ اُسکی تائید و تصدیق اسکا فرض ہے۔ اور یہ امر اسکی تعریف و دیانت کا مثبت ہے نہ مذمت و بددیانتی کا موجب دیکھو ملکہ انگلنڈ و قیصر ہند عیسائی مذہب رکھتی ہیں۔ تو وہ اس مذہب کی تصدیق و تائید کو اپنے اشتہار میں اِن الفاظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ "تا بدولت کو عیسائی مذہب کی حقیت پر یقین ہے"۔

(۶) الزام بردہ فروشی جایز کردی۔

(۶) جواب۔ یہ بھی محض اتہام ہے۔ **بردہ فروشی جایز نہیں کی** بلکہ بردہ آزاد ... ہندوستان میں بیگم صاحبہ کی ملازمت کے لیے منگائی ہیں۔ مخبر بدنہاد کی مخبری پر عدالت بمبئی نے تحقیق کی تو اسپر بھی یہی بات ثابت ہوئی۔ اسکی تصدیق بمبئی کے کاغذات عدالت سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

(۷) **الزام۔ قدسیہ بیگم ناراض تھیں۔**

(۷) جواب۔ کب سے اور کس پر؟ ریاست کی تاریخ دانی بھی تم ہی لوگوں پر ختم ہے۔ قدسیہ بیگم تو نواب سکندر بیگم سے بھی خوش نہ تھیں۔ اور کبھی کوئی خاندانی اور جزو ریاست جسکا کوئی ہمسر یا اس سے خورد تر مستقل رئیس ہو جائے اس رئیس سے خوش ہوتا ہے۔؟

(۸) **الزام۔ بلقیس جہان سے نورحسن کی شادی کرنی چاہی۔**

(۸) جواب۔ یہ امر اگر علی التسلیم و بالفرض ہوا ہے۔ تو کوئی ظلم و جرم نہیں

ہے۔ تراضی طرفین سے شادی ہو جاتی تو کوئی محل اعتراض کا نہ تہا۔ بیگم صاحبہ کی نواب صاحب سے شادی ہوئی ہے یا نہین؟ پہر بلقیس جہان کا رتبہ بیگم سے بڑہکر ہے؟ کہ انکی شادی نواب صاحب کے بیٹے سے ہونا ظلم وجرم متصور ہوتا۔

(۹) الزام۔ صدہا ملازم ضعیفی اور بدروی کے سبب معزول کیے۔

(۹) جواب۔ یہ امر قوع مین آیا ہے تو کوئی اعتراض کا محل نہین ہے۔ ہر ایک ذی اختیار گورنمنٹ ہے اور نالایق ملازمون کو نوکری سے جدا کرتی ہے۔ پنشن کا حق نہو تو پنشن بہی نہین دیتے۔ گورنمنٹ انگریزی مین تم کو ایسی مثال نہین ملتی۔ تو ہمارے پاس آؤ۔ اسکی بیسیون مثالین ہم تم کو حفظ کرادینگے۔

اسی قسم کے اور اعتراضات والزامات نامہ نگار اس نیکنام ریاست پر لگاتا اور اس بیجا نکتہ چینی سے مسلمانون کا دل دکہاتے ہین۔ انکی نسبت ہم پہر کچہہ کہینگے"

یہ مراسلت کوہ نور کی نقل ہے دوسرے ذریعہ سے جو ہم کو اصلی واقعات معلوم ہوئے ہین۔ انکی تفصیل ہم اسمقام مین نہین کرسکتے وہ آیندہ کسی اسمقام مین اس مضمون کو ہم ان کلمات نصیحت پر ختم کرتے ہین۔ کہ ہمارے ملکی رفیق اس قسم کی باتین بلا تحقیق اپنی اخبارون مین درج نہ کیا کرین۔ اسکے اس طرز کو جو ملک وگورنمنٹ کے حقمین بیان کیا گیا ہے پیش نظر رکہین اور خاصکر مسلمان اڈیٹر یہ بہی خیال فرماوین کہ اسلام اور اسلامی ریاستین آگے کونسی ترقی پر ہین کہ وہ بخوف بدہضمی انکا تنزل چاہتے ہین۔ اور اگر باہمی اختلاف مذہبی کے لحاظ سے وہ ان ریاستون کو اسلامی ریاستین نہین سمجہتے۔ کوئی کسی ریاست کو وہابیون کی ریاست قرار دیکر کافرون کی ریاست سمجہتا ہے کوئی کسی ریاست کو شیعون کی ریاست سمجہکر ریاست الکفار خیال کرتا ہے۔ تو اس مرض کا بجز اسکے کوئی علاج نہین کہ وہ اپنے ہی علماء مذہب کی طرف رجوع کرین۔ اور اُنسے

مسئلہ "لا نکفر احداً من اهل القبلة" کے معنے پوچھیں۔

ہماری تشخیص و تجویز کیطرف رجوع کرنا جایز سمجھیں تو ہمارے رسالہ کے نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۲ مین مضمون "کفر کافر" اور نمبر ۸ و ۹ جلد ۳ مین مضمون "تفرقہ بین الاسلام والزندقہ" ملاحظہ فرماوین۔ والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ٭

تلخیص رسالہ ٹی جے ہکاٹ صاحب

در اثبات وجود خالق

[illegible]

۶ مین شروع کی تھی۔ پہر وہ اور مضامین ضروریہ از دحام کے سبب سے رہگئی۔ آخر درازی زمانہ کے سبب ہماری توجہ بھی اسکی طرف نہ رہی۔ اندنون بعض احباب نے اس تلخیص کا پہر تقاضا کیا ہے۔ انکی یاد دہانی سے ہمنے پہر اس تلخیص کا قصد کیا ہے۔ ہر چند پہلے نمبر ۶ جلد ۶ مین اسکے تین صفحہ منقول ہو چکے تھے مگر اس خیال سے کہ شاید وہ پرچہ بعض لوگون کے پاس نہو اس مضمون کو نئے سرے سے شروع کیا جاتا ہے۔

٭ ہم اہل سنت کسی شیعہ خارجی معتزلی وغیرہ اہل قبلہ کو کافر نہیں سمجھتے

علم الٰہی عقلی

پہلا باب

دلیل کی صورت

پہلی فصل

اگر کوئی آدمی میدان مین چلا جاتا ہو اور اُسے ایک پتھر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہان سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اوسکو رد کرنا ذرا مشکل ہے۔ لیکن اگر وہان میدان مین کوئی گھڑی نظر آوے اور کوئی ایسا کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کریگی لیکن [illegible] اگر پتھر کے حق مین کافی ہے تو گھڑی کے حق مین بھی کافی ہے۔ مگر گھڑی کے حق مین کافی نہین کیونکہ اوسمین حکمت پائی جاتی ہے جسکا کوئی بانی ہے۔ مثلاً اوسمین پہیئے ہین جو آرہ کی طرح کٹے ہوتے ہین۔ اور ایک دوسرے کو چلاتے ہین۔ اور دو سوئیان اور بارہ ۱۲ ہندسہ ہین جو وقت بتلاتے ہین۔ سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے۔ اور اس نتیجہ کو کوئی رد نہین کرسکتا۔

(۱) مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہمنے کسیکو کبھی گھڑے بناتے نہ دیکھا نہ کسی ایسے کو دیکھا جو بنا سکتا ہے۔ تاہم عقل کو تسکین نہین آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہین ہے۔ نہ کسی وقت مین یہ بنائی گئی تھی ✦

(۲)۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس گھڑی مین بعض چیزین ایسی ہین جو سمجھ مین نہین آتی ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو یہ کچھ دلیل نہین ہے۔ کہ اسکا کوئی بنانے والا نہین کیونکہ اگرچہ بعض چیزین گھڑی مین معلوم نہین ہوتین کہ کس مطلب

کے لئے ہین توبھی بعض اور چیزون سے جنکی حکمت صاف ظاہر ہے بنانے والا
ثابت ہے +

(۳) اگر کوئی کہے کہ یہ گھڑی کبھی بگڑ بھی جاتی ہے - اور ٹھیک وقت نہین
بتلاتی ہے - تو یہ بھی کچھ اعتراض نہین ہے - کیونکہ بہتیرے ہتھیار اور حکمت کی
چیزین کسی قدر نکمی ہین پر بنانے والے کے حقین کچھ شبہ نہین رہتاہے کہ کسی نے
نہ بنایا - مثلاً اگر انجن بگڑ جاوے - تو کسیکو شبہ نہو گا کہ اسکا بنانے والا نہین ہے -

(۴) اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے
اسکی بھی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی خلقت مین کروڑون صورتین ہین - اونین سے یہ بھی
ایک ہے - گھڑی کے حقین عقل ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی +

(۵) اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت مین ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے
سب طرح کی چیزین بنتی ہین [illegible] تو یہ بھی کافی جواب نہین
کیونکہ یہ قیاس مین نہین آتا - کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کبھی ترتیب کرنے والا
نہین ترتیب کیونکر ہوسکتی ہے - اگر کوئی ترتیب کرنے والا نہو -

(۶) - اگر کوئی کہے کہ ہان حکمت کی صورت توگھڑی مین ہے - لیکن تم اس حکمت
کی صورت سے دہوکا کہاتے ہو - اس کا بنانے والا نہین ہے - تو عقل ہرگز تسلیم
نہ کرے گی - اور جہان ایسی حکمت ہے - ممکن نہین کہ عقل دہوکا کہاوے

(۷) اگر کوئی کہے کہ دہات مین ایک طرح کا قاعدہ ہے - جس سے چیزین ازخود
بن جاتی مین جیسا پیچ سے پیچ عقل اسے تسلیم نہین کرتی کہ گھڑی یون ہی بنی کیونکہ کوئی
قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہین ہوسکتا -

(۸) اگر کوئی کہے کہ تم نہین جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنے ہمین بھید مین تو بس تمہین کیا معلوم
ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا ہے یا نہین ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بانی ہو

(باقی آیندہ)

صفحہ (۲۵۳) نصایت (۲۹۴) خصوصاً (نمبر) لائق ملاحظہ گورنمنٹ بعض عہدہ داران گورنمنٹ و ایڈیٹران اخبار مسلم ہیرالڈ مدراس شمس الاخبار علیم الاخبار لکھنؤ عالم تصویر کانپور انگریزی جرنل و ملٹری گزٹ لاہور پایونیر الہ آباد۔ اودھ اخبار لکھنؤ۔ سراج الاخبار جہلم۔ اخبار چنار وغیرہ جنہوں نے اشاعۃ السنۃ یا اسکے ایڈیٹر کو وہابی کہا ہے۔

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ — معہ — جلد ۸

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق سنہ ۱۸۸۵ء

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شایع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ ملسکتا ہے (۴) رسالہ کے اصول و اغراض ذیل ہین۔

(الف) اصول اسلام اور اُسکی فروع عظام سے خصوصاً جو متعلق معاشرت ہون بحث کرنا۔

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اتحاد و اتفاق مین کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانون کی دنیاوی ترقی کے مضامین شایع کرنا

(د) پولٹیکل مضامین سے جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتون کو گورنمنٹ مین پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کے حقوق سے جنکی مذہب مین ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا۔

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسائل فرعیہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے

(۶) قیمت رسالہ نوابون اور رئیسون سے سالانہ للعہ گورنمنٹ اور عام اغنیا سے عہ متوسط اہل وسعت سے ہے کم وسعت لوگون سے جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین ۳ بجمیعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین دعا خیر۔ قیمت ضمیمہ ہر ایک درجہ والون سے ربع قیمت رسالہ ہے (للعہ ۔ عہ ۔ ۱۲ ۔) کیونکہ حجم ضمیمہ ربع حجم رسالہ ہے

(۷) ان مراتب خمسہ کا تصفیہ و تقرری خریدارون کے بیان یا ایمان پر ہے ۔

(۸) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے۔

(۹) بسبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور محلہ سید مٹھ

فہرست مضامین نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱

اشتہار

مطبوعہ مطبع انجمن پنجاب لاہور

اشاعۃ السنۃ

اور

قومی اصلاح

لائق توجہ مصلحان یا اصلاح خواہان قوم۔

اشاعۃ السنۃ جب ۱۸۷۷ء مین شایع ہونا شروع ہُوا تو اُسکو کچہ خبر نہ تھی کہ قومی اصلاح کیا چیز ہے اور اسکی طریق وصول کیا ہین۔ لہٰذا اُسنے اپنا فرض (جس مین قوم کا حق ادا ہو) یہی سمجہا تہا کہ اپنے علاتی بہائی مقلدون کی (نام لے لیکر) خبر لے اور انکے خیالات ومقالات کا جو خیال ومقال اہلحدیث کی مخالف ہون انکو مخاطب بنا کر جواب دے۔ اُسوقت ہماری عینی بہائی اہلحدیث (جو اسوقت تک قومی اصلاح کی مفہوم سے نا آشنا ہین اور نشہ خنگبیدن وجنگانیدن سی سرشار) اشاعۃ السنۃ کے ان مضامین پر مرحبا جزاک اللہ کہتے اور چارونطرف سی اسکی تعریف وتوصیف مین نعرہ تحسین بلند کرتے تہے

۱۸۷۹ء مین اُس نے مقلدین کا خطاب چہوڑ کر نیچر کو مذہب بنانیوالون سے خطاب شروع کیا تو یہ امر ہماری ان خنگ جوا[illegible] بہت شاق گذرا۔ آج تک مقلدین کی نسبت اہل نیچر سے انکو خنگ کرنا زیادہ ضروری تہا کیونکہ مقلدین سے تو انکو صرف فروعی مسائل (آمین بالجہر ورفع الیدین وغیرہ) مین اختلاف تہا اہل نیچر سے فروعی مسائل (متعلق معاشرت) کے علاوہ اصول اسلام حقیت نبوت ووحی وحشر وغیرہ مسائل متعلق عقائد مین بہی اختلاف تہا۔ پہر بہی وہ اس ضرورت کو ہرگز خیال مین نہ لاتے آپسی خانہ خنگی کے نشہ مین بڑے بڑے معمر اور اس گروہ کے مقتدا واکابر ہمکو یہی وصیت فرماتے کہ نیچریون کو جانے دو ان ہی مقلدون کی خبر لو۔

مگر اشاعۃ السنۃ خدا تعالی کا شکر اور اسکی نعمت کا اظہار کرتا ہے کہ اُس نے حق کے مقابلہ مین کسی معاون یا خریدار بزرگ یا خورد کا کبہی لحاظ نہین کیا جس امر کو حق سمجہا (گو واقع مین نہو) اسی مین وہ لگا رہا اور کسی کی معاونت وترک اعانت رضا یا عدم رضا کا کچہ خیال نہ کیا اور وسط ۱۸۸۱ء تک اہل نیچر سے تخاطب کرتا رہا اسی ۱۸۸۱ء مین خدا تعالی نے اسکی دل مین یہہ القا فرمایا کہ قومی اصلاح کا یہہ طریق نہین ہے کہ کسی خاص شخص کو کافر یا مشرک یا بدعتی یا نیچری کے نام سے نامزد ومخاطب کرکے اُسپر لے دے کرین یا مقابلہ اد

جھگڑے کی صورت مین اسکی یا اوسکی مذہب یا اکابر مذہب کی عیب شماری کرین اسمین گو ہم خیال خوش ہو جاتے یا تمہارے مسائل حقہ کو مان لیتے ہین مگر فریق مخاطب کے لوگ اور بھی بگڑ جاتے ہین اور حق کیطرف رجوع نہین کرتے اور تمہاری قوم صرف وہی لوگ نہین جو بالکل تمہارے ہم خیال ہون۔ تمہارے فی الجملہ مخالف بھی (جو کلمہ گو ہین) تمہاری قوم مین داخل ہین۔ اور انکی اصلاح و ہدایت اور بہ حکمت وملاطفت حق کیطرف انکی دعوت بھی تمہارا منصبی فرض ہے۔ اور علاوہ بران اپنے ہم خیالون کو انکی اغلاط پر اطلاع اور ان کے مفاسد خیال ومقال کی اصلاح بھی تمہارے فرائض مین داخل ہے نہ صرف مخالفین کے درپے رہنا اور انہی پر نکتہ چینی کرنا۔

اس ہدایت ذوالفقار بانی سے اواخر ۱۸۸۱ء مین اس نے اہل نیچر سے شخصی اور مخاصمانہ خطاب بالکل چھوڑ دیا اور بلا مخاصمت وخصوصیت شخصی رفق وملاطفت سے موافقین ومخالفین دونو فریق کی اصلاح ونصیحت وارشاد کا عزم مصمم کر لیا چنانچہ اسوقت تک وہ اسی عزم پر ہے اور اس عرصہ پانچ سال مین اُس نے اسی طرز پر متعدد مضامین [illegible] بغض وعناد وحشت و منافرت) نہین نکلا جیسے اواخر ۱۸۸۱ء (جلد ۴ رسالہ) مین مضمون "حدیث نبوی اور نیچری وعیسائی" "اتفاق اہل اسلام" "چھوٹے لڑکون کی شادی"۔ "نکاح مین کفو قومی کا لحاظ" "شادیون اور ماتمون کی دعوتین" "کفار کی نوکری"، "دختر کی شادی پر دعوت" وغیرہ۔ اور ۱۸۸۳ء (جلد ۶ رسالہ) مین "قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل"۔ "مذہبی القاب"۔ "پیروی مریدی"۔ "ترقی معکوس"۔ "مسٹر بلنٹ اور اسلام" وغیرہ۔ اور ۱۸۸۴ء (جلد ۷ رسالہ) مین "ریویو براہین احمدیہ" "ترقی معکوس کا عکس"۔ وغیرہ۔ اور ۱۸۸۵ء (جلد ۸ رسالہ) مین مقدمہ آمین بالجہر پر آخری تجویزات" "ریویو رسالہ قول المتین"۔ "وہابی کہنے پر اعتراض" "اہل حدیث قدیم ہین یا جدید" وغیرہ)۔ ان مضامین مین موافقین ومخالفین دونون کے اصلاح موجود ہے اور بعد ازاں کسی سے سخت خطاب نہین اور نہ مخاصمانہ اور وحشت انگیز جواب ہے آیندہ اس قسم کے مضامین جنمین عام اہل اسلام اور خاص گروہ اہل حدیث کرام کے اغلاط خیالات ورسوم کی اصلاح ہو اس رسالہ مین زیادہ نکلین گے۔ اور ایسے مضامین جنمین کسی خاص شخص کی تحریر یا تقریر یا قول وعمل پر نکتہ چینی ہو (گو موجہت اور شخصی

خطاب سے جو پہلے ہی سے متروک ہے) اور بھی کم ہونگے - اور مسلمانوں خصوصاً اہلحدیث کی پولیٹیکل حالت کیطرف زیادہ توجہ ہوگی اور اس قسم کے مضامین کی اشاعت اردو کے ساتھ انگریزی میں بھی ہوا کریگی تاکہ گورنمنٹ اور افسران گورنمنٹ کو (جنکے ہاتھ میں اہل اسلام وغیرہ رعایا ہندوستان کی پولیٹیکل باگ ہے) انکی پولیٹیکل حالت پر اطلاع رہے - اور اس حالت کے موافق ان سے سلوک ہو **الغرض** اب اس آیت اور القاب ثانی پر پورا پورا عمل ہوگا اور یہ رسالہ اپنے منصبی فرض "قومی اصلاح" کو (جو ہر ایک مذہبی اور پولیٹیکل اخبار کا کام ہے) کامل طور پر ادا کریگا **لہذا** اسکے خریداروں اور معاونوں سے (صاف صاف اطلاع دیکر) التماس کی جاتی ہے کہ جو لوگ اس قومی اصلاح کا مذاق نہیں رکھتے - اور وہ "قال اقول" "قولہ اقول" والی خانہ جنگیوں کو پسند کرتے ہیں اور ان باتوں میں اسلام یا مذہب اہلحدیث کی ترقی سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص بدعتی ہے اور فلاں مشرک اور فلانی کتاب میں یہ مسئلہ شنیعہ لکھا ہے اور فلانے مذہب میں یہ بیحیائی کی بات ہے اور اسکو ڈالا اور اسکی دھجیاں اڑا دیں وغیرہ وغیرہ" - اور اسی وجہ سے (شاید) اب وہ اشاعۃ السنۃ کی اعانت میں سست ہو رہے ہیں وہ اس قومی خادم سے اس خانہ جنگی کی خدمت کی طمع اٹھا کر اسکا استعفا منظور کریں اور اس منظوری سے اسکو صاف اطلاع دیں تاکہ وہ بجبر انکی خدمت میں حاضر نہ ہوا کرے اس قسم کی جنگی خادم اب انکے لیے اور ہو گئے ہیں انہی سے وہ اپنا کام لیں ایسا نکریں کہ اس بیچارہ کیخدمت [illegible] الخدمت دبا رہیں اور جو معاون قومی اصلاح کا مذاق رکھتے ہیں اور اس خادم کی قومی خدمات کی قدر شناس ہیں وہ اسکا پچھلا حق خدمت ادا کریں اور آیندہ سابق کی نسبت اسکو اور زیادہ مدد دیں اور خاصکر انگریزی حصہ کے لیے ماہوار سابق کے علاوہ ایک مستقل ماہوار حسب حیثیت آمدنی خود مقرر کریں بلکہ اسکا سالانہ یا ششماہی پیشگی عنایت فرما دیں **بالفعل** جو اسکی ایک مضمون "اہلحدیث کو وہابی کہنے پر اعتراض" کا انگریزی ترجمہ چھپوایا ہے جو بعض صاحبوں کی خدمت میں انکی قدر شناسی کی امید پر اور بعض احباب کے پاس نمونہ کے طور پر ارسال کیا ہے آیندہ حصہ انگریزی کے لیے مستقل انتظام ہو تو نمونہ پہنچنے یا اسکی خبر سننے کے ساتھ روپیہ اور دوستوں کا سلسلہ جاری ہو گیا تو اسطور پر آیندہ ہر پرچہ کے ساتھ ایک پولیٹیکل مضمون انگریزی میں بھی شایع ہوا کریگا ورنہ صرف اردو میں یہ وعدہ پورا ہوگا - ہمارے خیال میں مستقل انتظام کی تین صورتیں ہیں **اول** یہ کہ ہر ایک درجہ کا خریدار اپنی ماہوار کو دوچند کردے اور اسکی ایفا وادائی کا بھی قصد کرے **دوم** یہ کہ انگریزی حصہ کے لیے کم سے کم پچاس خریدار درجہ دوم ایک روپیہ ماہوار یا سو خریدار درجہ سوم آٹھ آنہ ماہوار مقرر کردیں **سوم** یہ کہ چند اشخاص جو صاحب وسعت ہیں اور قومی ہمدردی کا جوش بھی رکھتے ہیں اسکی مصارف کو اپنے ذمہ لے لیں اور حسب حیثیت خود چندہ جمع کر کے پچاس روپیہ ماہوار کا بندوبست کر دیں اسمیں بڑا خرچ تنخواہ انگریزی مترجم کا ہے اور انگریزی کی چھپوائی میں بھی اردو کی نسبت زیادہ خرچ ہوتا ہے اس خرچ سے ہر مہینے میں کم سے کم چار صفحہ کا انگریزی مضمون شایع ہوا کریگا ایک مہینے میں کوئی مضمون نہ نکلا تو دوسرے مہینے میں اس سے دوچند نکلیگا - **ان صورتوں** میں سے جس صورت کو جامیان قوم پسند کریں اور عمل میں لا سکیں آہیر

پنجاب یونیورسٹی کی خوفناک حالت

لائق توجہ سنڈیکیٹ و معاونین یونیورسٹی

نمبر ۱

پنجاب یونیورسٹی کے متعلق جبکہ اس کا بل پاس نہوا تہا ۱۸۸۱ء مین بضمن رسالہ نمبر ۷ جلد ۹ ہم نے ایک مضمون لکہا تہا جس مین مشرقی علوم اور دیسی لٹریچر (انشاپردازی) کی ضرورت کو ہم نے ایسی دلائل سے ثابت کیا تہا جنمین پنجاب یونیورسٹی کے اُسوقت کے مخالفین کو دم مارنے کی جگہہ نہ تہی۔

اس مضمون مین مجمل بحث یہ امر تہا کہ جن علوم کے احیاء و اشاعت کیطرف پنجاب یونیورسٹی کو توجہ ہے وہ قومی اور ملکی فوائد سے خالی نہین۔ ومعہذا مغربی علوم کی ضرورت کو بہی ہم نے اسمین تسلیم کر کے انگریزی کو لازمی ٹہرانیکے مجوزین کی اس دلیل سے تسلی کر دی تہی کہ شرقی علوم کی ڈگریون اور خطابات کا عام ملکی ضرورتون کے لیے کافی نہونا اور مولوی۔ پنڈتون کا صرف عربی سنسکرت کے زور سے اپنے ہمعصر انگریزی خوانون کا اعلے منصبون مین ہمسر و شریک نہوسکنا خود اُن کو مجبور کریگا کہ وہ انگریزی پڑہین۔ صرف مولوی و پنڈت ہونے پر اکتفا نکرین لہذا انگریزی کے لازمی ہونے پر اصرار کرنے کی کچہہ حاجت نہین ہے۔

گورنمنٹ نے پنجاب یونیورسٹی کا بل پاس کیا تو اس بیت العلوم مین مشرقی و مغربی دونون قسم علوم کیطرف جانے کے لیے دروازہ کہول دیا۔ اور دونو کے لیے یکسان راستہ نکال دیا اور دونو کی تحصیل و تکمیل پر مساوی اعزاز کا وعدہ دیا۔ مغربی علوم کی ڈگریان حاصل کرنے والون کے لیے بی اے۔ اور ایم اے وغیرہ کا خطاب تجویز کیا۔ مشرقی علوم کی ڈگریدارون کے لیے (پہلون کے ہمسری و مقابلہ مین) بی او ایل۔ اور ایم او ایل کا خطاب تجویز فرمایا۔

اس قاعدہ مساواۃ کی تجویز سے گورنمنٹ کیطرف سے دونو قسم علوم کیطرف ترغیب پائی گئی اور کسیکو کسی علم یا فن کی تحصیل سے روک نہوئی - رہی عملی مساوات سو خود بخود ہو جاتی جب لوگ ملک و قومیت و مذہب کی ضرورتون کے لحاظ سے دیکھتے کہ صرف مشرقی علوم مین کمال پیدا کرنا اور بی او ایل - اور ایم او ایل - کی ڈگریان حاصل کرنا عام ملکی ضرورتون کے لیے کافی نہین ہے (جیسا کہ بی اے - اور ایم اے کی ڈگریان تمام قومی و دنیوی اور مذہبی ضرورتون کے لیے کافی نہین ہین) تو وہ خود بخود مغربی علوم مین کمال پیدا کرنے کے لیے کوشش کرتے اور بی او ایل - اور ایم او ایل کے ساتھہ بی اے - اور ایم اے - کی ڈگریان بہی حاصل کرتے - اس اصول مساواۃ کے بعد انگریزی کے حامیون کو حاجت نہتی کہ وہ مشرقی علوم پر کسی طور پر حملہ کرتے - اور انگریزی کی ترقی کے لیے عربی - فارسی وغیرہ کو ضرر پہنچاتے - ولیکن افسوس انگریزی کی ترقی خواہ و حامی جو پنجاب یونیورسٹی مین دخیل ہوئی یا پہلی ہی سے مشرقی علوم پر حملہ کرنے لگ پڑے -

انہون نے سنٹ مین دخل پاکر مشرقی علوم عربی وغیرہ کو ضرر پہنچایا - اور اس ذریعہ سے مغربی علوم کو فروغ دینا چاہا - بہت سی رقوم جو صرف مشرقی علوم کی ترقی کے لیے مخصوص تہین یا مغربی کے ساتھہ مشرقی علوم بہی انکی محل صرف تہے ان کو غیر محل* مین لگا دیا ان رقوم کی تفصیل ہم اس مقام مین نہین کرتے اس اجمال نے کچھہ اثر پیدا نکیا تو اس مضمون کے نمبر ۲ مین ان رقوم کی تفصیل کرین گے اور ان کا بے محل صرف ہونا - ثابت کر دکھائین گے

* ہم نے سنا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے بانی اور سابق رجسٹرار ڈاکٹر لائٹنر صاحب کے ولایت سے آکر اور اس بے انصافی پر (جو انکے ولایت جانیکی بعد ہوئی) اطلاع پاکر شور و غل مچانے سے سنٹ نے بعض ان رقوم کو واپس دینے اور آیندہ انکو اپنے اپنے محل پر لگانے کا وعدہ کیا ہے - مگر چونکہ سنٹ نے پچھلی نامنصفانہ کارروائی کی غلطی و بے انصافی ہونے کا اقبال نہین کیا لہذا ہمکو کچھہ

ہم عام ملکی ضرورتون کی نظر سے مغربی علوم یا انگریزی کو مفید خیال کرتے ہین
مگر* اُن کے حمایت مین مشرقی علوم اور دیسی زبان دانی و فنون

امید نہین کہ اس وعدہ پر پورا پورا عمل ہو یا اگر ہوا تو ہمیشہ رہے کیونکہ جس امر کو انسان غلطی یا برای نہین جانتا اُسکو کسی کے کہنے سے اسکا ترک کرنا لائق اعتبار و قابل اعتماد نہین ہوتا

جب وہ اُسکو اپنی دلی شہادت اور یقین سے برا نہین جانتا۔ تو اُسکو کسی کے خوف یا پاس خاطر ترک سے کرنا یہی معنے رکہتا ہے کہ اس کام کو ہم برا نہین جانتے ولیکن تمہاری خاطر سے اُسکو ترک کرتے ہین جسکا لازمہ اور نتیجہ یہہ ہے کہ جب وہ شخص نہ ہوگا یا اسکا خوف یا پاس نہ رہیگا تو پہر وہ اسکام کو اپنے دلی شہادت سے ضرور کریگا۔ اسیوجہ سے ہم نے سنڈکیٹ کے اس وعدہ یا حکم کو کالعدم قرار دیکر یہہ مضمون تحریر کیا ہے اور فیلوان پنجاب یونیورسٹی کو اس طرف متوجہ کرنا چاہا ہے [illegible] آئندہ اگر سنڈیکیٹ [illegible] معترف ہو کہ سنڈیکیٹ پچھلی کارروائی بے انصافی یا غلط تہی اور اس غلطی پر سکو متنبہ کرنیوالی شخص (ڈاکٹر لائٹنر) یا جماعت (وہ کمیٹی جسنے تحقیقات کرکے وہ رقوم واپس دلائی ہین) کی شکرگذار و احسان مند ہو تو اس وعدہ پر عمل اور اس عمل کے ہمیشہ رہنے کی امید کی جا سکتی ہے

* صرف انگریزی کے حامی انگریزی کی ضرورت پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ انگریزی کے سوا، آج کل دس روپیہ کی نوکری نہین ملتی۔ بڑے بڑے مولوی پنڈت دس روپیہ کی نوکری کو مارے مارے پہرتے ہین۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ صرف نوکری کو ملکی ترقی کا ذریعہ سمجہنا بجائے خود ایک سخت غلطی ہے۔ ملک کی ترقی نوکری پر موقوف و منحصر نہین۔ یورپ جو اس ترقی کا معدن سمجہا جاتا ہے۔ نوکری سے اس ترقی کو نہین پہنچا۔

یہہ ترقی عام علمی لیاقت پر منحصر ہے۔ اور اس کے اسباب اور بہی ہین جیسے علم سیاست

کی گردن پر چھری چلانا جائز نہین سمجھتے - اور اس امر کا یقین رکھتے ہین کہ صرف انگریزی سے ملکی ترقی ممکن نہین - اور جو صرف انگریزی کو عام ملکی ضرورتون سے لیے کافی خیال کرے

حرفت صناعت زراعت - تجارت وغیرہ -

ان علوم و اسباب کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ وہ سبھی انگریزی زبان مین مقفل ہین مشرقی علوم ان سے خالی ہین اور یہی سخت غلطی ہے - وہ کون سی اسباب ترقی ہین جو مشرقی علوم مین بیان نہین ہوئی - اہل مشرق ان ہی مشرقی علوم کے ذریعہ سے اس ترقی کو پہنچ گذری ہین جسکو ہنوز اہل مغرب نہین پہنچے - بلکہ وہ اپنی ترقیات مین اہل مشرق کی شاگردی کے معترف ہین - اس امر کو ہم مفصل اور مدلل طور پر اپنے رسالہ کے نمبر ۵ جلد ۸ مین ثابت کر چکے ہین - اس مقام مین ہم اس پرچہ کے چند فقرات نقل کرتے ہین "مسلمانون کی تہذیب علوم مین نہایت اعلی درجہ کی ترقی تہی - مسٹر ارٹ جرمن کے مورخ ... کہتا ... اہل ... نے یونانیون سے کتنا ہی کچہہ کیون نہ سیکہا ہو مگر اُنہون نے اپنی قابلیت و لیاقت سے اُسکو بہت کچہ ترقی دی - ایسا ہی کئی ایک مشہور عیسائی مورخون سے نقل کیا سب سے آخر ایک فرانسیسی عالم سے یہہ قول نقل کیا ہے کہ عُرب کی قومون کو خدا نے دنیا مین اسلیے پیدا کیا تہا - کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن اون مختلف قومون تک پہنچاوین جو فرات کی کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کبیر تک پہیل رہی ہین - چنانچہ ان تمام قومون نے جملہ کمالات اس قوم عرب سے حاصل کیے تہے - فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیون کی بڑے بڑے شہرون مین جاکر بخوبی حاصل کیا تہا - اور پہر خود اُسکو ترقی دی تہے - ہارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک گہڑی بطور تحفہ کے شارلمین بادشاہ فرنگستان کو جو اُسکا بڑا دوست تہا بہیجی اور جسکا ذکر ایجن ہارڈ صاحب نے کیا ہے - مسلمانون کے فنون و دستکاری مین ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہی + + + + مسلمانون کی معاشرت

اوسکو یہہ پنجابی مثل یاد دلاتے ہین "اب اب کر مر گیا بچہ فارسیان گہر ڈوبی" جسکا مطلب یہ ہے کہ ہمارا بچہ آب آب کہکر مر گیا - زبان فارسی نے ہمارا گہر ڈبو یا اور اسکا مورد یہہ ہی کہ ایک ایسے خیال (جو آپ صرف انگریزی کے حامی رکہتے ہین) کا آدمی کہین فارسی پڑہنے گیا تہا وہ اس مین ایسا مصروف ہوا کہ اپنی مادری زبان بہول گیا یا عمداً چہوڑ بیٹہا گہر مین آیا تو کہانا کہانے کیوقت اسکی حلق مین لقمہ پہنس گیا جسپر اوسنے پانی مانگا - مگر اپنی مادری زبان سی پانی نہ کہا آب آب کہتا گیا (جیسا کہ اس زمانہ کے نئے جنٹلمین اپنے گہرون و مجلسون مین اپنی مادری زبان اور دیسی الفاظ استعمال مین نہین لاتے بجائے اسکی - "ادہو ٹم - اینڈ ہم - گڈمین ہین وغیرہ" وغیرہ الفاظ

کے طریقہ ملنے جلنے کے قاعدی بہی عمدہ تہے + + آٹہوین صدی سے لیکر نوین صدی تک مسلمانون کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی - یہانتک کہ یوروپ نے مسلمانون ہی کی معاشرت و تمدن کو دیکہکر اسمین ترقی کی - گیارہوین کے آخر سے تیرہوین صدی تک جو صلیبی لڑائیان مسلمانون اور عیسائیون مین بیت المقدس مین رہی ہین اسکی نسبت یوروپ کے مورخون کا قول ہے کہ گو ان لڑائیون سے بیشمار آدمی ضائع ہوئی اور بہت سا نفیس مال بغیر کسی فائدی کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یوروپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کی طریقی اون شرقی قومون سے سیکہے اور شہریون کی عادتین اختیار کین اور دنیا کے حالات تحقیق کرنیکے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہہ کہ یوروپ کی قومونکو تمدن کے طریقی اوسی وقت سی معلوم ہوئی جب سے وہ مسلمانون کے اون قومون سے ملے جو تمدن و حسن معاشرت اور علوم و فنون اور ہنر و کمالات مین اون سے فائق تہین -

تجارت اور زراعت مین بہی مسلمانون نے بہت ترقی کی تہی انکو ہمیشہ سفر کیطرف رغبت رہی جب انکی سلطنت فرانسیس اور اسپین کے پہاڑون کے بیچ سے گذر کر ہمالیہ تک پہنچی تو اُسوقت وہ دنیا کی بڑی تاجر قوم مین ہوگئی اور فن زراعت مین تو مثل انکی کوئی نہ تہا - تا آخر صفحہ ۲۰۶ نمبر ۵ جلد ۷ اشاعۃ السنۃ جو دیکہنے کے قابل ہے

بولتی ہین) اُس کے فارسی کو گھر والون نے نہ سمجھا اور وہ شخص براہی ملک بقا ہوا۔
علاوہ برین ہم اپنے روزمرہ کے تجربون سے صاف دیکھہ رہی ہین کہ جو اپنی مادری زبان یا پرانی دیسی لیٹریچر مین خوب ماہر و مشاق ہین وہ انگریزی سے خوب نفع اٹھاتے اور لوگون کو نفع پہنچاتے ہین۔ اور جو لوگ اسمین قاصر و ناکامل ہین وہ تقریر و تراجم کے وقت اینڈ اینڈ کرکے رہجاتے ہین۔ ہمکو بارہا انگریزی عبارات (جو اشاعۃ السنہ مین درج ہوئی ہین یا اور جگہ کام آئی ہین) کے تراجم مین اوردون کے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے تو ہم انگریزی کے بڑے بڑے فاضلون بی اے اور ایم اے۔ کی ڈگری یافتون کو (جو عربی یا فارسی مین ماہر نہین ہوتے) ایسا ہی پاتے ہین اور اُن کے تراجم کو خود بامحاورہ اور درست کرتے ہین باوجودیکہ ہم خود انگریزی مین صرف شُد بُد جانتے ہین۔
ایک معزز دوست جنٹلمین نے (جو ایک انگریزی گورنمنٹ کالج کا پرنسپل ہے) نے ہم سے ذکر کیا کہ ہماری طالب علمون مین ایسے لوگ بھی ہین جو انگریزی کا مطلب اپنی دیسی زبان مین ایسا ادا نہین کرسکتے جیسا کہ مین ان کی دیسی زبان مین ادا کرتا ہون باوجودیکہ مین دیسی نہین ہون۔
اس کے تائید مین ہم سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب کے سپیچ (جو انہون نے اپنے آخری جلسہ کانووکیشن (جلسہ تقسیم انعام) مین ۱۶۔ اپریل ۱۸۸۴ء کو دی تہی) کا ایک فقرہ پیش کرتے ہین۔ وہ یہہ ہے "مین خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہوسکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لائق ہے کہ اپنے ہم صحبتون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اس آدمی کے جس نے انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے باوجود اس بات کی کہ وہ اردو دان اتنا لائق و فائق نہین جتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہ انگریزی دانی مین زیادہ علم رکھتا ہے مگر اسکا علم اس کے

اپنے ہی دل مین محدود ہے یا اگر دوسرون کو کچھہ فائدہ پہنچا سکتا ہے تو صرف انکو جو اسیکی طرح انگریزی سمجھہ سکتے ہین - برعکس اس کے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے - اور غالباً اُس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اس شخص کے جس نے اجنبی زبان کے ذریعہ سی سیکھا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشا پردازی اور خیالات مروجہ یورپ سی ہو سکتا ہے"۔

اسیکا موید انرایبل سید احمد خان سی ایس آئی کا وہ قول جو اونہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی مین لکھا تھا پیش کیا جاتا ہی - آپنے اس عرضی مین لکھا ہے فرض کرو کہ کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی - کے خطاب کے کلاہ رکھکر اپنے گھر واپس آئی جب یہہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچھہ خیال دلا سکین صرف انگریزی اصطلاحی الفاظ اور ... اور مشق و ربط نہونے کے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب نہ بیان کر سکین گے ان کے علم سے احباب اور اشناؤن کو کچھہ فائدہ نہین کیونکہ یہ تو اُن کی لیاقت کو بالکل سمجھہ ہی نہین سکتی - اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوتا اور وہ فوراً اپنی تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجھا سکتے تو اُنکی تعلیم کا دوسرون پر کسقدر زیادہ اثر ہوتا جاہلانہ تنفر کے عوض خیالات ہمسری پیدا ہوتے - اعلے درجہ کی تعلیم دو بدو شہادت لوگون کے دل کو انکی تقلید کرنے کے لیے متحرک کرتے - اور زمانہ حال کے علوم و فنون کا اشتیاق عام لوگون کے دل مین پیدا ہوتا - دلائل مسبوق الذکر کو پیش کرکے گورنمنٹ ہندسی ہماری دلی و عاجزانہ یہہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو اس طور قرار دی کہ جسمین علوم و فنون طبعی اور زبان دانی کے اور شاخین دیسی زبان کی وساطت سی سکھائے جاوین - اور دیسی زبان مین سالانہ

امتحان ان ہی مضامین کا منعقد ہوا کرے کہ جن مین طلبار فی الحال انگریزی زبان کے وزیعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین اور جس طور سے اب انگریزی طلبار کو علم کے مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے درجے عطا کیئے جاتے ہین۔ اسی طور سے جو طلبار ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکھکر امتحان مین کامیاب ہون انہین بھی درجے عطار کیے جاوین۔ آخری التجا یہ ہے کہ یا تو کلکتہ یونیورسٹی کے ساتھہ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی وشمالی کے لیے ایک علیحدہ ورنیکولر بیت العلوم بنایا جاوے"

یہہ صرف دنیادی امور مین مشرقی علوم (یا دیسی زبان) مین مہارت پیدا کرنے کے سوا مغربی علوم (یا انگریزی) مین کمال حاصل کرنے کے نفع ونقصان کا بیان ہوا۔ اور اگر ہم اُسکی مذہبی نقصانون کو بیان کرنا چاہین تو ہمکو بہت سا وقت اور بہت بڑا حصہ اپنے پرچہ کا صرف کرنا پڑیگا۔ [illegible] یونیورسٹی کے کے معاونین خصوصًا اپنے اخوان دین کے لیے وقف کرتے ہین۔

ہمارے ملک کے اہل مذاہب خصوصًا اہل اسلام جان لین کہ اسوقت جس قدر الحاد وبے قیدی دنیا مین پہیل رہی ہے وہ فلسفی۔ طبعی۔ اور تاریخی۔ علوم کا فیضان ہے (جو اسوقت انگریزی زبان مین مدون مروج ہین) جو لوگ اپنے مذہب مین پختہ ہونے اور اپنے مذہبی عقاید سے مدلائل واقف ہونے سے پہلے ان علوم مین مشتغل ومتوغل ہوتے ہین وہ اپنے مذہب کو دونون ہاتہہ سے سلام کر بیٹھے ہین۔ نہ ہندو ہندو رہتا ہے۔ نہ مسلمان مسلمان۔ نہ عیسائی عیسائی۔ ملک یوروپ جو ان علوم کا مخزن ہے الحاد وآزادی کا معدن ہے ہماری اور ہر ایک محقق کے خیال مین یوروپ مین فی صدی پانچ بہی عیسائی نہین ہین جو عیسائی قوم سے شمار کیے جاتے ہین۔ اس ملک مین بہی علوم انگریزی نے بلا مشارکت ومصاحبت علوم مشرقیہ ویسا ہی رواج پایا جیسا کہ یوروپ مین اسکا رواج ہے تو اس

ملک کا بھی وہی حال ہوجائے گا جو یوروپ کا ہے (والعیاذ باللہ)

اس خوف وخیال کی تایید مین ہم اگر کسی مولوی یا پنڈت کے کلام سے شہادت پیش کرین تو انگریزی پر ایمان لانے والے اُسکو تعصب پر حمل کرینگے – "یا مثل من جہل شیئا اعدائہ" سنا کر انگریزی سے ناواقفی پر مبنی قرار دینگے – لہذا اُسکی تایید مین ایسے شخص کا کلام نقل کیا جاتا ہے – جو نہ پنڈت ہے نہ مولوی نہ انگریزی سے ناواقف واجنبی بلکہ یوروپ کا باشندہ ہے اور انگریزی مین مشہور عالم –

وُہ مسٹر ولفرڈ بلنٹ ہے جس نے اپنے متعدد سپیچون اور لیکچرون مین صرف انگریزی دانی کے یہہ مفاسد بیان کیے ہین – اور وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ (جو انگریزی کے ایک حامی کا پرچہ ہے) شایع ہوئے ہین

خاص علیگڈہ مین جو انہون نے سپیچ دی تہی (اور وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ نمبر ۹ جلد ۱۹ – اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۷ مین چہاپ چکی ہے) اسمین یہہ فقرات ہماری بیان کے موید ہین –

"آپ مجہے معاف کرین اگر مین ازادی کے ساتھ نسبت تعلیم انگریزی کے جو اس کالج مین ہوئی ہے بعض باتین بیان کرون اور بعض خطرے بیان کرون جو ایسی صورت مین پیش انا ممکن ہے – آپ صاحبان یہہ خیال نکرین کہ اسوقت مین ان خطرون کو موجود کرتا ہون لیکن اگر اسکی بہت احتیاط نکی جاوے گی تو البتہ انکا پیش آجانا امکان مین ہے مین تہ دل سے آپکی کامیابی کا خواہان اور اسی واسطے مین انکو بیان کرتا ہون اور اُن خطرون کا خیال اسیواسطے ہوتا ہے کہ یہان کی تعلیم مکمل اور بہمہ وجوہ مثل ہماری ہے تعلیم کی ہے – آج کل کی طرز تعلیم مین یہہ بڑا خطرہ ہے کہ تعلیم مذہبی تعلیم عقلی کے ہمدم نہین رہتی چونکہ تم مین دنیوی تعلیم کیطرف بہت توجہ کی جاتی ہے اس لیئے دینی تعلیم کی طرف پوری توجہ اور فرصت صرف نہین کی جاتی اور ہم دیکہتے ہین کہ وہ لوگ جو بغیر اسکے

اعلے درجہ کی تعلیم زمانہ حال کی بابت مین اونچے حسن عقیدہ کو ضایع کر دیتے ہین - یہہ
ایک بہت بدقسمتی کی بات ہی - میرا مطلب یہہ نہین کہ اس قسم کے واقعات یہان پیش آوینگے
مگر البتہ انکا پیش آنا ممکن ہے - مثلاً تاریخ ہی کو دیکھو وہ کیا سکھاتی ہے - اور یورپ
کے مصنفون نے جو ہسٹری بنائی ہے اسمین تمہاری مذہب کی نسبت کیا بیان ہے
اس سے یقیناً یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اسکا بانی ایسا شخص تہا جسکو خدا نے واسطے تصفیہ
مذہب کے مامور کیا تہا بلکہ اس سے ایسی بات معلوم ہوتی ہے جو آپ کی مذہبی تاریخ سے
بالکل مغایر ہے ایسی ہے یوروپین فلسفہ کا حال ہے -

جب تک مذہبی تعلیم مین بہی ایسی ہی کوشش نہوگی تو یہہ یوروپین فلاسفی اور لٹریچر
کا علم مسلمان نوجوانون کو دقت مین ڈال دے گا - انگلستان مین بہی یہی دقت
اور خطرے ہمکو پیش آتے ہین - اور تمام مدارس ہین جہان دنیادی تعلیم کیطرف
بہت توجہ کی جاتی ہے اس ضروری تعلیم کی نظر انداز ہوجانیکا اندیشہ رہتا ہے -
اگرچہ یہان یہہ خطرہ بہت گہٹ گیا ہے مگر توبہی آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے تا وقتیکہ
اپنے علم سے بہی بخوبی آگاہ نہون جوان آدمی یوروپین لٹریچر بغیر خطرے کے نہین
پڑہ سکتے"

مقام لکہنو مین جو صاحب موصوف نے سپیچ دی تہی (اور وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ
نمبر ۷ جلد ۱۹ - اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۶ مین چہپ چکی ہے) اسمین یہہ فقرات
ہماری خیال کے مصدق ہین -

"بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہماری نئے خیالات کا نتیجہ یوروپ مین بدعقیدگی بلکہ خدا
تک پر اعتبار نکرنا ہوگیا ہے - اور مین کسی نفع دنیادی کی خاطر تمکو اور تمہاری
اولاد کو اس خطرہ مین پڑنیکی صلاح نہ دونگا - مین خیال کرتا ہون کہ خدا پر ایمان لانا
تمہاری ایک بے بہا میراث ہی اور اسپر تمکو ہمیشہ قایم رہنا چاہیے -

(نعرہ تحسین*) مین تم سے تمہاری بچون کے انگلستان پہنچنے کو نہین کہتا نہ مین تم سے اس معاملہ کی سفارش کرتا ہون - مین تمہاری اس شبہ کی بھی ہمدردی کرتا ہون - جو تمکو اس تعلیم کی بنسبت ہے جو منجانب سلطنت اس ملک مین ہوتی ہے اگرچہ وہان کوئی خاص لامذہبی کی بات نہین ہے - تو بھی اکثر و بیشتر مدارس مذہبی اصول سے معرّا ہین - اور ان سب مین ایسے معلم ہین جو تمہاری مذہب کے نہین ہین - اگر میرا علم صحیح ہے تو انڈین یونیورسٹی مین کوئی ایک مسلمان پروفیسر بھی نہین ہے - بلکہ ہوگلی کالج اور کلکتہ مدرسہ مین بھی انگریزی پرنسپل اور ہر علم کے انگریزی یا ہندو معلّم ہین -

مین یقین کرتا ہون کہ دنیا مین کوئی ملک ایسا نہین ہے جہان معلم کا رعب داب اور وقعت ایسی بڑی اور مقدس سمجھی جاتی ہو جیسی ہندوستان مین سمجھی جاتی ہے بلکہ تم مین مشہور ہو گیا کہ لڑکے کا باپ کے بعد استاد بمرتبہ والدین ہے (نعرہ تحسین*) ایسی حالت مین ہندو یا عیسائی ایک مسلمان کا پسندیدہ معلم کیونکر ہو سکتا ہے (نعرہ تحسین*) مین تمہارے شکوک اور بے اعتباری کی نسبت جو تمکو ان تعلیم گاہون کی نسبت ہے جو تمہاری اولاد کی تعلیم کے واسطے بنائی گئی ہین ہمدردی کرتا ہون - معہذا تعلیم کی بھی بڑی حاجت ہے اور وہ حاجت یوماً فیوماً بڑہتی جائیگی - بس اب تمکو کیا کرنا مناسب ہے اور دنیاوی تعلیم کو مذہبی ضروریات کے ساتھہ کیسی تطبیق کر سکتے ہو × × × × × × × چاہیے کہ وہ (مسلمان) اپنی دولت خدا کے نام اور مذہب کے فائدہ کیواسطے دین - اور اس سے ایک بڑی یادگار اپنی گرم جوشی کی بنائین اور ایک محمڈن یونیورسٹی قائم کرین (نعرہ تحسین*)

* جسکو عام لوگ نعرہ خوشی کہتے ہین یہ کلمہ تحسین کا ہے جو کچھ دسپیچ کے سامعین کہتے اور اسوقت تالیان بجاتے ہین -

تمہارے واسطے یونیورسٹی قائم ہونے کے اغراض میری خیال مین یہہ ہین اول وہ تمام ہندوستان کیواسطے مذہبی خیالات کا مرکز اور اس کے طالب جو مذہبی علوم مین خوب مستعد ہون تمام ہندوستان کے معلم ہون اور مذہب مین تحریک کرین باوصف اس کے وہ اور علوم سے بے بہرہ نہون - ایسی یونیورسٹی مین جسکی قائم ہونے کی مین آرزو کرتاہون تمام مفید علوم اور ہنر داخل ہون - آجکل میری سمجھ مین تم مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو کسی علم کے پڑھنے سے خوف کرتا ہو یا کسی زبان کے سیکھنے کو مذہب کے مضر خیال کرتا ہو - (نعرہ تحسین) پس مین خواہش کرتاہون کہ ہر قسم کا علم پڑھا جاوے جس کے واسطے لائق معلم مسلمان بہم پہونچ سکین اور وہ تمام زبانین سکھائین جاوین جنکی ہندوستان مین کچھہ بھی وقعت ہو مگر ان خداندگیون کی زبان خاصکر انگریزی ہو جن سے اپنی تئین روزگار کے واسطے لائق بنانا مقصود ہو - اس طورپر مفید اور مذہبی علم عام طور پر شائع ہوگا اور تمام علوم میں ایک حسن پیدا ہو جاویگی -

یہہ بیان سنکر امید ہے کوئی نہ کہیگا کہ مغربی علوم مین ترقی مشرقی علوم مین ترقی کرنے کے سوا ملک وقوم ومذہب کے لیے مفید ہوسکتی ہے - پھر ان ممبران پنجاب یونیورسٹی کو (جو ملکی ترقی کے مدعی ہین) کب مناسب و جائز تہا کہ وہ مغربی علوم کی ترقی کے لیے مشرقی علوم کو ضرر پہنچاتے اور ان رقوم کو جو مشرقی علوم کی ترقی کے لئے وقف ومخصوص کی گئی تہین مغربی علوم کی ترقی پر لگاتے -

ہماری اس بیان کو وہ ضرر رسان ممبران پنجاب یونیورسٹی صحیح نہ سمجہین اور مشرقی علوم کے سوای مغربی علوم مین ترقی کرنے مین جو دنیاوی اور دینی نقصانات ومفاسد ہم نے صریح دلائل سے ثابت کیے ہین توجہ سے نسنین تو ہم ان کی اس کارروائی کے حمایت بیجا اور تصرف ناروا ہونے پر دوسری دلیل پیش کرتے ہین -

وہ (دوسری دلیل) یہہ ہے

قطع نظر اس امر سے کہ مشرقی علوم مین ترقی بہی ہماری ملک کے لیے ویسی ہی ضروری ہے جیسیکہ مغربی مین ترقی ضروری ہے - اس یونیورسٹی کی بنا ہی ان ہی مشرقی علوم کی ترقی کے لیے قایم ہوئی ہے اور ابتدا مین اس یونیورسٹی کے لیے جو کچہہ راجون مہاراجون و غیرہ روسا و شرفا پنجاب وغیرہ نے عطیات دی ہین وہ ان ہی علوم کی ترقی کے لیے دی ہین مغربی علوم کا ضمیمہ تو پیچہے لگا یا گیا ہے - اور خاصکر ان کی ترقی کے لیے کسی نے ایک حبہ نہین دیا - اورون کا تو کیا ذکر ہے ان علوم کے حامیون نے بہی بجز الفاظ اور زبانی تقریرون کے آجتک گرہ سی کچہہ نہین دیا -

اور یہہ مسئلہ عرفاً قانوناً اور شرعاً ثابت و مسلم ہے کہ جس کام کے لیے اور جس شرط سے کوئی شخص یا قوم اپنے مال کو وقف* کری اسی کام مین اور اسی شرط کے موافق وہ مال خرچ کرنا ضروری ہوتا ہے واقف کی شرط کا خلاف محافظ و متولی کو نہین پہونچتا - بنائً علیہ اگر مشرقی علوم کی ترقی و اشاعت غیر مفید و یا غیر ضروری بہی ہے تو ممبران یونیورسٹی کو (جو اس مال وقف کے صرف محافظ و متولی ہین) ہرگز نہین پہنچتا کہ اس مال کو خلاف مرضی و مخالف شرط عطیہ دہندگان کے صرف کرین اس بات مین عرف و

* وقف جیسا کہ زمین و مکانات وغیرہ غیر منقولہ اشیا کا ہوتا ہے ویسا ہی منقولات متیشہ کہلاڑی روپیہ پیسہ وغیرہ کا ہوتا ہے - اسمین اگرچہ بعض فقہاء کو خلاف ہے مگر اُسکے مجوزین بہی فقہا ہی ہین - درمختار مین ہے منقولات کا وقف بہی جائز ہے اگر لوگون مین اسکا رواج ہو - جیسے کہلاڑہ اتیشہ - درہم دینار بلکہ ان چیزون کے وقف جائز رکہنے کے لیے سلطانی حکم نافذ ہوچکا ہے چنانچہ معروضات مفتی ابو السعود مین ہے

وصح ایضا وقف کل منقول قصد فیہ تعامل الناس کفاس و قدوم بل و دراھم و دنانیر قلت بل ورد الامر للقضاة بالحکم بہ کما فی معروضات المفتی ابی السعود (درمختار)

دقانون کا مسئلہ تو ممبران یونیورسٹی خود جانتے ہین - ہم اسباب ہین شرعی ثبوت پیش کرتے ہین جس سے ہماری رسالہ کو خصوصیت ہی - تاکہ اہل اسلام معاونین یونیورسٹی جنکا روپیہ انکی شرط و مرضے کے مخالف لگایا گیا ہے یا آیندہ لگایا جاوے سنٹ سی اپنے حق کا مطالبہ کرین - آیندہ انکی شرط کی پابندی نرہی تو وہ روپیہ وہان سے واپس لیکر اپنے دیسی مدارس کے حوالہ کرین -

فتاوی درمختار مین بحوالہ نہر الفائق بطور اصول بیان کیا ہے - وقف کنندہ کے شرط مطلب بتانے اور وجوب العمل ہونے مین ایسی ہے جیسکہ صاحب شریعت کا صریح حکم - لہذا اس شرط کے مطابق خدام اوقاف کی وظائف مقرر کرنا اور جو خدمت کچھو بیٹھے اسکا وظیفہ بند کرنا واجب ہے اس شرط کے خلاف کرنا گناہ ہے خصوصاً جبکہ اس شرط کے خلاف سی وہ وقف معطل ہو جائے

> قولهم شرط الواقف كنص الشارع - اى فى المفهوم والدلالة ووجوب العمل - فيجب عليه خدمة وظيفة او تركها لمن لم يعمل والا اثم لاسيما فيما اذ يلزم بتركها تعطيل العمل [illegible]
>
> (درمختار مطبوعہ مطبع احمدی دہلی صفحہ ۲۹۹)

اسی اصول کے مطابق اس کتاب مین اور اکثر کتب فقہ مین بہت مسائل بیان کیے ہین جنہین شرط وقف کا لحاظ کیا گیا ہے - ازانجملہ چند مسائل بطور تمثیل ہم اسی کتاب سی نقل کرتے ہین -

(۱) کسی نصرانی نے یہ شرط کی کہ میری مال وقف سی اس شخص کو میری اولاد مین سے کچھ نہ دیا جاوے جو مسلمان ہو جائے - یا وہ دین نصرانی کے سوا اور دین اختیار کرے اس شرط پر عمل لازم ہوگا -

> لو قال على من اسلم من ولده او انتقل الى غير النصرانية فلا شئ له لزم شرطه على المذهب (درمختار صفحہ ۲۸۷)

(۲) کسی نے مین وقف مین یہہ شرط ہو کہ اس کے بدلہ دوسری زمین وقف کیجاوے گی یا اسکو بیچکر اسکی قیمت سی دوسری زمین خریدی جاویگی تو جب چاہے یہہ تبدیلی کرے جب

> وجاز شرط الاستبدال به ارضا اخرى حينئذ او شرط بيعه ويشترى بثمنه ارضا اخرى

اذا شاء فاذا فعل صارت الثانیۃ کالاولی فی شرائطہا وان لم یکن ذکرہا ثم لا یستبدل لہا بثالثۃ لانہ حکم ثبت بالشرط والشرط وجد فی الاولی لا الثانیۃ (درمختار)

اس زمین کی تبدیلی ہو تو اس مین بھی وہی شرطین مرعی رہین گی جو پہلی زمین کی شرطیں تہین - ہان تیسری زمین سے تبدیلی جائز نہو گی - کیونکہ اسکی تبدیلی کی شرط پہلے نہوئی تہی -

(۳) کسینے مسجد مین پہلدار درخت لگایا اگر اُس نے یہ شرط یا نیّت کی ہو کہ جو راستہ سے گذرے وہ اسکا پہل کہائے تو سب مسلمانون کو اسکا پہل کہانا جائز ہے ورنہ اُسکو فروخت کرکے اسکا دام مسجد کی ضروریات مین لگایا جائیگا -

غرس فی المسجد اشجارا مثمرۃ ان غرس للسبیل فلکل مسلم الاکل والا فتباع لمصالح المسجد حسبۃ (درالمختار صـ ۳۹۹)

ان مسائل سے بخوبی ثابت ہے کہ جس کام کے لئے اور جس شرط سے کوئی اپنا مال وقف کرے اسکے خلاف میں اس مال کا صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

اس دوسری دلیل کو بھی وہ لوگ رہنے دین اور عرف قانون اور شریعت سبکو ایک طرف رکہکر زبردستی اختیار کرین تو ہم انکی اس کاروائی کا بیجا ہونا اور اس سے آئندہ انگریزی علوم کے لیے (جنکے وہ حامی ہین) خوف وخطرات کا پیدا ہونا تیسری دلیل سے ثابت کرتے ہین جسکی نظر سے ہم نے عنوان مضمون مین پنجاب یونیورسٹی کیحالت کو خوفناک کہا ہے -

وہ تیسری دلیل یہ ہے

اگر مشرقی علوم کو تنزل ہوا اور انکا حق مغربی علوم کو دیا گیا تو بانیان و ابتدائی معاونان یونیورسٹی جنکی عالی ہمتی و فیاضی کے سٹیم پر یونیورسٹی کا انجن چل رہا ہے اسکی امداد سے ہاتہہ کہینچ لین گے پھر ایک نہ ایکدن فقدان امداد و قلت زر کے سبب مغربی علوم بھی مشرقی علوم کے ساتہہ تنزل کی راہ لین گے - پچہلے سرمایہ پر بہروسہ ہو تو وہ چند روز مین تمام ہو جائیگا - آئندہ کوئی ایسا معاون*

* ہمنے سنا ہے کہ ترقی علوم مغربی کے لیے چندہ جمع کرنیکو ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے مگر تب ہی جانین گے جب روپیہ جمع ہوا دیکہہ لینگے ۔

جو مغربی علوم کا انجن اپنے زور سے چلا سکے نظر نہ آئیگا

حامیان علوم مغربی ان علوم کی خیر چاہتے ہین تو مشرقی علوم کی ترقی مین ویسی ہی سعی کرتے رہین جیسا کہ ابتدا مین ہوتی رہی ہے ان ہی علوم کی ترقی کے وعدہ پر راجگان و رؤسا پنجاب سے روپیہ وصول ہوگا جو دونو قسم علوم کے لیے کام آئیگا۔ انہون نے کچھہ ندیا تو دونون کا کام تمام ہوگا۔ حامیان علوم مغربی مشرقی علوم کو اصل مقصود نہین سمجھتے تو اپنے اصلی مقصود (علوم انگریزی) کا وسیلہ ہی سمجھہ لین۔ اور اسی نظر سے انکے حقوق قائم رہنے دین۔

بالجملہ[*] ملک کا عام فائدہ اور یونیورسٹی کی خیر اسیمین ہے کہ مغربی و مشرقی دونو قسم علوم کو ایک نظر سے دیکھا جاوے اور دونو کی ترقی کے لیے یکسان کوشش عمل مین آوے۔ مغربی علوم کے لیے کسیقدر زیادہ کوشش کرنیکی حاجت ہو تو اسکے مصارف کا بندوبست علیحدہ کیا جاوے مشرقی علوم کے حق دباکر انکو ندیا جاوے۔

اب ہم اس مضمون کو انہی اجمالی اشارون پر ختم کرتے ہین۔ یہہ اشارات مشرقی علوم کے ضرر رسان ممبران یونیورسٹی پر موثر نہوے تو اس مضمون کے دوسرے نمبر مین ہم ان حقوق کی تفصیل کرینگے جو مشرقی علوم کے دبائے گئے ہین یا انکے دبائے جانے کا خوف ہے۔

اور نیز مشرقی و مغربی علوم کی ضرورتون کا موازنہ کرکے یہ بات بھی ثابت کرینگے کہ مغربی علوم کو مشرقی علوم پر ایسی ترجیح نہین کہ انکے مقابلہ مین انکی محافظت حقوق کی ضرورت نہو اور جن وجوہات سے تحصیل مشرقی علوم مین اوقات صرف کرنیکو عبث سمجھا جاتا ہے اور اسکو مغربی علوم کا حارج اور معوق خیال کیا جاتا ہے انکا کافی جواب دینگے۔ اور اسکے ساتھہ ہم موجودہ مشرقی تعلیم کے وہ نقائص بھی بیان کرینگے جنکی نظر سے مشرقی علوم کو حقیر سمجھا جاتا ہے پھر ان نقائص کے دور کرنیکی تجاویز پیش کرینگے جن سے مشرقی تعلیم نقصانون سے پاک ہو کر مغربی تعلیم کی ہمسر ہو جاوے اور مغربی علوم کی حامیونکو بھی پیاری اور بے عیب معلوم ہو۔ واللہ الموفق

[*] یہہ اجمال ہمارے تمام مضمون کا ماحصل و لب لباب ہے جسکو ہمارے مضمون پر کچھہ بحث کرنا منظور ہو وہ اس اجمال کو پیش نظر رکھکر جو کہنا ہو سو کہے۔ ہمکو مغربی علوم کا مخالف سمجھکر مخالفانہ بحث نکرنے لگ جاوے۔

اہل حدیث کو وہابی کہنے پر اعتراض

(گورنمنٹ اور خواص ملک توجہ کرین)

ایک لفظ گو اچھے معنے بھی رکھتا ہو مگر جب وہ عام محاورہ مین بُرے معنی مین مستعمل ہو چکا ہو تو اسکا استعمال کسیکے حق مین (خصوصًا انکے جو اسکو برا سمجھین) جائز نہین ہے۔ اور اس استعمال سے (گو عام لوگونکو روکنا مشکل ہے بلکہ وہ اور بھی انکے ضد وکد اور روکنے والے کی چڑھ کا باعث ہو جاتا ہے) مگر خواص (اہل تہذیب ومدعیان انصاف) کو جو جائز و ناجائز کے پابند ہون اسکے استعمال سے روکنے کا ہر ایک کو حق ہے

اسکی مثالین عربی فارسی انگریزی ہندی وغیرہ زبانون کے بہت ذو معانی الفاظ مین جنکے اچھے معنی بھی ہو سکتے ہین۔ پر وہ زیادہ تر برے معنے مین مستعمل ہونیکی سبب کسیکی حقمین (خصوصًا انکے جو انکو برا سمجھین) بولنے جائز نہین سمجھے جاتے جیسے عربی مین لفظ کافر ہے جو اپنے اصلی اور پرانے استعمال کی رو سے بری چیز سے انکار کرنے کے معنے بھی رکھتا ہے جو اچھے معنے ہین اور اس معنی کی نظر سے قرآن مجید مین مومنون پر جو طاغوت

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ (بقرہ ۲۴۶) کفرنا بکم الآیۃ (ممتحنہ ۱۶)

اور ادیان باطلہ سے منکر ہین اس لفظ کا اطلاق پایا گیا ہے مگر چونکہ پچھلے زمانون مین یہہ لفظ حق سے انکار کرنے کے معنے مین جو امر بد ہے زیادہ تر مستعمل ہو گیا ہے۔ لہذا اب اسکا استعمال کسی خاص شخص کی نسبت جائز نہین سمجھا جاتا۔ ایسا ہی لفظ رافضی بحق اہل تشیع ہے اور لفظ خارجی بحق اہل سنت۔

ایسا ہی ہندی محاورہ مین لفظ حلال خور ہے جسکے اصلی معنے حلال کہانیوالے کے ہین

* ان آیات اور ان معنی کفر کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ جلد ۴ مین بضمن مضمون "کفر و کافر" مجوزنہ ہو چکی ہے۔

(جنمین کوئی برائی نہین) مگر چونکہ اس کا استعمال برطبق عکس ہندنام زنگی کافور
الحرام خور قوم (چوہڑون) کے حقمین ہوگیا ہے - لہذا اسکا اطلاق کسی ہندو یا
مسلمان پر جائز نہین سمجھا جاتا

ایسی ہی فارسی مین الفاظ "ثالث بالخیر - کریم الطرفین - وغیرہ وغیرہ" - جنکی تشریح
کی حاجت نہین اور بعض کی تشریح سے تہذیب مانع ہے

انہی الفاظ مین سے لفظ وہابی ہے جو اہلحدیث ہندوستان کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے
اس لفظ کے اگرچہ اچھے معنے بہی ہوسکتے ہین یعنے وہاب والہ یا بندہ خدا جو اُسکی لغوی معنی
ہین مگر دو معنی اسکے بُرے بہی ہین جنمین وہ اُب عموماً استعمال کیا جاتا ہے -

انہین سے ایک معنی کو تو مذہبی محاورہ مین بُرا سمجھا جاتا ہے دوسری معنی کو پولیٹیکل اصطلاح
مین مذہبی محاورہ مین اسکے معنی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو کے سمجھے جاتے ہین
جسکو اکثر مسلمانان [illegible] سمجھتے ہین - اور
اسکے عقائد و اعمال یہہ بیان کرتے ہین کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تھا - اور تمام
مسلمانون کا (جو اسکے اعتقاد سے مخالف تھے) قاتل و مکفر -

پولیٹیکل محاورہ مین اسکے معنے باغی و بدخواہ سلطنت کے لیئے جاتے ہین - جسکی مناسبت پہلے
معنے مذہبی سے یہ بیان کی جاتی ہے - کہ محمد بن عبدالوہاب ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ
باغی رہا اور بارہا اس سے لڑا اور مکہ مکرمہ پر متغلب ہوگیا جسکو آخر محمد علی پاشاہ مصر نے
مغلوب کیا -

اور چونکہ اہلحدیث ہند مین یہہ دونو بری معنے پائے نہین جاتے نہ وہ معجزات و کرامات کے
منکر ہین نہ کسی اہل قبلہ کے (جو انکا اعتقاد مین مخالف ہو) مکفر ہین - اور نہ کسی گورنمنٹ
کے جسکی ظل حمایت مین رہین (مخالف مذہب و غیر مسلم کیون نہو) وہ باغی ہین - اور کم سے
کم یہہ کہ وہ دونو معنے سے اپنی برات و انکار ظاہر کرتے ہین - لہذا اپنے حقمین وہ اس

لفظ کی استعمال جائز نہین جانتے - اور اُسکو لائبل لفظ خیال کرتے ہین - جیسا کہ ہنود
لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ حلال خور کو - اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سے
وہ اصرار کے ساتھہ یہہ درخواست کرتے ہین - کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب
نکیا کرین - خصوصیت کے ساتھہ اُن کو مخاطب کرنا ہو تو بلفظ اہل حدیث جو انکا پرانا
خطاب ہے - چنانچہ مضمون اُول اہل حدیث قدیم ہین یا جدید؟ جو اسی مضمون کے بعد درج رسالہ
ہے مخاطب کیا کرین -

ہر چند - ہمارے مہربان گورنمنٹ (جسکو گروہ اہل حدیث سے بدظنی نہین ہے اور
وہ اس گروہ کو بھی ایسا ہی خیر خواہ و مطیع سلطنت سمجھتی ہے جیسا کہ اور مسلمانون
کو) یہہ لفظ اس گروہ کی نسبت ان معنے کے ارادہ سے استعمال نہین کرتی - صرف
اس فرقہ کے اس نام سے مشہور ہونے کے سبب یہہ لفظ انکے حق مین بولتی ہے (چنانچہ
گورنمنٹ پنجاب نے اپنے [illegible]* کی تحریر [illegible] اور گورنمنٹ ممالک مغرب
وشمال و اودھ نے اپنے یادداشت* نمبری ۲۷۹ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۶ء مین اس
امر کا اظہار کیا ہے) اور ایسی طور پر بعض خواص ملک (جنکو گروہ اہل حدیث سے کوئی مذہبی
وغیرہ عناد نہین ہے) صرف شہرت عام کی نظر سے اس لفظ کو ان کے حق مین استعمال
کرتے ہین - ولیکن چونکہ یہ لفظ ایک مدت سے بُرے معنے مین مشہور ہو چکا ہے اور جہان
کہین گورنمنٹ کی تحریرات و احکام مین اس گروہ کے مخالفین اس گروہ کی نسبت
یہہ لفظ مستعمل دیکھتے ہین - وہان اس لفظ کے یہی معنی وہ لوگ قرار دیتے ہین (گو گورنمنٹ
کے ارادہ مین وہ معنی نہون) اور ان ہی لوگون کی تقلید و پیروی بعض افسران
گورنمنٹ (جو گورنمنٹ کی اصول و پالسی کا لحاظ نہین رکھتے) اختیار کرکے اس فرقہ
کو اس لفظ سے یاد کرتے اور حقارت سے دیکھتے ہین - لہذا یہہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر

* یہہ تحریرات بعینہا مع ترجمہ خاتمہ مضمون مین منقول ہین -

خیر خواہ گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے - کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت ایسے لفظ کا استعمال جسکو فساد پسند و بدنیت لوگ برے معنے پر حمل کرتے ہین قطعاً ترک کرے - بلکہ اس مضمون کا سرکلر مشتہر و متداول کردے کہ سرکاری احکام و تحریرات مین اس خیر خواہ فرقہ کی نسبت یہہ لفظ قطعاً تحریر مین نہ آوے - اور اس فرقہ کو خصوصیت کے ساتھہ مخاطب کرنا ہو تو بلفظ اہل حدیث (جو ان کا پرانا خطاب ہے اور بجز اس کے وہ اپنا قومی خطاب اور کوئی پسند نہین کرتے) مخاطب کیا کرین -

یہہ درخواست گورنمنٹ کے نیوٹرل (غیر طرفدار) ہونے کے مخالف نہین کیونکہ ہمین نہ اس امر کی التجا کی گئی ہے کہ گورنمنٹ خود انکا مذہبی ایڈریس اہلحدیث مقرر کرے - اور انکو فرقہ ناجیہ یا ارتھوڈاکس ہین مین شامل و داخل کرے - اور نہ اس امر کی التجا ہے کہ وہ دوسرے اہل مذاہب کو اس امر پر مجبور کرے - بلکہ ہمین صرف اس امر کی درخواست ہے کہ [illegible] لفظ [illegible] ہے) اٹھاوی اور اس گروہ کا قومی خطاب (جس سے گورنمنٹ انکو خود پکارنا چاہے ہے) اہل حدیث مقرر کرے -

یہہ درخواست بعینہ اس درخواست کی مانند ہے کہ کوئی گورنمنٹ کا خیر خواہ جسپر کسی قسم کا پولیٹیکل اشتباہ ہو اپنے رفع اشتباہ کی درخواست کرے یا کوئی قومی مجلس یا سوسائٹی اپنی سوسائٹی کا کوئی نام خود مقرر کرے - اور اس نام کی گورنمنٹ سے رجسٹری کرانی کی درخواست کرے (جیسے محمڈن ایسوسی ایشن - یا ریفارمر ایسوسی ایشن - یا انجمن اسلامیہ - یا انجمن ہمدردی - یا انجمن رفاہ عام وغیرہ وغیرہ)

اس درخواست کیطرف توجہ کرنے کے وقت شاید امور ذیل امور تنقیح قرار دئے جاوین -

اوّل - یہہ لفظ ان بری معنے خصوصاً دوسرے معنے مین (جس سے گورنمنٹ کو تعلق ہے) مستعمل ہے ؟

دوم یہ قوم اس لفظ کا اپنے حق مین استعمال ہونا برا جانتی ہے؟

سوم یہہ قوم اس لفظ کے دوسرے معنے سے (جنکو گورنمنٹ سی تعلق ہے) بری ہے؟ اور اس سے وہ اپنی برأت ظاہر کرتی ہے؟ - اور خیر خواہی گورنمنٹ کا دم بہرتی ہے؟ -

ہم مضمون مین ان امور کی تائیدات بطور نوٹ گورنمنٹ مین پیش کرتے ہین - گورنمنٹ اپنی تنقیح و تحقیق کے وقت اگر وہ تحقیق کرنا چاہے اِن کو پیش چشم رکہے -

(تائید امر اول)

امر اول کی تائید مین ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب (ممبر کونسل واضع قانون) کا وہ رسالہ پیش کرتے ہین جسمین انہون نے یہہ دعوی کیا اور اس قوم کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا ہے اس رسالہ سی بہی [illegible] انگریزی گورنمنٹ [illegible] دہوکا کہا گیا اور یہہ سمجہ لیا ہی کہ وہابی گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے - یا گورنمنٹ سی بغاوت وہابیون کا کام ہے جِسکو آنرایبل سید احمد خان سی ایس آئی نے عمدہ تفصیل سے اٹہایا اور خوب ثابت کردکہایا ہے کہ یہہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہین - اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب دہوکا کہایا ہے

اس امر کی موید بعض متعصب اخبارات اور گروہ اہلحدیث کے مخالفین مذہب کی تحریرات بہی ہین جن مین وہ وہابیون کو گورنمنٹ کا مخالف و بدخواہ قرار دیتے ہین مگر ہم ان اخبارات و تحریرات کو بالفعل پیش کرنا نہین چاہتے - اور اپنی ملکی

---

* آنرایبل سید احمد خان صاحب کے جوابات کا خلاصہ ہماری رسالہ نمبر ۶ جلد ۲ کے ضمیمہ مین اور رسالہ نمبر ۱۱ جلد ۴ مین بضمن مضمون "ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنے والے وہابی نہین" منقول ہوچکا ہے اس مضمون مین بہی اسکا ایک حصہ منقول ہوگا -

یا مذہبی بہائیون کی شکایت آپ نہین کرتے گر ان لوگون کو یہہ لحاظ نہین ہے

(تائید امر دوم)

یہ امر عموماً مشہور ہے کہ اس لفظ کو کوی اہلحدیث اپنی نسبت بولنا پسند نہین کرتا - اور عند الاستفسار کوئی وہابی نہین کہلاتا اس دعوی پر ایک بڑی روشن دلیل یہہ کہ مردم شماری کے وقت اس گروہ کے کسی پڑہے لکہے آدمی نے اپنے آپ کو وہابی نہین لکہایا باوجودیکہ اس گروہ کی تعداد ملک ہندوستان مین لاکہہ سے بڑہکر تہی - بعض ان پڑہ لوگون نے اپنے آپ کو وہابی لکہا یا ہے تو یہہ اُن کی ناواقفی کا نتیجہ ہے وہ لوگ عوام ہین لفظ وہابی کے کسی معنے اچہے یا برے سے واقف نہین جو لفظ لوگون سے اپنے حق مین سنا وہی لکہا دیا - ان لوگون کا مذہبی امور مین کچہہ اعتبار نہین -

آنرایبل سید [illegible] مین لفظ وہابی کو تسلیم کر لیا ہے تو وہ بہی بطور فرض و تنزل تسلیم کیا ہے ورنہ وہ بہی خوب جانتے ہین کہ اس گروہ کا اصلی نام اہلحدیث ہی - اسی رسالہ مین چہہ سات دفعہ وہ خود انکا یہی نام لکہہ چکے ہین - چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۴ مین بضمن مضمون "ہندوستان کے اہلحدیث وہابی نہین"- اصل کلام آنرایبل صاحب منقول ہو چکا ہے -

اسی تسلیم و تنزل پر کسی شاعر گروہ اہلحدیث کا کلام مبنی ہے جس نے نظم مین یہہ کہا ہے سے "وہابی کا معنے ہی رحمان والا کچہہ اور ہی سمجہتا ہے شیطان والا" ورنہ حقیقت مین اسکو بہی اپنے وہابی ہونیکا اقبال نہ تہا -

دوسری دلیل اہلحدیث کے اس لفظ وہابی کو پسند نہ کرنے کی یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۷۶ء میں جو درخواست متضمن خیر خواہی گورنمنٹ تین سو اشخاص اہلحدیث کیطرف سے گورنمنٹ پنجاب مین پیش ہوی تہی جسکے جواب مین وہ سرکلر مورخہ ۲۹ - اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء جاری

* اسپر دلیل یہہ ہی کہ وہابی فرقہ کو (جو درحقیقت نجدیون کا نام ہی) تو وہ مضمون نمبر ۴ مین تہذیب الاخلاق نمبر ۶ جلد ۴ مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ مین فرقہ مناظ قرار دے چکے ہین پہر انکا اپنے آپکو حقیقۃً وہابی مان لینا کیونکر ممکن ہے -

ہوا تھا اسمین بہی اس لفظ سے اس گروہ کا انکار موجود ہے۔ جسکو گورنمنٹ نے بہی تسلیم کیا اور پہر اس لفظ سے انکو مخاطب کرنے پر عذر کیا۔

تیسری دلیل۔ گورنمنٹ ممالک شمال و اودہ کی سالانہ رپورٹ مین رسالہ اشاعۃ السنۃ کے ذکر مین اڈیٹر کو وہابی کے خطاب سے یاد کیا گیا تو ہم نے بذریعہ خاص مراسلت اس لفظ سے اپنا اور اپنی قوم کا متنفر و بیزار ہونا ظاہر کیا۔ جسپر سکرٹری گورنمنٹ نے اپنی اس یادداشت نمبر ۲۷۵ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۲ع مین عذر کیا۔ اور آئندہ اس لفظ کہنے سے احتیاط عمل مین لانیکا وعدہ دیا۔

چوتہی دلیل جو سب سے زیادہ روشن و قوی ہے یہہ ہے کہ رسالہ اشاعۃ السنۃ جو گروہ اہلحدیث کیطرف سے گورنمنٹ مین وکیل ہے عرصہ نو سال سے پکار رہا ہے کہ اس گروہ کو اس لفظ کی استعمال سے سخت نفرت ہے۔ ۱۸۷۹ع مین اوس نے بضمن ضمیمہ رسالہ نمبر ۶ جلد ۲ بڑے شد و مد سے اس تنفر و انکار کا اظہار کیا [illegible] لفظ سے مخاطب کرنے کی کوئی وجہ نہین۔

پہر ۱۸۸۱ و ۱۸۸۲ مین اوس نے اس عنوان کے کہ ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنے والے وہابی نہین چار نمبر مضمون شائع کیے۔ جو رسالہ نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد ۴ اور نمبر ۱ و ۲ جلد ۵ مین درج ہین۔ جنمین عقلی و نقلی دلائل اور تاریخی شہادتون سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہہ لوگ اس لفظ کو بہت برا جانتے ہین اور کسیوجہ سے وہ اس لفظ کی استعمال کے محل نہین ہو سکتے پہر اسی ۱۸۸۲ عیسوی مین مضمون "لارڈ رپن اور وہابی مین" ان کے انکار کا اظہار کیا پہر ۱۸۸۳ع مین جلد ۶ کے متعدد پرچون مین اس انکار کو مشتہر کیا۔ اور خاصکر نمبر ۱ جلد ۶ مین اس گروہ کے ایک سرگروہ مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا گورنر حجاز و کمانڈر چیف عربستان کی اجلاس مین عین مکہ معظمہ مین وہابیت سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے انکار*

* یہہ مذہبی معنے گروہ وہابی ہونے سے انکار پر شہادت ہے۔

کرنے اور اس سے بری ہونے کو مشتہر کیا - اور اسکی تائید مین گورنمنٹ حجاز کا ترکی زبان
مین سرکلر شائع کیا - جو اس مضمون کے خاتمہ مین منقول ہوگا -
اشاعۃ السنۃ کے ان پرچون پر پڑہنے کے بعد کوئی اس دعوی مین شک نہین کر سکتا کہ اس
گروہ کو اس لفظ کی استعمال سے سخت نفرت و انکار ہے

تائید امر سوم

اس امر کی تائید گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہین - گورنمنٹ بخوبی واقف
ہے کہ اس گروہ کے اعیان و مقتداؤن نے نازک وقتون مین گورنمنٹ کی خیر خواہی و
وفاداری ثابت کر دکہائی ہے - اور عین طوفان بے تمیزی کے وقت گورنمنٹ کی مخالفت
نہین کی ولیکن ہم اپنے ناظرین اور بعض ناواقف عہدہ داران گورنمنٹ کے لیے چند ایسی
واقعات و دلائل پیش کرتے ہین جن سے اس قوم کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا - اور بدخواہی و
مخالفت سی بری ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) غدر ۱۸۵۷ء مین کسی اہل حدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہین کی - بلکہ پیشوایان
اہلحدیث نے عین اس طوفان بے تمیزی مین ایک زخمی یورپین لیڈی کی جان بچائی -
اور عرصہ کئی مہینے تک اسکا علاج معالجہ کر کے تندرست ہونیکے بعد سرکاری کیمپ مین
پہنچا دے - اسکی تصدیق مین سرکاری چٹھیات موجود ہین جو اس مضمون کے خاتمہ پر معہ
ترجمہ نقل کی جاوینگی -

(۲ سے ۵) ریاست بہوپال نے (جو زمانہ نواب سکندر بیگم مرحومہ سے اہلحدیث کی ریاست
کہلاتی ہے) زمانہ غدر مین گورنمنٹ کو خوب مدد دی - (۳) پہر کابل کی لڑائی مین فوج
و زر سے معاونت کی (۴) اور اب تہوڑا عرصہ گذرا ہی کہ مہدی سوڈانی کے مقابلہ کے لیے
مستعدی ظاہر کی - جسکی تصدیق سرکاری تحریرات سی بخوبی ہو سکتی ہے - (۵) اور ابتدا
جنگ کابل سے آجتک بہوپال سے عربون ترکیون اور ولایتون کی آمد و رفت موقوف

سوقوف کردی۔

(۶) اس قوم کا وکیل سرکار رسالہ اشاعۃ السنۃ عرصہ سات سال سے اپنے متعدد پرچون مین گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کر رہا ہے۔ جن مین اصول مذہب اسلام (قرآن و حدیث) سے وہ ثابت کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور اُسکے مخالفون کو مدد دینا جائز نہین۔ ان مضامین ہفت سالہ کی فہرست جرنل انجمن پنجاب نمبر ۱۵ جلد ۵ مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۱۸۸۵ع مین شائع ہوئی ہے۔ اور ان مضامین پر گورنمنٹ پنجاب کا اعزاز نامہ متضمن شکریہ ہی اڈیٹر کے نام صادر ہو چکا ہے جسکی نقل اس مضمون کے خاتمہ مین ہو گی۔

(۷) اس قوم الحدیث کی خادم (خاکسار اڈیٹر) نے اس مضمون مین کہ "برٹش گورنمنٹ سے کسی مسلمان ہند کو جہاد کرنا جائز نہین" (چہ جای فساد) ایک خاص رسالہ "اقتصاد فی مسائل الجہاد" تالیف کیا ہے جس کو اور ایک خلاصہ انگریزی ... جناب ممدوح ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر بانی مبانی یونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور انگریزی مین ترجمہ کر رہے ہین اور وہ بہت جلد شائع ہونے والا ہے۔ اس رسالہ کا ذکر بھی اس نمبر جرنل انجمن پنجاب اور اخبار پایونیر وغیرہ ولیسی اخبارات مین ہوا اور ہو رہا ہے۔

ہر چند اس مضمون کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہون نے بھی لکھے ہین۔ ولیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ مین ہے وہ آجتک کسی تالیف مین (جو ہندوستان مین ہوئی ہین) پائی نہین جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مولف کا خیال نہین رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے ملکہ اسلام کے اور مختلف فرقون کے خواص نے بھی اسکو پسند کر لیا اور اس سے اپنے اقرار کا توافق ظاہر کیا ہے۔ اس توافق راے حاصل کرنے کے لیے مولف (خاکسار) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا جسمین لوگون کو یہ رسالہ

سُنا کر اتفاق حاصل کیا ۔ اور جہان خود نہین پہنچا وہان اس رسالہ کی متعدد کاپیان ارسال کرکے توافق حاصل کیا اور ۱۸۷۹ء مین بذریعہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ اس رسالہ کی اصل اُصول مسائل کو مشتہر کرکے لوگون کو اسپر متفق کیا ۔ اس وجہ سے یہہ رسالہ عوام وخواص مین کامل درجہ کا پاپولر (عام پسند) ہوگیا ہے ۔ اور یہہ امر اس مضمون کے کسی رسالہ مین آجتک پایا نہین گیا ۔

(۸) اس گروہ اہلحدیث کی خیرخواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل (جو اور کسی اسلامی فرقہ کی وفاداری پر پائی نہین جاتی) یہہ ہے کہ یہہ لوگ برٹش گورنمنٹ کی زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتون کے ماتحت رہنے سے (بلحاظ امن و ازادی و روزافزون ترقی نہ بلحاظ مذہب) بہتر سمجھتے ہین و اس امر کو اپنی قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کی ذریعہ سے (جسکی نمبر ۱۰ جلد ۶ مین اس امر کا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور سپریم گورنمنٹ انڈیا مین پہنچ چکا ہے اور گورنمنٹ پنجاب پر بخوبی ظاہر ومدلل کرچکے ہین جو آجتک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہین کیا اور نہ آیندہ کسی سے اسکے ظاہر ہونیکی امید ہوسکتی ہے

ان واقعات و دلائل خصوصاً دلیل ہفتم و ہشتم علی الخصوص دلیل ہفتم مین غور کرنے کے بعد کسیکو اس قوم کے دلی خیرخواہ گورنمنٹ ہونے مین شک و شبہ باقی نہین رہ سکتا اور نہ اس قوم کی نسبت کوئی بدخواہی کی بدگمانی کرسکتا ہے ۔

شاید ان دلائل کے مقابلہ مین اس گروہ کے مخالفین بعض سرحدی واقعات اور پٹنہ کے بعض مقدمات کو پیش کرین ۔ ولیکن وہ واقعات اور مقدمات ان دلائل کا دو وجہ سے مقابلہ نہین کرسکتے ۔ وجہ اول یہ کہ وہ حالات و مقدمات مشتبہ ہین ان سے گروہ اہلحدیث کی کسی شخص کی نسبت کوئی یقینی اور طمانیت بخش نتیجہ نہین نکل سکتا

اور نہ کوئی الزام قائم ہو سکتا ہے۔ وجہ دوم یہ کہ اگر ان حالات یا مقدمات کو مشتبہ نکہین یقینی نتیجہ کا مثبت تسلیم کرلین توبھی ان سے عام گروہ اہل حدیث پر الزام قائم نہین ہوسکتا۔

تفصیل وجہ اول

وجہ اول کو ابتدا ایبل سید احمد خان سی ایس آئی نے رسالہ ڈاکٹر ہنٹر کے جواب مین خوب مفصل و مدلل کردیا ہے اس وجہ کی تفصیل مین ہم انہی کے رسالہ مطبوعہ لنڈن کی عبارت* نقل کرتے ہین۔ اس رسالہ مین بصفحہ ۱۵ بمقابلہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس دعوے کے کہ سرحدی بغاوتون مین پہاڑی قومون کے ساتھہ وہابیونکی سازش بھی پائی جاتی ہے۔ ہندوستان کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سنی المذہب حنفی قومین ہین اور اور لوگ ان کے ہم مذہب جسقدر ہندوستان مین رہتے ہین ان سب مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین۔ اور جس طرح پر ان قومون کو اپنے مخالف مذہب مسلمانون سے عداوت نہین ہے (جیسی فرقوں سے عداوت ہے اس قدر اور فرقوں اور مذہبوں سے نہیں بلکہ ان مضمون) چنانچہ یہہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی اور شخص انکے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقائد کو مثل انکے نہ کرلے اس وقت تک وہان اسکی جان و مال کی خیر نہین ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک میرے دوست حاجی سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جارجیا اتفاق سے سرحد کی انہین قومون مین گئی تھی مجھسے کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونے کے سبب سے اس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اٹھانی پڑین اور لوگون

* اس رسالہ کی اردو عبارت کو ہم پہلے بھی اشاعۃ السنۃ جلد ۴ کے نمبر ۱۱ و ۱۲ مین نقل کرچکے ہین اور تکرار ہماری عادت نہین لیکن چونکہ اس مضمون کے انگریزی حصہ مین بپاسخاطر انگریزی خوان ناظرین حضور گورنمنٹ اصل انگریزی عبارت کو نقل کرنا پڑا تو اسکی متابعت و معیت مین اردو حصہ مین اردو عبارتکا نقل کرنا بھی مناسب نظر آیا۔ اور یہہ بھی احتمال ہے کہ بعض ناظرین کو وہ نمبر جسمین وہ عبارت اردو نقل ہوچکی ہے میسر آیا ہو یا اگر اسکے تلاش و بہم رسانی مین تکلیف ہو۔

دیہات وقصبات بلکہ خاص مساجد میں امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھکو در اصل مسجد میں بھی امن معلوم ہوتا یہ پہاڑی قومیں حنفی لوگوں کے فروعات کو بجاے اصول کے سمجھتے ہیں چنانچہ انہیں فروعات حنفیہ میں سے ایک کتاب درمختار ہے جو ۱۰۷۱ھ یا ۱۶۶۰ء میں لکھی گئی تھی اور فروعات حنفیہ میں سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہے اس کتاب میں چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہیں جن میں فروعات حنفیہ کو اور آئمہ کے فروعات پر ترجیح دی ہے اور اوروں کو برا لکھا ہے انہیں شعروں میں سے ایک شعر کا ترجمہ* یہہ ہے "خدا کی لعنت اور قہر بے شمار اس شخص پر جو امام ابو حنیفہ کے مذہب کا پیرو نہیں ہے" یہہ پہاڑی قومیں اولیا کرام کے مقابر اور مزاروں کو خصوصاً پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر میں ہے اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹھہ میں ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہیں اور مجھکو صدہا پہاڑی لوگوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہیں گذرا جو سوا حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی میں جسکو گورنمنٹ کی ایک خیر خواہ اور ملازم مسلمان نے اردو زبان میں تصنیف کیا ہے (جو ۱۸۶۷ء میں لاہور میں چھپی ہے) یہہ فقرہ لکھا دیکھا ہے "چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹھہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہیں اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہیں ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہیں اور اکثر عثمانزئی اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑھی اسمعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار اور باقی پہاڑی قومیں اخوند سوات کی پیرو ہیں" پس اسی فقرہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحدی قوموں کے عقیدے میں وہابیت کا نام کو بھی اثر نہیں ہے بایں لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہیں ہو سکتا کہ سرحد کے پٹھانوں اور وہابیوں میں کسیطرح سازش ہو سکتی ہے چنانچہ ۱۸۲۴ء میں وہابیوں نے پہاڑوں میں جا کر قیام کیا اور انہوں نے اس بات کا قصد کیا کہ سکھوں پر ہم لوگ جہاد کریں اور شہید ہوں

* اصل شعر یہ ہے۔ فلعنۃ ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفۃ یعنی بتعداد ریگ بیابان اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے۔ نعوذ باللہ من ہذا الغلو۔

لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقائید کے مخالف تہین اس لیئے وہ وہابی ان پہاڑیوں
کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بہی اچہا سمجہتے مگر چونکہ وہ
سکہون کے جور و ستم سے نہایت تنگ تہی اس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ
بہی شریک ہوگئی کہ سکہون پر حملہ کیا جاوے اور آخر کار وہابیون اور پہاڑیون نے
متفق ہو کر سکہون پر حملہ بہی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہائت سخت ہی
اس سبب سے اس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کر کے سکہون سے اتفاق کر لیا اور
مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس ان باتون کو دراچہی
طرح یاد رکہنا چاہیے کیونکہ ان سے وہابیون کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے
جس کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتھ وہابیون کی سازش خیال کیا
ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قائم ہونے
کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجہکو اس تحریر مین چند در چند شبہے ہین اس لیے
مین بہی ہندوستان کے وہابیون کے ایک مختصر کیفیت لکہتا ہون اور جب تک مین
ایک مختصر کیفیت وہابیون کے بیان کرون گا اسوقت تک یہہ بات اچہی طرح نہین کہلیگی کہ ڈاکٹر صاحب
کو کن امور مین دہوکا ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ
اور زیادتی کے ساتہہ بیان کیا ہے ۔ ہندوستان کے وہابیون کی تاریخی کیفیت پانچ
زمانون سے متعلق ہے پہلا زمانہ ۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۳۱ء تک پورا
ہوتا ہے اور یہہ وہ زمانہ ہے جسمین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے ان
سکہون پر جہاد کیا ہتا ۔ جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہونچاتے تہے اور انتہا اس زمانہ
کی اس وقت تک ہوئی جب کہ پشاور دوبارہ ان کے پیرون کے ہاتہہ سے
نکل گیا ۔

دوسرا زمانہ ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۱ء تک یعنی پشاور کی فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل

صاحب اور سید احمد کی وفات تک ہی۔

تیسرا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہہ دونو بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اس وقت تک ہی جب کہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئے اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بہیجے گئے یعنے ۱۸۳۱ع سے لیکر ۱۸۴۷ع تک ہے

چوتہا زمانہ اس وقت سے مراد ہے جب کہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی۔ پانچوان زمانہ حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا پہلا زمانہ نہایت عمدہ تہا اور جو کام اس زمانہ کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسیطرح ان لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا۔ چنانچہ اس زمانہ مین علے العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون سے جہاد کرنے کی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اس قوم کے ظلم وتعدی سے نجات دین۔

اس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہی مگر وہ واعظ نہ تہے۔ واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جن کی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثرخیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے۔ مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبہی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نکالا جس سے اُنکے ہم مشربون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہوکر برافروختہ ہو بلکہ ایک دفعہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنے کا وعظ فرماتے تہے اثنا وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنے کا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین۔ اس کے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم

انگریزون کے رعایا ہین اس لیے ہم پر اپنے مذہب کی رو سے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون سے جہاد کرنے مین ہم کبھی شریک نہون۔ پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور بے شمار سامان جنگ کا ذخیرہ سکھون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہو گیا مگر جب صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اونہون نے گورنمنٹ کو اطلاع دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکھا کہ تمکو اس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان کا ارادہ کچھ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۶ع مین یہہ لوگ سکھون پر جہاد کرنے کے واسطے سرحد پر پہونچے اور اوس کے بعد ہندوستان سے برابر انکے پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بھی اس امر سے بخوبی واقف تھی جس کے ثبوت مین ایک مقدمہ کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون۔

دہلی کے ایک ہندو [illegible] کے واسطے روپیہ جمع کیا گیا تھا امداد کے روپیہ مین کچھہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی کمشنر دہلی کی روبرو ان پر نالش دائر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بھیجا گیا بعد اس کے اس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ آلہ آباد مین ہوا وہان بھی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا اس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والی کابل کے بھائی سلطان محمد خان کو حوالہ کیا مگر سلطان محمد خان نے فریب سے تھوڑے عرصہ کی بعد پشاور رنجیت سنگہ کی ہاتہہ فروخت کر ڈالا۔

مگر دوسری زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب پھر سکھون کا پشاور پر قبضہ ہو گیا تو سید احمد صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب کے پیرؤون کا بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ سرحد کے پٹھان ہماری مذہب کے باعث سے ہم

سے دلی عداوت رکھتے ہین اب ہم کو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہیے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتھہ سکھون کا مقابلہ نہین کرسکتی - اور اسیوجہ سے انہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہم کو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جائز نہین رہا علاوہ اس کے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہوگیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کے قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ ان ہین سے اکثر کی تو یہہ رائے تہی کہ وہ اس کام کے لائق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا مگر مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی ان جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو ۱۲۶۵ہجری مطابق ۱۸۴۹ع مین کلکتہ مین طبع ہوی تہی) لیکن ان کی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جس مین کئی ہزار آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے اے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تھے (جنکا انتقال [illegible] مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تھے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تہا اس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور ۱۸۶۷ع کو مقام الور مین انہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات کے سننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وہی شخص تھے جنکو ۱۸۵۷ع مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنے کی نسبت ایک فتوی پر اپنے دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اوسکے رفیقون نے انگریزون کی بیبیون اور بچون کو دی تہی اس کی بابت بخت خان کو سخت لعنت و ملامت کی -

اس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہوگئی اور آخر کار وہ ۱۸۳۱ء مین اپنی
اکثر رفیقون کے ساتہہ خادی خان کے دغا بازی سے شیر سنگھ کے مقابلہ مین شہید ہوگئے اور
اُن کے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تہے ان مین سے بہت سی لوگون نے
جہادیون کا ساتہہ چہوڑ دیا مگر اور لوگون نے اُنکا دل تہامنے کے لیے مصلحتہ یہہ خبر مشہور
کردی کہ سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف لطور کرامات غائب ہوکر کسی پہاڑ کی کُہہ
مین پوشیدہ ہوگئی ہین مگر آخر کار جب اس دہوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب
کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک مغربی
وشمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچہہ واقعات اس زمانہ کے بعد ہوے
وہ چندان دلچسپ نہین ہین اسمقام پر مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد صاحب
نے پشاور پر سکہون کا پہر قبضہ ہونے کے بعد اپنے ان رفیقون سے جو جہاد مین جان
دینے پر امادہ تہے یہہ کہا کہ تم جہاد کے لیے مجہہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون
نے اُسی وقت بیعت کی اور یہہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی
مین بچ رہے تہے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا اور سید احمد صاحب کی شہادت کے
بعد پہاڑیون مین باقی رہ گئی تہے جن مین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے
والے تہے اسکے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن
اُنہون نے جہاد کے سر انجام مین کچہہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی کا
تسلط ہُوا تو مولوی عنائت علی اور ولائیت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۷ء مین اپنے
گہرون کو واپس بہیج دی گئی پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ پٹنہ یا بنگالہ کے اور
ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپئے اور آدمی اس وہابیت کی پہلے تین زمانون
مین ضرور سرحد کو بہیجے گئی تہے لیکن میری رائے مین یہہ بات بہت کہلی ہوئی ہے کہ
ان مین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنے کے واسطے نہین گیا تہا اور نہ اُن

سے یہہ کام لیا گیا اور نہ ان تینون زمانون مین کسیکو اس بات کا کچھہ خیال ہوا کہ ہندوستان
کے مسلمانون کی نیت بغاوت کی جانب مائل ہے مگر بااین ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب
کے صفحہ ۷۹ مین لکھتے ہین کہ تیس برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ
کو آیا اور وہان اُسنے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اسکا اعتبار کرنے لگے اور اُسنے
بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر رہتا اُس کے پاس بھیجنے
کے واسطے اس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بہیجا یہہ سب ۱۸۴۱ع یا اس کے قریب کا
ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزی کا تسلط ہوا تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو
فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بہیجے گئے تہے کہ سرحد
کی قومون کو انگریزون پر حملہ کرنے مین مدد پہونچی۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۱ع سے کئی برس
پہلے بہی سکھون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہے کہ جن آدمیون اور روپیون کا
ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بہیجے
گئے ہونگے۔ اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ (یعنی* زمانہ حال)
مین بہی ہمیں ان ہم مذہبون کی نسبت جو ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی
کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریزی لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین
اس لیے وہ ضرور مجھکو مسلمانون کا طرفدار سمجھینگے اور اس سبب سے شاید میری خیالات
یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجھکو ایک ایسی معاملہ
کے اظہار مین ڈرنا نہ چاہیے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجھتا ہون جب مولوی عنایت علی
دو ولایت علی ۱۸۴۷ع مین ہندوستان کو لوٹ آئی تو اس وقت سید احمد صاحب کے

* زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹہرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہہ کہ چوتہے زمانہ کی ضمن
مین پانچوان زمانہ کا حال بہی بیان کیا ہے اسلیے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔

چند پیرو سرحد پر باقی رہ گئے اور یہہ بات بھی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے پٹنہ اور اُس کے
قرب وجوار کے آدمیون کو اسبات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین کی کہ وہ جہاد مین شریک
ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے
رہے اور جس بات کا ابتک انکو دل سے خیال تہا اُسکا اظہار انہون نے ۱۸۶۵ء مین اس
طرح پر کیا کہ وہ پھر ہندوستان سے سرحد کی جانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یہہ خیال
کیا ہے کہ یہہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنے کی نیت سے گئے تہے اور انہون نے
بجاے سکھون کے انگریزون پر جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون سے
کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسیطرح پر صحیح نہین ہو سکتا
البتہ جو ظلم و تعدی سکھ لوگ مسلمانون پر کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہو گئی ہے
کہ مسلمان سکھون پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص
نے اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دلمین انگریزون سے یہہ عداوت
دفعتہً کیونکر پیدا ہو گئی [illegible] جو سکھ
حکمون مین رہتے تہے اُنپر وہ حملہ کرنا چاہتے تہے ۔
مجھکو یہہ سب* حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جس کی ملاقات خاص مولوی عنایت علی
اور ولایت علی سے اُسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اس وجہ سے مجھکو
اسکی صداقت مین کسیطرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیے کہ وہابی
اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہائت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین
منحرف نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکھہ رہا ہون وہ اپنی بال بچون

---

* یہہ حال مجھے عین اس تحریر کو نقل کرانے کے وقت ایک متدین اور معتبر شخص کی زبان سے معلوم
ہوا ہے جسکو ایسے لوگون سے ملاقات ہے جو بعض سرکاری سرحدی افسرون کی طرف سے
سرحدی لوگون کے پاس آتے جاتے ہین ۔

اور مال اسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چھوڑ گئی تھے اور اُن کے مذہب مین اپنے بال بچون کے محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجے سے محروم ہوجاتی بلکہ اپنے مذہب مین گنہگار خیال کیئے جاتے ہمکو یہہ بات بہی ثابت ہوچکی ہے کہ وہابیون کی باقی ماندہ جماعت سرحد پہ نہایت قلیل رہگئی تہی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کے باعث سے ان سے سخت عداوت رکہتی تھی پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی اس قسم کے فقرے پڑہتے ہین کہ (لارڈ ڈلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون پر حملہ کرنے کی تجویز کی نسبت کچھ بحث کی تہی جن کی بیہودہ عداوت کو جو اُن کو کفار کے ساتھ تہی ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک بھڑکا دیا تہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے ہین کہ یہہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین انکی سرحد پر رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان [illegible] امتیاز کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتھہ لڑتے رہے ہین اور امثال اس ایرلینڈکی بات کے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ مخواہ جنگ و جدال کا خواہان ہوتا تہا) جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لیے موجود ہوتا تہا اس وقت تک انکو اس بات کی کچھہ پرواہ نہوتی تہی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بہی جو بڑا ظالم تہا اور جس کے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تہا ان کو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی اور عنایت علی اور ان کے قلیل ہمراہیون کی نسبت ابتک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پہ حملہ کرنے کا منصوبہ رکھتے تھے چنانچہ ۱۸۵۶ سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اس کے بعد ان کے ہمراہی ادہر اودہر چلے گئے - البتہ یہہ بات بالکل صحیح ہے کہ جب تک یہہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اس وقت تک آدمی اور روپیہ پٹنہ اور

بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون
پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہہ امر قرین قیاس ہے کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست
انگریزی سلطنت کی تہ و بالا کرنیکا ارادہ کرے - پس میرے علم و یقین کے موافق وہابیت کے
پانچوین زمانہ کو بہی جہاد سے کچھہ تعلق نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی
اور عنایت علی کے انتقال کے بعد جہاد کے سر انجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا
اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ع کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکی
ساتھہ کچھہ باغی بہی تھے ملکا اور ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کی
بیابانون سے جا رہے تھے اور وہان اُن کے جا رہنے کا سبب یہہ تہا کہ انہون نے اِن
مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لیے امن کا مقام خیال تہا جو غدر کے سبب سے اِن ایام
مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوی تہی اور جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ
گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تھی حالانکہ
اس مجمع مین خاص [illegible] تھے پس اِن
لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ
پر حملہ کرنے کی نیت سے جمع ہوئے تہے میرے نزدیک بیہودہ بات ہے کہ اس کی جانب کوئی
دانشمند التفات نہ کرے گا البتہ یہہ بات ممکن ہے کہ ان مفرورون کی جماعت مین سے بعض
شخص ایسے بہی ہون جو اپنے گہر والون سے ہندوستان مین خط و کتابت رکہتے ہون
اور اس بات کا بہی تعجب نہین ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگون کو روپیہ
بہیجتے ہون اس لیے کہ انکی بغاوت کے سبب سے ان کے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تہی
کہ وہ ان سے خط و کتابت نہ کرتے بلکہ ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ کا زیادہ خیال کرتے
اور پاس محبت سے ایسے شخص کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہین - پس ظن غالب یہہ
ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اس خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے

کے واسطے برابر انتظام کے ساتھہ روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تھے" بلا شبہہ یہی ایک معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ جاتا تھا۔ مگر جو لوگ میرے اس مضمون کو پڑہین گے وہ غالباً اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمانون کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کیواسطے نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سے مسلمان اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سے اپنے ہم جنسون کا فائدہ نہین چاہتے لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کیطرف ہے وہ اس فرض کو بھی مثل اور فرضون کی نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کردیتے ہین جنکا گذر ان کے قصبون اور دیہات مین ہو۔ اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ملان نامی گرامی متقی عالمون زاہدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کرکے گوشہ عزلت مین بیٹھتے ہین اور ان کے سوا جو طلبا مسجدون وغیرہ مین رہتے ہین ان کی تعلیم کیواسطے بھی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل مین اُنپر مذہب کی رو سے کچھہ یہہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین اس کے حالات تحقیق بھی کرلیا کرین۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد دینے کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہوگیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتے ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کی نسبت مجھکو بھی گمان ہے کہ بلا شبہ انکو پاس بہت سے دولت مند مسلمان زکوۃ بھیجتے ہونگے لیکن میرے اس بات کا گمان ہے اسیطرح پر اس بات کا یقین ہے کہ اخوند سوات

وہابی نہین ہے اور جو روپیہ اُس کے پاس پہنچتا ہوگا اُسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنے کا کچھہ سروکار
نہو گا - دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کے
خانقاہ دو نون ایسے مقام تہے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا سے روپیہ پیسہ آتا تہا
پس اگر کوئی شخص یہہ بات کہدے کہ شاہ عبد العزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کے
واسطے روپیہ آتا تہا تو اُسوقت یہہ بات بہی تسلیم کی جاوے گی کہ اخوند سوات کی پاس جہاد کی
واسطے روپیہ جاتا تہا یہہ ہمنے ہندوستانی وہابیون کی گویا تاریخ بیان کی ہے اور مین درخواست
کرتا ہون کہ جب وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی نسبت میری رائے کو پڑہین تو وہ اس
مختصر تاریخ کا ضرور خیال رکہین - مین یقین کرتا ہون کہ میری اس مضمون سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہوگئی کہ ہندوستان کے وہابیون کا وہ جہاد جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ انگریزی
کے متعلق بیان کیا ہے صرف سکہون کے مغلوب کرنے کے واسطے ہوا تہا - اور گو باغیون کی
اس جماعت نے جو مقام ملکا اور ستانا مین رہتے تہے ۱۸۵۷ع کے بعد ہماری گورنمنٹ
کو کسی قسم کی تکلیف [illegible] ہو لیکن [illegible] جماعت کو جس مین ہندو اور مسلمان دونون شریک
ہون ہرگز جہادیونکی جماعت نہین کہہ سکتے جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کہولتے ہین تو
ہم اُسکے اول ہی صفحہ مین یہہ فقرہ درج پاتے ہین کئی سال سے ہماری سرحد پر باغیون کی ایک
جماعت نے شورش مچا رکہی ہے اور اکثر اوقات وہان کے اکثر گروہون نے ہمارے لشکر پر آکر
حملہ کیا ہے اور دیہات مین آگ لگا دی اور ہماری رعایا کو قتل کیا چنانچہ ہماری فوج کو اُن
کی یورش کی وجہ تین مرتبہ سرحد پر بڑی لڑائیون مین جانا پڑا - پس ڈاکٹر صاحب کی یہہ تحریر نہایت
لطف کی ہے کیونکہ اُس کے مطالب کو ان الفاظ سے مزین اور مستحکم کیا ہے - باغیونکی
جماعت "متعصب گروہون" - لیکن ہماری مضمون کے ایسے پڑہنے والے جو تعصبات
سے بری ہین فوراً ڈاکٹر صاحب سے یہہ بات دریافت کرینگے کہ اس جماعت سے صاحب
موصوف کن لوگون کو مراد لیتے ہین اگر صاحب موصوف اس جماعت سے ان وہابیون

کیطرف اشارہ کرتے ہین جو سکھون پر جہاد کرنے کیواسطے سرحد پر سکونت پذیر ہوئی تھی۔ تو مین ابھی کہہ چکا ہون کہ یہہ بیان محض بے اصل ہے اور اگر اُن کی مراد اس جماعت سے وہ لوگ ہین جو ۱۸۶۵ء کے بعد ملکا اور ستانا مین جارہے تھے جس مین ہندو اور مسلمان دونو شامل تھے تو اس صورت مین ڈاکٹر صاحب کی اس سوال کا کیا مطلب ہوگا کہ کیا "ہندوستان کے مسلمانون پر اپنے مذہب کی روسے ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے" - کیونکہ ان لوگون کے فتنہ وفساد کو اس سے کیا تعلق ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کی اول صفحہ مین لکھتے ہین کہ "بار ہا سرکاری تحقیقاتون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے تمام اضلاع مین سازش وفساد کا گویا جال پھیل رہا ہے اور پنجاب سے آگے جو پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے ہین وہان سے لیکر ان گرم میدانون تک جنمین سے گذر کر دریائے گنگ سمندر مین گرتا ہے برابر باغی لوگ بستے ہین اور سرکاری رستون سے برابر دو ہزار میل تک یہہ لوگ روپیہ اور آدمی منزل بمنزل باغیون کے لشکر مین بھیجتے ہین اور اس سازش مین اکثر دولتمند اور تیز فہم لوگ بھی شریک ہین مگروہ اپنے روپیہ کو بڑے انتظام اور ہوشیاری سے روانہ کرتے ہین پس انہی امور کے لحاظ سے گویا اب بغاوت کا نہایت خوفناک کام بمنزلہ ایک ساہوکاری کے ہوگیا ہے" پس اس فقرہ کے دیکھنے سے اور جو فقرہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب کے آغاز مین لکھا ہے اُسکو دیکھنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ سازشیں بنگالہ کے مسلمانون نے انگریزی حکومت کی تہ و بالا کرنے کے واسطے علانیہ تمام ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھہ کی ہوگی حالانکہ میری دانست مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب بھی اسبات کو تسلیم کرینگے کہ یہہ سازش بغاوت کی علاوہ اور امور مین بھی ہوسکتی ہے - کیونکہ میری اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی دونو کی رائے مین اب یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہندوستان مین کبھی سکھون پر حملہ کرنے کے واسطے بھی یہہ سازش ہوئی تھی پس اس سازش کو گورنمنٹ ہند کے مطالب کے برخلاف بیان کرنا اور اس کے سبب سے تمام فرقہ اہل اسلام کی جانب سے

عام لوگون کو بدظن کرنا ہرگز بجا نہین معلوم ہوتا -

اس بعد ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اُس قول کا جواب تہا جس مین اُنہون بعض سرکاری خیر خواہ اخبار نویس مسلمانون پر کچھہ حرف گیری تہی ہم نے اُسکو سرحدی بیان سے اجنبی سمجھکر نقل نہین کیا - اسکے بعد اس رسالہ مین کہا ہے

صفحہ ۱۲ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُن باغیون کا ذکر کیا ہے جو سرحد پر رہتے ہین اور انہی کی ذیل مین سید احمد صاحب کے حالات بہی بیان کیئے ہین اور جسطرح پر وہابیت کے مخالفین نے مذاق سے یہہ کہدیا تہا کہ سید احمد صاحب گویا ایک پیغمبر ہین اور ان کے فلان شخص چار خلیفہ ہین اسیطرح ڈاکٹر صاحب نے بہی انکو پیغمبر لکہا ہے - اور صفحہ ۱۳ مین بیان کیا ہے "سید احمد صاحب نے اپنے گماشتے اس واسطے مقرر کردیئے تہے کہ جو بڑے بڑے قصبہ ان کے راہ مین واقع تہے وہان جاکر وہ لوگ تجارت کے منافع مین سے اپنا ایک محصول لیا کرین" مگر ہماری دانست مین ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے واسطے کچھہ سند نہین - صفحہ ۱۴ مین ڈاکٹر صاحب لکہتے ہین "سید احمد صاحب ان معتقدون کی تعداد بڑہانے کو جہوٹ کے بڑے بڑے وعدون پر بہت کچھہ بڑہا رکہا تہا اور ان کے عقیدی کو اس بات پر پکا کردیا تہا کہ مجہکو خداوند تعالے نے تمام کفار یعنے سکہون سے لیکر چین والون تک نیست و نابود کرنے کا حکم دیا ہے" ڈاکٹر صاحب کے بیان کو مطابق کرتے ہین تو ہمکو چین والون کا کہین پتہ نہین ملتا - بس امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمکو از راہ مہربانی ضرور مطلع فرمائینگے کہ اُنہون نے چین والون کا ذکر کہان سے لیا ہے اور اسکی کیا سند ہے صفحہ ۱۵ مین ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہین "شمالی ہندوستان کے ان سردارون اور راجاؤن نے جو دل مین کچھہ ناراض تہے برابر سید احمد صاحب کے لشکر کو فوجین بہیجی نہین" - اگر ڈاکٹر صاحب اس مقام پر اپنا مطلب زیادہ وضاحت کی ساتہہ بیان کرتے تو نہایت مناسب ہوتا - کیونکہ اس فقرہ سے کسی شخص کو صاف صاف یہہ بات نہین سمجہ مین آتی کہ یہہ ناراض سردار کون

تھے۔ اور وہ کس سے ناراض تھے۔ علاوہ اس کے جو ماجرا کوہ ہمالہ مین وقوع ہوا تھا اس کے بیان مین صاحب موصوف نے اپنی قوت متخیلہ سے زیادہ کام لیا ہے اور اس کے بعد فقرہ ذیل مین اس سے بھی کچھہ زیادہ خیال بندی فرمائی ہے "سید احمد صاحب نے جو خلیفے ۱۸۲۱ء مین مقام پٹنہ معین کیے تھے ان مین سے دو شخص سرحد کیجانب گئے اور انہون نے وہان جا کر اس بات کو لوگون کے خوب ذہن نشین کیا کہ سید احمد صاحب نے انتقال نہین فرمایا بلکہ وہ صرف بطور کرامت غائب ہو گئے ہین آئندہ کسی مناسب وقت مین ایک ملکوتی فوج لیکر ظاہر ہون گے اور ہندوستان سے کفار کو نکالدینگے"۔ یہہ بیان محض افترا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کو وہابیون* کے ساتوین عقیدہ کے اس معنی کی تصدیق کے واسطے درج کیا ہے جو انہون نے اپنی طرف سے بیان فرمائی ہین شاید ڈاکٹر صاحب نے یہہ بات کسی ایسے شخص کی زبانی سُنی ہوگی جو وہابیون کے مخالف عقیدہ رکھتا ہوگا یا وہابیون پر جھوٹھا الزام لگانے کیواسطے آمادہ ہوگا کیسی افسوس کی بات ہی کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب مین مسلمانون کے عقاید بیان کرنے مین نہایت بیچ باتون پر بھروسہ کیا ہے اور ایک ایسی عالم کی طرح ظلمت و نور مین امتیاز نہین کی جس کے سبب سے اس کی ہوشیاری مین بڑا بٹا لگتا ہے ایک اور فقرہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مین ایسا لکھا ہے کہ جو انگریز اپنی رعایا کے دلون مین اپنی محبت کا تخم بویا چاہتے

---

* وہ عقیدہ یہہ ہے۔ جو انریبل صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۸ مین ڈاکٹر صاحب سے نقل کیا ہے کہ ہفتم مرشد کامل کی اطاعت کرنا" پہر بصفحہ ۱۰ لکہا ہی کہ مین نہین سمجھتا کہ مرشد کے لفظ سے جو ساتوین مسئلہ مین بیان ہوا ہے مصنف موصوف کی کیا مراد ہے۔ اگر اس سے انکی مراد ایمان کی رہنمائی ہے تو یہہ انکی غلطی ہے کیونکہ تیسرے مسئلہ کے موجب انپر بلا سمجھے سوچے کسی مرشد کی اطاعت کرنا فرض نہین ہے۔ اگر اُنکی مراد اس سے مذہب اسلام سے ہے تو اُنکا بیان صحیح ہے۔ مگر صاحب موصوف ایک بات کا بیان کرنا بہول گئے ہین وہ یہہ ہے کہ جب تک کوئی کافر پادشاہ مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی نکرے اُسوقت تک انپر اس کافر کی اطاعت کرنا فرض ہے۔

ہین وہ ہرگز ایسے فقرہ کو نہ لکہین گے جس سے ان کے مطلب مین خلل پڑتا ہے وہ فقرہ یہہ ہے
ہر ایک مسلمان نے جو اسقدر سرگرم تہا کہ عیسائی گورنمنٹ کی عہد مین خاموش نہین رہ سکتا تہا
اپنی کمر باندہی اور ستانا کے لشکر مین جانے کو مستعد ہوا" پس تمام ایسے مسلمانون کی نسبت
جو چپ چاپ ہندوستان مین بیٹہے تہے یہہ کیسی عام تہمت ہے معلوم ہوتا ہے شاید ڈاکٹر
صاحب اس بات سے واقف نہین ہے کہ مسلمانون کے مذہب مین خصوصًا وہابیون کے عقائد
کے موافق اس باب مین کیا ہدایت ہے یا شاید ڈاکٹر صاحب دیدہ و دانستہ ان کے معنی غلط بیان
کرتے ہین وہابی لوگ اپنے رسول کے احکام کی سچی سچی اطاعت کرتے ہین اور یہہ بات مشہور
ہے کہ جب آنحضرت کی زمانہ مین مکہ کے مسلمانون کو اذیت پہنچی تو آنحضرت نے اپنے پکے پیروون
کو حکم دیا کہ حبش کے عیسائی سلطنت مین جاکر پناہ لین پس اب یہہ بات کہنا کہ پکے مسلمان انگریزی
سلطنت مین خاموش نہین رہ سکتے تہے اور سرحد پر جانا چاہتے تہے محض افترا ہے کیا ڈاکٹر
صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہندوستان مین باقی رہے تہے ان مین کوئی بہی پکا مسلمان
نہ تہا - مین نے یہہ بیان کیا تہا کہ جو لوگ جہاد کیواسطے سرحد پر جمع ہوئے تہے وہ گورنمنٹ انگریزی
پر جہاد کرنا نہین چاہتے تہے چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی اس
تحریر سے ہوتی ہے جو اُن کی کتاب کے صفحہ ۲۳ مین موجود ہے وہ لکہتے ہین کہ اُسی سال یعنے
۱۸۵۲ء مین اُنہون نے ہمارے ایک رفیق یعنے ریاست امب کے سردار پر حملہ کیا جس کے سبب سے
انگریزی فوج کا روانہ کرنا ضرور معلوم ہوا" بعد اُس کے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "مین ان
زیادتیون اور لوٹ کہسوٹ اور قتل و قتال کا مفصل ذکر نہین کرتا جسکی باعث سے ۱۸۶۵ء مین
گورنمنٹ انگریزی کو سرحد کی قومون سے لڑنا پڑا اور اس عرصہ مین سرحد کی قومون کو ہمیشہ
متعصب مسلمانون نے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت پر برانگیختہ رکہا" پس مین پوچہتا ہون
کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کی سند کیا رکہتے ہین اور اُن کو کیسے معلوم ہوا کہ سرحد
کی قومون کی یہہ دائمی مخالفت متعصب مسلمانون کے برانگیختہ کرنے سے تہی اگر صاحب موصوف

اپنے اس خیال کو اس بنا پر پیدا کیا ہے کہ سرحد کی قومین سیکڑون برس سے ان لوگون کے ساتھہ جنگ وپرخاش رکھتی تھین جو ان کے متصل رہتے تھے تو میری دانست مین صاحب موصوف کی جانب سے ہماری مسلمانون پر ناحق کی تہمت ہی اور مجھکو اس کے سبب سے سخت حیرت ہی کیونکہ قومین تو خودہی اس قدر جنگ جو اور پرکینہ مین کہ اُن کو کسیکی ترغیب وتحریک کی ضرورت ہی نہین ہے اس کے بعد صاحب موصوف لکھتے ہین کہ اُس عرصہ مین یعنے ۱۸۵۷ء مین ان باغیون نے جو ستانا مین تھے بنظر دانشمندی یہہ کام کیا کہ خود تو سرکاری فوج سے علانیہ مقابل نہوی مگر درپردہ سرحد کی قومون کے دلون مین جوشش وخروش پیدا کرتے رہے اور متعصبانہ افرائن کی طبیعتون مین ڈالتے رہے" - مگر ان کے اس بیان سے میرے اس قول کی تصدیق ہوتے ہے کہ جس جہاد کا منصوبہ ہندوستان مین ہوا تھا وہ سکھون کی نسبت تھا گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کے واسطے نہ تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ مذہبی جوش کے پیدا کرنے مین ایسے سرگرم تھے کہ وہ اس جوش مین آکر سکھون سے لڑتے تھے دس برس تک گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیسے باز نرہتے اور یہہ ایک ایسی بات ہی جسکو میری دانست مین کوئی تسلیم نکریگا مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس ناقابل تسلیم بات سے اس لیے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہین کہ اُس کے سبب سے انکا یہہ قصہ نہایت بے تاثیر ہو جاوے اور جو سرنامہ اُنہون نے اپنی کتاب کے واسطے تحریر کیا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ "کیا ہندوستان کے مسلمانون پر ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے"- اس سرنامہ کے معنی کو تقویت حاصل ہو اب ہم ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء و ۱۸۶۳ء کا ذکر کرتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان فرماتے ہین کہ ۱۸۵۷ء مین ستانہ کے باغیون نے گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کے لیے ایک عام سازش کرنی چاہیے اور نہایت جرأت کے ساتھہ انہون نے گورنمنٹ انگریزی سے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ ان کو ایک تاوان کے وصول مین مدد دی آپنی کتاب کے حاشیہ مین ایک مقام پر صاحب موصوف نے خاص کر یہہ بیان کیا کہ قوم یوسف زئی اور پنج تار بھی اس سازش مین شریک تھین بسر مین یہہ بات جانتا ہون کہ البتہ یہہ پچھلی دونو قومین ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگریزی سے

لڑنے کا ضرور ارادہ رکھتے ہونگے - اس لیے کہ اس ہنگامہ مین لوٹ کھسوٹ اور دنیوی فائدہ
کا نہایت عمدہ موقع حاصل تھا - اور اس عرصہ مین بلاشبہہ بہت سی قومین بھی اسباب پر ایسی
آمادہ تھین کہ ان کو کچھہ ستانا کے باغیون کی تحریک کی ضرورت نہ تھی علاوہ اس کے اس
بات کو سنکر ہر شخص تعجب کریگا کہ جب ۱۸۵۷ء مین ستانا کے باغیون کی جانب سے ایسی عام
سازش ہوئی تھی تو صرف ایکہی برس بعد یعنے ۱۸۵۸ء مین ستانا اور سرحد کی قومون کے
باہم کیون اسقدر نفاق ہوگیا کہ ان قومون نے اُنپر حملہ کیا اور اُن کا بڑا متعصب سردار سید
عمر شاہ نامی جسکا ذکر صفحہ ۵۲ کے حاشیہ مین ہے اس حملہ مین مارا گیا میری دانست مین
تو اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑی قومون مین اُنکا کچھہ رعب نہ تھا - ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا
بیان ہے کہ یہہ لوگ قرب وجوار کے پہاڑی باشندون سے محصول لیا کرتے تھے (صفحہ ۴۲)
مگر میری یہہ رائے ہے کہ عنایت علی اور ولایت علی کے انتقال کے بعد چند آدمی پہلی جماعت
مین کے رہگئے تھے اور وہ اس قدر کمزور تھے اور خود انہی مین باہم اس قدر نفاق تھا
کہ وہ اس قسم کا [illegible] ہرگز نہیں کر سکتے تھے [illegible] بعد کچھہ سرکاری
فوج کے بگڑے ہوئے سپاہی اور کچھہ اور لوگ ستانا مین جمع ہوگئے تھے اور ان مین ہندو
اور مسلمان سب تھے اور ہمارے پہلے بیان کے موافق یہہ وہی لوگ تھے کہ ہندوستان سے
جلاوطن کردیے گئے تھے اب ہم کو خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان سے یہہ بات ثابت ہوگئی
(صفحہ ۴۲) کہ ۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۸۶۳ء تک ان متعصب مسلمانون اور انگریزی فوج
مین کبھی لڑائی نہین ہوئی جنکا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لکھا ہے البتہ ۱۸۵۸ء کے بعد
کئی لڑائیان ہوئین لیکن اِن لڑائیون سے کیا نتیجہ نکلا - میری دانست مین تو ان سے
صاف صاف یہہ نتیجہ نکلا کہ جو کچھہ اس سال کے بعد ظہور مین آیا اوسمین اغوا کرنے والے
سرکاری فوج کے باغی سپاہی تھے سید احمد شاہ صاحب کی گروہ مین کا ایک شخص بھی
اسمین شریک نہتھا اور جسطرح سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اور اقوال کی سند نہین اسطرح انکی

اس قول کی بہی اصل نہین ہے کہ جو شعلہ ہندوستان مین بھڑکا تہا اس شعلہ کو ہندوستان کے متعصب مسلمان اور زیادہ بھڑکاتے تہے" جو ہنگامی انگریزی گورنمنٹ کے مقبوضہ دیہات مین بچون کی چوری اور غارت گری اور آتش زدگی وغیرہ کے ظہور مین آئی ہین اُن مین سرحد کی قومون کی بہت کچھہ سازش اور شرکت تہی پس ان ہنگامون کو سید احمد صاحب کے پیرو ؤن کیطرف منسوب کرنا اور ان کے باعث سے ہندوستان کے تمام مسلمانون کو متہم کرنا نہایت ہی نازیبا ہے ۔

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اوّل کے اخیر مین امبیلہ کی لڑائی اور سرحد کی قومون کی اس فساد کا بہی ذکر ہے جو ۱۸۶۳ء مین اُنہون نے کیا تہا مگر اس مقابلہ کی نسبت میری یہہ رائے ہے (اور جو انگریزی افسر اس موقع پر موجود تہے وہ بہی اُسکی تصدیق کرتے ہین) کہ انکا یہہ مقابلہ کچہہ مقام ملکا کے باغیون کی محبت کے سبب سے نہ تہا بلکہ گورنمنٹ انگریزی نے جو ان کی مرضی کے خلاف ان کے ملک مین ہوکر حملہ کیا تہا اس سبب سے وہ ناراض ہوگئی تہین مگر ان کی ناراضی کی یہی وجہ تہی کہ اگر ان کو یہ اطلاع ہوتی کہ ہم صرف مقام امبیلہ سے رستہ چاہتے ہین تو غالبا وہ سب گورنمنٹ انگریزی کی طرفدار ہوتین مگر ان کو ہمارے منصوبون کی اطلاع نہوئی اس سبب سے ان کے دل مین شبہ پیدا ہوا اور اسی شبہ کے سبب سے اُنہون نے ستانا کے گروہ کی طرفداری کی مگر مین یقین کرتا ہون کہ ایسے موقع پر اگر بجائے پہاڑی قومون کے انگریز لوگ ہوتے اور اُن کو ایسی صورت پیش آتی تو وہ بہی ایسا ہی کرتے

صفحہ ۳۹ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے محمد اسحاق اور محمد یعقوب اور مولوی عبداللہ ان تین سردارون کا ذکر کیا ہے لیکن یہہ نہین لکہا کہ تینون سردار کہان سے آئے تہے آیا پٹنہ سے آئے تہے یا جنوبی بنگالہ سے یا شمالی ہندوستان سے یا کہین اور سے آئے تہے حالانکہ ہر شخص انکے حالات کی تفتیش اور تحقیق کا خواہان ہے مین ان کے نامون سے

محض ناواقف ہون اور گو مین نے ان کی نہایت تحقیقات کی مگر مجہکو کہین پتہ نہین لگا۔
ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ گورنمنٹ موصوف ہندوستان کے متعصب مسلمانون کو نہ نکال سکتی ہے اور نہ اس شرط سے گورنمنٹ کا مطیع کرسکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت قبول کرین اور ہندوستان مین اپنے گہرون کو لوٹ آوین (صفحہ ۴۱ و ۴۲) مگر صاحب موصوف نے بنظر دانشمندی یہہ نہین لکہا کہ وہ متعصب مسلمان ۱۸۵۷ء کے باغی تہے یا سید احمد صاحب کے گروہ کے باقیماندہ لوگ تہے اگر صاحب موصوف اس بات کا بہی مفصل ذکر کرتے تو یہہ باب عمدہ طور سے ختم ہوجاتا۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۴۵ مین ایک شریر اور زبردست آدمی تتو میان نامی کی اُن زیادتیون کا ذکر ہے جو اُس نے معاملات اراضی کے متعلق کی تہین اور ہندؤن کے گاؤن کو بجبر حلال کیا تہا۔ اور یہہ بہی لکہا ہے کہ اسی عرصہ مین کسی دولتمند مسلمان کی بیوہ لڑکی کا نکاح بغیر رضامندی اس کے وارثون کے اس گروہ کے کسی سردار سے ہوا تہا اور ان سب باتون کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے وہابیون کی ایک ایسی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے جو انگریزی حکومت کو تہ وبالا کرنے کے واسطے کی گئی تہی حالانکہ یہہ ایسی فضول اور لغو تہمتین ہین کہ اُن کا جواب دینا بہی فضولیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے فساد اور جہگڑے ہمیشہ تمام ہندوستان مین ہوتے رہے ہین مگر ان کو کبہی سرکاری معاملات سے کچہہ سروکار نہین ہوا اور نہ اُن کو کسی نے انگریزون پر جہاد سمجہا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید احمد صاحب کی کرامتہً غائب ہوجانے کے قصہ کو کسیقدر مبالغہ اور اصرار کے ساتہہ بیان کیا ہے حالانکہ یہہ ایک ایسا لغو قصہ ہے جسکو اُسوقت کے عام مسلمان بہی اپنے اعتقاد مین نہایت ضعیف سمجہتے تہے بس جسقدر کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ان مسلمانون کی ضعیف الاعتقادی کو لوگون کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہین درحقیقت اسکی کچہہ اصل نہ تہی۔

اب مین اس مضمون کی ناظرین کو اس خط کے مضمون کی جانب مائل کرتا ہون جو

بنگالہ کے ایک راسخ الاعتقاد عالم نے لکہا تہا اس خط مین عالم مذکور نے اولاً سید احمد صاحب
کے کرامۃً غائب ہو جانے کی قصہ کی اصلیت دریافت کی ہے اور اُسکی بعد اپنے معتقدین کو
یہہ ہدائیت کی ہے کہ وہ وہان سے اپنے گہرون کو واپس چلے آوین پس ذرا اسو چنا چاہیے
کہ اس عالم کی اس چہٹی اور اس ہدائیت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ۔ ہمارے نزدیک تو اِس سے
صاف یہہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ شخص اپنی صفائی طبیعت سی اِن باتون کو بہت بُرا سمجہتا تہا
کہ مذہبی سرگرمیون کو دہوکہ بازی سے برانگیختہ کرے اور اُسکا یہہ منشا ہرگز نہ تہا کہ
وہ سلطنت انگریزی مین کسی قسم کا فتور برپا کرے حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے اسکو بہی ایک متعصب عالم
لکہا ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۶ مین سید احمد صاحب اور عبد الوہاب کی ایک مفصل تاریخ
لکہی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ جو باتین ابتک ان کے دلمین بطور خواب خیال کے تہی وہ انجام کار
ایک آتشین شعلہ بنکر اس درجہ کو پہونچی کہ وہ اپنے دل مین جملہ اضلاع ہندوستان مین اسلام
کا جہنڈا قائم خیال کرنے لگے اور انگریزون کے مذہبی آثار کو ان کے نعشون کے ساتہہ گویا زمین
مدفون سمجہنے لگے بس [illegible] سید احمد صاحب [illegible] سمجہو تو مولوی
اسمعیل صاحب نے اپنی تمام ہمت کو اِس بات پر مصروف کیا تہا کہ جہانتک ممکن ہو ہندوستان
مین اپنے مذہب اسلام کی تہذیب اور اصلاح کرنی چاہیے اس لیئے کہ ہندوستان مین بہت سی
بے اصل باتین مسلمانون کے مذہب مین داخل ہوگئی تہین اور اسی لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کا یہہ قول
نہایت صحیح ہے کہ سید احمد صاحب تمام اضلاع ہندوستان مین اپنی مذہبی تہذیب کا جہنڈا
قائم کرنا چاہتے تہے مگر یہہ بالکل غلط ہے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مذہب کے نیست و نابود کرنیکی
فکر مین تہے میری دانست مین ڈاکٹر صاحب کی یہہ رائی بالکل بے سند ہے اور اس قابل نہین ہے
کہ اسپر ذرا بہی التفات کیا جاوے جو اطلاع سید احمد صاحب نے مسلمانون کو دی تہی وہ صرف
اس بات کی تہی کہ وہ سکہون پر جہاد کرنے کے لیئے آمادہ ہون پس ڈاکٹر صاحب کی رائی خود سید احمد
صاحب کی اس ہدائیت سی بہی باطل ٹہرتی ہے اور کوئی وہابی ایسی رائے ظاہر بہی نہین کر سکتا تہا

اس لیے کہ وہ ان کے عقائید کے خلاف ہوتی ہیں جانتا ہون بلکہ مجھکو کامل یقین ہے کہ غالباً اس معاملہ مین ڈاکٹر صاحب کو کسی ایسے شخص نے دہوکہ دیا ہے جو وہابیت کے خلاف اعتقاد رکھتا ہے

اس تفصیل کو (جو آنرایبل سید احمد خان سے ایس آئی نے کی ہے) پڑہنے اور سننے کے بعد کسی منصف مزاج کو جسکو فرقہ اہل حدیث سے عناد نہو گا کسی فرد اہل حدیث کی نسبت (سرحدی ہو خواہ ساکن پٹنہ وغیرہ بلاد ہندوستان) یہہ گمان نہو گا کہ اُس نے گورنمنٹ کی بغاوت کی ہے یا باغیان گورنمنٹ کو کسی طرح سے مدد دی ہے

اس تفصیل کا مؤید یہہ امر بہی ہے کہ سابق ویسرای لارڈ رپن بالقابہ نے اس گروہ کے ان موجودہ اشخاص کو (جو سرکاری تحقیقات کی رو سے بجرم بغاوت یا اعانت البغاوت مجرم و ملزم قرار پاکر سزای عبور دریای شور سزایاب ہو چکے تہے) رہا کر دیا۔ جسکی ایک وجہ یہہ بہی ہے کہ اس تحقیقات کا مشتبہ* ہونا اور ان لوگون کا اس جرم سے بری ہونا ثابت ہو گیا تہا۔

*اس تحقیقات کے مشتبہ ہونے پر ایک دلیل ان دنون بعد اختتام تحریر مضمون ہذا کے بعد ہماری نظر سے گذری ہے جسکا اختصار اس حاشیہ مین مناسب معلوم ہوا۔ وہ دلیل کیا ہے ایک مستقل رسالہ ہے جسکا نام تواریخ عجیب ہے۔ اور اُسکا مؤلف منشی محمد جعفر تہانیسری ہے (جو منجملہ ان اشخاص کے جو مقدمہ جرم اعانت بغاوت مین سرکاری تحقیقات سے ماخوذ ہو کر بسزا عبور دریاے شور سزایاب ہوئے تہے اور پہر عہد عاطفت مہد لارڈ رپن مین وہ رہا ہوئی) ایک مشار الیہ شخص ہے۔

ہر چند وہ رسالہ ایک مدعی یا مدعا علیہ کا بیان ہے جس سے باب شہادت مین قطعی ثبوت نہین مل سکتا۔ ولیکن وہ اُس اشتباہ کی تائید سے تو قاصر نہین۔ اور اسکی طرز بیان اور سادگی اظہار سے اسکی ایسی صداقت ظاہر ہوتی ہے جس سے منصف مزاج کو طمانیت ہو سکتی ہے۔ ہم نے اس رسالہ کو متفرق مقامات سے دیکہا ہے جہانتک ہماری نظر نے گذر کیا ہمکو اس رسالہ سے سرکاری تحقیقات کا مشتبہ ہونا بخوبی معلوم ہوا۔

(چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۵ مین بضمن مضمون "وہابی اور لارڈ رپن" وجہ ثبوت کا بیان ہو چکا ہے) اس بات کو کوئی نہ مانے اور تفصیل آنرایبل سید احمد خان کو صحیح نہ جانے تو اس کے مقابلہ مین اس قوم کی برات مین وجہ دوم پیش ہو سکتی ہے -

تفصیل وجہ دوم

ان حالات ومقدمات گزشتہ نہ کہنے اور سرحدی بغاوتون مین بعض اہل حدیث کی شراکت یا معاونت تسلیم کر لینے سے عام گروہ اہل حدیث پر الزام بغاوت قائم نہو سکنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض افراد وچند اشخاص کا فعل تمام قوم کا فعل ہرگز نہین ہو سکتا اور نہ اس فعل سے جملہ اشخاص قوم یا اس کے مذہب پر الزام عاید ہو سکتا ہے - یہہ ہو تو دنیا مین کوئی قوم مہذب یا غیر مہذب مسلم یا غیر مسلم بغاوت سے بری نہین ہو سکتی کیونکہ ہر ایک قوم اور

[illegible]

اور ہمارا یہہ ظن غالب وقوی ہو گیا کہ پٹنہ یا کسی ضلع ہندوستان کے کسی اہل اسلام نے گورنمنٹ کے باغیون کو مدد نہین دی - سرحدی لوگون مین سے جسکو کسینے کچہ دیا ہے وہ انکو باغی سمجہ کر نہین دیا اپنا قرابتی اور غریب الوطن اور ظرف ہو اخذہ سے مفرور اور ایک جائے امن مین محصور سمجہکر دیا ہے (چنانچہ سید احمد خان نے بیان کیا ہے) اور اس مقدمہ مین جو ان لوگون کے ذمہ الزام اعانت بغاوت قائم کیا گیا تہا اس مین ناٹ اور جہوٹی شہادت کا بہت دخل ہوا ہے -

اگرچہ ہم مؤلف سے خارجا پوری واقفیت نہین رکہتے (صرف اتفاقیہ ایک دفعہ ۱۸۸۳ء مین سملہ جاتے ہوئے ایک دوست کے مکان پر انبالہ چہاونی مین ہمنے انکو دیکہا ہے) مگر انکا کلام بحکم "یُعرف الرجل بمقالتہ" (جسکو انگریزی مین ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اے مین از نون بائی ہز سپیچ)

A man is known by
his speech.

) اسکو صاف بتاتا ہے کہ وہ جہوٹ بولنے والا آدمی نہین ہے جسکو ہمارے اس بیان مین شک ہو وہ اسکا اصل رسالہ (جو ۸ قیمت پر انبالہ چہاونی سے مؤلف کے پاس سے ملتا ہے) منگالے اور ملاحظہ فرمائے -

ہر ایک ملک مین بعض افراد سے خود اپنی ہی سلطنت کی بغاوت و بدخواہی وقوع مین آچکی ہے۔ جسکی نظائر یوروپ و ایشیا وغیرہ ممالک مین ایک نہین صدہا موجود ہین ازانجملہ دو چار نظیرین اس مقام مین ذکر کی جاتی ہین۔

(۱) مہذب ملکون اور سلطنتون مین ان کے اپنی ہی قوم کے بعض افراد مین ڈائنا میٹ کا سلسلہ جاری ہے

(۲) بہت سلاطین یوروپ و ایشیا کو انہی کے ہم قوم و ہم مذہب کے اشخاص نے ہلاک کیا۔

(۳) ہماری ملکہ قیصر ہند پر اس کے ہم قوم و ہم مذہب لوگون نے (جن مین ایک حضرت مکلین بھی ہین جنہون نے تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ان پر گولی چلائی تھی) کئی دفعہ حملہ کیا۔

(۴) اسوقت جو یوروپ مین اور خاصکر لنڈن اور ایرلنڈ وغیرہ مین ایرش وغیرہ سے فساد کا بازار گرم ہے وہ اپنے ہی ہم قوم و ہم مذہب اشخاص کے ہاتھون سے ہو رہا ہے۔ و علی ہذا القیاس۔

ومعہذا ان شخصی اور افرادی مخالفتون کے سبب سے ان تمام اقوام عیسائی کو کوئی شخص باغی قوم قرار نہین دیتا بلکہ آج کل کے مفسدین ایرش کے لیے تحریک ہو رہی ہے کہ انکو مدد معاش دے تاکہ وہ بے روزگاری کے سبب پھر فساد نکرین پس اہلحدیث کی بعض افراد کے ذاتی اور شخصی بغاوت کے سبب (اگر اُسکا وقوع تسلیم کر لیا جاوے) کل گروہ اہل حدیث کو باغی و بدخواہ سلطنت کیون کر قرار دیا جا سکتا ہے خصوصًا اس حالت مین کہ ہر قوم کے اکثر اکابر اور پیشوا اُن نے نازک وقتون مین گورنمنٹ کی خیرخواہی ثابت کر دکھائی ہو اسی نظر سے سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب سر ہنری دیوس صاحب نے باوجود تسلیم اس امر کے کہ بعض اضلاع ہندوستان کے بعض اشخاص اہلحدیث نے گورنمنٹ کی مخالفون کو مدد دی ہے)

کل فرقہ اہلحدیث کو بدخواہ سلطنت قرار دیا بلکہ اہل حدیث پنجاب کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا بذریعہ سرکلر مورخہ ۲۹ - اکتوبر ۱۸۸۱ء مشتہر کیا -

ہمارے ایک اسلامی پالٹیشن بزرگ کا یہہ قول ہے جو از قومی یکے بیدانشی کرد * نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را * ہمارے اس بیان کا مخالف نہیں - اس قول سے ان کا یہہ مقصود نہیں ہے کہ ایسا ہونا چاہیے یا یہہ عقل و انصاف کا مقتضے ہے - بلکہ اس قول سے انکا مقصود یہہ ہے کہ عام لوگون مین (جو عقل و انصاف کے پابند نہین) ایسا ہوتا ہے وہ ایک کے فعل سے اس کے سب گروہ کو برا سمجھتے ہین گو عقل و انصاف کے رو سے یہہ امر جائز نہ ہو - اس وجہ دوم کو چشم انصاف سے دیکھنے کے بعد تو سرحدی بغاوتون و سازشون کو اہل حدیث کے ذمہ لگانے والے بہی یقین کر سکتے ہین کہ ان بغاوتون و سازشون کے سبب اگر انکو واقعی تسلیم کر لیا جاوے کل گروہ اہلحدیث کو بدخواہ سلطنت قرار دینا انصاف کے مخالف ہے - بالجملہ ہماری اس طولانی (مگر ضروری) بحث سے عام ناظرین اور ناواقف عہدہ داران گورنمنٹ کو امر مسوم کا یقین ہوگا جیسا گورنمنٹ کو پہلے ہی سے اس امر کا یقین ہے -

تائیدات امور ثلثہ ختم ہوئین - امید ہے گورنمنٹ ہماری درخواست کیطرف توجہ کرنے کے وقت ان تائیدات کو پیش چشم رکہے گی اور اس خیر خواہ فرقہ کو اس ناسزا لقب ”وہابی“ سے مخاطب کرنے سے معاف فرمائیگی - اور اپنے ملازمون اور عہدہ دارون کے نام بذریعہ سرکلر عام اور قطعی حکم نافذ کرے گی کہ وہ سرکاری تحریرات و احکام مین اس گروہ کو اس لفظ سے مخاطب نکیا کرین - انکی بجائے لقب ”اہلحدیث“ سے انکو مخاطب کیا کرین -

گورنمنٹ نے ہماری اس درخواست کی طرف توجہ نہ کی تو لوگون مین تنازع و اختلاف پہیلیگا - اور لائیبل کی نالشون کا دروازہ کہلیگا* - سب سے پہلے سرکاری

* لاہور مین اس تہمت وہابیت کو اٹہانے کے لیے ایک خاص کمیٹی قائم ہوئی ہے جو

عہدہ دارون پر جو وقتاً فوقتاً بعض خیر خواہ اشخاص اہل حدیث کو وہابی کہدیتے ہین
لایبل کی نالشین دائر ہونگی - ان کے ساتھہ ہی ان اخبار نویسون پر جو اپنی اخبار روانہ
مین اس گروہ کے حق مین یہہ لفظ استعمال کرتے ہین - اُن کے بعد اہل حدیث کے مقابل
فرقہ ہائے اسلامی کے بعض اشخاص پر جو اس لفظ سے انکو یاد کرتے ہین
جسکا نتیجہ بجز اسکے کہ رعایا مین باہم بُغض وفساد پیدا ہو اور انکی باہمی اتحاد و امن مین خلل
واقع ہو اور کچہہ نہ نکلیگا -

ہماری دیسی اور انگریزی اخبارون کے ایڈیٹر (جو وقتاً فوقتاً اس گروہ کو وہابی کے نام سے
تعبیر کرتے ہین - اور آج کل اس گروہ کے وکیل رسالہ اشاعۃ السُّنۃ کو وہابی اخبار لکھہ
چکے ہین جیسے ایڈیٹر پایونیر الہ آباد - سول وملٹری گزٹ لاہور - مسلم ہرلڈ مدراس - اودہ اخبار
لکھنؤ - شمس الاخبار مدراس - اخبار چنار - عالم التصویر کانپور - سراج الاخبار وغیرہ) اس نتیجہ کیطرف غور
وامعان کی نگاہ کرین - اور ہمارے اس مضمون کا خلاصہ اپنی اخبارون مین درج کرکے
اس دل شکن [illegible] منتظر ہین
ایسا نہو کہ ہم اور وہ بجائے دوستانہ ملاقات عدالت کے کمرون مین باہم ملاقات کرین
اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور اسکے خاتمہ مین ان چٹھیات سرکاری کو نقل کرتے
ہین جنکا اثنا مضمون مین حوالہ دے چکے ہین

محمڈن نیشنل ڈفینس کمیٹی (یعنے قومی محافظت یا مدافعت کی مجلس) کے نام سے موسوم
ہوئی ہے - اس کمیٹی کے ممبرون نے اس امر اہم کے لئے سردست ایک ایک پیسہ کی آمدنی
بطور چندہ دینے تسلیم کر لی ہے - اس مضمون کی گورنمنٹ اور خواص ملک پر تاثیر نہوئی
اور عدالت تک پہنچنے کی نوبت آئی تو یقین ہے کہ تمام ہندوستان کے لوگ اس کمیٹی
کے ممبر ہوجائینگے اور اپنی آمدنی سے کافی روپیہ اس کی مدد کو
دینگے -

خاتمہ متضمن نقل چٹھیات

نقل مراسلہ اردو گورنمنٹ پنجاب جو بہر کلمہ انگریزی مورخہ ۹ ۱۵ کتوبر کا ترجمہ ہے

از محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب وغیرہ

مہر عدالت

انگریزی مہر کا ترجمہ انگریزی مین ہے

بنام مولوی محمد حسین و مولوی رحیم اللہ و ۳۰۰ صد دیگر سائلان

حسب الارشاد جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جناب نواب محتشم الیہ بہادر کیطرف سے اوس عرضی کا جواب لکہا جاتا ہے جسپر قریب تین سو اشخاص کے دستخط مین اور جسمین کئی ہزارون اشخاص کی رائے اور خواہشون کا اظہار ہے جو اہل اسلام مین سے اوس فرقہ سے تعلق رکہتے ہین جو عوام الناس مین وہابی کے نام سے مشہور ہین۔

(۲) سائلون کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ ایسے خیر خواہ سلطنت ہین جیسی کوئی اور رعایا حضرت علیا ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین سے توبہی وہ بسبب اشتباہ بدخواہی بہت سی تکلیفون کے زیر بار اور کئی ایک لاچاریون کے متحمل کیے جاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب کی رسوم کو آزادی کے ساتھ ادا کرنے نہین پاتے [illegible] ملکہ معظمہ [illegible] سب کو آزادی کا وعدہ دیا کہ وہ مسجدون سے اور اسلامی جلوسون سے الگ کیے جاتے ہین اور لوگ عموماً سرکار کے طریقہ کی پیروی کرکے انکو حقارت اور بے اعتباری سے دیکھتے ہین کہ کسی وہابی کے لیئے عدالت ہائے قانونی مین انصاف پانا بہی ناممکن ہے کیونکہ اُس کی ملت کی حال معلوم ہوتی ہے حاکم عدالت اوس کے برخلاف بدبر ہو جاتا ہے۔ اخیر مین ان کی یہہ درخواست ہی کہ وہ گورنمنٹ کی اعتبار بین لئے جاوین کہ لوگون کو روکا جاوے کہ وہ ان کو بدخواہ سلطنت نہ خیال کرین اور ان سے ایسا سلوک نکرین جیسا بدخواہون کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ خبرگیری اور نظربندی سے خلاص کیے جاوین اور اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ ادا کرنے پاوین اور یہہ کہ ملازمان سرکار جو وہابی رایون کے مقر ہین وہ آیندہ شبہ سے بری ہون اور ترقی سے محروم نرہین۔

(۳) جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر خوش ہین کہ سائل اپنی تکالیف کی اظہار کے لیئے

پیش قدم ہوئے اور ان کی درخواست کی پورے جواب دینے کو آمادہ ہین اول حسب الحکم جناب نواب معزز الیہ بہادر قلمی ہے کہ اگرچہ سائل نام وہابی کو رد کرتے ہین لیکن یہہ وہ نام ہے جس سے وہ عموماً مشہور ہین اور جہان تک لقب مذکور تحریر ہذا مین مستعمل ہوا ہے حقارت کے کلمہ کے طور نہین ہوا۔

(۴) ماسوائے اس کے جناب معلی القاب نواب محتشم الیہ بہادر اس مضمون کے ملاحظہ سے نہایت محظوظ ہوئے کہ سائل بالکل خیال بدخواہی دولت حضرت علیا ملکہ معظمہ دام سلطنتہا سے بری منکر ہین۔ اور اپنے تئین اون وہابیون کے حرکات مخالفانہ اور رائیون سے جو کئی سالون سے خفیہ فتنہ پردازی یا ظاہر مخالفت مین مشغول رہے ہین بالکل بے تعلق ظاہر کرتے ہین۔ جناب نواب معز الیہ بہادر ان گذارشات اطمینانی کے قبول کرنے کے لیے بہمہ وجوہ رضامند ہین اُس جماعت نے جس کیطرف سے سائل معروض رسان ہین کچھہ عرصہ گذشتہ سے پنجاب مین نہایت خیر خواہی اور آشتی کے طریقہ سے سلوک رکھا اور جناب معظم الیہ بہادر اون کو یقین دلاتے ہین کہ جب تک ... کار باوقار انگو برابر اوسی مہربانی سے سلوک کرے گی جیسے کسی اور جماعت رعایا ملکہ ممدوحہ سے۔ اگر فرقہ المشہور وہابی کی نسبت بدگمانی رہی ہے تو اُسکا باعث یہی کہ اس کے اراکین مین سے بہتون نے خصوصاً ہندوستان کے دیگر حصون مین طریقہ بدخواہی سے کام کیا خاصکر اس معاملہ مین کہ انہون نے اس گروہ باغیان کو امداد دی جو مقام ملکا سرحد ہزارہ پر آباد ہین لیکن جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا یہہ منشا نہین ہے کہ اورون کے جرائم سایلون کی یا کسی اور کے جوان کیطرح خیر خواہی چست کا اظہار کرین اور دیگر رعایا کی مانند کاربند رہین ذمہ لگا دین۔

(۵) بحوالہ لاچاری ہائے درباب پرستش مذہبی حسب الارشاد جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر مرقوم ہے کہ جناب نواب محتشم الیہ بہادر چاہتے ہین کہ گورنمنٹ عالیہ کے اشتہار

کی جنکی رو سے ہر ملت کے پیرون کو استحقاق ہے کہ اپنی پرستش بلا بندش کرین تا وقتیکہ امن عوامہ کو خطرہ نہ پڑے ہر طرف سے تعمیل کیجاوے۔ لیکن جو مخالفت وہابی طریق کی پرستش کے عام عمل کے باب مین ہے وہ خود اہل اسلام کیطرف سے ہے نہ سرکار سے۔ وہابی ایک فرقہ ایسے اشخاص کا ہے جو اوس طریقہ اہل اسلام سے جو عموماً پنجاب مین رائج ہے اتفاق کلی نہین کرتے اور گو وہ اپنے مسجدون مین اپنی رسوم کے آزادانہ عمل کرنے اور اوس جگہہ اپنے خاص مسئلون کے وعظ کرنے کے استحقاق کا اظہار کرین لیکن وہ اون مساجد کے استعمال کے باب مین جو راشد مسلمانونکی زر سے اور انکی استعمال کے لیے بنی ہوئی ہین اصرار نہین کرسکتی

(۶) جہانتک کہ پولیس کا تعلق ہے فی الحال وہابی کسی خاص نظر بندی مین نہین ہین اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سائلون کے گذارشات اطمینانی سے اس امر کے یقین کرنے کو بہت خوش ہین کہ اُسکے آیندہ بہی ضرورت نہ پڑے گی

(۷) علاوہ برین سرکار اپنے اون اہلکارون کو جو سائلون کی ملت سے ہین نامہربانی سے نہین دیکھتی اور نہ اونکو ترقی سے محروم [illegible] جو [illegible] اپنے اہلکارون سے سرکار چاہتی ہے وہ یہہ ہے کہ وہ اپنے فرایض کے انجام مین سرگرمی ظاہر کرین اور حسب خیرخواہی سے ملبوس رہین۔ اس کے ثبوت مین تذکرۃً لکہا جاتا ہے کہ سید ہدایت علی تحصیلدار بٹالہ جو فرقہ وہابی مین بہت مشہور ہین کچہہ عرصہ ہُوا کہ عہدہ اکسٹرا اسٹنٹی پر مترقی ہوئے اور کم سے کم ایک اور شخص کا نام جو اسی ملت مین سے ہے اور جسکی خدمات اکثر دفعہ پسند ہوئین ایسی ہی ترقی کے لیے جو کسی مناسب وقت پر عمل مین آوی فہرست مین درج ہے۔

(۸) جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر خوش ہین کہ انکو یہہ موقعہ سائلون کے اطمینان کرنے کا ملا کہ جب تک اون کا چال وچلن ایسے نیک رویہ سے اور ایسا خیرخواہانہ جیسیکہ اب ہے رہیگا تو اون سے سرکار باوقار نامہربانی سے نہ سلوک کریگی۔ یہ مراسلت صاحبان کمشنران قسمت ہای کی اطلاع کے لیے بہیجی جاویگی۔ فقط ۱۰ نومبر ۱۸۷۶ء کوہ مری۔

ترجمہ یادداشت گورنمنٹ ممالک مغرب و شمال نمبر ۲۷۹ مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء

اصل یادداشت حصہ انگریزی میں ہے

صیغہ عام

ممالک شمال و مغرب و اودہ از کیمپ لکہنو مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء

یادداشت دفتر۔

مالک و مہتمم پرچہ اشاعۃ السنۃ لاہور کو انکی درخواست (موسومہ گورنمنٹ رپورٹر دیسی اخبارات اپر انڈیا مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۲ء) کے جواب میں لکہا جاتا ہے کہ راقم کو اسکا سخت افسوس ہے۔ کہ ان اضلاع کی رپورٹ سالانہ بابت ۱۸۸۰-۸۱ء میں مالک و مہتمم مذکور کا مذہبی خطاب ایسے نام سے لیا گیا ہے جو اُن کو ناگوار گذرا جس لفظ پر وہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس غرض سے نہیں لکہا گیا کہ انپر کسیطرح کا حرف آوے اور آیندہ بکمال احتیاط اس سے پرہیز کیا جائیگا۔ (دستخط) سی۔ رابرٹسن سکرٹری گورنمنٹ ممالک شمال و مغرب و اودہ۔

ترجمہ چٹہی ڈبلیو جی واٹر فیلڈ صاحب بہادر قائم مقام کمشنر سابق دہلی

اصل چٹہی انگریزی انگریزی میں ہے

مولوی نذیر حسین اور انکے پسر مولوی شریف حسین صاحب نے معہ دیگر مردم خاندان کے مسز لیسن کی میم کی غدر میں جان بچائی تہی اسوقت میں یہہ انکو اپنے گہر لے گئے تہے جسوقت میں وہ زخمی پڑی تہی سو اپنے مکان میں ساڑہے تین مہینے تک رکہا۔ آخر سرکاری کیمپ میں پہنچا دیا۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوا کہ سرکاری انگریزی چٹہیاں اس آگ سے جل گئین ہین جو انکے مکان میں لگی تہی۔ میں خیال کرتا ہون یہ امر صحیح ہے انکے پاس چٹہیاں کرنل چمبرلین صاحب اور جرنیل برن صاحب اور کرنیل ٹیٹلر صاحب وغیرہ کی تہیں اور مسز لیسن کی میم نے انکی کل حقیقت مجہکو یاد ہے انکو دو سو روپیہ ایکمرتبہ اور چار سو روپیہ ایک مرتبہ انعام ملا اور سات سو روپیہ بعوض گرجانے مکانات کے ملا۔ یہہ خاندان قابل لحاظ اور مہربانیکے ہے

دستخط

ڈبلیو جی واٹر فیلڈ قائم مقام کمشنر

ترجمہ چٹھی میجر جی ای ینگ صاحب بہادر سابق کمشنر دہلی

اصل انگریزی حصہ انگریزی مین ہے

مین نے بچشم خود دیکھا اور میم صاحبہ سے بھی سنا فی الحقیقت یہ سارٹیفکٹ درست ہی اور اس مین یہہ لکھا ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین نے انکی جان دشمنون سے بچائی

دستخط

جی ای ینگ صاحب

۱۶ دسمبر ۱۸۸۱ء

ترجمہ چٹھی جی ڈی ٹرمیلٹ صاحب بنگال سول سروس کمشنر دہلی

اصل چٹھی کا انگریزی حصہ انگریزی مین ہے

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے رہنما (یا نامور) مولوی ہین جنہون نے مشکل وقتون مین اپنی نمک حلالی گورنمنٹ پر ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کی ادا کرنے کو جاتے ہین - مین امید کرتا ہون کہ جس کسی افسر برٹش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہین گے وہ انکو مدد دیگا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہین -

دستخط

جی ڈی ٹرمیلٹ بنگال سول سروس

کمشنر دہلی ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

نقل مراسلہ گورنمنٹ پنجاب بنام اڈیٹر اشاعۃ السنۃ

مہر عدالت

شرافت و فضیلت پناہ ابوسعید مولوی محمد حسین بعافیت باشند - واضح ہو کہ آپکا اشاعۃ السنۃ نمبر دوازدہم بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۴ء اور رسالہ جات قبل ازین ملاحظہ سے گذری آپ کی تحریرات مشعر ترقی رابطہ و اتحاد مابین اقوام اہل اسلام و سرکار انگلشیہ قابل تحسین ہین - اور آپکی سعی در بارہ امر مذکور باعث مسرت و شکریہ ہے - فقط

مرقوم ۲۳ مئی ۱۸۸۵ء

(نمبر ۵۷)

مقام شملہ -

نقل روبکار ترکی سید عثمان پاشا کمانڈر نچیف و گورنر حجاز۔

مدینہ منورہ محافظین علیہ سنہ

سعادتلو افندم حضرتلری

علمای ہندیہ دن نذیر حسین ایلہ تلامیذندن برنفر حقندہ کندی ہمشہری لرطرفندن اسناد اعتزال اولمغلہ مکہ مکرمہ چہ کندولری بالمواخذہ تحقیقات ایجاب اجرا قلنمش و فقط اسناد واقع مذکوردن موما الیہمانن بری اشتکری ثابت اولمش اولدیغندن اوراجہ دہ شاید حقلرندہ بویولدہ برسوزایدیلکہ جک اولور ایسہ برائت ذمتلری معلوم اولمق اوزرہ بیان کیفیتہ ابتدار قلندی اولبابدہ امرواراد افندم حضرتلری نندر

فی ۲۶ ذالحجہ سنہ ۱۳۱۶ و فی ۱۶ تشرین اول سنہ ۹۹

والی وقوماندار حجاز مکہ مکرمہ (مہر)

سید عثمان نوری

ترجمہ

بجناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب حضرت صاحبو ہندوستانی مولویون سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے اندنون پران کے ہم وطنون کیطرف سے جو معتزلہ (وہابی) ہونیکی تہمت لگائی گئی تھی اسکی (ان دونو پر مواخذہ کرکے) ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونو کا بری ذمہ ہونا ثابت ہوا وہان بھی اگر ان کے حق میں اس قسم کا کوئی الزام لگایا جاوے تو اس سے انکی برارت ذمہ معلوم ہونے کے لیے یہہ تحریر کی جاتی ہے۔

سید عثمان نوری گورنر و کمانڈر انچیف عربستان از مکہ تاریخ ۱۶ ذوالحجہ سنہ ۱۳۱۶ - ۱۶ تشرین اول ۹۷

اس روبکار ترکی کا فوٹوگراف ہمارے پاس موجود ہے کسی کا شوق ہو تو اس فوٹوگراف کو ملاحظہ کر سکتا ہی۔

اہلحدیث قدیم ہین یا جدید

اہل الحدیث ہم اہل النبی وان لم یصحبوا انفسہ انفاسہ صحبوا

جو لوگ اس زمانہ مین بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہین وہ اہل حدیث کہلاتے ہین۔
اور اپنے لقب کو قدیم بتاتے ہین۔

انکے مخالف مقلدین فقہا ان کو نیا فرقہ اور ان کے مذہب کو نیا مذہب کہتے ہین اور بجائی
اہل حدیث انکا وہابی نام رکہتے ہین۔

اُنکی (مخالفین) کی غلطی خیال ومقال ہم کئی دفعہ پہلے ہی بیان کر چکے ہین۔
سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۸۲ء مین جلد ۴ و ۵ اشاعۃ السنہ کے کئی نمبرون مین یہہ ثابت کر چکے ہین
کہ یہ لوگ وہابی نہین ہین اور ان کو وہابی کہنے کی کوئی وجہ نہین اور محمد بن عبد الوہاب
نجدی جسکیطرف وہابی فرقہ کو منسوب کیا جاتا ہے تیرہوین صدی ہجری مین پیدا ہوا اور
یہہ فرقہ اہل حدیث پہلی صدی سے چلا آتا ہے۔ اس فرقہ اہل حدیث کو وہابی کہنا ایسا ہی

یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت
التوریۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون
ھا انتم ھؤلاء حاججتم فیما لکم بہ علم فلم تحاجون
فیما لیس لکم بہ علم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون
ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان
حنیفا مسلما وما کان من المشرکین
(آل عمران ع ۷)

جیسا اہل کتاب کا حضرت ابراہیم کو یہودی
یا نصرانی کہنا جنکے جواب مین خدا تعالے
قرآن مین فرماتا ہے کہ توریت و انجیل
(جنپر یہودیت و نصرانیت کی بنا قائم ہوئی
ہے) تو حضرت ابراہیم کے پیچھے نازل ہوئے
پہر ابراہیم کو یہودی یا نصرانی کہنا کیا معنے
رکہتا ہے؟ - ان پرچون مین یہہ بہی کہا
گیا تہا کہ عبد الوہاب نجدی سے اہل حدیث ہند نے کسی وجہ سے استفادہ نہین کیا - نہ اُسکی
شاگردی کی نہ اس کے مرید ہوئے نہ اُسکی کوئی ایسی کتاب جس مین الحدیث کی جملہ اصول و فروع
کا بیان ہو ان کے پاس پہونچی نہ اس کے خاص اعتقاد و عمل (تکفیر اہل قبلہ و قتل مخالفین)
سے انکو اتفاق ہے - بلکہ اس کے اس اعتقاد و عمل کو وہ برملا بُرا کہہ چکے ہین - پہر
انکو وہابی کہنا اور مذہب محمد بن عبد الوہاب کیطرف منسوب کرنا کیا معنی رکہتا ہے؟ -

پہر ۱۸۸۱ء مین بضمن نمبر ۳ جلد ۷ اشاعۃ السنۃ یہہ ثابت کر چکے ہین کہ فرقہ اہل حدیث قدیم سے چلا آتا ہے - اکثر کتب فقہ و حدیث و تفسیر مین ان کا ذکر موجود ہے اور چہوٹی (جیسے خلاصہ کیدانی) اور بڑی (جیسے طحطاوی شرح درمختار - معالم التنزیل - جامع ترمذی - حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ) کتب فقہ و حدیث وغیرہ مین اسی لقب سے انکو یاد کیا گیا ہے -

اور اس سے پہلے جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ کے نمبر اول مین بشہادت بستان المحدثین بیان کر چکے ہین کہ "کتاب صحیح بخاری کی تالیف ہی اسی غرض سے ہوئی ہے کہ حدیث پر عمل کرنے والے اس کتاب کی احادیث کو دستور العمل بناوین اور مجتہدین کیطرف رجوع کرنیکے محتاج نہ ہین" - اور اسی جلد ضمیمہ کے نمبر ۸ وغیرہ مین صفحہ ۵۹ سے صفحہ ۷۶ تک مذہب اہلحدیث کی مفصل تاریخ کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کر چکے ہین جس مین اس گروہ کے اعیان و اکابر اور ان کے اصول مذہب کی تفصیل مذکور ہے

ان رسائل کے شائع ہونے کے بعد ان مضامین کو پڑھنے اور ان کتب کو جنکا ان مضامین مین حوالہ دیا گیا ہے دیکہنے والون سے ہرگز متوقع نہ تہا کہ پھر وہ اہل حدیث کو نیا فرقہ کہتے اور اُن کو وہابی وغیرہ نام رکہتے مگر افسوس وہ اب بہی وہی بات کہے چلے جاتے اور وہی "نیا فرقہ وہابی وغیرہ" انکا نام بتاتے ہین

اس مضمون مین ہم ان کی غلطی کا منشا بتاتے اور اس غلطی کے رفع کرنے کے لیے کوشش کرنا چاہتے ہین

ہمارے نامہربان (علاتی) اخوان مقلّدین کو اس امر کا کامل یقین و صریح اعتراف ہے کہ اہل حدیث قدیم فرقہ ہے جس کے اعیان و اکابر امام بخاری و امام مسلم اور اُن کے اساتذہ و اسلاف اور تلامذہ و اخلاف ہین اور اس مذہب کی کتابین جنپر وہ فرقہ چلتا ہے صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح و حسان ہین - ومعہذا ان لوگون کا اہلحدیث زمانہ حال کو نیا فرقہ اور وہابی وغیرہ کہنا جہانتک ہمکو معلوم ہے اُنکے اِس خیال پر

مبنی ہے کہ زمانہ قدیم مین جو اہلحدیث کہلاتے تھے وہ کسی نہ کسی امام (ابو حنیفہ یا شافعی وغیرہ) کے مقلد تھے۔ اور حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلاتے۔ آجکل کے مدعیان عمل بالحدیث مطلق العنان ہین کسی مذہب حنفی شافعی ملکے حنبلی کے مقلد نہین کہلاتے اور بلا واسطہ مجتہدین حدیث پہ عمل کرتے ہین۔ لہذا یہہ اہل حدیث سلف کی طریقہ پر نہین اور نہ اہل حدیث کہلانے کے مستحق ہین انکو نجدی یا وہابی یا لامذہب ہی کہنا چاہیئے۔ جو نجد کے حدیث پہ عمل کرنے والون کا نام ہے۔ اور اپنے اس خیال کے موید وہ کئی امور پیش کرتے ہین اوّل یہہ ہے کہ اکثر الحدیث سلف عام لوگون مین کسی نہ کسی مذہب کیطرف منسوب ہین کوئی حنفی کہلاتا ہے (جیسے امام طحاوی وغیرہ) کوئی شافعی (جیسے امام بخاری امام ترمذی وغیرہ) کوئی مالکی۔ (جیسے امام قرطبی وغیرہ) کوئی حنبلی (جیسے شیخ ابن تیمیہ وغیرہ وغیرہ)۔

امر دوم یہہ کہ بعض اہل حدیث کو کتب طبقات مین خاص خاص طبقات مین شمار کیا گیا ہے

امر سوم (جو ان انکے شبہ یا خیال کا بڑا قوی موید ہے) یہہ کہ اکابر اہل حدیث نے ناکامل محدث کو بجای حدیث اتباع فقہ کے تاکید کی ہے چنانچہ امام بخاری سے قصہ رباعیات[*] مشہور ہے جسمین اُنہون نے صاف فرمایا ہے کہ جو ان مشقتون کا جو محدث ہونے کے لیے ہم نے بیان

---

[*] شاید ہماری بعض ناظرین اس قصہ سی ناواقف اور اوراس کے شائق وطالب تفصیل ہون انکی اطلاع کے لیے ہم اس قصہ کو قسطلانی شرح بخاری سے نقل کرتے ہین اسکی صفحہ ۴۲ جلد اول مین بسند ابو عصمہ نوح بن الفرغانی ابو المظفر بخاری سے منقول ہے کہ انہون نے فرمایا ابو العباس ولید بن ابراہیم ہمدانی رے کی قضا کر معزول ہوئی تو شہر بخارا مین ہماری ٹرپوستس مین آئے ہے میرا استاد ابو المظفر مجھے ان کے پاس لے گیا اور اُن سے اس کا طالب ہوا کہ وہ مجھے احادیث سنا ئین جو اپنی استادون سے

قال عبد العزیز الدمشقی حدثنا ابو عصمۃ نوح بن الفرغانی قال سمعت ابا المظفر عبد الله بن محمد بن عبد الله بن قیت الخزماجی وابا بکر محمد بن عیسے البخاری قال سمعت ابا ذر عمار بن محمد بن مخلد التمیمی یقول سمعت ابا المظفر محمد بن حامد بن الفضل یقول لما عزل ابو العباس الولید بن ابراهیم

کی ہیں متحمل نہو سکے وہ فقہ کا اتباع کرے اور اس زمانہ کے اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ جسکو کسی ایک

ابن بنت ابی الہمدانی عن قضاء الری ورد بخارا سنة ثمان عشرة
وثلثمائة لتجدید مودة كانت بینه وبین ابی الفضل
البلعمی فنزل فی جوارنا فحملنی معلمی ابو ابراهیم اسحق
بن ابراهیم الختلی الیه فقال اسالك ان تحدث هذا
الصبی عن مشائخك فقال مالی سماع قال فكیف وانت
فقیه فما هذا قال لانی لما بلغت مبلغ الرجال تاقت نفسی
الی معرفة الحدیث ورواية الاخبار وسماعها فقصدت
محمد بن اسمعیل البخاری ببخاری صاحب التاریخ
والمنظور الیه فی علم الحدیث واعلمته مرادی وسألته
الاقبال علی ذلك فقال لی یا بنی لا تدخل فی امر الا بعد
معرفة حدوده والوقوف علی مقادیره فقلت عرفنی
رحمك الله حدود ما قصدت له ومقادیر ما سألتك
عنه فقال لی اعلم ان الرجل لا یصیر محدثا كاملا فی حدیثه
الا بعد ان یکتب اربعا مع اربع كاربع مثل اربع
فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن
اربع لاربع وكل هذه الرباعیات لا تتم الا باربع
مع اربع فاذا تمت له كلها هان علیه اربع وابتلی
باربع فاذا صبر علی ذلك اكرمه الله تعالی فی الدنیا باربع
واثابه فی الآخرة باربع قلت له فسر لی رحمك الله ما
ذكرت من احوال هذه الرباعیات من قلب صاف بشرح

سن چکے ہیں - انہوں نے جواب دیا کہ مجھے حدیث
کی سماع نہیں ہے میری استاد نے کہا کہ آپ تو
فقیہ ہیں پھر حدیث کی سماع کیوں حاصل نہیں
انہوں نے جواب دیا کہ اسکا سبب یہ ہے مجھے حدیث
کا شوق ہوا تو میں امام بخاری کے پاس پہنچا
اور اپنے شوق و ارادہ سے انکو مطلع کیا انہوں نے
فرمایا بیٹا کسی امر میں مداخلت کا قصد نکرنا چاہیے
جب تک کہ اسکی حدون اور مقدارون کی معرفت
نہو میں نے سوال کیا آپ مجھے علم حدیث کی حدون
اور مقدارون سے واقف کریں تو آپنے فرمایا
انسان کامل محدث جبھی بنتا ہے جب چار قسم
کی حدیثیں (احادیث نبوی - آثار صحابہ رض - آثار
تابعین رح - اقوال علماء) قلم بند کرے - مع چار قسم کے
اوصاف کے (ان کے نام - کنیت - مکان - زمانہ)
جیسی چار چیزون کے ساتھ چار چیزیں ہیں -
(خطبہ کے ساتھ جمعہ - دعا کے ساتھ توسل - سورہ
کے ساتھ بسم اللہ - نماز کے ساتھ تکبیر - چار اقسام
کی مثل (مسند - مرسل - موقوف - منقطع) اپنے
چارون زمانون (صغر سنی - بلوغت - جوانی -
اد ہیڑ عمر -) میں چارون وقت - (فراغت -

کہ کتاب حدیث پر بہی نظر نہین بلکہ ایک حدیث کی عربی عبارت پڑہنے کی لیاقت نہین وہ فقہ کا

کا وبیان شافٍ طلبا للاجر الوافی فقال نعم الاربعۃ التی
یحتاج الی کتبہا ھے اخبار الرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وشرائعہ والصحابۃ رضی اللہ عنہم و
مقادیرھم والتابعین واحوالہم وسائر العلماء و
تواریخہم مع اسماء رجالہم وکناھم وامکنتہم
وازمنتہم کالتحمید مع الخطب والدعاء مع الترسل
والبسملۃ مع السورۃ والتکبیر مع الصلوٰۃ مثل
المسندات والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فی
صغرہ وفی ادراکہ وفی شبابہ وفی کھولتہ
عند فراغہ وعند شغلہ وعند فقرہ وعند غناہ
بالجبال والبحار والبلدان والبراری [illegible]
والخزف والجلود والاکتاف الی الوقت الذی
یمکنہ نقلہا الی الاوراق عمن ھو فوقہ وعمن مثلہ
وعمن ھو دونہ وعن کتاب ابیہ یتیقن انہ بخط
ابیہ دون غیرہ لوجہ اللہ تعالی طلبا لمرضاتہ و
العمل بما وافق کتاب اللہ عزوجل منہا ونشرھا
بین طالبیہا ومحبیہا والتالیف فی احیاۂ وبعد
بعدہ - ثم لا تتم لہ ھذہ الاشیاء الا باربع ھی من کسب
العبد اعنی معرفۃ الکتابۃ واللغۃ
والصرف والنحو

مصروفیت - فقیری - تونگری -) چارون
موقعون (پہاڑون - دریاؤن - شہرون -
جنگلون) مین رہکر - چارون لکھنے کی چیزون
(پتہرون - ٹہیکریون - چمڑون - ہڈی کے
شانون) پر اسوقت تک کہ ان احادیث کو کاغذون
پر نقل کرسکے - چارون قسم کے اشخاص اپنے
سے بڑون - برابر کے لوگون - اپنے سے نیچے
والون - اپنے باپون کی کتابون) سے چارون
غرضون (ثواب آخرت - عمل - اشاعت تالیف)
سے پہر یہ سب جوکڑیان چار شرطون سے
پوری ہوتی ہین جو بندے کے اختیار مین ہین
(کتابت کا علم - لغت کا علم - صرف کا علم -
نحو کا علم - مگر چار شرطون کے جو خدا کے
اختیار مین ہین تندرستی - صحت - فرصت -
حافظہ - جب یہ جوکڑیان پوری ہون تو اس
شخص کو چار چیزون کا چہوڑنا آسان ہوجاتا
ہے (بیوی - مال - اولاد - وطن) اور چار
بلاؤن مین مبتلا ہونا پڑتا ہے (دشمنون
کی خوشی دوستون کی ملامت - جاہلون کا طعن -
علماء کا حسد -) جب وہ ان مشقتون پر صبر

ناظرین یہ نتیجہ ملا دو واسطہ فقہ حدیث پر عمل کرنیکی مدعی ہین پہر اس فرق کو ساتہہ جو ہین اور اہلحدیث سلف ہین ہی یہ لوگ اہلحدیث کہلانیکے کیونکر مستحق
ہمارے نزدیک انکا یہ خیال محض غلط ہے کہ جو امور ثلثہ اس خیال کی تائید مین انہوننے پیش کیے ہین انہین ہی وہ غلطی سے نہین بچے اور
اہلحدیث زمانہ حال اور اہلحدیث زمانہ گذشتہ مین بلحاظ امور مذکورہ (عمل بالحدیث ترک تقلید عدم رجوع بمذہب معین) اصلا کوئی تفاوت نہین

مع اربع هي من اعطاه الله تعالى اعني القناعة والصحة
والحرص والحفظ فاذا تمت لهذه الاشياء كلها هان عليه
اربع الاهل والمال والولد والوطن ثم ابتلى باربع شماتة
الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء وحسد
العلماء فاذا صبر على هذه المحن اكرمه الله عز وجل في
الدنيا باربع بعز القناعة وبهيبة النفس وبلذة
العلم وبحياة الابد واثابه في الآخرة باربع بالشفاعة
لمن اراد من اخوانه وبظل العرش يوم لا ظل الا ظله
ويسقي من اراد من حوض نبيه صلى الله عليه وسلم
وبمجاورة النبيين في اعلى عليين في الجنة فقد
اعلمتك يا بني مجملا لجميع ما سمعت من مشائخي
متفرقا في هذا الباب فاقبل الآن الى ما قصدته اليه
فنهاني قولي فسكت متفكرا واطرقت متأدبا فلما
راى ذلك مني قال وان لم تطق حمل هذه المشاق كلها
فعليك بالفقه يمكنك تعلمه وانت في بيتك
قار ساكن لا تحتاج الى بعد الاسفار ووطئ الديار و
ركوب البحار وهو مع ذا ثمرة الحديث وليس ثواب الفقيه دون
ثواب المحدث في الآخرة ولا عزه باقل من عز المحدث

صبر کرتا ہے تو خدا دنیا مین اسے چار چیزین
انعام فرماتا ہے قناعت کی عزت ہیبت نفس
علم کی لذت - ابدی حیات - اور چار ثواب
آخرت عطا فرماتا ہے اپنے بھائیون مین سے
جسکے لیے چاہے شفاعت - عرش کا سایہ
رحمن بجز اسکے کسیکا سایہ نہوگا حوض کوثر سے
جسکو چاہے پانی پلانا - اعلی علیین مین نبیون کا
قرب - یہہ کہکر انہون نے فرمایا کہ مین نے تجہے
سبہی کچہہ اکٹہا سنا دیا جو اپنے مشائخ سے متفرق
طور سے سنا تہا اب تو یہہ مشکلات سوچکر
اپنے مقصود (طلب حدیث) کیطرف توجہ کریا
اسکو چہوڑ دی - مجہی انکی بات نے ڈرا دیا پس
مین فکر مین چپ ہو رہا اور ادب سے سر جہکا دیا جب
انہوننے میری یہ حالت دیکہی تو کہا تجہہ سے ان مشقتون
کا تحمل نہو سکے تو فقہ کو تہام لے اسکا سیکہنا تجہکو گہر بیٹہے
آسان ہوگا - اور سفرون مین جانا نہ پڑیگا اور معہذا
وہ (فقہ) حدیث کا پہل ہے اور فقیہ کا ثواب محدث کے
ثواب سے کم نہین اور نہ فقیہ کی عزت محدث کی عزت سے

سلف سے خلف تک صدہا اہل حدیث ایسے گذرے ہین جو کسی مجتہد یا مذہب خاص کے مقلد نہ تھے اور بلاواسطہ مجتہدین و مذاہب خاص و کتب فقہ رسمیہ وہ حدیث پر عمل کرتے تھے۔ خصوصًا وہ امام جنکا یہہ لوگ اپنی خیال کی تائید مین نام لیتے ہین۔
ان مین بعض ائمہ حدیث کو سبکی حنفی یا شافعی کہا یا ان کے **طبقات** مین داخل کیا ہے تو انکی ابتدائی حالت کی نظر سے یا اکثر مسائل مین ان مذاہب کے ائمہ سے انکے توافق رای کے خیال سے یا شہرت کے لحاظ سے۔ ورنہ درحقیقت وہ ان ائمہ مذاہب کے مقلد نہ تھے۔
اور **قصہ رباعیات** جو امام بخاری سے نقل کیا گیا اور جسمین حدیث کے علم و شغل کو (جو جائے عمل) مشکل قرار دیا ہے اور اتباع فقہ کو سہل و آسان وہ **صحت کو نہین پہنچتا** اسکی اسناد مین جو ابوعصمہ نوح راوی ہے (جسکو قسطلانی نے ذکر کیا ہے) اگر یہہ وہی ابوعصمہ نوح بن ابی مریم ہے جو حدیث فضائل قرآن کے وضع کرنے کا اقراری * ہے تو اسکی روایت پر اعتماد

فلما سمعت ذلک نقص عزمی فی طلب الحدیث و اقبلت علی دراسۃ الفقہ (قسطلانی صفحہ ۲۲ جلد ۱)	کم ہے یہ سنکر مین نے طلب حدیث کا عزم فسخ کیا اور فقہ کیطرف متوجہ ہوا

* چنانچہ شرح نخبہ وغیرہ کتب اصول حدیث مین مذکور ہے کہ ابوعصمہ نوح کو لوگون نے

روی عن ابی عصمۃ نوح ابن ابی مریم المروزی قاضی مرو فیما رواہ الحاکم بسندہٖ الی ابی عمار المروزی انہ قیل لابی عصمۃ من این لک عن عکرمۃ عن ابن عباس فی فضائل القرآن سورۃ سورۃ ولیس عند اصحاب عکرمۃ ھذا فقال انی رأیت الناس قد اعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقہ ابی حنیفہ ومغازی ابن اسحٰق فوضعت ھذا حسبۃ (شرح شرح نخبہ)	پوچھا کہ فضائل قرآن مین تجھے یہ حدیثین کہان سے ملی ہین جو تو بواسطہ عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتا ہی۔ عکرمہ کے شاگردون کے پاس تو انکا نام و نشان نہین ہے اسنے جواب مین کہا کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ وہ امام ابوحنیفہ کی فقہ اور محمد بن اسحٰق کے جنگ نامے پڑہتے تھے اور قرآن پڑھنے سے مونہہ پھیرے ہوئے تھے تو رغبت ثواب یہہ حدیثین فضائل قرآنین خود بنالین۔

حلال نہین ہے اور اگر یہہ کوئی اور شخص ہے تو جب تک اسکی توثیق ائمہ حدیث سی ثابت نہو اور اس روائیت کی صحت و اتصال معلوم نہو یہ روایت لائق احتجاج نہین ۔

اور جس قدر علم و شغل حدیث مین اشکال بیان کیے گئے ہین اُن سے بڑہکر یہہ اشتغال و عمل فقہ مین ہے* ۔ بالجملہ بلا واسطہ مجتہدین و بلا مراجعت کتب فقہ حدیث پر عمل کرنا اور کسی مذہب خاص حنفی یا شافعی کا پیرو و مقلد نہ کہلانا ایسے امور نہین ہین جو صرف اسوقت کی اہل حدیث مین پائے جاتے ہون یہہ امور اہل حدیث سلف مین بہی موجود تہے ان امور کی نظر سے اسوقت کے اہلحدیث اور اہلحدیث سلف مین سر موی تفاوت نہین ہے پہر ان امور کی نظر سے اسوقت کے اہلحدیث کو گروہ اہلحدیث سے خارج اور وہابی اور نجدی قرار دینا اور اہل حدیث سلف کا اہل حدیث و اہل سنت ہونا تسلیم کرنا انصاف نہین ہے

اس مقام مین ہم نے **تین دعوی** کیے ہین ۔

اوّل ۔ محدثین سلف بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے ۔

دوم ۔ ان کا حنفی یا شافعی وغیرہ کہلانا اتفاقی امر یا کسی سابق حالت یا شہرت کی وجہ سے تہا ۔ درحقیقت وہ مقلد نہ تہے ۔

سوم ۔ قصہ رباعیات لائق احتجاج نہین ۔

ان دعاوی مین سے دعوی سوم کی نسبت تو ہم اس مقام مین اُس سے زیادہ کہنا نہین چاہتے جو کہہ چکے ہین کہ اس کے راوی نوح ابو عصمہ کی روایت لائق دست آویز نہین ہے گو اس قصہ کے موضوع و مفتری ہونے پر اور وجوہات عقلیہ و نقلیہ سے بہی بحث ہوسکتی ہے جو اس محل مین کسیقدر اجنبی ہے بافیماندہ دعاوی (اول و دوم) سے ہر ایک دعوی کو شواہد و نقول معتبرہ سی ثابت کیا جاتا ہے ۔

دعوی اول کے شواہد ۔

محدثین سلف کو جو کسی مذہب خاص کے مقلد نہ تہی اور بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے تہی

* اس امر کو ہم اشاعۃ السنۃ جلد اول کے متعدد نمبرون مین ثابت کر چکے ہین ۔

اگر ہم باستیعاب و تفصیل ذکر کرین تو ہمارے رسالہ کی کئی جلدین اس ذکر و تفصیل کے لیئے کافی نہون ۔ لہذا بطور مشتے نمونہ از خروارے چند اکابر کا ذکر کیا جاتا ہے

واضح ہو امام ذہبی نے طبقات حفاظ حدیث مین اس قسم کے بہت سے اہل حدیث کو ذکر کیا ہے

عبد الله بن وهب بن مسلم الامام الحافظ جمع بين الفقه والحديث والعبادة كان ثقة حجة حافظا مجتهدًا لا يقلد احدًا ذا تعبد وتزهد وثقه غير واحد مات في شعبان سنه سبع وتسعين ومائة ۔ (ملخص طبقات ذهبی)

از انجملہ عبد اللہ بن وہب ہین جنکی حق مین ذہبی نے فرمایا ہو کہ وہ خود اجتہاد کرتے کسی کے مقلد نہ تھے ۱۹۷ سنہ ہجری مین وفات پائے ۔

از انجملہ وہ دوسو امام اہل حدیث ہین جنکا حال ذہبی نے ترجمہ حافظ ابی التقی کے

قال الذهبی بعد ترجمة ابی التقی (المتوفی [illegible]) فهؤلاء المسمون في هذه الطبقة هم نقاوة الحفاظ ولعل قد اهملنا طائفة من نظرائهم فان المجلس الواحد في هذا الوقت كان يجتمع فيه ازيد من عشرة آلاف محبرة يكتبون الآثار النبوية ويعتنون بهذا الشان وبينهم نحو من مائتي امام قد برزوا وتاهلوا للفتيا فلقد تفانى اصحاب الحديث وتلاشوا وتبدل الناس بطلبة يهزأ بهم اعداء الحديث والسنة ويسخرون منهم وصار علماء العصر في الغالب عاكفين على التقليد في الفروع (ملخص طبقات ذهبی)

بعد یہہ بیان فرمایا ہے کہ انکے زمانہ مین ایک مجلس مین اہل حدیث دس ہزار دوات لیکر جمع ہوتے تھے جن مین دوسو امام تھے اور آثار نبویہ لکھتے تھے ۳۰۰ ہجری مین وہ لوگ فنا ہوگئے اور جو رہے منتشر ہوگئے تو اہل تقلید پیدا ہوئے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث مقلد نہ تھے مقلد انکے بعد پیدا ہوئے تھے

اور از انجملہ امام قرطبی ہین جنکو عام لوگ مالکی سمجھتے ہین ان کے حق مین ذہبی نے

بقي ابن مخلد الامام شيخ الاسلام ابو عبد الرحمن القرطبي الحافظ صاحب مسند الكبير والتفسير كان اماماً علماً قدوة مجتهداً لا يقلد احداً

کہا ہو کہ وہ کسی کے مقلد نہ تھے خود اجتہاد کرتے

ثقہ حجۃ۔ (ملخص طبقات ذہبی)

۲۷۶ھ ہجری مین فوت ہوئے

قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن سیار
الامام الحافظ الاندلسی القرطبی شیخ المحدثین و
الفقہاء لازم ابن عبد الحکم حتی برع فی الفقہ وصار
اماما مجتہدا لا یقلد احدا وہو مصنف کتاب الایضاح
فی الرد علی المقلدین وکان من ہیبۃ الحجۃ والنظر یمیل
الی مذہب الشافعی ولم یکن بالاندلس مثلہ فی حسن
النظر والبصر بالحجۃ قال ابن عبد البر لم یکن احدا بقرطبۃ
افقہ منہ مات سنۃ ست وسبعین ومائتین (۲۷۶)

اور ازانجملہ امام قاسم بن محمد ہین انکے حق مین ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ کسیکے مقلد نہ تھے انہون نے مقلدین کے رد مین ایک کتاب بھی لکھی ہے جسکا نام ''ایضاح'' ہے۔ انکا مذہب دلیل تھا اور انکو شافعی مذہب کیطرف بھی کچھ میلان تھا ۲۷۶ھ مین فوت ہوئے۔

اور ازانجملہ امام ابن خزیمہ ہین۔ انکے حق مین ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ امام

ابن خزیمۃ الحافظ الکبیر [illegible] امام الائمۃ شیخ الاسلام
ابو بکر محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر
السلمی النیسابوری قال ابو عثمان لما سئلوہ عن ابن خزیمۃ قال
ویحکم ہو یسأل عنا لا یسأل عنہ ہو امام یقتدی بہ ومن
کلام ابن خزیمۃ لیس لاحد مع رسول صلی اللہ علیہ
وسلم قول اذا صح الخبر (ملخص طبقات ذہبی)

[illegible] تھے [illegible] جیسے چلتے ان کا یہ قول تھا کہ خدا اور رسول کے سامنے کسیکا قول لائق دست آویز نہین ہے۔

اور ازانجملہ حافظ ابن المنذر ہین جن کے حق مین ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ

ابن المنذر الحافظ العلامۃ الفقیہ الاوحد ابو بکر محمد
بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری شیخ الحرم وصاحب الکتب
التی لم یصنف مثلہا وکان مجتہدا لا یقلد احدا وکان غایۃ
فی معرفۃ الاختلاف والدلیل واحتاج الی کتبہ الموافق

مجتہد تھے کسی کے مقلد نہ تھے خود اجتہاد کرتے اور اختلاف اور دلائل کی معرفت مین بڑے کامل تھے اور اس امر مین موافق اور

والمخالف وفاته سنة ثمان عشرة وثلث مائة

اور مخالف اُن کی تصانیف کی محتاج رہے ۳۱۸ھ میں وہ فوت ہوئے۔

الحسن بن سعد بن ادریس الحافظ الکبیر الامام ابو علی الکنانی
القرطبی کان علامة مجتهدًا لا یقلد ویمیل الی اقوال الشافعی
قال ابن الفرضی کان یحضر الشوری فلما رای انقیاد الفتیا دائرة علی المالکیة
ترک شهودها وکان شیخا صالحا ولم یکن یضابط جدا مات یوم
عرفة یوم الجمعة سنة احدی وثلثین وثلثمائة (ملخص طبقات ذهبی)

اور ازانجملہ حسن بن سعد ہیں انکے حق میں بھی ذہبی نے یہی کہا ہے کہ وہ مقلد نہ تھے خود اجتہاد کرتے تھے اور امام شافعی کے اقوال کیطرف کچھہ میلان رکھتے تھے ۳۳۱ھ میں فوت ہوئے

ابن شاهین الحافظ الامام المفید المکثر محدث العراق ابو حفص عمر
بن احمد بن عثمان بن احمد البغدادی الواعظ المعروف بابن
شاهین + + + + + قال الخطیب سمعت محمد بن عمر الداودی
یقول ابن شاهین ثقة تشبثه بشیوخ الا انه کان لحانا ولا یعرف الفقه
وکان اذا ذکر له مذهب احد یقول انا محمدی المذهب مات فی
ذی الحجة سنة خمس وثمانین وثلثمائة (")

اور ازانجملہ ابن شاہین ہیں وہ ایسے عامل بالحدیث تھے اور کتب فقہ رسمیہ سے بیخبر کہ جب انکے پاس کبھی کسی امام مذہب کا کوئی ذکر کرتا تو آپ فرماتے کہ میں تو محمدی المذہب ہوں ۳۸۵ھ میں آپ فوت ہوئے

اور ازانجملہ امام ابو عیسے ترمذی ہیں جنکا اجتہاد خود حدیث پر عمل و استدلال کرنا خود انکی کتاب جامع ترمذی سے ثابت ہے جس کے

ولذا قیل انه کاف للمجتهد ومغن للمقلد بل قال ابو اسمعیل
الهروی هو عندی انفع من الصحیحین لان کل احد یصل الفائدة منه
وهما یصل الیها منهما العالم المتبحر (شرح علی قاری)

حق میں علماء نے یہہ کہہ رکھا ہے کہ وہ مجتہد کے لیے کافی ہے اور مقلد کو اور کتابوں سے مستغنی کردینوالی اور بعض ائمہ نے اس کتاب کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے (جو اجتہاد کی کان ہے

نفع عام کے نظر سے افضل کہا ہے -
امام ترمذی نے جابجا اپنی کتاب مین اپنا مذہب وہ مذہب اہل حدیث قرار دیا ہی
جسکو کسی خاص امام شافعی وغیرہ سے کچہہ خصوصیت نہین ہے بلکہ وہ سبہی ائمہ مذاہب مین
(امام شافعی و امام احمد و اسحق وغیرہ مین) مشترک ہی چنانچہ اس اشتراک کو خود ترمذی نے
ظاہر کیا ہے اور اسی اشتراک کی نظر سے ان سب ائمہ کا اپنا ہم مذہب ہونا بلفظ اُصحابنا
بیان فرمایا ہے -

اوائل کتاب مین (بصفحہ ۱۴ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹہہ) آپ نے بوسہ کا ناقص وضو نہ

وقال مالك بن انس والاوزاعي والشافعي واحمد واسحق في
القبلة الوضوء وهو قول غير واحد من اهل العلم من اصحاب
النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وانما ترك اصحابنا حديث
عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذا لانه لا يصح
عندهم لحال الاسناد (جامع ترمذی ص۱۴)

امام مالک و اوزاعی وشافعی و
امام احمد و اسحق کا مذہب بتایا
ہے اور اس مذہب مین ان
ائمہ کا اپنا ہم مذہب ہونا بلفظ
اُصحابنا ظاہر کیا ہے

اور بصفحہ ۲۵ - کتاب بہولی ہوئی نماز کو یاد آنے کیوقت (طلوع یا غروب آفتاب

ويروى عن علي انه قال في الرجل ينسى الصلوة يصليها
متى ذكر في وقت او غير وقت ويروى عن ابي بكرة انه نام عن
صلوة العصر فاستيقظ عند غروب الشمس فلم يصل حتى
غربت وقد ذهب قوم من اهل الكوفة الى هذا واما اصحابنا
فذهبوا الى قول علي ابن ابيطالب (〃 ص۲۵)

کا وقت کیون نہو) پڑہ لینا امام احمد
و اسحق کا مذہب بتایا ہی پہر اس
مذہب مین ان ائمہ کا اپنا ہم مذہب
ہونا بلفظ اُصحابنا ظاہر
کیا ہے -

اور بصفحہ ۲۶ - کتاب فجر اور عصر کی نماز کی ایک رکعت ملجانے سے پوری نماز کا ملجانا امام

وبه يقول اصحابنا الشافعي واحمد واسحق ومعنى هذا الحديث عندهم لصاحب
العذر مثل الرجل ينام عن الصلوة او ينسىها فيستيقظ عند طلوع

شافعی و امام احمد و امام اسحق
سے نقل کیا - اور ان ائمہ کو بلفظ

الشمس وعند غروبھا — حسنہ — اصحابنا اپنا ہم مذہب کہا ہے

اس قسم کی تصریحات (جنمین کئی ائمہ کو ترمذی نے اپنا ہم مذہب یا یون کہو کہ پیشوائے مذہب ٹھرایا اور ہم اصحابنا کہا ہے) اس کتاب مین اور بہت ہین جنکی تفصیل مین خوف تطویل ہے

ان تصریحات کی ساتھہ امام ترمذی کو ایک مذہب کا پابند سمجھنا یا امام شافعی کا مقلد قرار دینا علم و انصاف کا مقتضٰی نہین ہے

اور از انجملہ امام الائمہ سراج الامۃ امام محمد بن اسمعیل بخاری ہین ان کے بلا واسطۂ تقلید اپنے فہم و اجتہاد سے حدیث سے استدلال کرنا۔ اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مجتہدین کا مقلد نہونا آپکے کتاب (صحیح بخاری) سے ہی ثابت ہے (جسکو ہم اندرونی شہادت کہہ سکتے ہین) اور اسپر بیرونی شہادت (تصریحات و اقوال علماء جنمین انکو مجتہد کہا گیا ہے) بہی پائی جاتی ہے۔

اندرونی شہادت کا بیان

امام بخاری کا با اجتہاد خود حدیث سے استدلال کرنا اس کتاب (صحیح بخاری) کے تراجم (وہ مسائل جنکو باب کی ذیل مین وارد کیا گیا ہے جیسے باب تکبیر مسح موزہ وغیرہ) سے ظاہر ہے اسکی تراجم مین ادق مسائل اجتہادیہ کتاب و سنت سے استنباط کیئے گئے ہین جنکی نظر سے بہت سے فضلاء نے کہہ رکہا ہے کہ بخاری کا اجتہاد اسکی تراجم ابواب مین ہے۔

فلذا اشتہر قول جمع من الفضلاء فقۃ البخاری فی تراجمہ۔ واکثر ما یفعل البخاری ذلک اذا لم یجد حدیثا علی شرطہ
(مقدمہ فتح الباری صہ ۱۳)

اور انکا مقلد شافعی نہونا اس کتاب سے اس طور پر ثابت ہے کہ اس کتاب مین امام شافعی سے کچہہ اخذ نہین کیا۔ صرف ایک جگہہ بلفظ "ابن ادریس" انکا نام تو لیا ہے پہر ان سے نہ کوئی حدیث لی ہے نہ کسی فقہی مسئلہ مین ان کے پیروی ظاہر کی ہے

بہ دیکہو صفحہ ۱۶۱ وغیرہ کتاب ترمذی ۔

بلکہ جابجا انکی مخالفت کا اظہار فرمایا ہے اور مسائل فرعیہ مین وہ مذہب اختیار کیا ہے جو امام شافعیؒ کا صریح مخالف ہے پھر انکا مقلد امام شافعی کیونکر متصور ہے۔

جس شخص کو کوئی ثقہ لائق اخذ روایت نہ سمجھے اور اسکی پیروی کا اظہار نکرے بلکہ مخالفت کا دم بھرے اسکو وہ اپنا امام کب سمجھتا ہے اور اسکی تقلید کب اختیار کرتا ہے

ہان امام بخاری نے امام شافعی پر اتنی مہربانی ضرور کی ہے کہ انکو ضعیف لوگون مین شمار نہین کیا جیسا کہ جناب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو ضعفا مین شمار کیا ہے*۔ چنانچہ امام رازی نے بعض رسائل مین بدست آویز تاریخ کبیر امام بخاری اس امر کا دعوے کیا ہے ولیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ ان کو لائق اتباع و اخذ روایت بھی سمجھتے تھے ایسا سمجھتے تو انکی روایت کو ترک نکرتے۔

اما البخاری فقد ذکر الشافعی فی تاریخہ الکبیر فقال فی باب المیم محمد بن ادریس الشافعی القرشی مات سنۃ اربع ومائتین۔ ثم انہ ما ذکرہ فی باب الضعفاء مع علمہ بانہ کان قد روی شیئا کثیرا من الحدیث ولو کان من الضعفاء فی ھذا الباب لذکرہ کما ذکر ابا حنیفۃ فی ھذا الباب (رسالہ رازی در ترجیح مذھب الشافعی)

* اس مقام مین ہمکو یہ دعوی ہرگز نہین کہ امام ابوحنیفہ کو ضعیف سمجھنے یا امام شافعی کو قوی لائق اخذ روایت سمجھنے مین امام بخاری حق پر تھے۔ اور یہ امام واالاتمام افی ضعیف یا لائق اخذ روایت نہ تھے۔ ہمارا دعوی صرف یہ ہے کہ امام بخاری کے خیال مین یہہ امام ایسے تھے (اس خیال مین وہ مصیب ہون خواہ خطا پر) پھر انکو امام شافعی کا مقلد کہنا کیا معنے رکھتا ہے۔

امام بخاری کا امام شافعی کی حدیث و اتباع سے ساکت رہنا

تو ناظرین کو اصل کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے انکے مذہب سے مخالفت کرنا بذکر چند مسائل اس مقام مین بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) امام شافعی کا قول ہے کہ انسان کے بال بدن سے جدا ہونے سے نجس ہوجاتے ہین اور پانی جسمین وہ بال ہون پلید ہے امام بخاری نے بصفحہ ۲۹ کتاب اس قول کو رد کیا ہے اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے (دیکھو عینی شرح بخاری جسکی عبارت حاشیہ بخاری صفحہ ۲۹ مین منقول ہے۔

قال ابن بطال اراد البخاری رد قول الشافعی ان شعر الانسان اذا فارق الجسد نجس واذا وقع فی الماء نجس (عینی شرح بخاری)

(۲) امام شافعی کا قول ہے کہ وضو مین تمام سر کا مسح واجب نہین ہے ایک دو بال کا مسح ہی کافی ہے امام بخاری نے اسکا خلاف کیا اور اس کے مقابلہ مین بصفحہ ۳۱ کتاب امام مالک کا وہ قول وارد کیا ہے جس مین بعض حصہ سر کے مسح کا عدم جواز بیان ہوا ہے۔

قال الشافعی احتمل قوله وامسحوا برؤسکم جمیع الراس او بعضه فدلت السنة ان بعضه یجزی الخ (قسطلانی شرح بخاری)

(۳) امام شافعی وغیرہ جمہور مجتہدین کا قول ہے کہ بمباشرت بلا استفراغ سے غسل واجب ہوتا ہے اور حدیث عثمان جسمین صرف وضو کا حکم ہے منسوخ ہے امام بخاری نے اسکا خلاف کیا اور بصفحہ ۴۳ کتاب

قال ابو عبداللہ الغسل احوط وذلك الاخر (بخاری صفحہ ۴۳) اراد بهذا ان الحدیث غیر منسوخ (عینی)

ومذہب الشافعی وجوب الغسل وان الحدیث منسوخ۔ (قسطلانی شرح بخاری صفحہ ۲۸۳ جلد ۱)

کہا ہے کہ غسل صرف احتیاطی امر ہے یعنی حدیث وضو منسوخ نہین۔ (دیکھو عینی وقسطلانی شروح بخاری)

(۴) امام شافعی کا آخری قول یہہ ہے کہ حاملہ عورت کو جو خون ظاہر

قال ابن بطال غرض البخاری بادخال ھذا الحدیث فی باب الحیض تقویہ مذہب من یقول ان الحامل لاتحیض وھو قول الکوفیین والیہ ذھب الشافعی فی القدیم وفی الجدید انہا تحیض (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

ہو وہ حیض ہے امام بخاری نے اُسکا خلاف کیا۔ اور صفحہ ۴۶ کتاب اس مسئلہ کے مؤید حدیث وارد کی کہ حاملہ کو حیض نہین آتا (دیکھو فتح الباری شرح صحیح البخاری جسکی عبارت حاشیہ بخاری مین منقول ہے۔

(۵ و ۶) امام شافعی کا مذہب ہے (جیسا کہ حنفیہ کا ہے) تیمم مین

باب التیمم للوجہ والکفین (بخاری صفحہ ۴۹) باب التیمم ضربۃ (بخاری صفحہ ۵۰) مفہومہ (یعنے حدیث عمار) ان اذا دعلی الکفین فلیس بفرض وھو مذہب احمد و حکی عن الشافعی فی القدیم وھو الاقوی من جہۃ الدلیل + + + الاصح المنصوص (یعنی عن الشافعی وجوب ضربتین (قسطلانی صفحہ ۱۳۱ و صفحہ ۴۴)

دو ضربین ہین ایک موںہہ کے لئے دوسرے ہاتہون کے لیے اور ہاتہونکی حد تیمم مین بنا بر قول اخیر امام شافعی کہنیون تک ہی امام بخاری نے ان دونون کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ تیمم مین موںہہ اور ہاتہون کے لیے ایک ضرب ہی اور ہاتہون کی حد تیمم مین پہچون تک ہے (دیکھو قسطلانی)

(۷) امام شافعی کا مشہور قول یہہ ہے کہ مریض مرض کے سبب دو نمازون کو جمع نکرے امام بخاری نے اِسکا خلاف کیا اور بصفحہ ۷۹ کتاب عطا تابعی کا قول مشعر جواز نقل کیا ہے (دیکھو قسطلانی شرح بخاری)

قال عطاء ویجمع المریض بین المغرب والعشاء (بخاری صـ۷۹) وبه قال احمد واسحق مطلقا وبعض الشافعیة وجوزه مالك بشرطه والمشهور عن الشافعی واصحابه المنع (قسطلانی صـ۵۷۲ جلد ۱)

(۸) امام شافعی کا قول ہے کہ امام کو نماز مین شک ہو تو وہ مقتدی کی تقلید نکرے اپنے یقین پر فیصلہ کرے - امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۹۹ کتاب اس مضمون کو حدیث سے ثابت کیا ہے کہ امام کو شک ہو تو وہ مقتدی کا کہا مان لے -

هل یاخذ الامام اذا شك بقول الناس (بخاری صـ۹۹) قال الشافعیة لا یاخذ بقولهم وقال الحنفیة نعم ++ + ظاهره (ای الحدیث) انه صلعم رجع الی قولهم لكن حمله امامنا الشافعی علی انه تذکر (قسطلانی صفحه ۲۷۱ و ۲۷۲ جلد ۲)

(۹) امام شافعی کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں صرف درہم دینار لیے جاوینگے نہ انکی قیمت کے کپڑے وغیرہ امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۱۹۴ کتاب یہہ ثابت کیا ہے کہ کپڑے وغیرہ بھی زکوٰۃ مین لینا درست ہے

باب العرض فی الزکوة (بخاری صـ۱۹۴) قال العینی احتج باصحابنا فی جواز دفع القیم فی الزکوة - لهذا قال ابن رشید وافق البخاری فی هذه المسئلة الحنفیة مع کثرة مخالفته لهم - قال الکرمانی وعند الشافعی لا یجوز (هامش بخاری صـ۱۹۴) ومثله فی القسطلانی (صـ۲۶ جلد ۳)

(۱۰) امام شافعی کا مذہب ہے (جیسا کہ مالک کا ہے) کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر کے مساکین کے لئیے منتقل نہو - امام

باب اخذ الصدقة من الاغنیاء وترد علی الفقراء حیث کانوا (بخاری صـ۲۰۲)

ظاہر ان المؤلف یختار جواز نقل الزکوۃ من بلد المال وھو مذھب الحنفیۃ والاصح عند الشافعی والمالکیۃ عدم الجواز۔
(قسطلانی ص۸۸ جلد ۳)

بخاری نے اسکا خلاف کیا اور بصفحہ ۲۰۲ کتاب فرمایا ہے کہ جہان کہین کے فقیر ہون ان کو زکوۃ دیجاوے

(۱۱) امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ مالک واحمد و اسحق وغیرہ کا مذہب ہے)

باب تزویج المحرم (بخاری ص۲۴۶)
قال الکوفیون یجوز للمحرم ان یتزوج
(قسطلانی صفحہ ۳۵۳ جلد ۳) و
قال مالک والشافعی واحمد واسحق لایجوز للمحرم ان ینکح۔
(عینی شرح بخاری)

کہ محرم کو بحالت احرام نکاح کرنا جائز نہین ہے۔ امام بخاری نے اسکا خلاف کیا۔ اور بصفحہ ۲۴۶ کتاب مذہب حنفیہ کے موافق یہ دعوے کیا ہے کہ محرم کو نکاح کرنا جائز ہے۔

اس مخالفت کے نظائر [illegible] صحیح بخاری مین ایک دو نہین بیسیون ہین ان نظائر کے ناظرین کو اس اندرونی شہادت مین کوئی اشتباہ نہین رہ سکتا۔ اور ان نظائر کو دیکھکر کوئی منصف مزاج یہہ نہین کہہ سکتا کہ امام بخاری امام شافعی کا مقلد تہا۔

یہہ مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت مسائل مین امام شافعی کی رائے سے اتفاق بہی ہے مگر چونکہ بہت مسائل مین ان سے اختلاف بہی ہے لہذا اس امر کی کوئی وجہ نہین ہے کہ بنظر مسائل اتفاقیہ ان کو امام شافعی کا مقلد سمجہا جائے اور بنظر مسائل اختلافیہ انکو تارک تقلید امام شافعی خیال نکیا جاوے یہ ترجیح بلا مرجح ہے جسپر کوئی اہل عقل و انصاف اقدام نہین کرسکتا۔

بیرونی شہادت کا بیان

بہت سے اکابر ائمہ سلف نے امام بخاری کو فقیہ یعنے مجتہد تسلیم کیا ہے۔ اور عداد مقلدین سے نکالدیا ہے۔ اس مقام مین از انجملہ چند علماء کے اقوال مقدمہ **فتح الباری شرح صحیح بخاری** سے نقل کیے جاتے ہین۔

امام **ابومصعب**# نے فرمایا ہے امام محمد بن اسمعیل بخاری ہمارے خیال مین امام احمد بن حنبل سے بڑھکر مجتہد اور عارف حدیث ہین۔ اسپر کسی نے اعتراض کیا کہ اس مین آپنے مبالغہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مین امام مالک کا زمانہ پاتا اور ان دونو امام (مالک و بخاری) کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ دونو# [illegible] اور حدیث مین برابر ہین۔

حدثنا حاشد بن اسمعیل قال لی ابو مصعب احمد بن ابی بکر الزہری محمد بن اسمعیل افقہ عندنا وابصر بالحدیث من احمد بن حنبل فقال له رجل من جلسائه جاوزت الحد فقال له ابو مصعب لو ادرکت مالکا ونظرت الی وجهه ووجه محمد بن اسمعیل لقلت [illegible] فی الحدیث والفقه (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۶۶)

قتیبہ بن سعید نے فرمایا ہے کہ مین مجتہدون۔ زاہدون اور عابدون کا ہم نشین رہا ہون لیکن جب سے ہوش سنبھالا ہے محمد بن اسمعیل (بخاری) جیسا کسیکو نہین پایا وہ اپنے زمانہ مین ایسے تھے جیسے صحابہ مین حضرت عمر اور فرمایا کہ اگر امام بخاری صحابہ کے زمانہ مین ہوتے تو (قدرت خداوندی کے) ایک نشان ہوتے

وقال قتیبة بن سعید جالست الفقهاء والزهاد والعباد فما رأیت منذ عقلت مثل محمد بن اسمعیل کی هو فی زمانه کعمر فی الصحابة وعن قتیبة ایضاً قال لو کان محمد ابن اسمعیل فی الصحابة لکان آیة وقال محمد بن یوسف الهمدانی کنا عند قتیبة فجاء رجل

ابو مصعب اور بقیہ اشخاص جن سے ہمنے بخاری کی توصیف نقل کی ہے اور وہ ائمہ جن سے بخاری کو انہون نے افضل کہا ہے سب کے سب امام بخاری کے استاد ہین۔ اور اکثر ان مین مجتہد۔

[illegible] صفحہ ۳۲۴)

شعرانی یقال له ابو یعقوب
فسأله عن محمد بن اسمعیل فقال
یا هولاء نظرت فی الحدیث ونظرت
فی الرائے وجالست الفقهاء
الزهاد والعباد ما رأیت منذ
عقلت مثل محمد بن اسمعیل
البخاری قال وسئل قتیبة عن
طلاق السکران فدخل محمد بن
اسمعیل فقال قتیبة للسائل هذا
احمد بن حنبل واسحق بن راهویه
وعلی بن المدینی قد ساقهم الله
الیک واشار الی البخاری
(ص ۵۶۵ و ۵۶۶)

ایک روایت مین قتیبہ سے یہہ
منقول ہے کہ مین حدیث مین نظر
رکہتا ہون اور رائے تہادات بہی
دیکہتا ہون اور مجتہدون زاہدون
عابدون کا ہمنشین رہا ہون مینے
بخاری جیسا کسیکو نہین پایا قتیبہ
سے کسینے نشہ والے کی طلاق کا
مسئلہ پوچہا تو آپ نے سائل کو
امام بخاری کیطرف اشارہ کرکے کہا
کہ یہہ (امام بخاری) احمد بن حنبل
اور اسحق بن راہویہ اور علی بن مدینی
ہین خدا ان کو تیرے پاس لے آیا ہے
(یعنی یہ مسئلہ اونسے دریافت کرلے)

امام یعقوب بن ابراہیم اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری

و قال یعقوب بن ابراهیم الدورقی
ونعیم بن حماد الخزاعی محمد بن اسمعیل
البخاری فقیه هذه الامة وقال
بندار محمد بن بشار هو افقه خلق
الله فی زماننا وقال الفربری سمعت
محمد بن ابی حاتم یقول سمعت حاشد بن اسمعیل
یقول کنت بالبصرة فسمعت بقدوم

اس امت محمدیہ کے ایک مجتہد تہے امام
بندار محمد بن بشار نے کہا ہے کہ
امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب
لوگون سے بڑہکر مجتہد تہے ایک دفعہ
امام بخاری بصرہ مین آئے ۔ تو
امام محمد بن بشار نے کہا کہ آج مجتہدون
کے سردار اس شہر مین داخل

محمد بن اسمعیل فلما قدم قال محمد بن بشار دخل الیوم سید الفقہاء (؍؍ صفحہ ۵۶۹)

ہوے ہین

امام اسحٰق بن راہویہ کی امام بخاری نے ایک حدیث مین غلطی نکالی

قال حاشد بن اسمعیل رأیت اسحق بن راھویہ جالسًا علی المنبر والبخاری جالس معہ واسحق یحدث فمر بحدیث فانکرہ محمد فرجع اسحق الی قولہ وقال یا معشر اصحاب الحدیث انظروا الی ھذا الشاب واکتبوا عنہ فانہ لو کان فی زمان الحسن بن ابی الحسن البصری لاحتاج الیہ لمعرفتہ بالحدیث وفقھہ - + + + + وقال البخاری کنت عند اسحق بن راھویہ فسئل عمن طلق ناسیًا فسکت طویلًا متکرًا فقلت اما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالے تجاوز عن امتی ماحدثت بہ انفسھا مالم تعمل بہ او تکلم وانما یراد مباشرۃ ھولاء الثلث العمل والقلب او الکلام

تو امام اسحٰق نے مان لی اور فرمایا ای گروہ اہلحدیث اس نوجوان کو دیکھو اور اس سے حدیث سنو یہہ شخص امام حسن بصری کے زمانہ مین ہوتا تو وہ بہی حدیث کی پہچان اور اجتہاد مین اس کے محتاج ہوتے - ایک دفعہ امام اسحٰق سے کسی نے بحالت نسیان مین طلاق دینے کا مسئلہ پوچہا تو آپ نے فکر وتامل مین سکوت فرمایا امام بخاری یہہ حدیث نبوی کہ "خدا تعالے نے میری اُمت کی اِن باتون سے درگذر فرمایا ہے جو اُن کے دل مین گزرین جب تک کہ وہ انکو عمل اور کہنے مین نہ لاوین" سنا کر کہا کہ اس حدیث مین اُسی فعل کو معتبر ٹہرایا ہے جو دل سے اور ارادہ سے ہو اور جب نسیان

والقلب و هذا لم يعتقد بقلبه فقال اسحق قويتني قواك الله وافتى به -
(مقدمة فتح الباری ص۵۷)

کی حالت مین ارادہ نہین تو طلاق کیونکر واقع ہو سکتی ہے - امام اسحق نے فرمایا تو نے مجھے مدد دی خدا تجھے مدد دے - اور پھر اُس کے موافق فتوی دیا -

اور امام علی بن حجر نے فرمایا ہے کہ خراسان مین تین ہی شخص ہوئے ہین - ان مین امام بخاری

وقال علی بن حجر اخرجت خراسان ثلاثة البخاری فبدأ به وقال وهو ابصرهم واعلمهم بالحديث وافقههم فقال لا اعلم احداً مثله وقال احمد بن اسحق السرماری من اراد ان [illegible] فقيه بحقه وصدقه فلينظر الى محمد بن اسمعيل (مقدمہ فتح الباری ص۵۷۱)

کو ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ اِن سب سے بڑھکر صاحب بصیرت صاحب علم اور مجتہد تھے مین ایسا کسی کو نہین جانتا - اور امام احمد بن اسحق سرماری نے فرمایا ہے کہ جو شخص ٹھیک اور سچے مجتہد کو دیکھنا چاہئے وہ امام بخاری کو [illegible] کے اقوال ائمہ سلف کے امام ابن کثیر نے بھی تاریخ البدایہ والنہایہ مین امام بخاری کے حق مین نقل کیے ہین جو ہمارے رسالہ منح الباری مین منقول ہین -

ان دونو شہادتون (اندرونی و بیرونی) سے کس دنا کس کو جو فہم و انصاف سے بے بہرہ نہو قطعاً و یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہ تھے - بلکہ وہ اپنے فہم و اجتہاد سے حدیث پر عمل و استدلال کرتے تھے -

یہہ تفصیل ہماری دعوے اول کے ثبوت کا کافی نمونہ آن ائمہ کے علاوہ اہل حدیث سلف مین اور بہت لوگ گذری ہین جو کسیکے مقلد نہ تھے انکا ہم ایک اجمالی نقشہ دکھاتے ہین جسمین صرف ان کے نام اور سنہ وفات یا پیدایش اور مختصر الفاظ جو ان کے حق مین کہے گئے ہین درج ہونگے ان کے تفصیلی حالات

بحوالہ کتب معتبرہ ہم اُسوقت بتائین گے جب ہمارے دعوی کے مخالفین تفصیل معروضہ بالا کو ناکافی سمجھکر اسکا شافی جواب دینگے۔

وہ نقشہ یہ ہے۔

نمبر	نام	سنہ وفات یا پیدایش	مختصر الفاظ جو ان کے حق مین کہے گئے
۱	محمد بن جریر طبری مشہور شافعی	سنہ پیدائش ۲۲۴	آپ کسی کے مقلد نہ تہے اپنا مذہب مستقل رکہتے جس کے بہت لوگ پیرو تہے۔
۲	یحیی بن یحیی مصمودی مشہور مالکی	سنہ وفات ۲۳۴	آپ مذہب امام مالک کی مخالف فتوی دیدیا کرتے تہے۔
۳	دارقطنی مشہور شافعی	سنہ وفات ۳۸۵	آپ مذہب امام شافعی کے مخالف فتوی دیتے کوئی کوئی معترض ہوتا کہ یہہ فتوی تو مذہب شافعی کے مخالف ہوتا [illegible] ہے یہہ تو حدیث کا فتوی ہے۔ کبہی سائل سے یہ کہتے کہ تو امام شافعی کا قول پوچہتا ہے یا جو میرے خیال مین ہے۔
۴	حافظ ابن حزم مشہور ظاہری	سنہ پیدائش ۳۸۴	آپ تقلید کو برا کہنے مین ضرب المثل ہین انکا فی الجملہ حال ہماری پرچہ نمبر ۲ مین بیان ہوچکا ہے۔
۵	حافظ ابن مندہ مشہور حنبلی	سنہ وفات ۴۷۰	آپ عامل بالحدیث تہے اور تارک اقوال مخالف حدیث۔
۶	ہروی مشہور حنبلی	سنہ وفات ۴۸۱	آپ اہلحدیث کے مذہب پر تہے اور اتباع مین عبداللہ بن المبارک کی مثل۔
۷	ابو الوفا مشہور حنبلی	سنہ وفات ۵۱۳	آپ فرماتی پیروی دلیل اچہی ہے نہ پیروی امام احمدؒ
۸	مغازی مشہور مالکی	سنہ وفات ۵۲۳	آپ تارک تقلید تہے اور اصول (کتاب و سنت) سے فروع نکالتے

نمبر	نام	سنہ وفات یا پیدایش	مختصر الفاظ جو اُنکے حقمین کہے گئے
۹	ساغانی	سنہ وفات ۵۷۶	آپ مذہب اہلحدیث کی موافق فتوی دیتے
۱۰	محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات	سنہ وفات ۶۳۸	آپ اتباع حدیث اور ترک تقلید مین بے نظیر تھے اور علم حدیث کی ایک ایسے دریا جسکا کنارہ نظر نہین آتا اور قیاس کے منکر
۱۱	ابو شامہ مشہور شافعی	سنہ وفات ۶۶۵	آپنے مذمت تقلید و ترغیب اتباع مین ایک مستقل کتاب تالیف فرمائی ہے جسکا نام "الکتاب المؤمل فی الرد الی الامر الاول" ہے اور اُسکی عبارتین ہمارے ضمیمہ نمبر ۱ و ۲ جلد ۳ مین منقول ہین۔
۱۲	شیخ ابن تیمیہ مشہور حنبلی	سنہ وفات ۷۲۸	آپکا تارک تقلید و باجتہاد خود عامل بالحدیث ہونا آپکی نام سے زیادہ مشہور ہے
۱۳	شیخ ابن القیم مشہور حنبلی	سنہ وفات ۷۵۱	" " " "
۱۴	محمد بن ابراہیم وزیر مشہور زیدی	سنہ [illegible] پیدایش	آپ عامل بالحدیث اور تارک تقلید تھے کسی مذہب زیدی وغیرہ کے مقلد نہ تھے
۱۵	جلال الدین محلی مشہور شافعی	سنہ وفات ۸۶۴	آپ جس شخص کے پاس حق پاتے اس کیطرف رجوع کرتے شافعی مذہب کے ملتزم نہ تھے
۱۶	شہاب الدین منزلادی	سنہ وفات ۹۵۱	آپ کتاب و سنت پر عمل کرتے اور سنی محمدی کہلاتے
۱۷	مقبلی صنعانی	سنہ ۱۰۴۷ پیدایش	آپ اصحاب رسول اللہ کے مسلک پر تھے (جو بجز رسول اللہ کسیکا اتباع نکرتے) اور تقلید کے ایسے تارک تھے کہ اسکے سبب مقلدین نے اُنپر کفر کے فتوی لگائے جن سے وہ بحکم سلطان روم امتحان کے بعد بری کیے گئے
۱۸	کوکبانی	سنہ ۱۱۳۵ پیدایش	کسی کے مقلد نہ تھے باجتہاد خود عمل کرتے

نمبر	نام	سنہ پیدائش یا وفات	مختصر الفاظ جو ان کے حال میں کہے گئے
۱۹	زبیدی مشہور حنفی	سنہ ۱۱۵۹ پیدائش	آپ فرماتے میرا دین وہ نہیں ہے جو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا قول ہے اگر وہ حدیث صحیح کے مخالف ہو ۔
۲۰	علی بن عبداللہ ضعانی	سنہ ۱۱۶۵ پیدائش	کسی کے مقلد نہ تھے حدیث پر عمل کرتے ۔
۲۱	عبداللہ بن لطف اللہ ضعانی	وفات سنہ ۱۱۷۲	تقلید سے سخت متنفر تھے ۔
۲۲	عبدالرحمن بن احمد ضعانی	سنہ ۱۱۸۰ پیدائش	کسی کے مقلد نہ تھے ۔ خود حدیث پر عمل کرتے ۔
۲۳	امام محمد بن علی شوکانی	وفات سنہ ۱۲۵۰	آپ کسی کے مقلد نہ تھے باجتہاد خود حدیث پر عمل و استدلال کرتے آپ کے زمانہ میں اور اسکے بعد [illegible] ہوئے ہیں جو کسی کے مقلد نہ تھے ۔ باجتہاد خود عمل بالحدیث کرتے جیسے محمد بن احمد متوفی سنہ ۱۲۳۶ اور محمد بن حسن متوفی سنہ ۱۲۵۷ھ وغیرہ ۔
۲۴ ۲۵	. . . . .	. . . . .	

اس اجمالی نقشہ میں اور اس سے پہلے تفصیلی تمثیلات میں دوسری صدی سے لیکر تیرھوین صدی تک ہر زمانہ میں تارکین تقلید اور بلا واسطۂ مجتہدین عاملین بالحدیث کا وجود ثابت ہوا ۔ اور اس سے پہلے نمبر ۱۲ جلد ۲ و نمبر ۱ جلد ۳ ضمیمہ اشاعة السنة میں ایک ایسی اجمالی فہرست دی گئی ہے جس سے پہلی صدی (زمانہ صحابہ) سے ترک تقلید ثابت ہوتی ہے ۔ اور اس سے پہلے ضمیمہ نمبر ۱۰ جلد ۱ ۔ میں یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں کسی خاص مذہب کی تقلید کا نام

* اس ضمیمہ کی تھوڑی سی عبارت بصفحہ (۳۲۷) و غیر منقول ہوگی ۔

ونشان نہ تہا - دوسری صدی کے بعد (خاص خاص مذاہب کے اصول پر اجتہاد کرنا شروع ہوا پہر بہی **چوتہی صدی** تک تقلید محض کسی خاص مذہب کی شروع نہوئی تہی - یہہ رسم چوتہی صدی کے بعد نکلی ہے - اور اس سے پہلے ہمارے رسالہ **تبیان** مین (جو منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے ساتہہ ملحق ہے) اس امر کی خوب تفصیل ہوچکی ہے ان سب مضامین کو غور و انصاف سے ملاحظہ کرنے کے بعد ہمارے دعوی اول کے ثبوت مین کون شک کرسکتا ہے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ ترک تقلید ایک نیا امر ہے جو صرف اسوقت کے اہلحدیث مین پایا جاتا ہے - اہلحدیث سلف مین یہ امر پایا نہ جاتا تہا -

شاید یہہ بیان سنکر ہمارے نامہربان علاقی خوان اپنے اس سابق دعوی سے کہ "اہلحدیث سلف کسی نہ کسی مذہب کے مقلد تہے" دست بردار ہوجاوین اور اہلحدیث زمانہ حال کو اہلحدیث سلف کی طریق سے مخالف بنانے اور ترک تقلید کے سبب سے نجدی وہابی لامذہب ٹہرانے [illegible] محدثین سلف جنکا مقلد نہونا تمہاری بیان سے ثابت ہوا ہے مجتہد تہے اس لیے وہ خود اجتہاد کرتے کسیکی تقلید نہ کرتے تہے - اس زمانہ کے اہلحدیث اس لائق کہان ہین کہ وہ خود اجتہاد کرسکین اور مجتہدین کی تقلید سے مستغنی ہون پہر وہ ترک تقلید مین اہل حدیث سلف کے طریق پر کیونکر ہوسکتے ہین اور انکو بجز لامذہب ووہابی ونجدی کیا کہہ سکتے ہین؟

ہرچند انکا یہ دعوی اسپر دلیل قائم ہونے سے پہلے لائق التفات وجواب نہین ہے ولیکن چونکہ ہم مقام وصل مین ہین نہ فصل مین اور اپنے بہائیون سے ملاطفت چاہتے ہین نہ مخاصمت لہذا اسکے **جواب** مین حسبۃً ونصیحۃً یہہ گذارش کرتے ہین کہ ہر زمانہ مین (پہلا ہو خواہ پچہلا) دو قسم کے لوگ* چلے آئے ہین - عوام اور خواص - **عوام** تو خواہ کسی زمانہ کے ہون نہ مجتہد ہوسکتے ہین نہ کسی مذہب کے مقلد انکا کسی مذہب

* اس بیان کی مؤید حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت دعوی دوم کے شواہد قسم دوم مین منقول ہوگی بصفحہ (۳۲۷)

کی جانب منسوب ہونا اور حنفی شافعی کہلانا ایسا ہے جیسا اُن کا اَن پڑہ ہو کر کسی علم کیطرف منسوب ہونا اور نحوی منطقی کہلانا اسی نظر سے محققین حنفیہ وغیرہ نے کہ رکھا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہین ہے انکا کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا اور حنفی شافعی یا المحدیث کہلانا صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کے علمار وقت جنکے فتوی پر وہ چلتے اس مذہب کیطرف منسوب ہین اور حنفی شافعی یا المحدیث کہلاتے ہین (اس مسئلہ کو ہم نمبر ۵ جلد ۲ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ ۳۲ بحوالہ معتبرات حنفیہ بخوبی ثابت کر چکے ہین) رہے خواص علمار سو ہر زمانہ کے (پہلا ہو خواہ پچھلا) مجتہد بہی ہو سکتے ہین (جو کتاب و سنت سے خفی اور باریک مسائل نکال سکین) اور مقلد بھی (جو بلا مراجعت دلیل علمار سابقین کی پیروی کرین) اور ان دونون قسمون کے مابین قسم سوم (عاملین بظواہر کتاب و سنت) بہی ہو سکتے ہین (جنکو نہ مجتہد کہا جا سکتا ہے نہ مقلد)۔ اس قسم سوم و قسم اوّل کے لوگ پچھلے زمانون مین پہلے زمانون کی نسبت زیادہ ہو سکتے ہین۔ اگر وہ کتاب و سنت سے استدلال کرنیکا قصد کرین اور پچھلے زمانون مین اجتہاد و عمل بالحدیث کے اسباب و آلات پہلے زمانون کی نسبت زیادہ مہیّا و میسّر ہین (اس مضمون کو ہم ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین نمبر ۲ جلد اوّل سے نمبر ۸ جلد ۳ تک ۷۲ صفحہ مین بحوالہ اصول و فروع ایسا ثابت کر چکے ہین کہ اسمین کسی منصف کو مجال مقال نہین ہے لہذا کوئی وجہ نہین کہ زمانہ حال کے خواص المحدیث کو جو شبانہ روز درس قرآن و حدیث مین مشغول ہین اور بلا استعانت یا باستعانت محدثین سابقین کتاب و سنت کے اسرار و لطائف بیان کرتے ہین اور عمدہ توجیہات سے متعارض احادیث کو باہم متوافق اور ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرتے ہین ترک تقلید سابقین مین معذور نہ سمجہین اور انکو بفہم و اجتہاد خود عمل بالحدیث کی اجازت ندین اور اس ترک تقلید و عمل بالحدیث کے سبب ان کا لامذہب یا نجدی وہابی نام رکہین اور نہ اسکی کوئی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے عوام المحدیث کو جو اپنے علمار وقت سے کوئی حدیث سنکر

یا اس کے موافق ان سے فتوے لیکر عمل کرتے ہین گروہ اہلحدیث مین داخل نہ سمجھا جائے۔
اور انکو عوام مقلدین کی مثل (جو اصل مذہب سے بالکل واقف نہین ہوتے صرف اپنے مذہب
کے علمار کی اتباع سے اس مذہب مین داخل سمجھے جاتے ہین) تسلیم نہ کیا جاوے۔
ہان بعض عوام کالانعام گروہ اہلحدیث مین ایسے بھی ہین جو اہلحدیث کہلانے کے مستحق
نہین۔ ان کو لامذہب بدمذہب ضال مضل جو کچھ کہو بجا ہے یہہ وہ لوگ ہین جو نہ خود کتاب
و سنت کا علم رکھتے ہین نہ اپنی گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہین۔ کسی سے کوئی حدیث سنکر
یا کسی اردو مترجم کتاب مین دیکھکر نہ صرف اُسکی ظاہری معنے کے موافق (جو کسی سے سنتے ہین
یا اردو کتاب مین دیکھتے ہین) عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہین۔ بلکہ اسمین اپنی خواہش نفس
کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہین جسمین وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہین
اور اورون کو گمراہ کرتے ہین۔ ولیکن ان چند افراد کے فعل سے عام گروہ اہلحدیث پر
الزام قائم نہین ہو سکتا اور ان کی لامذہبی سے کل گروہ کو لامذہب کہنا انصاف نہین۔
ایسے بیقید و آزاد لوگ عوام مقلدین مذاہب مین بلکہ بعض انکے خواص متبعین مین بھی
ہین جو امام ابو حنیفہ و شافعی سب کی اقوال کو بالائے طاق رکھہ دیتے ہین۔ اور اپنی ہوائے
نفسانی پر عمل کر لیتے ہین۔ باینہمہ انکی اس بے دینی و آزادی کے سبب کل گروہ حنفیہ و شافعیہ
کو کوئی برا نہین کہتا۔ پس گروہ اہلحدیث کی بعض افراد کی آزادی سے کل گروہ اہلحدیث کو لامذہب کہنا کیونکر جائز ہے
بالجملہ گروہ اہلحدیث زمانہ حال کے خواص علمار اور انکے عوام اتباع ترک تقلید مذاہب خاص
مین ویسے ہی معذور ہین جیسے کہ محدثین سابقین۔ اور وہ عمل بالحدیث سے ویسے ہی مامور
و مجاز ہین جیسے کہ ائمہ محدثین۔ (گو تصحیح و تنقید احادیث مین یہہ وہ برابر نہین۔ وہ اس مین
بھی مجتہد تھے اور یہہ ان کے مقلد)* اب امید ہے کہ ہمارے علاتی اخوان مقلدین اپنے
نئے دعوی کو بھی واپس لے لین گے جیسے کہ واپسی دعوی سابق کی ہم ان سے امید
کر چکے ہین اور وہ صاف اقرار کرینگے کہ تقلید اور عمل بالحدیث مین اہلحدیث زمانہ حال

* دیکھو ریویو رسالہ فتح المبین بصفحہ (۲۲۵) رسالہ نمبر ۸ جلد ۸ - اشاعۃ السنۃ

اور زمانہ سابق مین سر مو فرق نہین انکے لیے یہہ امور جائز تھے تو ان کے لیے بہی جائز ہین - لہذا یہہ لوگ بہی ویسے ہی اہلحدیث کہلانے کے مستحق ہین جیسے کہ وہ تھے - یہہ ان امور کے سبب لامذہب اور وہابی و نجدی کہلاتے کے مستحق نہین ہین جیسکہ وہ نہین -

دعوای دوم کے شواہد

ہمارے اس دعوی پر کہ "محدثین سلف جو کسی مذہب حنفی یا شافعی کیطرف منسوب تھے صرف توافق رائے یا سابق حالت یا شہرت کی وجہ سے منسوب تھے درحقیقت وہ ان مذاہب کی مقلد نہ تھے" خود ان محدثین کے اقوال و اعمال بہی شاہد ہین - اور اُن سے پچھلے علمائ کے اقوال بھی اسپر شاہد ہین ان دونو قسم کے شواہد کو اسمقام مین پیش کیا جاتا ہے -

شواہد قسم اول

(۱) امام ابوجعفر طحاوی (جنکو لوگ حنفی مذہب کا مقلد سمجھتے ہین) کا قول ہے (چنانچہ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین ان سے نقل کیا ہے) کہ کیا جو کچھہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے مین اسکا قائل ہون ؟ - مقلد تو وہی ہوگا جو غبی (کند ذہن) ہوگا یا متعصب حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ امام طحاوی کا یہ قول مصر مین اوڑ گیا اور ضرب المثل ہوگیا

نقل الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان عن الطحاوی انه قال او کل ما قال ابوحنیفة اقول به وهل یقلد الا غبی او عصبی فطارت هذه الکلمة بمصر حتی صارت مثلا - (ایقاف علی سبب الاختلاف ملا محمد حیات سندھی مشهور حنفی)

امام طحاوی نے اس بات کو صرف زبانی کہنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ اپنی کتاب شرح معانی الآثار مین اسپر عمل کرکے بہی دکہا دیا ہے چنانچہ پہلے خطبہ کتاب مین کہا ہے کہ مین اس کتاب مین ناسخ و منسوخ کو ذکر کرونگا اور علماء کی تاویلات کو اور ایک کے مقابلہ میز

قال فی اول کتاب شرح الآثار - اذکر فی کل کتاب مافیه الناسخ والمنسوخ وتاویل العلماء واحتجاج بعضهم علی بعض و اقامة الحجة لمن صح عندی قوله (ناظورة الحق)

دوسرے کے دلائل کو وارد کرونگا اور جسکا قول میرے نزدیک صحیح ہوگا اوسپر دلیل قائم کرون گا ۔

پھر اس کے موافق کئی جگھہ (جہان امام ابو حنیفہ کا قوم مخالف دلیل پایا) صاف کہدیا ہے کہ اس باب مین جو امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے وہ باطل (یعنے غلط) ہے

ن هذا ابو جعفر الطحاوی مع مبالغته المفرطة فی نصرة المذهب اذا تمت الحجة علی ابیحنیفة تراه فی معانی الاثار یاتی بکلام حدیث حتی قال فی بعض المواضع فما قال ابو حنیفة باطل (دراسات صـ ۲۷۹ و صـ ۹۳)

(۲ و ۳ و ۴) ابو بکر قفال و ابو علی و قاضی حسین (جو شافعی مذہب کے مقلد مشہور مین) کا قول ہے کہ ہم لوگ امام شافعی کے مقلد نہین ہین ہماری راے انکی راے سے موافق ہوگئی ہے

قال القفال الشافعی والقاضی ابو علی الشافعی والقاضی حسین الشافعی لسنا مقلدین للشافعی بل وافق راینا رائیه (مغتنم الحصول و نباظورة الحق)

(۵ و ۶) اس مضمون کا ابو الحسن کرخی [illegible] کی پیروی واجب ہی نہ قول امام احمد کی" اور زبیدی (مشہور حنفی) کا قول کہ "مین امام ابو حنیفہ اور اُنکے شاگردون کے اقوال کا اگر وہ مخالف حدیث ہون مقلد نہین ہون" نقشہ اجمالی مین منقول ہوچکا ہے ۔

یہہ ان حضرت کی اقوال ہین ۔ ان اقوال کے موافق جو ان سے عمل ہُوا ہے اور جن مسائل مین انہون نے ائمہ مذاہب کا خلاف کیا ہے اسکی تفصیل ہم اس محل مین نہین کر سکتے ۔ اجمال پر کوئی صاحب اکتفا کرین تو اس عمل کے چند نظیرین حضرت شاہ ولی اللہ کے رسالہ عقد الجید مین ملاحظہ کرین ۔

شواہد قسم دوم

شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبرا ے کے صفحہ ۲۶ مین شیخ عبد القادر

فان قلت قد تقدم ان الولی الکامل لایکون مقلدا وانما یأخذ علمه من العین التی اخذ منها المجتهدون مذاهبهم ونری بعض الاولیاء مقلداً لبعض الائمة فالجواب قد یکون ذلک الولی لم یبلغ الی مقام الکمال او بلغه ولکن اظهر تقیده رفی تلک المسئلة بمذهب بعض الائمة ادباً معه حیث سبقه الی القول بها وجعله الله تعالی اماما یقتدی به واشتهر فی الارض دونه وقد یکون عمل ذلک الولی بما قال به ذلک المجتهد لاطلاعه علی دلیله لا عملا بقول ذلک المجتهد علی جهة التقلید له بل لموافقته لما ادی الیه کشفه فرجع تقلید هذا الولی للشارع لا لغیره وما ثم ولی یأخذ علما الا عن الشارع ویحرم علیه ان یخطو خطوة فی شیٔ لا یری قدم نبیه امامه فیه وقد قلت مرة لسیدی علی الخواص رضی الله عنه کیف صح تقلید سیدی الشیخ عبد القادر الجیلی للامام احمد بن حنبل و سیدی محمد الحنفی الشاذلی للامام ابی حنیفة مع اشتهارهما بالقطبیة الکبری وضاهذا

جیلانی کے حنفی کہلانے اور شیخ شاذلی کے حنفی کہلانے ایسا ہی اور اکابر اولیا الله کے خاص خاص مذاہب کی طرف منسوب ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ وہ عام لوگون مین اسی نام سے مشہور ہے تھے یا ان کی راے کو ائمہ مذاہب کی رائے سے توافق ہو گیا تھا۔ یا لوگ ان کی سابق حالت کے قیاس سے انکو حنبلی شافعی کہتے تھے۔ یہی وجہ ہے ان محدثین اور مجتہدین کے حنفی شافعی کہلانے کے ہو سکتے ہین گو ان کے مقلد نہونے کی وہ وجہ نہین ہے جو امام شعرانی نے ان بزرگون کے مقلد نہونے کی وجہ ٹھہرائی ہے کہ وہ کشف اور معائنہ باطنی سے اصل چشمہ شریعت سے احکام اخذ کرتے تھے۔ بلکہ ان کے مقلد نہونے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ ظاہری علم سے ادلہ شریعت پر خود نظر رکھتے تھے

حضرت شاہ ولی الله نے توافق رائے اور اتحاد طریق اجتہاد کے سبب اہل حدیث اور اہل اجتہاد کا حنفی شافعی کہلانا اور

المقام لا یکون مقلدا الا للشارع وحاشا فقال رضی اللہ عنہ قد یکون ذلک منهما قبل بلوغهما الی مقام الکمال ثم لما بلغا الیه استصحب الناس ذلک اللقب فی حقهما مع خروجهما عن التقلید انتہی فاعلم ذالک (میزان کبری صفحہ ۲۶)

اور طبقات حنفیہ و شافعیہ مین شمار کیا جاتا اور اسی وجہ سے امام بخاری - بیہقی - نسائی وغیرہ کا شافعی مشہور ہونا عمدہ تفصیل سے بیان کیا ہے آپ کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین صفحہ ۱۵۷

فرماتے ہین تو جان لے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر

باب حکایة حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها اعلم ان الناس کانوا قبل المائة الرابعة غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذهب واحد بعینه - قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتیا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحکایة له من کل شیٔ والتفقه علی مذهبه لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتہی - اقول وبعد القرنین حدث فیهم شیٔ من التخریج غیر ان اهل المائة الرابعة لم یکونوا مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذهب واحد والتفقه له والحکایة لقوله کما یظهر من التتبع - بل کان فیهم العلماء

متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب) قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات سب پیچھے کر نکلے ہین اور لوگون کے اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین اسی کے قول کو تھام رکھنا اور اسکو نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلی اور دوسرے زمانہ کے نتھے - مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون کہ ان زمانون کے بعد کچھہ کچھہ تخریج شروع ہوئی - پر چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرتے اور اسی کی کلام کو نقل کردینے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تھے (خاص) علماء اور عام لوگ عام

و العامة - و كان من خبر العامة انهم
كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف
فيها بين المسلمين او جمهور المجتهدين
لا يقلدون الا صاحب الشرع و كانوا
يتعلمون صفة الوضوء و الغسل و الصلوة
و الزكوة و نحو ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك و اذا
وقعت لهم واقعة استفتوا فيها اي مفتي
وجدوا من غير تعيين مذهب و كان
من خبر الخاصة انه كان اهل الحديث
منهم يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم
من احاديث النبي صلى الله عليه وسلم
و اثار الصحابة ما لا يحتاجون معه الى شيء
آخر في المسئلة من حديث مستفيض
او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء و لا عذر
لتارك العمل به او اقوال متظاهرة لجمهور
الصحابة و التابعين مما لا يحسن مخالفتها
فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن به
قلبه لتعارض النقل و عدم وضوح الترجيح
و نحو ذلك رجع الى كلام بعض من مضى
من الفقهاء فان وجد قولين اختار

لوگون کا تو یہہ حال تہا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ
مین (جنمین تمام مسلمانون یا جمہور مجتہدون کا
اختلاف نہین) بجز صاحب شریعت (آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ
وضو و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ اپنی بزرگون
یا استادون سی سیکہتے اور اسپر چلتے - اور
جب انکو کوئی (نادر) واقعہ پیش آتا تو ہر
مین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچہہ لیتے بجز
اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے اور
خاص علماء کا یہ حال تہا کہ انمین اہلحدیث
تو حدیث سی مشغول رہتی - پس انکو احادیث
نبویہ و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے
ہوتے وہ کسی مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہادی
بات کی محتاج نہ ہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ
و تابعین ایکدوسرے کے مؤید جنکی مخالفت
پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر کسی مسئلہ
مین ایسی حدیث یا اثر نپاتے تو بعض مجتہدین
سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے
اور اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے
تو ان مین جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے
عمل مین لاتے - اہل مدینہ کا ہو خواہ کوفہ کا

او تفقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحًا
ويجتهدون فى المذهب وكان هؤلاء
ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعى وفلان حنفى وكان صاحب
الحديث ايضًا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته به كالنسائى والبيهقى
ينسبان الى الشافعى فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا المجتهد ولا يسمى الفقيه
الا المجتهد ثم بعد هذه القرون كان
ناس آخرون ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
(حجة الله البالغة)

اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے والے)
جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ
پاتے اُسکو انکے اقوال و اشارات سے (حسب
تفصیل سابق) نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد
کرتے - یہہ لوگ انہین اماموں (جنکی اقوال سے
تخریج مسائل کرتے ہین) کیطرف منسوب کیے
جاتے تھے کسیکو شافعی کہا جاتا کسی کو
حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رائے کے سبب سے منسوب کیے جاتے
چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف
منسوب ہوتے تھے [illegible] قاضی [illegible] مفتی [illegible] مجتہد کے
نہ ہوتا اور نہ غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا ان زمانون
کے بعد ایسے لوگ ہوے جو داہنے بائین چل نکلے اور ان مین کئی امر پیدا ہو گئے -

اور آپنے رسالہ الضاف فی بیان اسباب الاختلاف مین فقیہ ابن زیاد یمنی
شافعی سے امام بلقینی کا مجتہد منتسب (منسوب بمذہب شافعی) ہونا نقل کرکے فرمایا ہے -

قال بعد ذكر البلقينى وغيره من
المجتهدين المطلقين المنتسبين ومعنى انتسابه
الى الشافعى انه جرى على طريقته فى الاجتهاد
واستقراء الادلة وترتيب بعضها على بعض
ووافق اجتهاده واجتهاده واذا خالف
احيانا لم يبال بالمخالفة ولم يخرج عن طريقته

کہ مذہب شافعی کیطرف انکا منسوب ہونا یہہ
معنے رکہتا ہے کہ طریق اجتہاد اور تلاش
و ترتیب دلائل مین انکا اجتہاد امام شافعی
کے اجتہاد کے موافق ہو گیا تہا کبہی وہ اس
کے مخالف بہی ہوتا تو اسکی وہ پروا نہ کرتے
اور اس مخالفت کے سبب وہ امام شافعی کے

الا فی مسائل وذلک لا یقدح فی دخولہ فی مذہب الشافعی ومن ھذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانہ معدود فی طبقات الشافعیۃ وممن ذکرہ فی طبقات الشافعیۃ تاج الدین السبکی وقال انہ تفقہ بالحمیدی وتفقہ الحمیدی بالشافعی واستدل شیخنا العلامۃ علی دخال البخاری فی الشافعیہ بذکرہ فی طبقاتھم وکلام النووی شاھد لہ (رسالہ الانصاف نقلا عن فتاوی الفقیہ بن زیاد مختصرا)

طریق سے خارج نہ سمجھی جاتی ایسے ہی امام محمد بن اسمعیل بخاری تھے جنکو سبکی نے طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے۔ اور اس سے ہمارے استاد نے امام بخاری کا شافعی ہونا ثابت کیا ہے اور امام نووی کا کلام بہی اسپر شاہد ہے

اسکے بعد جناب شاہ صاحب نے کتاب انوار سے نقل کیا ہے کہ شافعی وحنفی و مالکی و

ومن شواھد ما ذکرنا ایضا ما فی کتاب الانوار حیث قال والمنتسبون الی مذھب الشافعی وابی حنیفۃ ومالک واحمد اصناف احدھما العوام وتقلیدھم الشافعی متفرع علی تقلید المیت والثانی البالغون الی رتبۃ الاجتھاد والمجتھد لا یقلد مجتھدا وانما ینسبون الیہ لجریھم علی طریقتہ فی الاجتھاد واستعمال الادلۃ وترتیب بعضہا علی بعض والثالث المتوسطون وھم الذین لم یبلغوا رتبۃ الاجتھاد لکنھم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدہ منصوصا علی ما نص علیہ وھؤلاء مقلدون لہ (الانصاف نقلا عن الانوار)

حنبلی کہلانیوالے لوگ کئی قسم ہین اول عام لوگ۔ انکا شافعی وغیرہ کہلانا مسئلہ تقلید میت کی فرع ہے (جسکو بعض جائز کہتے ہین بعض ناجائز پہر جائز کہنے والے عوام کو برائے نام مقلد امام مانتے ہین اور درحقیقت انکو علماء وقت کا مقلد سمجھتے ہین) قسم دوم وہ لوگ جو رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین۔ وہ لوگ امام شافعی وغیرہ کے مقلد نہین کیونکہ ایک مجتہد دوسرے کا مقلد نہین ہوتا انکا شافعی حنفی کہلانا صرف اس لئے ہے کہ وہ طریق اجتہاد اور ترتیب استعمال دلائل مین انکی چال چلے ہین قسم سوم

ان دونو قسم کے بیچ کے لوگ ہیں یہہ وہ ہیں جو نہ محض عامی ہیں نہ رتبہ اجتہاد کو پہونچے ہیں لیکن وہ اصول امام سے واقف ہیں اور امام کے اقوال سے وہ باتیں نکال سکتے ہیں جو امام کی نکہی ہون - یہہ لوگ امام کے مقلد ہیں - (یعنے گو مجتہد فی المذہب کہلاتے ہیں) -

اس کے بعد آپنے مجتہد کے اقسام ثلثہ (مجتہد مستقل مجتہد منتسب مجتہد فی المذہب بیان کیے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد منتسب (منسوب بمذہب غیر) اس مذہب کا مقلد نہیں ہوتا جس مذہب کیطرف وہ منسوب ہوتا ہے -

آپ فرماتے ہیں مجتہد مطلق کبہی خود مستقل ہوتا کبہی منتسب - مجتہد مستقل اور مجتہدون سے تین وصف سے ممتاز ہوتا ہے اول اصول وقواعد بنانا جنکے ذریعہ سے کتاب وسنت سے احکام ومسائل کا استنباط ہوتا ہے دوم احادیث وآثار کو جمع کرکے ان کے مواضع استنباط احکام کا جاننا - متعارض احادیث کو باہم متفق کرنا - انمین تاویل کرکے یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر - سوم نئے مسائل استنباط کرنا جو پہلے مجتہدون نے استنباط نہ کیے ہون

مجتہد منتسب پہلی وصف مجتہد مستقل کے لیے مسلم سمجہتا ہے اسکو بناے ہوئے قواعد بنظر دلائل نہ تقلید محض) تسلیم کرلیتا ہے - از خود نئے قواعد نہیں بناتا اور دو دوسری وصفمین وہ مجتہد مستقل کا ہمسر ہوتا ہے یعنے احادیث وآثار کو جمع کرتا ہے اور انمین تطبیق وترجیح وغیرہ عمل مین لاکر

قال رحمه الله تعالى اعلم ان هذا المجتهد قد يكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى المستقل والمستقل من امتاز عن سائر المجتهدين بثلاث خصال احدها ان يتصرف في الاصول والقواعد التي يستنبط منها الفقه وثانيها ان يجمع الاحاديث والآثار فيحصل احكامها ويتنبه لمآخذ الفقه منها ويجمع مختلفها ويرجح بعضها على بعض ويعين بعض محتملاتها وثالثها ان يفرع التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق بالجواب فيها من القرون المشهود لها بالخير والمجتهد المنتسب هو المقتدي المسلم له في الخصلة الاولى الجاري مجراه في الخصلة الثانية والمجتهد في المذهب هو الذي سلم منه الاولى والثانية وجرى مجراه في التفاريع

مواضع استنباط احکام کو جانتا ہی (و علی ہذا القیاس	علی منہاج تقاریبہ انصاف مختصر اغایۃ الاختصار)

وصف سوم مین وہ اسکا ہمسر ہوتا ہے) اور جو مجتہد فی المذہب (قسم سوم) کہلاتا ہے وہ پہلی اور دوسری

(دونو وصف) مجتہد مستقل کے لیے مسلم سمجھتا ہی صرف وصف سوم مین وہ اسکا ہمسر ہوتا ہے ۔

نا قابل اجتہاد رکھتا ہی ۔ مجتہد منتسب مجتہد مستقل کا مقلد نہین ہوتا صرف دلائل کی نظر سے اُنکی اصول و قواعد کو

تسلیم کرتا ہی اور اسکی رای کو مجتہد مستقل کی رائے سے توافق ہوجاتا ہے تو اسکا لازمہ یہہ ہی کہ کہین نہ

کہین اسکی رای کو اسکی رای سی تخالف بہی ہوگا اور کسی دوسرے مجتہد کی رای سے توافق اس سے یہ ثابت

ہُوا کہ کسی خاص مذہب یا مجتہد کیطرف کسی مجتہد منتسب کا منسوب ہونا اکثر مسائل مین توافق کی نظر سی

ہے بعض مسائل کی نظر سے اسکو دوسری مذہب یا مجتہد کیطرف جس سے ان مسائل مین اُسکو توافق ہی منسوب کرنا

بہی صحیح ہے اور ایک مجتہد منتسب کو حنفی شافعی حنبلی مالکی سب کچہ کہنا جائز ہی اور مجتہد منتسب خود تو

صرف دلیل کا پیرو ہوتا ہے خواہ کسی کے پاس ملے نہ کسی خاص مجتہد یا مذہب کا پر اہل مذاہب اسکو اپنی

مذہب کا پیرو سمجہتی ہین اور اپنی طبقات مین داخل کر لیتے ہین اسی خیال سی امام بخاری و نسائی

وغیرہ شافعی [illegible] ہین [illegible] مستقل تھے ان دونو قسم

کے شواہد کی شہادت سی امید ہی ناظرین منصفین کو یقین ہوگا کہ اہلحدیث سلف کی حنفی شافعی

کہلانے سی انکا مقلد مذہب حنفی یا شافعی ہونا ثابت نہین ہوتا ۔ جس ہمارا دعوی دوم ثابت ہے

جیسا کہ شواہد دعوای اول سی دعوی اول ثابت ہوچکا ہی ۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور

اسکی خاتمہ پر اپنی علاقی اخوان مقلدین کیخدمت مین باادب و انکسار ملتمس ہین کہ ہماری بیان سی

انکو اپنی غلطی خیال کا علم و یقین ہو تو وہ زمانہ حال کے اہلحدیث کی اہلحدیث کہلانے پر شگفتہ خاطر ہون

اور اگر وہ ہماری بیان کو غلط سمجہین اور ان لوگونکو بجائی اہلحدیث نجدی وہابی کہنی کی کوئی اور وجہ

موجود رکھتی ہین تو ہمکو اُسپر مطلع فرمادین ہم اسکو اپنی اسی رسالہ مین بخوشی درج کرینگی

اور اسپر مناسب ریویو کرینگے ۔ مگر اسکی ساتہہ اتنی عنایت ضرور کرین کہ اپنی بیانمین سخت کلامی اور

درشتی سی پرہیز فرماوین اشاعۃ السنہ کیطرح ملاطفت اور نرمی سے کام لین ۔ واللہ الموفق والمعین

اشاعة السنة النبوية

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم ۱۲ — جلد ہشتم ۸

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق سنہ ۱۸۸۵ء

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عہ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خواص (روساء اہل اسلام بنظر اعانت للعہ عنایت فرماتے ہین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین رعایةً چھ روپیہ لیے جاتے ہین۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین تین روپیہ جو دس عہ ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین انکو بلا قیمت دیا جاتا ہے۔ ضمیمہ الگ رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اسکی عام قیمت تین روپیہ۔ خاص چھ روپیہ۔ رعایتی عہ۔ ادنے ۱۲ار

کشتہ طلا

سونے کا کشتہ خاکسار نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے۔ فواید۔ مقوی معدہ۔ مشہی۔ باہی۔ مقوی تمام اعضا و اعصاب و دل و جگر و دماغ و گردہ و مثانہ مصلح اخلاط۔ مولد خون صالح محلل ریاح بلغمی مفید ضیق النفس و سرفہ دافع اوجاع و نزلہ کسل و گرانی و تپ دیرینہ و اسہال وغیرہ۔ قیمت فی تولہ للعہ محصول ڈاک ۲۰۔ راقم عبد الرحمن از شاہ پور ضلع مظفر نگر

تایید و تصدیق

ہمارے معزز دوست مولوی عبد الرحمن صاحب نے کسیقدر کشتہ طلا ہمکو بھی عنایت فرمایا ہے اُسکے استعمال سے انکے دو فوائد اول الذکر کا ہمکو بھی تجربہ ہوا ہے اور بخیال راست بازی و صدق شعاری مولوی صاحب کے جس سے ہم کئی سال سے واقف ہین ہمکو امید ہے کہ اُسکے بقیہ فواید بھی ویسے ہی ہونگے جیسے کہ مولوی صاحب نے بیان کیے ہین۔ ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ از لاہور محلہ سید مٹھا

مطبع محمدی واقع لاہور مین چھپا

فہرست مضامین نمبر ہذا

اشاعۃ السنۃ حصہ انگریزی

حصہ انگریزی اشاعۃ السنۃ جسمین مضمون اہلحدیث کو وہابی کہنے پر اعتراض انگریزی مین ترجمہ ہوکر ٹایپ مین چھپا ہے۔ نہ صرف انگریزی خوان اہلحدیث کے لیے کارآمد ہے بلکہ ہر ایک شخص گروہ اہلحدیث کے لیے جو عام انگریزی خوانون بالخاص سرکاری عقلی افسرون پر گورنمنٹ کا وفادار اور وہابی کہلانے سے بیزار ہونا اہلحدیث کا ظاہر کرنا چاہین بمنزلہ ایک سارٹیفکٹ یا سند کارآمد ہے۔ جو اسکو مفید سمجھکر ایسے شائق طالب ہین وہ جلدی کرین تھوڑے عرصہ مین اسکی کوئی کاپی نہ ملیگی اور افسوس کرتے رہجائینگے۔

عام قیمت فی پرچہ عہ

رعایتی ۰۰۰۰

خوش فہمی

وکم من عائب قولاً صحیحاً - وآفتہ من الفہم السقیم

اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۸ مین بصفحہ ۳۰۲ بجواب قصہ رباعیات منسوب بامام بخاری جو لکھا گیا ہے کہ " اوسکی اسناد مین ابو عصمہ نوح راوی ہے اگر یہہ وہی ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے جو حدیث فضائل قرآن کی وضع کرنے کا اقراری ہے تو اوسکی روایت پر اعتماد و استدلال نہین - اور اگر یہہ کوئی اور شخص ہے تو جبتک اوسکی اس روایت کی صحت و اتصال معلوم نہو یہہ روایت لائق احتجاج نہین " اس سے بعض خوش فہم احباب نے یہہ سمجھ لیا ہے کہ مولف اشاعۃ السنہ نے ابو عصمہ نوح ابن الفرغانی کو ابو عصمہ نوح ابن ابی مریم قرار دیا ہے حالانکہ ان دونون مین سیکڑون برس کے تقدم و تاخر کا فرق ہے - پھر اس سے اس دوست نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب ایسی بدیہی بات مین اس زمانہ کے لوگون نے دہوکہ کھایا ہے تو انکا علم حدیث کے رموز و نکات و احادیث ناسخ و منسوخ و موول وغیرہ پر مجتہدین کی مثل مطلع ہونا کیونکر ممکن ہے -

ایسا سمجھنے مین اس دوست نے جو دہوکھا کھایا ہے اور جو اس سے نتیجہ نکالا ہے وہ بھی دہوکہ سے ہرگز نہین بچ انکی سمجھ مین یہہ دہوکا ہوا ہے کہ انہون نے ہماری شرطی کلام کو حملی اور قطعی سمجھ لیا ہے اور ہمارے حرف شرط " اگر " اور تشقیق کلام کا مطلب کچھہ نہ سمجھا اور یہہ نہ خیال فرمایا کہ صدق قضیہ شرطیہ کے لیے امکان مقدم ضروری نہین چہ جاے وجود و لہذا شرطیہ مین تعلیق بالمحال بھی جائز ہے اصدق القائلین حق جل علی نے فرمایا ہے تو (اے نبی) کہہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو سب سے پہلے

قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین زخرف ع ۷	مین اسکی عبادت (یا اوسکی عبادت سے تکبر) کرنیوالا ہوتا -
ان کان زید حمارا کان ناہقا	عام لوگونکا (جو تھوڑی بہت منطق جانتے ہین) زبان زد قضیہ

ہے اگر زید گدہا ہو تو وہ ضرور ناہق ہوگا - اس کلام باری یا مقولہ منطقی کا یہہ مطلب اگر کوئی قرار دے کہ اسمین خدا کیلیے فرزند کا ہونا اور زید کا گدہا ہونا تسلیم کیا گیا ہے تو اسپر خوش فہمی کا حرف ضرور آئیگا ہمنے بھی اتنا ہی لکھا ہے کہ اگر یہہ نوح وہ نوح ہے تو اسکا یہہ حال ہے اس سے آپ سمجھ گئے ہین کہ مولف اشاعۃ السنہ نے نوح بن الفرغانی

کو نوح ابن ابی مریم سمجھ لیا ہے لہذا آپکے فہم و فراست پر وہی حرف آگیا۔

ہمنے تو اسکا خلاف بھی تجویز کر دیا اور صاف کہدیا تھا کہ یہہ اگر کوئی اور شخص ہے تو اسکا یہہ حال ہے آپکو پہلے فقرہ شرطیہ کا مطلب سمجھہ مین نہ آیا تھا تو اسی فقرہ کو سمجھا ہوتا۔ یہان شاید کوئی یہہ **سوال** کرے کہ تمکو دونون مین مغائرت کا علم تہا تو تمنے شرطیہ طور پر بھی یہہ کیون لکھا اور اس تعلیق بالمحال سے فائدہ کیا ہوا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اس مین دو **فائدہ** مدنظر ہین ایک نوح بن ابی مریم کے حال پر گون کو مطلع کرنا (یہہ امر اشاعۃ السنۃ مین بہت وقوع مین آتا ہے اونے تعلق بہم پہنچا کر وہ بہت سے مسائل اصول و فروع لوگون کو سکھاتا ہے) دوسرا اس شخص کا افہام یا افحام جو بوقت تنقید رجال اسناد قصہ باعیات سے جو سخت مشکل اور اسوقت ناممکن ہے) نوح بن الفرغانی کو نوح بن ابی مریم قرار دے۔ گو اسکے جواب مین ہم یہہ دوسری بات بھی کہہ سکتے ہین کہ نوح ابن ابی مریم ۱۷۳ھ مین فوت ہوا ہے (چنانچہ فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مین بصفحہ ۹۲ ہے) اور امام بخاری جنسے یہہ قصہ موضوعہ نقل کیا گیا ہے اسکے بعد پیدا ہوئے (چنانچہ اکثر کتب اسماء الرجال و شروح صحیحین مین ہے) **نتیجہ نکالنے** مین اس دوست نے یہہ دہوکہ کہایا ہے کہ ایک شخص کا ایک بات مین غلطی کرنا اپنے خیال مین جاکر اس سے سبھی علماء کا ہر بات مین غلطی کرنا اور احادیث کے رموز و نکات و ناسخ و منسوخ و ماول پر مطلع نہو سکنا نکال لیا ہے اور یہہ ڈبل دہوکا ہے۔

اکابر مجتہدین سے بعض بدیہی باتون مین غلطی ہوئی ہے اس سے کوئی یہہ نتیجہ نہین نکال سکتا کہ وہ مجتہد نہتے اسکی **تمثیل** مین ہم امام ابو حنیفہ کی (جنکو ہم اسی ادب و تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہین جس سے امام مالک و شافعی بلکہ وصف اجتہاد مین امام بخاری کو دیکھتے ہین ایک آسان و سہل بات مین غلطی یا **عدم توجہی** پیش کرتے ہین کتاب **حیوۃ الحیوان** دمیری مطبوعہ مصر کے جلد ۲ مین بصفحہ ۱۳۰ مرقوم ہے کہ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے

ذکر ابن خلکان فی ترجمۃ جعفر الصادق انہ سأل ابا حنیفۃ ما تقول فی محرم کسر رباعیۃ ظبی فقال یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اعلم فیہ فقال ان الظبی لا یکون رباعیا و ہو ثنی

امام جعفر صادق نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ محرم ہرن کا رباعیہ (اچو ہتا دانت) توڑدے تو اسمین آپ کیا فتوے دیتے ہین آپنے جواب مین فرمایا کہ مجھے اس مسئلہ کا علم نہین پھر امام جعفر نے فرمایا کہ ہرن کا رباعیہ

ہوتا ہی نہین وہ ہمیشہ ثنیہ ہوتا ہی ایسا ہی کشاجم نے کتاب المصائد والمطارد | ابدلکدا حکاہ کشاجم فی کتاب المصائد والمطارد قال الجوہری الخ (حیوۃ الحیوان)

مین ذکر کیا ہو اور جوہری نے صحاح مین اس غلطی یا عدم توجہی سے کوئی منصف صاحب عقل یہہ نتیجہ نہین نکال سکتا کہ امام
ابو حنیفہ مجتہد نہ تہے ایسی ہی اگر بالفرض والتسلیم مؤلف اشاعۃ السنہ سے غلطی ہوئی ہو اور اسنے جزماً ویقیناً نوح بن الفرغانی کو نوح
ابن مریم قرار دیا ہو اور اونکے وفیات و سوالیکا کچہہ لحاظ نہ کیا ہو تو اس سے اسکا یا کل علماء اہلحدیث زمانہ حال کا قوت اجتہاد سے معرٰی ہونا اور
اور علم رموز و نکات احادیث پر قادر نہو سکنا کہان نکل سکتا ہی۔ اس مضمون کو پڑہکر امید ہے کہ ہمارے دوست اپنی خوش فہمی کے معترف ہونگے

اپریل فول اور مسلمان ایڈیٹر

اپریل مہینے کو ہمارے ملکی رنفارمر ہولی کا مہینہ سمجہتے ہین۔ اور اسمین ایکدوسرے سے ہنسی ٹھٹھے مین سب کچہہ جا بیجا کہنا اور
اور جسقدر ظرافت ہے جہوٹہہ بولنا لوگونکو دہوکہا دینا خود دہوکہا کہانا جائز رکہتے ہین۔ وہ بزعم خود اس فعل شنیع مین
یورپ کی تقلید کرتے ہین۔ اور حقیقت مین وہ انکی تقلید و پیروی سے کوسون دور جا نکلے ہین اہل یورپ تو صرف اپریل کے پہلی تاریخ بعض مفید اور
پر مغز مضامین ظرافت یا تشبیہ و استعارہ کے پیرایہ مین جس سے سامعین کو مذاق حاصل ہو۔ شائع کرتے ہین (جیسے ایک ایڈیٹر کا یہہ لکہنا
کہ فلان تاریخ کلیڈسٹون ؟ ہو جو وزیر اعظم انگلستان اور اونکے پارٹی ایرلنڈ وغیرہ بلاد کو برباد کر رہے اور کرنا چاہتے ہین)۔
ہماری ملکی رنفارمر تمام مہینے اپریل مین طوفان بد تمیزی بد مستی اور پہکڑ بازی کرتی ہین۔ جس سے بجز مغالطہ و حیرت و باہمی طعن و رنج کوئی نتیجہ نہین نکلتا
ہم اسبابہ مین کچہہ نہ بولتے۔ اگر ہمارے مسلمان بہائی خصوصاً موسوم بمولوی اس بلا مین مبتلا نہ ہوتے۔ کیونکہ معمولی اخبار اور
اخبار یونسے ہمکو کچہہ بحث نہین مگر جب ہم مسلمانون خصوصاً بعض مولویون کو اسمین [illegible] مبتلا دیکہتے ہین اور بعض احباب منسوب
بمولویت (جو نئے ایڈیٹر بنے ہین) اسبابہ مین عام اہل الرای سے مستفتی بہی ہوئی ہین لہذا جو کچہہ ہمارے خیال ناقص مین ہی اسکو
نہایت مختصر الفاظ مین ادا کرتے ہین۔ وہ یہہ ہے کہ ایڈیٹر ہو جانیکے بعد اگر اسلام عقل انصاف تہذیب و انسانیت کسی صفت سے کچہہ تعلق
باقی رہتا ہی تو موجودہ اپریل فول مین جہوٹی خبرین شائع کیجاتی ہین۔ اور انکے ساتہہ ایسے قرائن حالی یا مقالی نہین لگائی جاتی جنکے ذریعہ سے ان خبرونکو
پڑہنیوالے انکو تشبیہ و مجاز یا استعارہ و کنایہ سمجہکر مغالطے سے بچ سکین یا اسمین اپنی ہمجنس (مسلمانون یا انسانون) کے سب و شتم و طعن و توہین بیجا الفاظ درج کیے جاتے ہین
بحکم اسلام و عقل انصاف و تہذیب و انسانیت جائز نہین ہی۔ اور اسکے عدم جواز پر کذب و مغالطہ و طعن و توہین کا بہی اثم (مذہبی عقلی انسانی) مین جائز نہونا
کافی دلیل ہی۔ اسمین شاید اشراق کے مشتاق یہہ عذر کرین کہ ہماری کلام مین ایسے قرائن حالی و مقالی موجود ہوتے ہین جنسے زیرک شخص سمجھ ہو کا
کہانے سے بچ سکین اور نافہمون یا کم عقلون کا کچہہ لحاظ نہین ہے۔ اسکے **جواب** مین ہم ان ہی نوجوان زیرکونکا (جو دہوکا کہانیوالون کو نافہم
یا کم عقل بتاتی ہین) دہوکا کہا جانا اودہ پنچ سے نقل کرتی ہین اور یہہ امید رکہتی ہین کہ وہ اس سے عبرت کا سبق حاصل کرکے یہہ خیال چہوڑ دینگے
اور یہہ خیال فرمائین گے کہ جس حالتمین موجودہ اپریل فول کی دہوکے سے تم ایسے زیرک نہ بچ سکے۔ تو اور نافہم یا کم عقلونکا اس سے بچ جانا کیونکر متصور ہی۔ آ[illegible]
یہی بہتر ہے کہ اس کذب کے دروازہ کو بند کردین اور بخوف ابتلاء غیر محتاط محتاط کو بہی اسکے کہولنی کی اجازت نہ دین۔ خصوصاً وہ لوگ جو مولوی کہلاتے
ہین۔ اور دیندار خاندان سے ہین۔ انکی خدمت مین دوبارہ التماس ہے کہ ایڈیٹر ہونیسے مولویت یا اسلام سے قطع تعلق لازمی امر نہین ہے۔

کوٹ پتلون کو ستیاناس کرانیوں سے اور واللہ بننے والے اور بنانیوالے دوستون نے خوب لطف دیکہایا۔ الراقم خردہ بین

(اودہ پنچ ۱۳ مئی ۸۶)

بغض* وتہاجر

(قال النبی صلعم لا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا)

جن متعدد اسباب سے مسلمانون کے دین ودنیا کو تنزل ہوا ہے از انجملہ ایک سبب انکا باہمی بغض وتہاجر ہے۔

یہہ بغض وتہاجر اس تنزل کا ایسا بڑا قوی اور عام تاثیر سبب ہے کہ اس سے بڑہکر اور وسیع الاثر اس تنزل کا کوی سبب نہین ہے۔

اس تنزل کے اور اسباب حسد۔ خود غرضی۔ بدنیتی۔ کاہلی۔ پست ہمتی۔ شہوت پرستی وغیرہ وغیرہ تو عوام مسلمانون کے دینی اور دنیوی ترقی کے سد راہ ہوی ہین یہہ بغض وتہاجر انکے خواص علما وفضلا وصلحا واتقیا کا سد راہ ترقی ہو رہا ہے۔

ابن آدم کے جدی دشمن (ابلیس) نے جب دیکھا کہ گروہ اسلام کے خواص علما وصلحا زنا کاری شراب خواری وغیرہ شہوانی کامون مین نہین پہنستے اور وہ اسباب علم وصلاح کی مدد سے ان امور کو اسباب تنزل دین ودنیا سمجھتے ہین تو انکو باہمی بغض وتہاجر کے دام مین اُسنے پہنسایا اور اوسکو عین دین متین اور سنت سلف صالحین بنا کر دکھایا۔

اب (ایک مدت سے) اکثر خواص وصلحا اہل اسلام کا یہہ حال ہے کہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہے اور اوسکے دینی اور دنیوی کامون کے (جو درحقیقت بلحاظ نظام مجموعی اسلام خود اُسکے اپنے کام ہین) جسطرح ہو سکے (ہاتھہ سے زبان سے دل سے) درپے تخریب ہے۔

ہم نے ہندوستان کے اکثر بلاد پنجاب۔ بنگال۔ وممالک مغرب وشمال بمبئ وغیرہ کو دیکھا۔ عرب کا بھی سفر وسیر کیا ہم نے ان سب بلاد مین اسلامی دو فرقون (مثلاً شیعہ وسنی۔ یا اتباع فقہا واہلحدیث) بلکہ ایک فرقہ کی دو جماعتون (جیسے اتباع فقہا

* بغض دشمنی۔ تہاجر ایک کی دوسرے سے ترک کلامی وعلیحدگی۔

مین حنفی وشافعی یا اہل حدیث مین دو مختلف شخصون کے مقتدی) بلکہ ایک جماعت کے چند اشخاص خواص کو ایسا کم پایا جو باہم بغض نہ رکھتے ہون اور ایک دوسرے کے دینی اور دنیوی کام کے درپے تخریب نہ ہون۔

کوئی ایک دینی کتاب یا دنیاوی اخبار نکالتا ہے تو دوسرا بجائے اِسکے کہ اس کتاب یا اخبار مین اسکو زر سے قلم سے مدد دے یا راہ صواب بتا دے اسکے مقابلہ مین دوسری کتاب یا اخبار نکالتا ہے کوئی قومی امداد سے ایک دینی یا دنیاوی انجمن یا مجلس قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری انجمن قائم کرتا ہے کوئی دینی یا دنیاوی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکی ضد مین دوسرے مدرسہ کی بنا ڈالتا ہے۔ کوئی ایک مسجد بناتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری مسجد (اڈہائی اینٹ کی کیون نہ ہو) تیار کرتا ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

اسکے تمثیلات و نظائر ملک ہند مین پشاور سے لیکر کلکتہ اور بمبئی تک بڑی بڑے شہرون (پشاور۔ لاہور۔ امرتسر۔ جالندہر۔ لوہانہ۔ دہلی۔ لکھنو۔ بنارس آرہ۔ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبی وغیرہ) مین بکثرت موجود ہین جو ہمارے دیکھنے یا سننی مین آرہے ہین۔ مگر چونکہ انکی تفصیل مین خاص خاص اعیان و اشخاص اہل اسلام کا ذکر کرنا پڑتا ہے جس سے انکی اہانت و دل شکنی متصور ہے لہذا ہم اس تفصیل سے قلم کو روکتے ہین اور اس کثرت مرئی یا مسموعی کی نظر سے یہہ دعوی کر سکتے ہین کہ ہمارے ملک ہندوستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی قومی یا شخصی دینی یا دنیاوی کام ایسا نہین جس سے تمام اقوام اہل اسلام کو یا کسی خاص قوم کے سب فرقون کو یا کسی خاص فرقہ کے سبھی اشخاص کو ہمدردی ہو۔ اور کوئی اسکا مزاحم و درپے تخریب نہ ہو۔ اور یہہ کہہ سکتے ہین کہ اس وقت مسلمانون مین ایسا کوئی دینی عالم نہین جسکو سبھی مسلمان واجب التعظیم اور لائق اقتدا سمجھتے ہون اور نہ کوئی انکا دنیاوی

ایسا سردار یا رئیس ہے جسکو سبھی اپنا سردار و رئیس خیال کرتے ہون - اور نہ (بجز مساجد للہ) انکا کوئی ایسا معبد یا کوئی اور مقدس مشہد ہے جسکو سبھی اپنا معبد و مقدس مشہد مانتے ہون - اور نہ کوئی انکا دنیاوی کارخانہ تجارت حرفت و صناعت وغیرہ کا ایسا ہے جسکو سبھی اپنا کارخانہ جانتے اور اُسکی ترقی چاہتے ہون -

یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دینی ترقی مین بھی بے دست و پا ہین اور دنیاوی ترقی مین بھی بے بس و ناکس ہین - نہ پہلی سی مذہبی یا دنیوی حکومت رکھتے ہین نہ پہلی سی تجارت نہ مثل سابق ثروت نہ ویسی امارت - انکے اس حال زار پر ایک ہمدرد نے کیا اچھا مرثیہ کھا ہے جو اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۶ مین منقول ہے از انجملہ دو چار بیت اس مقام مین نقل کیے جاتے ہین

وہ یہہ ہین

مسلمانون سنو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے	نہ پہلی سی ریاست ہی نہ پہلی سی حکومت ہی
نہ مرکب ہے نہ موکب ہے نہ گھوڑی ہین نہ جوڑی ہین	نہ حشمت ہے نہ مکنت ہی نہ عزت ہے نہ حرمت ہی
تمہارے پاس تہا جو کچھ وہ کھویا عیش عشرت مین	پر جیسی آبائی ہو اک تنگ تنگ ہی
تمہین سب دیکھتے ہین طنز سی کہتے ہین جا بیجا	تمہارے واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہی
بگاڑا ایک کا ہی ایک کیا تہذیب پھیلی ہے	بہم ایک ایک دشمن ہے اور آپسمین عداوت ہی

اس مضمون مین ہم ان سبھی حضرات خواص کی خدمات مین جو اس بغض و باہمی عداوت مین مبتلا ہین کچھہ عرض کرنے کی جرأت نہین رکھتے اور اُن سبکے باہمی بغض کو اٹھانے اور اس بغض کے سبھی بد نتائج کے دور کرنے کی بحکم "ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر" امید یا ہوس نہین کرتے صرف بعض اخص خواص علماء صالحین خصوصًا اپنے عینی اخوان دین المحدیثہ کو (جو قال اللہ وقال الرسول ورد زبان رکھتے ہین اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہین) اس بغض و تہاجر اختیار کرنے مین انکی مذہبی غلطی بتاتے اور یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جس قدر جس قسم کے بغض و تہاجر کو وہ دین متین و سنت سلف صالحین سمجھے

ہین وہ دین نہین ہے - سلف صالحین کی گناہ پر ناخوشی اور ان حضرات کے دستور العمل بغض ہین اسقدر فرق اور بُعد ہے جیساکہ ترکستان اور مکہ مین ہے - وبہذا لقصد سلوک طریق سلف صالحین انکا اسقدر بغض وتہاجر اختیار کرنا اس شعر کا مصداق بنتا ہے ۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی — این راہ کہ تو میروی بترکستانست

آیندہ اس معروض پر عمل درآمد ہونا - اور اس زمرہ اخص خواص سے بغض اٹھ جانا یا کم ہوجانا خدا تعالے کے اختیار مین ہے ۔

پس اولًا ان حضرات اخص خواص کے ان تمسکات کو ذکر کیا جاتا ہے جن سے وہ باہمی بغض وتہاجر کا دین متین وسنت سلف صالحین ہونا ثابت کرتے ہین - پھر انکی غلطی فہم کو جو ان تمسکات سے تمسک کرنے مین اُن سے واقع ہوئی ہے بیان کیا جائیگا پھر اسکی تائید مین ان آیات واحادیث کو وارد کیا جائیگا جن سے انکے معمولی بغض وتہاجر کا دین نہ ہونا ثابت ہوتا ہے - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

وہ حضرات اپنے معمولی بغض وتہاجر پر کئی آیات سے تمسک کرتے ہین کئی احادیث و آثار سے منجملہ آیات متمسک بہا ان حضرات کے ایک یہ آیت ہے جسمین

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود ع)	ارشاد ہے کہ ظالمون کیطرف مت جھکو پھر تمہین آگ لگیگی ۔

وہ خیال کرتے ہین کہ فاسقون ظالمون سے ملنا بیٹھنا انکی طرف جھکنا ہے جسپر آگ مین جلنے کی وعید ہے دوسری آیت یہ ہے جسمین ارشاد ہے تو (اے نبی) مومنون کو

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم (مجادلہ ع)	ایسا نہ پائیگا کہ وہ خدا اور رسول کے مخالفون سے دوستی رکھین اگرچہ وہ اونکے باپ ہون خواہ بیٹے یا بھائی یا قبیلہ کے لوگ

وہ خیال کرتے ہین کہ گنہگارون (فاسقون یا کافرون) سے ملنا بیٹھنا ان سے محبت کرنا ہے جس پر ایمان نہ رہنے کا ڈر سنایا گیا ہے

تیسری آیۃ یہہ ہے جسمین ارشاد ہے کہ (حضرت) ابراہیم اور انکے ساتھہ والون اہل ایمان نے اپنی قوم مشرکین سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار اور منکر ہین اور ہم مین تم مین ہمیشہ کے لیے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ دشمنی اور ناخوشی ظاہر ہو چکی ہے۔

اذ قالوا لقومهم انا برآء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتے تؤمنوا (ممتحنہ ع ۱)

چوتھی آیت یہ ہے جسمین ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے باپون اور بھائیون سے دوستی نہ رکھو اگر وہ کفر کو ایمان سے عزیز رکھین۔ جو انکو دوست رکھو وہ ظالم ہین

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا آباءكم واخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم فاولٓئك هم الظلمون - (براءة ع ۳)

اسی قسم کی اور آیات ہین جنسے یہ حضرات تمسک کرتے ہین ان آیات سے بڑھکر کوئی آیت اونکی متمسک بہا نہین ہے۔

اور منجملہ احادیث متمسکہ ان حضرات کے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک صحابی سے اسکے جنگ تبوک مین پیچھے رہجانے کے سبب گفتگو ترک کردی اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے ملنے جلنے کی سخت ممانعت فرمائی

باب ما يجوز من الهجران لمن عصى وقال كعب بن مالك حين تخلف عن النبي صلعم ونهى النبي المسلمين عن كلامنا وذكر خمسين ليلة (صحيح بخاری ص ۸۹۷)

دوسری یہ حدیث کہ حضرت عمار بن یاسر صحابی زعفران آمیز خوشبو ملکر آنحضرت کے پاس گئے اور آپ کو

عن عمار قال قدمت على اهلي وقد تشققت يداي فخلقوني

بزعفران فتغدوت علی النبی صلعم فسلمت علیہ فلم یرد علیّ وقال اذھب فاغسل ھذا عنک

سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا اوسکو اپنے جسم سے دہو۔

عن عائشۃ انہ اعتل بعیر لصفیۃ بنت حیی وعند زینب فضل ظھر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزینب اعطیھا بعیرًا فقالت انا اعطی تلک الیھودیۃ فغضب رسول اللہ صلعم فھجرھا ذالحجۃ والمحرم وبعض صفر (ابوداؤد ۲۷۶ ج ۲)

تیسری یہ حدیث ہے کہ حضرت زینب نے آنحضرت کے سامنے حضرت صفیہ کو یہودیہ کہا تو آنحضرت نے اُن سے دو مہینہ سے زائد عرصہ ملنا ہونا چھوڑ دیا

چوتھی یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا ایک فضول گنبد بنا ہوا دیکھا تو اوسکے سلام کا جواب نہ دیا۔ جب اسنے اوسکو گرا کر زمین کے برابر کردیا تو آپ نے اسر رنج کا سبب ظاہر کیا اور فرمایا عمارتین سبھی وبال ہین بجز اس عمارت کے جو لابدی (ضروری) ہو۔

رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبۃ مشرفۃ حتی جاء صاحبھا فسلم علیہ فی الناس فاعرض عنہ صنع ذلک مرارًا حتی عرف الرجل الغضب والاعراض فشکا الی اصحابہ فقالوا خرج فرای قبتک فرجع الی قبتہ فھدمھا حتی سواھا بالارض فخرج رسول اللہ صلعم فلم یرھا ۔ فقال ان کل بناء وبال علی صاحبھا الا ما لا بد منہ (ابوداؤد ص ۳۵۶ ج ۲)

پانچوین یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب عملون سے بہتر عمل خدا کے لیے (نیک لوگون سے) محبت کرنا ہے اور خدا ہی کے لیے (بدون سے) بغض رکھنا ہے۔

قال رسول صلی علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (ابوداؤد ص ۲۷۶)

چھٹی حدیث یہ ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد ہے کہ جو کوئی بری بات کو دیکھے اوسکو ہاتھ سے ہٹا دے یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے یہہ

قال رسول اللہ صلعم من رای منکرًا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ

وذلک اضعف الایمان (رواه مسلم) طاقت نہو تو دل سے اوسکو برا جانے -

اور یہہ ایمان کا ادنے درجہ ہے - اور بعض روایات مین ہے کہ اس دلی انکار کے سوا رائی برابر ایمان نہین رہتا -

اسی قسم کی اور احادیث وہ اپنے خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین ان احادیث سے بڑہکر اپنے خیال کے موید وہ کوئی حدیث نہین رکھتے -

اور منجملہ آثار صحابہ وتابعین جنسے وہ لوگ تمسک کرتے ہین ایک **حضرت عائشہ صدیقہؓ**

> ان الزبیر قال فی بیع او عطاء اعطته عائشة والله لتنتهین عائشة او لاحجرن علیها قالت اهو قال هذا قالوا نعم قالت هو لله علی نذر ان لا اکلم ابن الزبیر ابدا فاستشفع ابن الزبیر الیها حین طالت الهجرة الحدیث (صحیح بخاری ص۸۹۷)

کا یہہ فعل ہے (جو صحیح بخاری مین منقول ہے) کہ انہون نے حضرت ابن الزبیرؓ سے لنکے اس کہنے پر کہ "مین عائشہ کے بے جا اخراجات کے سبب انکو تصرفات مالی سے روکدونگا" انسے ترک کلامی کی اور اسپر قسم بھی کھائی جب ابن الزبیر لوگون کی سفارش لیکر انکے پاس گئے - اور روکر ملتجی ہوئے تو وہ انسے بولین اور قسم کے بدلہ چالیس غلام آزاد کر کے بھی روتی رہتین -

دوسرا **حضرت فاطمہؓ** کا یہہ فعل کہ انہون نے صدیق اکبرؓ سے آنحضرت صلعم

> ان فاطمة ارسلت الی ابی بکر تسئله میراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله فقال ابو بکر ان رسول الله صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقة - فوجدت فاطمة علی ابی بکر فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت (بخاری ص۶۰۹)

کے مال سے حصہ وراثت نہ دینے پر ترک کلامی کی - یہانتک کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی -

تیسرا حضرت ابن عمرؓ کا یہہ قول (جو سنن دارمی مین منقول ہے) کہ فلان شخص کو

> عن ابن عمرؓ انه جاء رجل فقال ان فلانا یقرأ علیک السلام

میرا سلام مت کہو مین نے

قال بلغنی انه قد احدث فلا تقرأ علیه علیہ السلام (دارمی ص۵۹)

سنا ہے کہ اوسنے دین مین نئی بات نکالی ہے -

عن نافع قال کان لابن عمر صدیق من اهل الشام یکاتبه فکتب الیه ابن عمر انه بلغنی انه تکلمت فی شیٔ من القدیر فایاك ان تکتب (ابوداؤد ص۲۷۸ ج۲)

ایک روایت انسے یہہ بہی ہے کہ انکی ایک شخص ساکن شام سے خط وکتابت تھی اسنے مسئلہ تقدیر مین کچھہ خلاف سنت اعتقاد ظاہر کیا تو آپ نے اسکو مکاتبت سے روک دیا

چوتہا ابو قلابہ تابعی کا یہہ قول کہ اہل ہوا (بدعت) کے پاس مت بیٹھو اور نہ اُن سے بحث کرو مجھے خوف ہے کہ وہ تمہین گمراہی مین ڈبو دینگے

عن ابی قلابة قال لا تجالسوا اهل الاهوآء ولا تجادلوهم فانی لا امن ان یغمسوکم فی ضلالتهم او یلبسوا علیکم ما کنتم تعرفون (دارمی ص۵۹)

پانچوان سعید بن جبیر تابعی کا ایوب کو یہہ کہنا کہ تو طلق بن حبیب کے پاس (جو مرجی ہونے سے متہم تہا) مت بیٹھ -

عن ایوب قال رأنی سعید بن جبیر جلست الی طلق ابن حبیب فقال لی الم ارك جلست الی طلق ابن حبیب لا تجالسنه (دارمی ص۵۹)

اسی قسم کے اقوال وآثار اور تابعین وتبع تابعین احمد بن حنبل وغیرہ کے وہ لوگ اپنی خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین جو ان آثار سے بڑہکر نہین ہین -

یہ ان حضرات کے متمسکات ہین اب اس غلطی کو بیان کیا جاتا ہے جو ان متمسکات سے تمسک کرنے مین ان حضرات سے وقوع مین آئی ہین -

جو تبغض وتہاجر ان حضرات مین معمول ومروج ہے اسکا یہ حال ہے کہ یہہ حضرات اپنی مسلمان بہائیون سے جو اصول بلکہ اکثر فروع مین انسے متفق ہین اور اعمال واخلاق مین انکی طرح غالباً شریعت کے پابند صرف بعض امور جزئیہ فرعیہ پر ایسا تبغض کرتے ہین جیسا مخالفین (فی الاصول) کفار یا فساق بدکردار سے اور اس تبغض پر اپنے

دائمی اور کلی مہاجرت اختیار کرتے ہین اسکو کسی وقت ظہور اثر و نتیجہ نیک (خوف یا ہدایت مخاطب یا صیانت دیگر اشخاص) تک محدود نہین کرتے - اور معہذا کسیکی ایک وصف بد کے سبب اسکی ذات اور شخص کو مطلق بد تصور کرتے ہین اور اسکے بہت سے نیک اوصاف کا لحاظ و پاس نہین کرتے - و بنا بر علیہ اسکے اچھے کامون کے بھی دشمن ہو جاتے ہین - اور صاف کہتے ہین کہ یہہ کام اچھا ہے ولیکن چونکہ فلان شخص یا جماعت کا فعل ہے لہذا اسکا خلاف ضروری ہے - اور اس شخص یا جماعت سے بغض و علیحدگی واجب ہے - الغرض یہ حضرات جزئی امور پر کلی اور دائمی بغض وتہاجر اختیار کرتے ہین اور اس قسم کا بغض وتہاجر آیات واحادیث وآثار (متمسک بہا ان حضرات) سے ہرگز ثابت نہین ہوتا - ان حضرات نے آیات واخبار منقولہ بالا کو اپنے معمولی بغض وتہاجر کے دلائل سمجھنے مین سراسر غلطی کی ہے

(تمسک آیات مین انکی غلطی کا بیان)

پہلی آیت مین ظالمون سے ظلم وکفر وغیرہ اعمال نا[illegible] سے ممانعت مراد

قال ابو العالیہ لا ترضوا باعمالهم - قال السدی لا تداهنوا الظلمة وعن عکرمة لا تطیعوهم (یعنے فی المظالم) (معالم التنزیل بزیادۃ التفسیر)

ہے چنانچہ ابو العالیہ اور سدی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سے بغوی وغیرہ نے نقل کیا ہے نہ انکی ذات واشخاص کی طرف جھکنے اور انسے ملنے جلنے سے ممانعت یہ مراد ہوتی تو

٭ یعنے وہ لوگ کسی برا کام کرنے والے سے اس غرض کو پیش نظر رکھکر اور اس حد تک بغض وہاجرت نہین کرتے کہ وہ ڈر سے اس کام کو چھوڑ دے یا اوسکو ہدایت ہو جائے یا اور لوگ اُسکی پیروی سے بچ جائین جیسا کہ سلف صالحین نے بعض اہل معاصی سے کیا ہے یہ لوگ اس سے ذاتی بغض اختیار کرتے ہین - پہر اوسکو موروثی بنا لیتے ہین اور اوسکے نتائج کا بالکل خیال نہین کرتے - اسکی تفصیل جواب تمسک احادیث وآثار مین بخوبی ہوگی انشاء اللہ تعالے -

تو آنحضرت صلعم کسی کافر کیطرف نہ جھکتے اور نہ کسی کافر و ظالم سے ملتے حالانکہ صلح خواہ کفار کیطرف صلح کے لیے جھکنے کا خود خدا تعالےٰ نے آپکو ارشاد کیا ہے - اور سفیرون وغیرہ

وَاِن جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله انه هو السميع العليم (انفال ع)

کافرون سے جو آپ کے دشمن اور جنگ جو نہ تھے) آپ کا نہ صرف معمولی طور پر بلکہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ میل جول رہا اور اس اکرام کا آپ نے آخری وقت عمر مین اپنے خلفا کو بھی حکم دیا ہے - یہہ حکم خدا و رسول مقام تایید مین بہ تفصیل منقول ہوگا -

دوسری اور تیسری آیت مین بھی ہر ایک کافر یا گنہگار سے صرف اسکی کفر یا گناہ کے سبب ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے - بلکہ خاص کران کافرون سے جو مسلمانون کو مذہب کے سبب تکلیف پہنچاوین اس تکلیف رسانی کی نظر سے دشمنی اور ترک دوستی کا حکم ہے جو اور کافرون اور غیر حالت ایذا رسانی کیطرف ہرگز متعدی نہین ہو سکتا اس تخصیص پر ان آیات کا مورد نزول اور انکا ماقبل و مابعد شاہد ہے اور قرآن کی اور بہت آیات موید ہین

دوسری آیت کی تفسیر مین معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ وہ حاطب ابن ابی بلتعہ کے حق مین نازل ہوئی جبکہ اوسنے اہل مکہ (آنحضرت سے جنگ کرنے والون) کے پاس ایک خط کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخبری کی - اور عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اس آیت مین باپ سے ابو عبیدہ کے باپ کیطرف اشارہ ہے جسکو انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور بیٹے سے حضرت صدیق اکبر کے بیٹے کی

قیل نزلت فی حاطب بن ابی بلتعة حین کتب الی اهل مكة وسیاتی فی سورة الممتحنة ان شاء الله عز وجل وروی مقاتل بن حیان عن مرة الهمدانی عن عبد الله بن مسعود فی هذه الآیة قال ولو كانوا آباءهم یعنی ابا عبیدة بن الجراح قتل اباه عبد الله بن الجراح یوم احد او ابناءهم یعنی ابا بكر دعا ابنه یوم بدر الی البراز وقال یا رسول الله دعنی اکن

في الرحلة الاولى فقال له رسول الله صلعم
متعنا بنفسك يا ابا بكر واو اخوانهم يعني
مصعب بن عمير قتل اخاه عبيد بن عمير
يوم احد وعشيرتهم يعني عمر قتل خاله
العاص بن هشام بن المغيرة يوم بدر وعليا
وحمزة وعبيدة قتلوا يوم بدر عتبة وشيبة
ابني ربيعة والوليد بن عتبة (معالم ص۵۸۹)

طرف اشارہ ہے جس سے اونہون بدر
کی لڑائی مین مقابلہ کرنا چاہا - اور بھائی
سے مصعب بن عمیر کا بھائی مراد ہے جسکو
انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور
قبیلہ سے عمر و علی وحمزہ وعبیدہ کے قرابتی
عاص بن ہشام عتبہ شیبہ اور ولید مراد ہین
جنکوان حضرات نے بدر کے دن مارا -

اور **تیسری** آیت کے **پہلے** سورہ ممتحنہ کے شروع مین خداتعالے نے فرمایا ہے اے ایمان والو

یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا
بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول و
ایاکم ان تؤمنوا بالله ربکم ان کنتم خرجتم
جهادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون
الیهم بالمودة وانا اعلم بما اخفیتم وما
اعلنتم ومن یفعله منکم فقد ضل سواء
السبیل ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء
ویبسطوا الیکم ایدیهم والسنتهم بالسوء
وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا
اولادکم یوم القیمة یفصل بینکم
والله بما تعملون بصیرة
(ممتحنہ ع ۱)

میری اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ کہ
انکو دوستی کے پیام بھیجو - وہ اس حق
سے جو تمکو آیا ہے منکر ہو چکے ہین وہ
نکالتے ہین رسول کو اور تمکو صرف اسلئے
کہ تم خدا پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے
ہو - اگر تم خدا کے راہ مین ان ظالمون سے
لڑنے اور میری خوشی چاہنے کو نکلے ہو
تم انکو چھپے چھپے پیام بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم
ہے جو تم نے چھپایا اور ظاہر کیا جو کوئی تم
مین سے ایسا کرے وہ بھولا سیدھی
راہ - وہ تمکو پاوین تو تمہاری دشمن ہو جاوین
اور تمپر ہاتھ پھیلاوین اور برائی سے
زبانین چلاوین - اور یہہ چاہین کہ تم

کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ تمہارا رحم اور تمہارے اولاد قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آئینگے۔ جو تم کرتے ہو خدا دیکھتا ہے۔

اس ارشاد کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول جسکا دوسری آیت

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برءاء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابدًا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ ممتحنہ ع

مین بیان ہے) نقل کیا اور فرمایا تمکو ابراہیم اور اسکے ساتھہ والون کی اچھی چال چلنی چاہیے جب انہون نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار ہین ہم تمہارے منکر ہوئے۔ اور ہم ہین تم ہین دشمنی اور ناخوشی ہمیشہ کے لیے جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ ظاہر ہو چکی

اسکے بعد خدا تعالے نے اس امت کو فرمایا ہے تمکو خدا ان کافرون سے

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ۔ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظٰلمون (ممتحنہ ع ۲)

جو تم سے دین پر نہین لڑے اور نہ انہون نے تمکو گھرون سے نکالا بھلائی کرنے اور انصاف سے سلوک کرنے سے نہین روکتا۔ وہ تو انہی کافرون سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جو تم سے دین پر لڑے ہین اور تم کو گھرون سے نکال چکے ہین اور تمہارے نکالنے پر تمہارے دشمنون کے مددگار بنے ہین جو ان سے دوستی کرین گے وہی ظالم ہین۔

صحیح بخاری اور معالم التنزیل وغیرہ کتب تفسیر مین سورہ ممتحنہ کی پہلی

عن عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب علی یقول سمعت علیًا یقول بعثنی رسول اللہ صلعم

آیت کا مورد نزول یہہ قصہ بیان کیا ہے کہ حاطب ابن ابی بلتعہ (صحابی) نے آنحضرت کی

انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا
روضة خاخ فان بها ظعینة معها کتاب
فخذوه منها فذهبنا تعادی بنا خیلنا حتی
اتینا الروضة فاذا نحن بالظعینة فقلنا
اخرجی الکتاب قالت ما معی من کتاب فقلنا
لتخرجن الکتاب او لتلقین الثیاب فاخرجته
من عقاصها فاتینا به النبی صلعم فاذا فیه
من حاطب بن ابی بلتعة الی ناس من المشرکین
من بمکة یخبرهم ببعض امر النبی صلی الله علیه وسلم
فقال النبی صلعم ما ھذا یا حاطب قال لا تعجل علی
یا رسول الله انی کنت امرأ من قریش ولم اکن
من انفسهم وکان من معك من المهاجرین
لهم قرابات یحمون بها اهلیهم واموالهم
بمکة فاحببت اذ فاتنی من النسب فیهم ان
اصطنع الیهم یدًا یحمون قرابتی وما
فعلت ذلك کفرًا ولا ارتدادًا عن دینی
فقال النبی صلی الله علیه وسلم انه قد صدقکم
فقال عمر دعنی یا رسول الله فاضرب عنقه
فقال انه شهد بدرًا وما یدریك لعل الله
اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم قال عمرو ونزلت فیه

فتح مکہ کے لیے تیاری کی بعض حالات ایک خط
مین لکھکر ایک عورت (سارہ نامی) کی معرفت
اہل مکہ کیطرف روانہ کیے اور آنحضرت صلعم نے
وحی سے اس حال پر مطلع ہوکر حضرت علی رض
وغیرہ کو اس عورت کے پیچھے دوڑایا اور یہہ فرمایا
کہ روضہ خاخ (مقام) مین تمکو ایک عورت محمل
مین سوار ملیگی اس سے وہ خط لے لو۔ حضرت
علی وغیرہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے گئے اور اس
مقام مین پہنچے تو وہان اس عورت کو پایا اور
اس سے کہا خط جو تیرے پاس ہے نکالدے
ورنہ ہم تجھے ننگا کرکے تیری تلاشی لینگے۔
اسنے پہلے انکار کیا آخر تلاشی کے خوف سے
سر کے بالون مین سے وہ خط نکالدیا وہ حضرت
کے سامنے پیش ہوا تو اسمین وہ مضمون نکلا۔
آنحضرت نے حاطب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہہ
کیا ہے؟۔ اس نے عرض کیا یا رسول میں نے یہہ کام
کافر اور مرتد ہوکر نہین کیا صرف اس غرض دنیاوی
کے لیے کیا ہے کہ اہل مکہ پر میرا ایک احسان ہو
اور اس احسان کے سبب وہ میرے اہل وعیال کی
مکہ مین خبرگیری کرین۔ اور عرض کیا کہ آپکے
اور مہاجرین ساتھیون کے مکہ مین قرابتی ہین

یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء الخ (بخاری ص۷۲۶) ومثلہ فی المعالم ص۸۹۵	جو انکے اموال وعیال کو وہان سنبھال رہو دین میرا قرابتی مکہ مین کوئی نہ تھا جو میرے مال عیال کو سنبھالتا مین نے اپنی عیال ومال کی حفاظت

کے لیے انپر یہہ احسان کرنا چاہا اسپر یہہ آیت اُتری کہ میرے دشمنون کو دوست نہ بناؤ الخ -

اور صحیح بخاری ومعالم التنزیل وغیرہ مین اخیر آیۃ کی تفسیر مین لکھا ہے

قال عبدالله بن الزبیر نزلت فی اسماء بنت ابی بکر وذلك ان امها فتیلۃ بنت عبد العزی قدمت علیها المدینۃ بهدایا ضبابا واقطا وسمنا وهی مشرکۃ فقالت اسماء لا اقبل منك هدیۃ ولا تدخلی علی بیتی حتی استاذن رسول الله صلعم فسالت رسول الله صلی الله علیہ وسلم فانزل الله هذہ الآیۃ فامرها رسول الله صلعم ان تدخلها منزلها وتقبل هدیتها وتکرمها وتحسن الیها - (معالم ص۹۰) (ومثلہ فی صحیح البخاری ص۳۵۷ وص۸۸۴)	کہ یہ آیت اسماء بنت ابی بکر کے حقمین اتری ہے - انکی والدہ فتیلہ بنت عبد العزی مدینہ مین انکے پاس ہدیہ (پنیر-گھی اوگھہ) لیکر آئی اور وہ اسوقت مشرکہ تھی تو حضرت اسماء نے کہا کہ مین تیرے ہدیہ کو نہین قبول کرنگی - اور تو میرے گھر مین داخل نہو جب تک کہ مین آنحضرت صلعم سے پوچھہ نہ لون اسپر یہ آیت اتری - اور آنحضرت نے انکو اجازت دی کہ وہ اسکا ہدیہ قبول کرین اور اوسکی عزت کرین اور اسکے ساتھہ باحسان پیش آوین -

ان آیات کے سیاق وسباق وشان نزول سے صاف ثابت ہو کہ ان آیات مین ہر ایک کافر وگنہگار سے ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے بلکہ خاص کر ان ہی لوگون سے جو مسلمانون کو دین کے سبب ستاوین اس ایذا رسانی کی نظر سے دشمنی کا حکم ہے ایسا ہی چوتھی آیۃ مین ہر ایک کافر باپ یا بہائی سے صرف کفر کے سبب ترک دوستی کا حکم نہین ہے - بلکہ خاص کر اس باپ یا بھائی سے دوستی کی ممانعت ہی جو دین کی سدراہ ہون اور اس ممنوع دوستی سے یہہ مراد ہے کہ انکی خاطر دین چھوڑ دین

معالم وغیرہ تفاسیر مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ

عن ابن عباس قال لمّا امر النبی صلعم الناس بالهجرة الی المدینة فمنهم من يتعلق به اهله وولده، يقولون ننشدك بالله ان تضيعنا فيرق لهم فيقيم عليهم ويدع الهجرة فانزل الله عزوجل هذه الآية فقال مقاتل نزلت فی التسعة الذين ارتدوا عن الاسلام ولحقوا بمكة فنهی الله عن ولايتهم فانزل الله يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا آبائكم واخوانكم اولياء بطانة واصدقاء فتفشون اليهم اسرادكم و تؤثرون المقام معهم على الهجرة [illegible]

وسلم کو مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا حکم کیا ہوا تو بعض لوگون کو انکے گھر والے اور بچے لپٹ گئے اور خدا کا نام لیکر کہنے لگے کہ ہجرت اختیار کر کے ہمکو برباد نہ کرو اس سے اونکے دل نرم ہوگئے اور وہ ہجرت چھوڑ بیٹھے۔ اور مقاتل تابعی سے نقل کیا ہے کہ یہہ آتین اُن اشخاص کے حق مین نازل ہوئین ہین جو اسلام چھوڑ بیٹھے۔ اور مکہ مین جا رہے تھے۔ انکو خدا نے فرمایا ہے اپنے باپون اور بھائیون کو اپنا دوست نہ بناؤ [illegible]

ایسا ہی اور آیات قرآن مین جسمین کفار کے موالات و دوستی سے ممانعت وارد ہے

جیسے آیت۔ لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين (ال عمران ع ۳)۔

اور آیت۔ يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء (مائدہ ع ۸)

" لا تتخذوا بطانة من دونكم لا يألونكم خبالا ودوا ما عنتم (ال عمران ع)

" المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض (توبہ ع ۹)

پہلی آیت کی تفسیر مین عامہ مفسرین نے اسی دوستی کا کفر یا ممنوع ہونا بیان کیا ہے جو دین کفر کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام کو نقصان پہونچے۔ چنانچہ بعض مفسرین اسکا مورد نزول حاطب بن ابی بلتعہ اور اوسکی دوستی کو (جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے) ٹھہرایا ہے بعض نے ابو لبابہ بن عبد المنذر اور اس کے اس فعل کو کہ اوسنے آنحضرت کا بھید وارادہ

خاص خاص سببون سے اور خاص خاص حالتون مین ایسی دوستی جس سے دین اسلام یا مسلمانون کو نقصان پہونچے ترک کرنیکا حکم ہے نہ مطلقاً وبہرحال۔ یہہ مضمون کسی آیت

آپ کے دشمنون (یہود بنی قریظہ) کو بتایا تہا جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وکیل ہوکر انکے پاس گیا تہا۔ بعض نے یہودیون کی اس جماعت کو جو مسلمانون کے بہکانے کو آئے تہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

دیکہو معالم صفحہ ۱۵۳ وتفسیر کبیر وغیرہ صفحہ ۶۴۴

تفسیر کبیر مین بعض ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکہا ہے۔ مسلمان کا کافرون سے

واعلم ان کون المومن موالیا للکافر یحتمل ثلاثة اوجه احدها ان یکون راضیا بکفرہ ویتولاہ لاجله وهذا ممنوع منه لان کل من فعل ذلك کان مصوبا له فی ذلك الدین وتصویب الکفر کفر والرضا بالکفر کفر فیستحیل ان یبقی مومنا مع کونه بهذه الصفة وثانیها المعاشرة الجمیلة فی الدنیا بحسب الظاهر وذلك غیر ممنوع منه والقسم الثالث وهو کالمتوسط بین القسمین الاولین هو ان موالاة الکفار بمعنی الرکون الیهم والمعونة والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاد ان دینه باطل فهذا لا یوجب الکفر الا انه منهی عنه

دوستی کرنا تین قسم ہوسکتا ہے اول یہ کہ وہ اونکے دین (کفر) پر راضی ہو اور اس کفر کے سبب انکے دوست رہے یہہ دوستی کفر ہے کیونکہ اسمین کفر کو پسند کرنا اور اسپر راضی ہونا پایا جاتا ہے جو کفر ہے

قسم دوم یہ کہ انکے ساتھ بظاہر حسن معاشرت (یعنے خوش خلقی) سے پیش آئے یعنے دل سے اوسکے کفر کو برا سمجھے یہہ دوستی ممنوع نہین (چہ جائے کہ کفر ہو)۔

قسم سوم گویا ان دونو قسم کے بیچا بیچ مین ہے وہ یہہ ہے کہ کافرونکے دین کو برا سمجھ کر قرابت وغیرہ دنیاوی نظر سے انکا مددگار رہے۔ اور مسلمانون کے مقابلہ مین انکو مدد دے (جیسے

کسی آیۃ قرآنی سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر ایک کافر سے (خواہ وہ کیسا ہی بے شر بے ضرر اور مسلمانونکا محسن یا قرابتی ہو کسی قسم کی دوستی رکھنا گو دنیاوی جہت قرابت وغیرہ یا کسی اور مصلحت سے ہو اور دین اسلام یا اہل اسلام کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے) جائز نہین - اور اس سے مہاجرت اور عداوت واجب ہے -

اور جب ان آیات قرآنیہ سے ہر ایک کافر سے بہر حال اور بہر صورت میل جول ترک کرنے اور اسنے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نہ نکلا تو پھر ان آیات سے گنہگار مسلمانون سے مہاجرت کرنی اور اُنسے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نکالنا غلطی نہین تو کیا ہے ؟

کفر یا شرک ایسی بُری وصف ہے کہ اسکے ہوتے کافر یا مشرک کے صدہا بلکہ ہزارہا اوصاف حمیدہ (خوش خلقی رحم دلی صلہ رحمی وغیرہ) احکام آخرت مین کانْ لم تکن ہین - اور یہ امر نص قرآنی منقولہ حاشیہ سے ثابت و مسلم ہے وبہذا خدا تعالے نے دنیاوی احکام مین ان اوصاف کفار کو کانْ لم تکن نہین ٹہرایا اور بلحاظ ان اوصاف کے ان کافرون سے (حاطب بن ابی بلتعہ سے واقع ہوا) یہہ دوستی کفر نہین - پر ممنوع ہے کیونکہ اس دوستی کا انجام شاید یہہ ہو کہ وہ انکے دین کو بھی اچھا سمجھنے لگ جائے اور اپنے دین اسلام سے خارج ہو - اسیواسطے خدا تعالے اس قسم کی دوستی سے بھی منع کردیا اور (اسی پہلی آیت مین) صاف فرمادیا کہ جو انسے ایسی دوستی کریگا وہ خدا کا کوئی نہین ہے -

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا ۔ (سورہ ع ۱)

لان الموالاة بهذا المعنى قد تجر الى استحسان طريقته والرضاء بدينه وذلك يخرجه عن الاسلام فلاجرم هدد الله تعالى فيه فقال ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء (تفسیر کبیر ص ۶۲۵ جلد ۲)

یہہ کلام لائم الالتیام کا ہمارے بیان کا پورا موید ہو اور صاف مظہر ہے کہ کفار کی وہی دوستی کفر یا حرام اکبر جو اونکے دین کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام اور مسلمانون کو نقصان پہونچے نہ مطلق دوستی -

* یعنے کالعدم یا جیسے نہونگے

جنہین وہ اوصاف ہون حسن سلوک اور میل جول کا حکم دیا ہے - تو پہر کیا اسلام یا توحید وغیرہ حسنات و اوصاف حمیدہ اہل اسلام کا اوصاف حمیدہ کفار کے برابر بہی رتبہ نہین کہ ان اوصاف اہل اسلام کا دنیاوی احکام مین لحاظ نہ کرین - اور مسلمانون سے بہ نظر انکے اسلام یا توحید یا کسی وصف محمود کے حسن اخلاق سے پیش نہ آوین اور انسے میل جول نہ رکہین - یہہ تو کمال بے انصافی ہے جس مین کفر کی اسلام پر ترجیح اور کافرون کی مسلمانون سے احکام دنیوی مین تفصیل پائی جاتی ہے

ہمارے اخوان دین خصوصاً ہمارے عینی بہائے متبعین جو منبرون* پر بیٹہکر ان آیات کو مسلمانون پر لگاتے اور ان آیات کی دست آویز سے اونکو باہمی بغض وتہاجر کا سبق پڑہاتے ہین اس معروض کو غور و انصاف سے خیال مین لائین اور مسلمانون کو کافرون سے نیچے نہ گرائین اور اس بے انصافی یا غلطی سے باز آئین -

---

* ہمارے عینی اخوان اہلحدیث اکثر منبرون پر بیٹہکر آیات پڑہتے اور بدست آویز ان آیات کے اپنے اتباع کو اپنے علاتی بہائیون مقلدین سے (جنکو وہ بدعتی کہتے ہین جیسے کہ وہ انکو وہابی) تفرقہ (علیحدگی) کی وصیت کرتے ہین ایک دفعہ مظفرپور ترہٹ مین جمعہ کے خطبہ مین اس خاکسار نے سورہ حجرات کا وعظ کیا - اور اپنے عینی وعلاتی بہائیون کو فروعی اختلاف سے نظر اٹہا کر بنظر امور اتفاقیہ باہمی اتفاق وارتباط کا شوق دلایا تو جمعہ کے بعد ایک مولوی صاحب (جو مجہ سے دلی محبت و حسن ظنی رکہتے ہین اور مین انسے) منبر پر رونق افروز ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول (جو تیسری آیت مین منقول ہوا ہے) پڑہکر اس امر کے مثبت و مظہر ہوئے کہ جو تفرقہ اسوقت اہلحدیث و اہل تقلید مین برپا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے - مین امید کرتا ہون کہ وہ دوست ہمارے اس مضمون کو پڑہکر اب اپنے اس بیان کو واپسی اور رجوع کے لائق سمجہینگے - اور اس تفرقہ مرسومہ کو سنت ابراہیمی ہرگز خیال نہ کرینگے بلکہ اس تفرقہ کی نظیر سمجہینگے جو اہل کتاب مین ہے اور اس سے یہہ آیات مانع ہین (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینت) وغیرہ وغیرہ -

(تمسک احادیث و آثار مین ان حضرات کی غلطی کا بیان)

احادیث و آثار سے تمسک کرنے مین ان حضرات نے یہہ غلطی کی ہے کہ ایک جانب کی احادیث و آثار کو جنمین غضب تشدد پایا جاتا ہے) لے لیا اور دوسری جانب کی احادیث و آثار کو جنمین تخفیف و ترحم پایا جاتا ہے اور وہ بہ نسبت احادیث و آثار غضب و تشدد شمار مین بڑہکر ہین پس پشت ڈالدیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ ایک حدیث کے نصف حصہ کو لے لیا اور نصف باقے سے آنکھ کو بند کرلیا (جسکی نظر سے انکا حال اس مصرع کا مصداق ہورہا ہے ع حفظت شيئًا وغابت عنك اشياء۔ ومعہذا آنحضرت و صحابہ و تابعین کی نیت و اغراض اور انکے تہاجر کے نتایج کا اپنی بدنیت اور نفسانی اغراض اور مفاسد انگیز نتایج پر قیاس کیا۔ اور یہہ گمان کرلیا کہ جس بدنیت اور غرض فاسد سے ہم اہل اسلام سے بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین اسی غرض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رہ کیا کرتے تھے اور جو نتایج بدہمارے بغض و تہاجر سے پیدا ہوتی ہین وہی ان حضرات کے تہاجر کے نتایج تھے۔ غلط قیاس و گمان کی نظر سے یہہ حضرات اس بیت کے مخاطب و مصداق ہین

بیت

کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

احادیث و آثار متضمن تخفیف و ترحم کو جن سے ان حضرات نے چشم پوشی کر رکھی ہے ہم اپنے بیان کی تایید کے مقام مین گر ینگے

اسمقام مین آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین رہ کی نیات و اغراض اور اُنکے خشم و تہاجر کے نتایج مین اور ان حضرات کے بغض کے اغراض و نتایج مین فرق بیان کرتے ہین جس سے ان حضرات کے قیاس کی غلطی ثابت ہو۔

آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس خیال سے مہاجرت (ترک کلام

نہ کی تھی کہ وہ جرم تخلف (لڑائی تبوک* سے پیچھے رہجانے) کے سبب ایسا لائق بغض ہے کہ اس سے کلام کرنا جائز نہین رہا اور اس جرم کے مقابلہ مین اسکا کوئی عمل صالح (ایمان اسلام - نماز روزہ اور اس سے پہلے مشاہد مین آنحضرت صلعم کے ساتھہ ہونا اور مدد دینا) اس لائق نہین رہا کہ اس عمل کی نظر سے اس سے محبت کلام وسلام جائز ہو (جیسا

* تبوک ایک مقام کا نام ہے - جو شام کے جانب دمشق اور مدینہ کے بابین واقع ہے - تبوک

باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة وكانت آخر غزواته صلعم وكانت في شهر رجب سنة تسع قبل حجة الوداع ××× وكان السبب في ذلك ما ذكره ابن سعد في طبقاته وغيره ان المسلمين بلغهم من الانباط الذين يقدمون بالزيت من الشام الى المدينة ان الروم جمعت جموعا واجلبت معهم لخم وجذام وغيرهم من متنصرة العرب فندب النبي صلعم الناس الى الخروج واعلمهم بجهة غزوهم (قسطلانی صـ ٥٠٢ ح ٦)

قال الحلبي بلغ رسول الله صلعم ان الروم قد جمعت جموعا كثيرا بالشام وانهم قد موا مقدماتهم الى البلقا المحل المعروف انتهي وذكر بعضهم ان سبب ذلك ان متنصرة العرب كتبت لهرقل

کی لڑائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پولیٹکل (ملکی) اور ڈیفنسو (جوابی یا بالمقابل) لڑائیون مین سے آخری لڑائی ہے - سنہ ۹ھ مین یہہ واقع ہوئی جب آنحضرت صلعم کو تجار شام کے ذریعہ سے یہہ خبر پہونچی تہی کہ قیصر روم (ہرقل) وغیرہ سلاطین نے چالیس ہزار کی جمعیت کی ساتھہ مدینہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا ہے اور بنی لخم وجذام وغیرہ عرب کے عیسائیون نے بھی انکے ساتھہ اتفاق کر لیا ہے - اسوقت مدینہ اور اوسکے اطراف مین آب ودانہ کا ایسا قحط پڑا ہوا تہا کہ بعض لوگ اوجہریون سے گوبر نکال کر اسکا پانی نچوڑ کر پیتے اور لید مین سے اناج نکالکر کہاتے - اس ناچاری وناداری کی حالت مین آنحضرت صلعم اور انکے جان نثار اصحاب کو ڈیفنس (مدافعت) کے لیے نکلنا پڑا - جب آپ مقام تبوک تک پہونچے تو تمام ملک شام پر آپکا رعب چھا گیا

کہ اسوقت ایک گناہ کے مرتکب مسلمان کی نسبت خیال کیا جاتا ہے) اور نہ اس ترک کلامی
سے آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ اسکو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے اور اس سے
کبھی کوئی مسلمان نہ بولے نہ ہے - اور (معاذاللہ) جہنم سے ورے اُسکو کہین جگہہ نہ ملے
(چنانچہ اسوقت کے اہل مہاجرت ایک دوسرے کی مہاجرت سے یہی مقصود مدنظر رکہتے ہین)
بلکہ آنحضرت صلعم کی یہہ ترک کلامی عین محبت اور خیر خواہی پر مبنی تھی اور اس
سے غرض صرف کعب بن مالک اور دوسرون لوگون کی (جو ایسے نازک وقت مین
ایسی ناہمدردی کا قصد کرین) آیندہ کے لیے ہدایت و نصیحت اور اس ترک کلامی
کے ساتھہ آنحضرت صلعم اور اُن اصحاب نبوی کے (جنہون نے حضرت کعب سے ترک کلامی کی
تھی) دلون مین کعب بن مالک کی راسکے اسلام - ایمان نصرت اسلامی وغیرہ حسنات و
سوابق اسلامی کی نظر سے) ویسی ہی محبت تھی جیسے کہ انکے اور ہم رتبہ اصحاب و احباب سے
تھی اور اس جرم تخلف کے سبب کوئی انکو کافر نہ جانتا اور نہ اُنسی کافرون کی سے

لہذا بہت سے مخالفون نے جزیہ (ٹکس) دینا قبول کیا اور جس نے مقابلہ کیا وہ بھی شکست کھاکر تابع ہو گیا اور آپ نے فتحیاب ہوکر مدینہ کیطرف رجوع فرمایا - اسکی تفصیل کتب حدیث مین موجود ہے - اور

ان ھذا الرجل الذی خرج یدعی النبوۃ
ھلك واصابت اصحابہ سنون اھلکت
اموالھم فبعث رجلا من عظماءھم وجھز
معہ اربعین الفا (ھامش بخاری ص ۳۳)

اسکا خلاصہ ہم نے اندنون ایک رسالہ نظم فارسے "قصیدہ عظمی" نامی مین دیکھا ہے جو ایک
مشہور فاضل مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ متوفی سنہ ۱۲۴۳ ہجری کی تالیف ہے - اس رسالہ
مین فاضل مرحوم نے آنحضرت کی ڈیفنسو لڑائیون اور ذاتی حالات بابرکات کو
اس فصاحت سے بیان کیا ہے کہ اوسکی قدر وہی لوگ کر سکتے ہین جو اس فن کا مذاق
رکہتے ہین - وہ رسالہ اندنون چہہ جز کے حجم مین دہلی مطبع انصاری مین چہپا ہے اور دہلی حبش خان کے پہاٹک
کے پتہ سے بقیمت ۸ / (جو درحقیقت اسکی ایک بیت کی بھی قیمت نہین ہے) مولوی تلطف حسین صاحب سے ملسکتا ہے -

ذاتی دشمنی رکھتا (جیسا کہ اسوقت کا معمول ہے) اور اس ترک کلامی کا عرصہ پچاس شب تک طول پکڑنا اسلیے تہا کہ ایسے نازک وقت مین (جبکہ قیصر روم وغیرہ شاہان نے اسلام کی بیخ کنی کا ارادہ کر لیا تہا) ایسے معزز اہل اسلام کا نصرت اسلام سے پہلو تہی کرنا نہ صرف ایک معمولی جرم تہا بلکہ ایک ایسا سخت و سنگین جرم تہا جسکا فیصلہ بجز شہنشاہ حقیقی جل وعلے کسی کے اختیار مین نہ تہا لہذا آنحضرت صلعم اس مقدمہ مین حکم عدالت اعلے (وحی آسمانی) کے منتظر تہے اپنی تجویز سے کچھہ فیصلہ نہ کرنا چاہتے تہے گو دل سے بمقتضای "ابی رؤف رحیم" ہونے کے یہ امر چاہتے تہے کہ کعب بن مالک کا یہ قصور جلد معاف ہو اور وہ ظاہری مہاجرت بہی دور ہو۔

ہمارے اس دعوے پر علاوہ ان دلایل کے جنکو ہم مقام تایید مین ذکر کرینگے وہ صدہا نصوص قرآن و حدیث و دلائل ہین جنسے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہے کہ ایمان و اسلام کو بجز شرک و کفر کوئی گناہ باطل و بے اعتبار نہین کرتا اور اسلام و ایمان کی نظر سے مومن کی حب کسی گناہ کی نظر سے اسکے بغض کی نسبت کم رتبہ نہین ہے۔ کہ اسکے سامنے اسکا لحاظ نہ ہو اور خاصکر قصہ کعب بن مالک مین چندایسے واقعات اور دلائل موجود ہین جنسے ہمارے دعوے کا ہر ایک جز ثابت ہے۔ اول کعب بن مالک کا آنحضرت کی جماعت مین نماز پڑہنا۔ دوم آنحضرت کا کعب کو نظر بچا کر

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ (نساء ع ۱۸)

قال رسول اللہ صلعم من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسی عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل (مشکوۃ ص ۔)۔

قال رسول اللہ صلعم ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام الخ (مشکوۃ ص ۱)

دیکھتے رہنا (جو محبت و اخلاص کی دلیل ہے) سوم ابو قتادہ عمزاد بہائی کعب کا بجواب اس سوال کعب کے کہ کیا مین اللہ ورسول کا دوست (یعنے مسلمان) نہین ہون؟

٭ اس مضمون کی اور دو حدیثین صفحہ (۳۶۵) مین مرقوم ہونگی انشاء اللہ تعالے

اسکے اسلام سے انکار نہ کرنا۔ **چہارم** آنحضرت صلے اللہ کا کعب کو طلاق زوجہ کا (جو بحالت کفر زوج لازم ہے) حکم نہ دینا۔ **پنجم** جناب باری سے حضرت کعب کے قصور معاف ہونے پر آنحضرت صلعم کا خوش ہونا اور اس خوشی سے آپکے چہرہ کا لعل لعل ہو جانا **ششم** بمجرد معافی قصور آنحضرت صلعم کے اصحاب کا کعب کو بشاشت و بشارت سے پیش آنا۔ وغیرہ وغیرہ جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انکے دل مین انکا بغض ہرگز نہ تھا صرف بحسب ظاہر بنظر ہدایت و مصلحت ترک کلامی تھی

اس بیان کی تصدیق و تائید مین ہم حدیث قصہ کعب کا ایک حصہ نقل کرتے

ونهى رسول الله صلعم المسلمين عن كلامنا ايها الثلاثة من بين تخلف عنه فاجتنبنا الناس وتغيروا لنا حتى تنكرت في نفسي الارض فما هي التي اعرف فلبثنا على ذلك خمسين ليلة فاما صاحباي فاستكانا و قعدا في بيوتهما يبكيان واما انا فكنت اشب القوم واجلدهم فكنت اخرج فاشهد الصلاة مع المسلمين واطوف في الاسواق ولا يكلمني احد وآتي رسول صلعم فاسلم عليه وهو في مجلسه بعد الصلوة فاقول في نفسي هل حرك شفتيه برد السلام على ام لا ثم اصلي قريبا منه فاسارقه النظر فاذا اقبلت على صلاتي اقبل الي واذا التفت نحوه اعرض عني حتى اذا طال على ذلك

ہین۔ آپ نے تبوک کی لڑائی سے اپنا اور دو اپنے اور ساتھیون (مرارہ اور ہلال) کا جو بدر کی لڑائی مین حاضر ہو چکے تھے پیچھے رہنا اور آنحضرت صلعم کا جنگ سے فارغ ہو کر مدینہ مین واپس تشریف لانا اور منافقون کا جھوٹے عذر کرکے جرم تخلف سے بری ہو جانا اور اپنا اور اپنے ان ساتھیون (مرارہ اور ہلال) کا راست حال کہکر معترف تقصیر ہونا بیان کرکے فرمایا کہ ہم نے سچ سچ کہدیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ تمہارا فیصلہ خدا تعالے آپ کریگا۔ اور لوگون سے کہدیا کہ خاصکر ان تینون سے کوئی نہ بولے۔ لہذا لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور ایسے بے پہچان ہوئے

من جفوة الناس مشیت حتی تسورت جدار حائط ابی قتادة وهو ابن عمی واحب الناس الی فسلمت علیه فوالله ما رد علی السلام فقلت یا ابا قتادة انشدك بالله هل تعلمنی احب الله و رسوله فسکت فعدت له فنشدته فسکت فعدت له فنشدته فقال الله و رسوله اعلم ففاضت عینای و تولیت حتی تسورت الجدار حتی اذا مضت اربعون لیلة من الخمسین اذا رسول رسول الله صلعم یاتینی فقال ان رسول الله یامرك ان تعتزل امرءتك فقلت اطلقها ام ماذا افعل قال لا بل اعتزلها و لا تقربها و ارسل الی صاحبی مثل ذلك فقلت لامرءتی الحقی باهلك فتکونی عندهم حتی یقضی الله فی هذا الامر فلبثت بعد ذلك عشر لیال حتی کملت لنا خمسون لیلة من حین نهی رسول الله صلعم عن کلامنا فلما صلیت صلوة الفجر صبح خمسین لیلة و انا علی ظهر بیت من بیوتنا فبینا انا جالس علی الحال التی ذکر الله قد ضاقت علی نفسی و ضاقت علی الارض بما رحبت

کہ ہمکو وہ زمین جہان مین ہم رہتے تہے اجنبی معلوم ہونے لگے میرے وہ ساتھی تو رو رو کر عاجز ہو گئے اور گھر مین بیٹھہ رہے مین جوان اور قوی تہا گھر سے باہر نکلتا اور مسلمانون کی جماعت نماز مین ہوتا اور بازارون مین پہرتا پر مجہہ سے کوئی نہ بولتا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر آپکو سلام کہتا تو دلمین خیال کرتا کہ شاید آپ نے جواب مین لب ہلائے ہین یا نہین پہر مین آپکے پاس کھڑا ہوکر نماز پڑہتا اور تنظر چرا کے آپکی طرف دیکہتا جب مین نماز کیطرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف توجہ فرماتے اور جب مین آپکی طرف التفات کرتا تو آپ مونہ پہیر لیتے - جب لوگون کی عدم توجہی نے طول کہینچا تو مین اپنے چچازاد بہائی ابو قتادہ کے باغ مین دیوار پر سے کود کر (یعنے دروازہ سے بچکر) پہنچا مین نے اسکو سلام کیا تو اوس نے جواب نہ دیا - مین نے اسکو دو دفعہ کہا کیا مین خدا و رسول کا دوست (یعنے مسلمان نہین ہون

سمعت صوت صارخ اوفی علی جبل سلع
باعلی صوته یا کعب بن مالک ابشر قال فخررت
ساجدا وعرفت ان قد جاء فرج و اذن رسول
الله صلعم بتوبة الله علینا حین صلی صلوٰة
الفجر ××× وانطلقت الی رسول الله صلعم
فتلقانی الناس فوجا فوجا یھنئونی بالتوبة
یقولون لتھنك توبة الله علیك قال
کعب حتی دخلت المسجد فاذا رسول الله
صلعم جالس حوله الناس فقام الی طلحة
بن عبید الله یھرول حتی صافحنی وھنانی
والله ما قام الی رجل من المھاجرین غیره
ولا انساھا لطلحة قال کعب فلما سلمت علی
رسول الله صلعم قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم وھو یبرق وجهه من السرور ابشر
بخیر یوم مر علیك منذ ولدتك امك
قال قلت امن عندك یا رسول الله ام من عند الله قال لا بل
من عند الله وکان رسول الله صلعم اذا
سر استنار وجهه حتی کانه قطعة قمر
وکنا نعرف ذلك منه (بخاری ص ۶۳۶)

تو اُسنے جواب مین کہا خدا اور رسول بہتر جانتے
ہین - مین یہہ سنکر روپڑا اور اسیطرح دیوار
کو کودکر باہر نکلا - اسی حالت پر چالیس راتین
گذر گئیں تو آنحضرت صلعم کا وکیل میرے
پاس پہنچا اور اوسنے آپکا یہہ حکم سنایا کہ
تو اپنی عورت سے جدا ہو جا مینے پوچھا
کیا مین اسکو طلاق دیدون تو اُسنے کہا کہ
طلاق نہ دے صرف اس سے علیحدہ رہ -
یہی حکم آنحضرت صلعم کا میرے اُن دونو
ساتھیون کو پہنچا - ×××××× اُسکے
بعد دس روز اَور گذرے تو پچاسوین رات
کی صبح کو مینے ایک شخص کو ایک پہاڑی پر
پکارتے ہوئے سُنا کہ اے کعب خوشخبری
لے یہہ سنکر مین سجدہ شکر مین گرپڑا - اور
مین نے جان لیا کہ خدا کیطرف سے خوشی کی
خبر آئی ہے - اور آنحضرت صلعم نماز
فجر کے بعد ہماری توبہ قبول ہونیکی خبر لوگون
کو سنائی - مین یہہ سنکر آنحضرت صلعم کیطرف
چلا تو راستہ مین لوگ فوج فوج مجھہ سے
ملتے اور مبارکباد دیتے - مین مسجد مین داخل ہوا تو طلحہ نے میرا استقبال اور مصافحہ
کیا اور مبارکباد دی - جب مین نے آنحضرت صلعم کو سلام کیا تو آپکا چہرہ مبارک خوشی سے

چمکتا تھا جیسا چاند کا ٹکڑا آپ نے مجھے مژدہ سنایا اور فرمایا آج کے دن کی تجھے بشارت ہو جو تیری پیدایش کے دنوں سے تیرے لیے بہتر ہے"۔

یہی نیت و غرض و نتیجہ حضرت عمار بن یاسر اور گنبد والے صحابی کو آنحضرت صلعم کے جواب سلام نہ دینے اور حضرت زینب سے کلام ترک کرنے کا تھا کہ ان حضرات کو ہدایت اور ناظرین و سامعین کو عبرت حاصل ہو اور آیندہ کوئی ایسا کام نہ کرے یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتی کہ آنحضرت صلعم ان حضرات سے ان افعال کے سبب ایسا بغض رکھتے تھے کہ اونکو لائق کلام نہ سمجھتے ہوں اور انکے افعال کے مقابلہ مین انکے ایمان اسلام وغیرہ حسنات کو اس لائق نہ سمجھتے کہ اونکی نظر سے اُنسے محبت و سلام و کلام جائز ہو۔ یہہ بات کہنا تمام شریعت کو الٹ دینا ہے اور اصول کو تابع فروع کرنا جسپر کوئی مومن اہل علم عمداً جرأت نہین کرسکتا۔ بلکہ اُسکے برخلاف ہر ایک اہل علم کو اسی امر کا اعتقاد ہے کہ ایمان و اسلام کے برابر کوئی عمل لائق لحاظ نہین ہے۔ اور گناہ (کبائر کیون نہ ہون) جب ایمان کو باطل نہین کرتے۔

اس بیان سے پہلی چار حدیثون سے تمسک کرنے مین ان حضرات کی غلطی ثابت ہوئی۔ پانچوین حدیث مین ان حضرات نے یہہ غلطی بلکہ مغالطہ دہی کی ہے کہ اسکے نصف حصہ کو لیا ہے اور نصف حصہ کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ اور آیۃ "اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ" کے وعید کا کچھ خیال نہین فرمایا۔ اس حدیث کا پہلا حصہ یہہ ہے کہ سب عملون سے بہتر عمل خدا کے لیے محبت کرنا ہے دوسرا حصہ خدا کے لیے بغض کرنا۔ ان حضرات نے اہل ایمان سے بعض اعمال بد یا عقاید غلط کی نظر سے بغض اختیار کرنے مین دوسرے حصہ حدیث پر تو بیشک عمل کیا مگر اوسکے پہلے حصہ کو (جسمین نیکون کی نظر سے حب کا ارشاد ہے)

پس پشت ڈالدیا۔

اسپر ہم ان حضرات سے سوال کرتے ہین کہ کیا ان لوگون مین جنسے وہ تبغض رکہتے ہین کوئی نیکی نہین جسکی نظر سے وہ حب کا محل ہوسکین۔ کیا انکا لا الہ الا اللہ کہنا اور آنحضرت صلعم کو رسول برحق جاننا۔ نمازین پڑہنا۔ روزے رکہنا۔ حج کرنا۔ وغیرہ وغیرہ نیک اعمال نہین ہین۔ یا اس گناہ کے مقابلہ مین جسکی نظر سے ان لوگون سے بغض کیا جاتا ہے انکا ایمان اسلام نماز روزہ باطل و بیکار و ناقابل اعتبار و شمار ہے۔

شق اول کا تو امید ہے کوئی قائل نہوگا اور یہہ دعوے نکریگا کہ ایمان و اسلام و نماز و روزہ نیک اعمال نہین شاید ہمارے جواب مین یہہ حضرات شق دوم اختیار کرین اور یہہ کہین کہ گناہ اور اعتقاد بدعت کے ساتہہ ایمان و اسلام کا کچھہ اعتبار نہین اور اسکی تائید مین وہ ان احادیث کو پیش کرین جنمین بعض اعمال بد (زنا۔ چوری وغیرہ) کے مرتکب کا ایمان سے خارج ہونا یا بعض اہل بدعت* (خوارج۔ قدریہ۔ جبریہ۔ زیدیہ وغیرہ) کا دین سے خارج ہونا بیان ہوا ہے۔

اسکا جواب ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴ مین بضمن مضمون "کفر و کافر" مفصل و مدلل ادا کر چکے اور اسمین ثابت کر چکے ہین کہ بجز کفر و شرک معروف**

---

* اس مضمون کی احادیث مع جواب بصفحہ (۳۶۶ وغیرہ) منقول ہونگے۔

** کفر و شرک معروف وہ ہے جسکو خود شارع نے صاف صاف کفر و شرک ٹہرایا ہے اور اسپر خلود فی النار و عدم مغفرت کا ڈرسنایا ہے۔ نہ وہ کفر جو اہل اسلام بات بات مین ایک دوسرے پر لگاتے ہین۔ انکا تجویزی و خانہ ساز کفر و شرک موجب حبط اعمال و مبطل ایمان نہین ہے۔

کوئی عمل یا عقیدہ ایمان کو باطل وبیکار نہین کرتا اور اہل بدعت (خوارج - قدریہ جبریہ وغیرہ) اہل سنت کے نزدیک کافر نہین ہین اور مسلمان کو کسی گناہ یا بدعت کے سبب کافر کہنا معتزلہ وخوارج کا مذہب ہے اور جن احادیث مین بعض اعمال (زنا - چوری - وغیرہ) کے مرتکب کو کافر یا خارج از ایمان کھا گیا ہے اونکے مقابلہ مین ایسی بھی احادیث موجود ہین جنسے اوسکا مسلمان رہنا ثابت ہی - اس مضمون کو پڑہکر امید ہے یہہ حضرات اہل فسق وبدعت کو کافر نہ کہین گے اور اونکے ایمان واسلام کو ناقابل اعتبار وشمار نہ ٹھراوینگے - اس مقام مین ہم چند اور آیات واحادیث اس جواب کی تائید مین نقل کرتے ہین اور اُن احادیث کا جنمین بعض اہل بدعت کو خارج از دین کھا گیا ہے اور اوسی مضمون "کفر وکافر" مین تعرض نہین ہوا ہے جواب دیتے ہین

سورۂ بقرہ مین ارشاد ہے کہ جو طاغوت (معبود باطل) سے منکر ہوا اور خدا پر ایمان لایا اوسنے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جسکو ٹوٹنا نہین -

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا (سورۃ بقرۃ ع ۳۴)

پہر اس ایمان کی تفسیر مین اوسی سورہ کے اخیر مین فرمایا کہ رسول اور ایمان والے اسپر ایمان لائے جو رسول کیطرف اترا سبہی خدا پر اور اوسکے فرشتون پر اور کتابون اور رسولونپر ایمان لائے یہہ کہکر کہ ہم کسی رسول کو جدا نہین کرتے -

اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ (سورۃ البقرۃ ع ۴۰)

حضرت عثمان رض سے روایت ہے کہ آپ کو آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد نجات کی نسبت بڑا غم وتردد لاحق ہوا

عن عثمان رض قال ان رجالا من اصحاب

النبی صلعم حین توفی حزنوا علیہ حتی
کاد بعضہم یوسوس - قال عثمان وکنت
منہم - فبینا انا جالس م علی عمر وسلم فلم
اشعر بہ فاشتکی عمر الی ابی بکر رض ثم اقبلا
جمیعا حتی سلما × × قال عثمان توفی اللہ
نبیہ صلعم قبل ان نسئل عن نجات ھذا الامر
قال ابو بکر قد سئلتہ عن ذلک × × قال
رسول اللہ صلعم من قبل منی الکلمۃ التی
عرضتہا علی عمی فردھا فہی لہ نجاۃ (رواہ
احمد) (مشکوۃ ص ۶)

اسمین آپ ایسے مستغرق ہوئے کہ حضرت
عمر فاروق رض کے سلام کا جواب نہ دے
سکے وہ حضرت ابو بکر رض کے پاس شاکی
ہوئے - پہر دونو حضرت ملکر آئے تو آپ
نے اوس غم و تردد کا یہ سبب بیان کیا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے
اور ہم نے آپ سے نجات کی بابت نہ پوچہا
صدیق اکبر رض نے فرمایا مینے آنحضرت ص
سے یہہ سوال کیا تہا آپ نے فرمایا - جو مجھ
سے وہ کلمہ جو مینے اپنے چچا ابو طالب کے
سامنے پیش کیا تہا اور جسنے رد کردیا تہا قبول کرلے وہ اوسکے لیے نجات ہی -
اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن ایک شخص کے ننانوے دفتر

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان اللہ سیخلص رجلا
من امتی علی روس الخلائق فینشر علیہ
تسعۃ وتسعین سجلا کل سجل مثل مد
البصر ثم یقول اتنکر من ھذا شیئا
اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یارب
فیقول افلک عذر قال لا یارب فیقول
بلی ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم
علیک الیوم فتخرج بطاقۃ فیہا اشہد

(اعمال بد) کے کہولے جاوینگے جو دراز ی
مین ایسی ہونگے جیسے نگاہ - پہر اوس سے
خدا تعالے پوچھیگا - تو اُنمین سے کسی
عمل کا منکر ہے - ہماری فرشتون (کراماً
کاتبین) نے کچہہ تجہپر (ناحق لکہنے سی)
ظلم کیا ہے ؟ وہ کہیگا نہین - تو اس سے
خدا تعالے فرمائیگا تجہے ان اعمال بد کی
بابت کچہہ عذر کرنا ہے وہ کہیگا نہین تو
خدا تعالے فرمائیگا کیون نہین ہمارے

ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فیقول احضرو زنک فیقول یا رب ما ھذہ البطاقۃ مع ھذہ السجلات فیقول انک لا تظلم۔ قال فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اسم اللہ شیء ھذا حدیث حسن غریب (رحیا مع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۹)

پاس تیرے ایک نیکی بھی ہے اور آج تجھہ پر ظلم نہ ہوگا پھر ایک ورق اوسکے اعمال نامہ سے ایسا نکالا جاویگا جسپر کلمہ لکھا ہوگا اور اس شخص کو حکم ہوگا آ اپنے وزن اعمال کو دیکھہ۔ وہ عرض کریگا یہ ایک ورق ان دفترون کے مقابلہ مین کیا حقیقت رکھتا ہے خداتعالے فرمائیگا تجھپر ظلم نہ ہوگا پھر ان سب دفترون کو میزان کی ایک طرف اور اس ورق کو ایک طرف رکھکر وزن کیا جاویگا تو وہ ورق وزن مین بھاری نکلے گا۔ خدا کے نام کے برابر کسی عمل بد کا وزن نہ ہوگا۔

اس قسم کی آیات واحادیث جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نجات کا مدار توحید و ایمان ہے جسکو کوئی عمل یا اعتقاد (جو صریح کفر نہو) باطل نہین کرتا) اور بہت ہین از انجملہ ایک آیۃ (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ) اور دو حدیثین اسی مضمون مین (صفحہ ۳۵۸) منقول ہو چکی ہین۔

(اہل بدعت کو دین سے خارج کرنے والی حدیثونکا جواب)

احادیث

اس قسم کی حدیثین جنسے اہل اسلام خصوصًا اہل حدیث اپنے مخالف اشخاص کے ایمان کا بے اعتبار ہونا نکالتے ہین بہت سی اونکے زبان زد ہین۔ از انجملہ ایک

یقرؤن القران لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ یقتلون اھل الاسلام و

یہ حدیث ہے (جو ان سب مین سے صحیح ہی اور وہ خوارج کے حقمین وارد ہے) کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ قرآن پڑہین گے جو

یدعون اهل الاوثان قتلهم قتل عاد

انکے حلق سے متجاوز نہ ہوگا وہ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسا شکار سے تیر ہین انکو پاؤن تو ایسا مارون جیسے قوم عاد ماری گئی۔

دوسری حدیث یہ کہ زیدیہ اس امت کے مجوس ہین وہ بیمار ہوجائین تو انکی

الزیدیة مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم

بیمار پرسی نکرو۔ مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو۔

تیسری حدیث یہ کہ میری امت مین دو گروہ ایسے ہین جنکا اسلام مین کچھ

صنفان من امتی لیس فی الاسلام نصیب القدریة والمرجیة۔

حصہ نہین۔ ایک قدریہ دوسرے مرجیہ۔

چوتھی حدیث یہ کہ ہر امت مین مجوس ہوتے ہین اس امت محمدیہ کے مجوس

ان کل امة مجوسًا وان مجوس هذه الامة القدریة والمرجیة فلا تعودوهم ان مرضوا ولا تصلوا علیهم ان ماتوا

قدریہ اور مرجیہ ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکو نہ پوچھو مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو۔

اسی مضمون کی اور چند احادیث ہین جنکا ذکر عبارات موئیدہ جواب مین آئیگا

جواب

اُن احادیث کا (بجز حدیث اول) ایک جواب تو یہہ ہے کہ یہ حدیثین صحیح نہین اور نہ اس لائق ہین کہ اُنکی دستاویز سے کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر کہا جائے اور ان عقاید کے سبب جنکی اِن احادیث مین مذمت ہے انکی اقرار اسلام و ایمان کو بے اعتبار ٹہرایا جائے۔

شیخ محمد بن طاہر صاحب مجمع البحار نے اپنے تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے

فی المقاصد الزیدیة مجوس هذه الامة

کہ مقاصد حسنہ مین ہے زیدیہ کی مجوس

لم اره ولكن عند جماعة بلفظ القدرية القزويني القدرية مجوس هذه الامه ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم - موضوع - وكذا صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام نصيب القدرية والمرجية - وفي الوجيز ان لكل امة مجوسًا وان مجوس هذه الامة القدرية فلا تعودوهم اذا مرضوا و لا تصلوا عليهم اذا ماتوا - فيه جعفر بن الحارث ليس بشيء قلت وثقه ابن عدي وقال البخاري في حفظه شيء يكتب حديثه والحديث ورد بهذا اللفظ عن حذيفة وجابر وابن عمر وبعض اسانيده على شرط الصحيح - وفي الخلاصة حديث صنفان من امتي الخ موضوع - وهكذا حديث من انتهر صاحب بدعة ملاء الله امنًا وايمانًا موضوع وفي الذيل اذا رايتم صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه فان الله يبغض كل مبتدع ولا يجوز احد منهم الصراط ولكن يتهافتون في النار

ہونے کی حدیث مین نے کہین نہین دیکھی - ولاکن ایک جماعت نے بجائے زیدیہ لفظ قدریہ کے ساتھہ اسکو ذکر کیا ہی قزوینی نے کہا ہے یہ حدیث جسمین قدریہ کو مجوس کہا ہے موضوع (بناوٹی) ہے ایسی ہی وہ حدیث جسمین دو قسم کا جنکا اسلام مین کچھہ حصہ نہین ذکر ہے - وجیز مین کہا ہے کہ جس حدیث مین قدریہ کو مجوس کہا ہے اسکا راوی جعفر بن حارث ہے جو لاشے (نکما) ہے - مین کہتا ہون (شیخ ابن طاہر فرماتے ہین) جعفر کو ابن عدی نے ثقہ کہا ہے اور امام بخاری نے اسکے حق مین کہا ہے کہ اسکے حافظہ مین نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جاسکتی ہے اور یہہ حدیث حذیفہ و جابر و ابن عمر وغیرہ سے مروی ہے اور اسکے بعض اسانید صحیح کی شرط پر ہین - خلاصہ مین ہے وہ حدیث جسمین دو قسم کا ذکر ہے موضوع ہے - ایسے ہی یہ حدیث کہ جو اہل بدعت کو جھڑکے اسکو خدا امن و ایمان سے بھر دیتا ہی - موضوع ہی -

فیه ابراهیم بن هدیة کذاب اذا مات
صاحب بدعة فقد فتح فی الاسلام
فتح فیه ثلثة غیر مرضیین لو ان صاحب
بدعة ومکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا
محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظر الله فی
شیء من امره حتی یدخله جهنم فیه کثیر
بن سلیم مضعف متروک وقیل واضع
ویحیی بن المبارک مجهول وفی المختصر ان
الله یغضب اذا مدح الفاسق الجماعة
من اکرم فاسقا فقد اعان علی هدم
الاسلام لابن عدی والطبرانی وابی نعیم
ولفظهم من وقر صاحب بدعة والکل ضعیف
او موضوع کما قال ابو الفرج -
(تذکرہ موضوعات ابن طاهر)

ذیل مین ہے کہ حدیث جب تم بدعتی
کو دیکھو تو اُس سے ترشروی کے ساتھہ
پیش آو کیونکہ خدا بدعتیون سے دشمنی کہتا
ہے اور انمین سے کوئی پلصراط سے پار
نہ ہوگا وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے
اسمین ایک راوی ابراہیم ہے جو
بڑا دروغ گو تہا۔ اور یہہ حدیث کہ جب
کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام کی ایک فتح ہوتی
ہے" اسمین تین ایسے راوی ہین جو پسندیدہ
نہین ہین۔ اور یہہ حدیث کہ اگر کوئی بدعتی
یا تقدیر کا [illegible] مظلوم ہوکر حجر اسود اور
مقام ابراہیم کے مابین ثواب کی نیت پر محبوس
ہوکر مارا جاوے تو خدا اوسکے کسی عمل
کو نہ دیکھیگا جب تک کہ اوسکو جہنم مین
داخل نہ کرلے"۔ اسمین ایک راوی تو سلیم ہے جو نہایت ضعیف اور متروک ہے
اور بقول بعض ائمہ بھی ہے حدیث کا بنانے والا ہے۔ اور دوسرا یحیی بن مبارک ہے جو مجہول
الحال ہے مختصر مین ہے کہ خدا تعالے خفہ ہوتا ہے جب فاسق (گنہگار) کی تعریف
ہوتی ہے۔ جس نے کسی فاسق کی تعظیم کی اوسنے اسلام کے ڈہانے پر اوسکو مدد
دی ابن عدے وغیرہ کی روایت مین یون آیا ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اوسنے
اسلام کو ڈہا دینے مین اوسکو مدد دی یہہ سب حدیثین موضوع ہین یا
ضعیف چنانچہ امام ابوالفرج ابن جوزی نے فرمایا ہے۔

اور امام محمد بن علی شوکانی نے اپنی تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے یہہ حدیث کہ

حدیث صنفان من امتی لا ینالہما شفاعتی
المرجئۃ والقدریۃ قیل یا رسول من القدریۃ
قال قوم یقولون لا قدر - قیل فمن المرجیۃ
قال قوم یکونون فی اخر الزمان اذا سئلوا
عن الایمان قالوا نحن مومنون ان شاء
اللہ تعالی رواہ الجوزقانی عن انس
مرفوعا وھو موضوع وآفتہ مامون
بن احمد السلمی - وشیخہ عبداللہ بن
مالک السعدی -

حدیث ما کانت زندقۃ الا واصلہا
التکذیب بالقدر رواہ الحارث نے
مسندہ عن ابی ہریرۃ مرفوعا وابن
عدی عن سھل بن سعد مرفوعا وھو موضوع
وآفتہ یحیی بن کثیر قال فی اللآلی لہ شواھد
ثم ذکرھا - حدیث المرجیۃ والقدریۃ
والروافض والخوارج یسلب منھم ربع
التوحید فیلقون اللہ کفارا خالدین
مخلدین فی النار - رواہ ابن حبان عن
انس مرفوعا وھو موضوع وفی اسنادہ
محمد بن یحیی بن رزین وھو دجال یضع -

میری امت مین دو قسم ایسے ہین جو میری
شفاعت نپاوینگے قدریہ جو تقدیر کے
منکر ہین مرجیہ جو اپنے اپکو مومن کہنے
کے وقت انشاء اللہ تعالے کہتے ہین"
اس حدیث کی آفت (جس
سے یہہ بلا پیدا ہوئی ہے)
مامون بن احمد سلمی ہے اور
اوسکا اوستاد عبد اللہ بن مالک
سعدی -

یہہ حدیث کہ جو کفر (چھپا ارتداد) ہے
اسکی جڑہ تقدیر کو جھٹلانا ہے جسکو
حارث نے اپنی مسند مین بروایت
ابو ہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا ہے اور ابن عدی نے بروایت
سہل بن سعد موضوع ہے - اسکی آفت
یحیی بن کثیر ہے - لآلی مین (امام سیوطی
نے) لکھا ہے کہ اس حدیث کے شواہد و
موید اور روایات بھی ہین پھر انکو
ذکر کیا ہے*

یہہ حدیث کہ مرجیون قدریون رافضیون

* یہ ان شواہد کا نمونہ صفحہ آئندہ مین آیا ہے جو ہرگز لائق لحاظ نہین ہے -

(الفوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ للشوکانی) -

اور خارجیون سے انکی توسید چھین لیجاویگی اور وہ کافر ہوکر خدا کو ملین گے اور ہمیشہ دوزخ مین رہینگے" ابن حبان نے بروایت انس آنحضرت صلعم سے نقل کی ہے اور وہ موضوع ہے اسکی سند مین ایک یحیی بن زرین راوی ہے جو دجال تھا حدیث وضع کیا کرتا -

قدریہ کو مجوس کہنے والی حدیث کے موضوع ہونے مین جو شیخ ابن طاہر نے گفتگو کی ہے یہہ در اصل امام سیوطی کی گفتگو ہے جو موضوعات ابن الجوزی کی تعقبات مین انہون نے کی ہے - انکا اصل کلام یہ ہے جو اصل کتاب امام سیوطی سے نقل

قلت جعفر وثقہ ابن عدی فقال لم ار فی حدیثہ منکرا وارجوانہ لاباس بہ وقال البخاری فی حفظہ شئ یکتب حدیثہ والحدیث ورد بھذا للفظ من حدیث حذیفۃ اخرجہ ابوداؤد وجابر بن عبد اللہ اخرجہ ابن ماجہ وابن عمر اخرجہ فلان فلان باسانید بعضھا علی شرط الصحیح (تعقبات سیوطی)

کیا جاتا ہے - "جعفر (اسحدیث کے روای) کو عدی نے ثقہ بتایا ہے چنانچہ کھا ہے مین نے اسکی حدیثون مین منکر حدیث نہ پائی اور مین امید کرتا ہون کہ وہ برا نہین امام بخاری نے کھا ہے کہ اسکے حافظہ مین کچھہ نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے" اور یہہ حدیث ان ہی الفاظ سے بروایت حذیفہ (جسکو ابوداؤد نے نقل کیا ہے) اور بروایت جابر بن عبد اللہ (جسکو ابن ماجہ لایا ہے) مروی ہے ایسا ہی بروایت ابن عمر جسکو فلان فلان امام اپنی کتابون مین ایسی سندون سے لائے ہین کہ انمین بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین"

امام سیوطی (یا ابن طاہر) کی اس کلام سے گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو مگر اس سے اسحدیث کا صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا - اور نہ اس کلام سے

ان حضرات کا یہہ مقصود معلوم ہوتا ہی کیونکہ جو اسمین جعفر کی توثیق منقول ہے وہ حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہین - اِن الفاظ سے کہ فلان راوی برا نہین یا اوسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے کسی راوی کی توثیق دوسرے مرتبہ کی توثیق ہے جو صحت حدیث کے لیے کافی نہین -

امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے - توثیق کا دوسرا مرتبہ امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کسیکی حق مین یہہ الفاظ کہے جاوین تو اوسکی حدیث لکھی جاتی ہے پر اوسکو دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ لائق قبول ہے یا نہین - مین (ابن الصلاح) کہتا ہون اسکی وجہ یہہ ہے کہ یہہ الفاظ راوی کا ضابطہ ہونا جو صحت حدیث کے لیے شرط ہے نہین بتاتی لہذا اسکو دیکھنا اور امتحان کرنا پڑتا ہے -

قال ابن ابی حاتم اذا قیل انہ صدوق او محلہ الصدق او لا باس بہ فھو ممن یکتب حدیثہ و ینظر فیہ وھی بمنزلۃ الثانیۃ قلت ھذا کما قال لان ھذہ العبارات لا تشعر بشریط الضبط فینظر فی حدیثہ و یختبر حتی یعرف ضبطہ (مقدمہ ابن الصلاح)

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ یہہ دوسرے مرتبہ کی توثیق حکم مین پہلے اور دوسرے مرتبہ جرح کے برابر ہے - پہلے اور دوسرے بلکہ تیسرے مرتبہ کی جرح والون کی حدیث بھی نظر و امتحان کرنے کی نیت سے لکھی جاتی ہے - چنانچہ امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے الفاظ جرح کے بھی کئی مراتب ہین پہلا مرتبہ کسیکی حق مین یہہ کہنا کہ اسکی حدیث نرم ہوتی ہے - امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کسیکو نرم حدیث والا کہین تو اسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے

واما الفاظھم فی الجرح فھی ایضا علی مراتب اولاھا قولھم لین الحدیث قال ابن ابی حاتم اذا قالوا فی الرجل لین الحدیث فھو ممن یکتب حدیثہ و ینظر فیہ اعتبارا قلت و سال حمزۃ بن یوسف السہمی

ابا الحسن الدارقطنی الامام فقال اذا قلت فلان لین ایش ترید بہ قال لا یکون ساقطاً متروک الحدیث ولکن مجروحاً بشئی لا یسقط عن العدالۃ - الثانیۃ قال ابن ابی حاتم اذا قالوا لیس بقوی فھو بمنزلۃ الاولی فی کتب حدیثہ الا انہ دونہ الثالثۃ قال اذا قالوا ضعیف الحدیث فھو دون الثانی لا یطرح حدیثہ بل یعتبر بہ - (مقدمہ ابن الصلاح)

اور اوسمین نظر کیجاتی ہے - امام دارقطنی سے حمزہ نے پوچھا نرم کہنے سے تمہاری کیا مراد ہوتی ہے انہون نے کہا اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ راوی ایسا گراہوا نہین کہ اوسکی حدیث متروک ہو بلکہ وہ کسی قدر مجروح ہوتا ہے - دوسرا مرتبہ جب کسیکو یہہ کہین کہ وہ قوی نہین ہے تو وہ بھی پہلے مرتبہ کے حکم مین ہے اسکی حدیث بھی لکھی جاتی ہے پر وہ اول سے کم رتبہ ہے - تیسرا مرتبہ کسیکو یہہ کہنا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے یہہ دوسرے مرتبہ سے بھی کم ہے پر حدیث اسکی متروک نہوگی نظر کرنے لیے لکھی جائیگی -

ان تصریحات ائمہ کو دیکھنے والے یقین کرسکتے ہین کہ جس قسم کی ابن عدی یا امام بخاری نے جعفری کی توثیق کی ہے یہہ بہتر کہ جرح ہے صحت حدیث کے لیے کافی نہین -

اور جو امام سیوطی نے ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ کا اسحدیث کو حذیفہ و جابر بن عبد اللہ و ابن عمر وغیرہ سے روایت کرنا بیان کیا ہے اس بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی - آن حضرات کو خوب معلوم ہے کہ صرف روایت مستلزم صحت نہین اور نہ ان کتابون مین (جنمین وہ حدیث ہے) صحت کا التزام ہے اور نہ خاصکر اسحدیث کی سندین جو ان کتابون مین موجود ہین صحیح اور جرح سے بری ہین -

ابو داؤد کی حدیث کی (جو حذیفہ سے مروی ہے) یہہ سند ہے حدثنا محمد بن ابی کثیر انا سفیان عن عمر بن محمد عن عمر مولی غفرۃ عن رجل من الانصار عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل امۃ مجوساً الخ اس سند مین ظاہر ضعف و انقطاع

موجود ہے۔ اسکے راویوں مین عمر مولے غفرہ ضعیف ہے۔ تقریب مین اوسکو ضعیف

عمر مولی غفرة ضعیف کثیر الارسال (تقریب التهذیب صفحہ ۲۸۹)

کہاہو اور بیان کیاہو کہ وہ اکثر حدیث مین ارسال کیا کرتا ہے۔ اسکی سند مین انقطاع یہ ہے

کہ جو شخص حذیفہ سے روایت کرتا ہے اسکا نام نہین لیاگیا۔ صرف رجل من الانصار (ایک آدمی انصاری) لکھاگیا ہے جو راوی کو حذف کردینے کی برابر ہے۔ شرح نخبہ

وانما ذکر التعلیق فی قسم المردود للجهل بحال المحذوف فان قال جمیع من احذف فہم ثقات جاءت مسئلة التعدیل علی الابهام من غیر تسمیة المعدل کما اذا قال حدثنی الثقة من غیر ان یسمیه اختلف فیه بعضهم عندهم یکتفی به وعند الجمهور منهم الخطیب والفقیه ابوبکر الصیرفی لایکتفی به فی التوثیق ولا یقبل حتی یسمی (شرح نخبہ صفحہ ۱۱)

مین لکھاہے معلق کو قسم مردود مین اسلیے ذکر کیاگیا ہے کہ محذوف راوی کا حال معلوم نہین ہوتا اور اگر محذوف راوی کو حذف کنندہ نام لینے کے بغیر ثقہ بھی کہدے تو جمہور محدثین کے نزدیک پھر بھی اسکو ثقہ نہین ماناجاتا جب تک کہ اسکا نام نہ لے۔

اور ابن ماجہ کی حدیث کی (جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے) یہ سند ہے حدثنا محمد بن المصفی الحمصی ثنا بقیه بن الولید عن الاوزاعی عن ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلعم ان مجوس هذه الامة الخ۔ اس سند

محمد بن المصفی بن بهلول الحمصی القرشی صدوق له اوهام وکان یدلس (تقریب التهذیب صفحہ ۳۳۵)

بقیة بن الولید صدوق کثیر التدلیس عن الضعفاء (تقریب التهذیب صفحہ ۵۴)

وحکم من ثبت عنه التدلیس اذا کان عدلا

مین کئی راوی ضعیف ہین از انجملہ محمد بن مصفی ہے تقریب مین لکھاہے کہ یہہ وہمی تہا۔ اور تدلیس (بے سنی وہنے کوسنی ہوئی جتانا) کیا کرتا۔

از انجملہ بقیہ بن ولید ہے یہہ بھی مدلس ہے چنانچہ تقریب مین لکھاہے اور اس روایت کو

ان لا یقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث (شرح نخبہ صہ ۴۲)	وہ ملفظ "عن" لایا ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ مدلس کے لفظ "عن" والی

روایت مقبول نہین ہوتی -

اِن حدیثون کے علاوہ بھی جو اِن کتب مین اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ بھی غوائل جرح سے خالی نہین مگر خوف تطویل اسکی تفصیل سے مانع ہے - اور ہمارے دعوی کی تصدیق کے لیے یہہ دو تمثیلین کافی ہین -

اور جو امام سیوطی یا ابن طاہر نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین اس سے بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی اولا اسلیے کہ یہہ وہی تصحیح و تعدیل بہم ہے جسکا مقبول نہ ہونا شرح نخبہ سے منقول ہو چکا ہے - اسحدیث کی کوئی خاص سند بیان کر کے صحیح بتائی جاتی تو اسمین نظر کیجاتی -

ثانیاً اسلیے کہ صرف سند کے صحیح ہونے سے حدیث صحیح نہین ہو سکتی جب تک متن حدیث کا علت اور شذوذ سے بری ہونا ثابت نہ ہو یہہ امر بھی اِن حضرات کو معلوم اور اونکی تصانیف مین مرقوم ہے اور ہمارے رسالہ کے نمبر ۸ جلد ۸ مین بصفحہ ۲۰۶ باستشہاد کلام ابن الصلاح اس امر کا کامل ثبوت گذر چکا ہے -

(دیکھو مجمع البحار جلد ۳ و تدریب راوی)

بالجملہ ابن طاہر یا امام سیوطی نے جو کچھہ قزوینی یا ابن الجوزی کے جواب مین لکھا ہی اس سے اسحدیث کا (جسمین قدریہ کو مجوس کہا گیا ہے) صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا - گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو -

(دوسرا جواب)

ان سب احادیث کو صحیح مان لین اور پہلی حدیث، (متضمن ذم خوارج) کی طرح صحیح بخاری مین موجود فرض کرلین تو بھی وہ اِن احادیث صحیحہ سے بڑھکر نہ ہونگی جنمین

چوری وزانی سے ایمان کا خارج ہوجانا اور قتل مسلمان کا کفر ہونا اور عورتونکا کافر ہونا اور نسب غیر سے نسب ملانی اور بوقت مصیبت نوحہ کرنے اور غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے بہاگ جانیکا کفر ہونا اور کذب خیانت وعدہ خلافی - ودشنام دہی کا نفاق (چھپا کفر) ہونا اور بے امانت کا بے ایمان اور عہد شکن کا بے دین ہونا - اور قاطع رحم کا بہشت مین داخل نہ ہونا اور باغی کا واجب القتل ہونا ،، بیان ہوا ہے اور جس حالت مین ہمارے سنی بھائی کیا اہلحدیث اور کیا مقلدین مذہب حنفی وشافعی ان احادیث صحیحہ کی تاویل کرتے اور یہہ کہتے ہین کہ ان احادیث مین کفر سے کفر عملی اور ناشکری اور کفر معروف سے چھوٹا کفر مراد ہے اور بے ایمان وبے دین سے ناقص مومن اور ناکامل ودیندار مراد ہے اور بہشت مین داخل نہ ہونے سے اولاً وبلا سزا داخل نہ ہونا مراد ہی وعلے ہذا القیاس اور بنا ءً علیہ وہ ان افعال کے مرتکبین کو کافر خارج از ملت نہین سمجھتے چنانچہ انکے اقوال ان تاویلات کے متضمن مفصل [illegible] ہین اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۸ مین منقول ہوچکے ہین تو پہر ان احادیث مین اگر ان سب کو صحیح اتفاقی مان لین اس قسم کی تاویل سے کون مانع ہے - اور کیون جائز نہین کہ دین و اسلام سے احادیث مذمت روافض وخوارج وغیرہ مین کامل دین مراد ہو - اور خوارج کو دین اسلام سے خارج کرنے اور زیدیہ قدریہ مرجیہ وغیرہ کا دین مین حصہ نہ ہونے سے یہہ مراد ہو کہ وہ اطاعت امام برحق سے خارج ہین اور دین اسلام سے بہرہ کامل نہین رکہتے چنانچہ جمہور علماء اہلسنت حدیث مذمت خوارج کے یہی معنے کرتے ہین اور بناءً علیہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کو اسلام سے خارج نہین سمجھتے -

امام ابوسلیمان خطابی نے شرح حدیث مذمت خوارج مین فرمایا ہے چنانچہ کرمانی نے شرح بخاری مین نقل کیا ہے کہ اس دین سے جس سے خوارج کو خارج کیا گیا ہے

قال الخطابی الدین الطاعۃ ای طاعۃ الامام - (ہامش بخاری ص ۱۰۲۵ عن الکرمانی)

طاعت مراد ہے ۔ یعنے خوارج امام برحق کی طاعت سے خارج ہونگے نہ خارج از ایمان و اصل اسلام ۔

اور امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین انسے نقل کیا ہے کہ علماء اہل اسلام اسپر متفق ہین کہ خوارج باوجود گمراہ ہونے کے مسلمانونکا ایک فرقہ ہے اور وہ سب انکو نکاح (اہل اسلام سے) اور انکے ذبیحون کو جایز و حلال سمجھتے ہین اور انکو کافر نہین کہتے جب تک کہ وہ اصل اسلام (توحید و اقرار رسالت) سے متمسک ہین ۔

قال الخطابی اجمع علماء المسلمین علے ان الخوارج مع ضلالتهم فرقة من فرق المسلمین واجازوا مناکحتهم واکل ذبائحهم وانهم لا یکفرون ما داموا متمسکین باصل الاسلام (نیل الاوطار صفحہ ۱۷۷ جلد ۷)

اور قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ اکثر اہل سنت اصولیونکا یہہ مذہب ہے کہ فرقہ خوارج صرف فاسق ہے (یعنے کافر نہین ہین اور اپر اسلام کا حکم جاری ہے کیونکہ کلمہ شہادت پڑہتے ہین اور نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام پر قائم ہین فاسق اسلیے ہین کہ وہ اپنی تاویل فاسد سے مسلمانون کو کافر کہتے ہین یہی تاویل انکو مسلمانون کے قتل کرنے اور انکا مال لوٹ لینے اور انکو کافر و مشرک بتانے کی طرف کہینچ کر لیجاتی ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ خوارج کی تکفیر کا مسئلہ اہل کلام کے نزدیک اور مسائل کی نسبت مشکل

ذهب اکثر اهل الاصول من اهل السنة الی ان الخوارج فساق وان حکم الاسلام یجری علیهم لتلفظهم بالشهادتین ومواظبتهم علی ارکان الاسلام وانما فسقوا بتکفیرهم المسلمین مستندین الی تاویل فاسد وجرهم ذلک الی استباحة دماء مخالفیهم واموالهم والشهادة علیهم بالکفر والشرک وقال القاضی عیاض کادت هذه المسئلة ان تکون اشد اشکالا عند المتکلمین من غیرها حتی سال الفقیه عبد الحق الامام ابا المعالی عنها

فاعتذر بان ادخال کافر فی الملة واخراج
مسلم منها عظیم فی الدین قال وقد توقف
قبله القاضی ابوبکر الباقلانی وقال لم
یصرح القوم بالکفر وانما قالوا اقوالا
تودی الی الکفر وقال الغزالی فی کتاب
التفرقة بین الایمان والزندقة الذی
ینبغی الاحتراز عن التکفیر ما وجد الیه
سبیل فان استباحة دماء المسلمین المصلین
المقرین بالتوحید خطا والخطاء فی
ترک الف کافر فی الحیاة اهون من
الخطاء فی سفک دم واحد (قسطلانی
شرح بخاری ص ۹۸ جلد ۱۰)

مسئلہ ہے - امام عبد الحق نے امام
ابو المعالی سے یہہ مسئلہ پوچھا تو انہون
نے یہہ عذر کیا کہ کافر کو دین اسلام مین
داخل کرنا اور مسلمانون کو دین سے نکالنا
بڑا بھاری امر ہے - انسے پہلے قاضی
ابو بکر باقلانی نے بھی انکی تکفیر مین
توقف کیا اور لکھا ہے کہ اہل اسلام نے
صاف صاف انکو کافر نہین کہا ایسے
الفاظ کہے ہین جو کفر تک پہنچا دیتے
ہین - اور امام غزالی نے کتاب تفرقہ
بین الایمان والزندقہ مین لکھا ہے
سزاوار یہی امر ہے کہ انکو کافر کہنے سے بچین

جب تک اوسکی طرف راہ پادین کیونکہ نمازی اور توحید کے اقراری مسلمانون
کے خون کو مباح سمجھنا خطا ہے اور ہزار کافر کو زندہ چھوڑنے مین خطا کرنا ایک مسلمان
کی خونریزی سے سہل امر ہے

ان اقوال کو امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار مین نقل کیا اور اسکے بعد کہا ہے

قال ابن بطال ذهب جمهور العلماء
الی ان الخوارج غیر خارجین من جملة
المسلمین قال وقد سئل علی عن اهل
النهروان هل کفروا فقال من الکفر
فروا قال الحافظ وهذا ان ثبت عن علی

کہ امام ابن بطال نے فرمایا ہے کہ جمہور علما
کا یہی مذہب ہے کہ خوارج مسلمانون
سے خارج نہین - ابن بطال نے فرمایا
ہے کہ حضرت علی سے (جنہون نے خوارج
نہروان کو قتل کیا تھا) کسی نے پوچھا

حمل على انه لم يكن اطلع على معتقدهم الذي وجب تكفيرهم عند من كفرهم قال القرطبي في المفهم والقول بتكفيرهم اظهر في الحديث قال فعلى القول بتكفيرهم يقاتلون ويقتلون وتغنم اموالهم وهو قول طائفة من اهل الحديث في اموال الخوارج وعلى القول بعدم تكفيرهم يسلك بهم مسلك اهل البغي اذا شقوا العصا ونصبوا الحرب قال وباب التكفير باب خطر ولا نعدل بالسلامة شيئاً (نيل الاوطار ص ۲۰۷ جلد ۷)

کر کیا یہہ لوگ کافر ہین تو آپ نے فرمایا کہ کفر سے تو وہ بہاگ کر آئے ہین اسکے بعد حافظ ابن حجر نے اسپر ایک اعتراض نقل کیا پہر قرطبی کی کتاب مفہم شرح مسلم سے بعض اہلحدیث کا قائل تکفیر ہونا نقل کرکے قرطبی کا یہہ قول نقل کیا ہے کہ کافر کہنا خطرناک امر ہے اس سے بچنے کے برابر کوئی امر نہیں ہے۔

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ بعض المحدیث کا خوارج کو کافر کہنا کمال تعجب کا محل ہے اور اس امر سے غفلت پر مبنی ہے کہ خوارج وغیرہ اہل ہوا سے کتب حدیث خصوصا اصح الکتب صحیح بخاری مین روایت حدیث موجود ہے اور یہہ بات مسلم کل ہے کہ کافر کی روایت (اُسکی شہادت کی مثل) مقبول نہین اسبات کو امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح کے دیباچہ مین خوب مفصل و مدلل طور سے ثابت کیا ہے پس اگر فرقہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کافر ہوتے تو محدثین انکی روایات اپنی کتب حدیث مین کیون لاتے۔

دیکہو مقدمہ فتح الباری ص ۴۲۹ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱

دیکہو صحیح مسلم ص ۶

ہمارے زمانہ کے اہلحدیث اگر اسی ردی مذہب کو پسند کرتے ہین اور خوارج کو کافر خارج از اسلام جانتے ہین تو پہر وہ اپنے عمل و استدلال مین بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح کا نام نہ لین عمل بالحدیث کرنا چاہین تو اور کتابین تصنیف

کرین جنبین خوارج وغیرہ اہل بدعت سے روایت نہو یا سابق کتب حدیث مین کوئی ایسی کتاب بتادین جسمین روایت اہل ہوا کا دخل نہ ہو اور وہ اُنکے سبھی ضروریات عملیہ و اعتقادیہ کے لیئے کافی ووافی ہو۔ یہہ نہایت نامناسب اور **متناقض** امر ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ موجودہ کتب حدیث کے راویون کو کافر بھی سمجھین اور اُنکی روایات پر اعتماد بھی کرتے رہین ۔

ان جوابات* احادیث متضمن تکفیر اہل بدعت کو پڑہکر امید ہے ہمارے منصف مخاطب

(نوٹ از اڈیٹر اہلحدیث)

* ان جوابات کو جنمین اصلی اور واقعی اہلبدعت کا دین سے خارج نہ ہونا ثابت کیا گیا ہے ہمارے عینی بھائی اہل حدیث جو اپنے علاتی بھائی حنفیہ وغیرہ مقلدین کو بدعتی قرار دیکر دین سے خارج کرتے ہین اور اونکے ایمان واسلام وغیرہ حسنات کو باطل و بے اعتبار ٹہراتے ہین انصاف کی نگاہ سے دیکھین۔ اور یہہ خیال فرمائین کہ جس حالتمین اصلی اور واقعی بدعتی بحکم نصوص نبویہ ومذہب سلفیہ سُنیہ دین سے خارج نہین تو اُنکی تجویزی وفرضی بدعتی کیونکر خارج از دین ہو سکتے ہین

وہ پہلے اپنے فرض وتجویز کو بھی انصاف سے دیکھین کہ وہ کہانتک صحیح ہے۔ اور اس انصاف کے وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید (مجدد مذہب اہلحدیث) کی کتاب مستطاب ایضاح الحق کو سامنے رکھ لین جسمین آپ اپنے زمانہ کے مرتکبین بدعات کو بدعتی کہنے سے روک گئے اور صاف لکھ گئے ہین کہ جن بعض فعلون کو ہمنے بدعت لکھا ہے انکے مرتکبین کو جو سنی ہین کوئی بدعتی نہ کہے۔ آپ کا اصل کلام یہ ہے جو ایضاح الحق مطبوع دہلی کے صفحہ ص۳۵ مین ہے مسئلہ سادسہ باید دانست کہ ہرچند در شرع شریف بسیاری از اعمال واقوال واخلاق را از شعب کفر ونفاق شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر ومنافق بر شخصی خاص ہمین متبادر مے شود کہ عقیدہ کفر ونفاق میدارد ہمچنین باید فہمید کہ ہرچند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت است کہ پارۂ ازان بطریق نمونہ درین مقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت بر شخصی خاص ہمین معنی فہمید

اہل فسق و بدعت کو اسلام سے خارج نکرینگے - اور کسی گناہ یا بدعت (جو صریح کفر معروف نہ ہو) کے سبب اُنکے ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار نہ ٹھہرائینگے

میشود کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت میدارد پس بنابر ارتکاب اقسام باقیہ از بدعت حقیقیہ وجمیع اقسام بدعت حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضے افعال واقوال واخلاق از شعب کفر ونفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین ازان اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در قرآن مجید از احکام کفار ومنافقین وارد شدہ بر صاحب افعال واقوال واخلاق مذکورہ مطلقاً اجرا باید کرد ہمچنین از تعداد اقسام بدعت درین مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند وراہ سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین واہل بدعات از قسم حبط اعمال ایشان وحرمت توقیر ایشان واجتناب از عیادت ایشان واحتراز از مجالست ایشان ومخالطت ایشان وممنوعیت ابتدا بے تحیۃ مع در کلام وسلام با ایشان بر مرتکب قسمے از اقسام مذکورہ مطلق اجرا نمایند حاشا کہ کسی از منصفان حق طلب این راہ افراط وغلو بپیماید نعوذ باللہ من ذلک ۱۲

مولانا مرحوم کی اس کلام پر جو یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قیام مبدء سے حمل مشتق واجب ہوتا ہے یعنے جو شخص کوئی فعل کرتا ہے وہ اسکا فاعل ضرور کہلاتا ہے پھر بدعت کرنے والا کو مبتدع کیون نہ کہا جائے - اسکا جواب ہم اشاعۃ السنۃ مین کئی جگہہ دے چکے ہین (دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۶ و نمبر ۱۰ جلد ۷ وغیرہ) جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ عام خیال ہے شرع نے بہت امور کو کفر کہا ہے پھر انکے مرتکب کو کافر نہین کہا۔

اس کلام اخیر مین جو مولانا مرحوم نے اصلے اہلبدعت کے احکام (ترک سلام و کلام وغیرہ) بیان فرمائے ہین وہ اسی اصول و غرض و نیت پر مبنے ہین جو آنحضرت و صحابہ و تابعین وغیرہ ائمہ کی مہاجرت و ترک مکالمت کی وجہ و غرض بیان کی گئی ہے اور آیندہ بھی بیان ہوگی لہذا یہہ کلام مولا مرحوم ہمارے مقصود کا مخالف اور مدعا مخاطبین کا موافق و موید نہین ہے -

اور ہمارے سوال (مندرج صفحہ ۳۶۳) کے جواب مین صاف اقرار کرینگے کہ جن لوگون سے بعض اعمال بد یا عقائد غلط کے سبب سے وہ یللہ بغض رکھتے ہین انہین بعض

اور جو اس کلام مین بجملہ احکام صلے اہلبدعت حبط عمل کو شمار کیا ہے اس سے یہہ مقصود نہین ہے کہ اصلی اہلبدعت کا ایمان و اقرار اسلام بھی باطل و بے اعتبار ہے بلکہ اس سے اس عمل اہلبدعت کا باطل ہونا مراد ہے۔ جو انہون نے از خود نکالا ہو۔ جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا ہے

من احدث فی امرنا ھذا الیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ صـ ۱۹)

جس نے ہمارے دین مین وہ کام نکالا جو ہمارے دین مین نہین وہ کام مقبول نہ ہوگا۔

یہہ کسی نص سے ثابت نہین ہوتا کہ اہل بدعت کا (اصلی کیون نہ ہون) کلمہ پڑہنا یا کوئی نیک عمل کرنا مقبول نہین ہے۔

اور جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص مدینہ مین کوئی بدعت نکالے

عن علی عن النبی صلعم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل۔ (صحیح بخاری صـ ۲۵۱ و صحیح مسلم صـ ۴۴۱)

یا کسی بدعتی کو جگہہ دے اسپر خدا کی اور فرشتون کی اور تمام لوگون کی لعنت ہے اس سے نہ صرف قبول جائیگا نہ عدل یہہ حبط اعمال اہلبدعت مین نص نہین ہے۔ اسمین صرف و عدل سے صرف نوافل و فرائض ہی کا مراد ہونا متعین نہین ہے جیساکہ ہمارے امی بھائی اہلحدیث اردو تراجم کتب حدیث کی تقلید سے سمجھ رہے ہین۔ و بناءً علیہ بڑی یقین کے ساتھہ اہلبدعت کی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار ٹہراتے ہین) بلکہ صرف و عدل سے اسحدیث مین اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین جنسے حبط اعمال ثابت نہین ہوتا۔

امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام ماندی فرماتے ہین صرف و عدل کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین صرف سے فرض مراد ہے عدل سے

بعض حسنات بھی ہیں جنکی نظر سے وہ بعد حب کے بھی مستحق ہیں پھر ان سے محض بغض اور کلی عناد رکھنا بے شک غلطی ہے اور نصف حصہ حدیث حب للہ وبغض للہ

قولہ لا یقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا قال القاضی قال المازری اختلفوا فی تفسیرھما فقیل الصرف الفریضۃ و العدل النافلۃ وقال الحسن البصری الصرف النافلۃ والعدل الفریضۃ عکس قول الجمھور وقال الاصمعی الصرف التوبۃ والعدل الفدیۃ وروی ذلک عن النبی صلعم وقال یونس الصرف الاکتساب والعدل الفدیۃ وقال ابو عبید العدل الحیلۃ وقیل العدل المثل وقیل الصرف الدیۃ والعدل الزیادۃ قال القاضی وقیل معنی لا تقبل فریضۃ ولا نافلۃ قبول رضی وان قبلت قبول جزاء وقیل یکون القبول ھھنا بمعنی تکفیر الذنب بھما قال وقد یکون معنی الفدیۃ ھھنا انہ لا یجد فی القیمۃ فدا یفتدی بہ بخلاف غیرہ من المذنبین الذین یتفضل اللہ عزوجل علی من یشاء منھم بان یفدیہ من النار بیھودی ونصرانی کما ثبت فی الصحیح (شرح مسلم صـ ۲۲۱)

نقل حسن بصری اسکے برعکس صرف سے نفل عدل سے فرض مراد بتاتے ہیں امام اصمعی کا قول ہے کہ صرف سے توبہ مراد ہے عدل سے فدیہ - یہہ مراد خود آنحضرت صلعم سے مروی ہے امام یونس فرماتے ہیں صرف سے اپنی کمائی عدل سے بدلہ مراد ہے - امام ابو عبید فرماتے ہیں عدل سے حیلہ مراد ہے - کوئی کہتا ہے عدل سے مثل مراد ہے - کوئی کہتا ہے صرف سے خونبہا مراد ہے - عدل سے زیادتی قاضی عیاض فرماتے ہیں بعض اسکے یہہ معنی کرتے ہیں کہ اسکے فرض و نفل خوشی سے قبول نہ ہونگے اگرچہ بطور جزا قبول کیے جائینگے بعض کہتے ہیں کہ نوافل و فرائض کے قبول نہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ اسکے گناہوں کا کفارہ نہ ہونگے - قاضی عیاض نے فرمایا ہے یہاں یہہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ وہ قیامت کے دن فدیہ نہ پائیگا جسکو اپنے بدلہ دے سکے جیسا کہ اور گنہگار مسلمانوں کے (جنپر خدا فضل کرنا چاہیگا) یہود و نصاریٰ فدیہ ہونگے -

کو پس پشت ڈالدیتا ہے

باقی نمبر ۱ جلد ۹ مین

قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے "قاموس مین ہے حدیث مین صرف سے تو یہ مراد ہے عدل

قال فی قاموس الصرف فی الحدیث التوبة والعدل الفدية او هو النافلة والعدل الفريضة او بالعكس او هو الوزن والعدل الكيل او هو الاكتساب والعدل الفدية او الحيلة ومنه فما يستطيعون صرفا ولا نصرا معناه فما يستطيعون ان يصرفوا عن انفسهم العذاب وقال البيضاوي الصرف الشفاعة والعدل الفدية وقال عياض معناه لا يقبل منه قبول رضا وان قبل منه قبول جزاء وقد يكون معنى الفدية لا يجد فی القيمة فداء يفتدی به بخلاف غيره من المذنبين الذين يتفضل الله عز وجل على من يشاء منهم بان يفديه من النار بيهودی او نصرانی كما فی الصحيح - (قسطلانی صفحہ ۳۷۲ جلد ۳)

سے فدیہ یا نفل و فرض اور اسکا عکس - یا صرف سے وزن مراد ہے - عدل سے پیمانہ - یا صرف سے کمائی - عدل سے فدیہ یا حیلہ - اسی معنے کر خدا تعالے نے فرمایا ہے - کہ کفار صرف کی طاقت نہ رکھینگے - یعنے اپنی جان سے عذاب کو پھیر نہ سکین گے - بیضاوی نے لکھا ہے - صرف سے شفاعت مراد ہے - عدل سے فدیہ - اسکے بعد قاضی عیاض کے وہ اقوال نقل کیے ہین) جو کلام امام نووی کے خاتمہ مین منقول ہو چکے ہین - اور جب بشہادت اکابر علماء اسلام و محاورات حدیث و قرآن اسحدیث مین صرف و عدل سے اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین - جنمین حبط اعمال کیطرف اشارہ بھی نہین تو پھر اسحدیث کو حبط اعمال اہلبدعت مین بجز امی و نادان فقیہون کی نص کون کہہ سکتا ہے ؟ -

عن سهل ابن سعد عن النبی صلعم ليردن علی اقوام اعرفهم ويعرفونی ثم يحال بينی وبينهم فاقول انهم منی

اور جو صحیحین کی حدیث حوض کوثر مین آیا ہے کہ میری امت کے بعضے لوگ حوض کوثر میرے پاس آئینگے پھر وہ ہٹائے جائین گے - مین کہونگا -

باقی نمبر ۱ جلد ۹ مین